UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226153
UNIVERSAL
LIBRARY

کتاب ہذا کے تمام حق حقوق بذریعہ ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے رو سے محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۴

عربی سے اردو ترجمہ کتاب

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

طہارت القلوب والخضوع لعلام الغیوب

تصنیف لطیف

جناب سیدی عبد العزیز الدیرینی رحمۃ اللہ علیہ

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین و ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ــــــــــ بازار کشمیری

لاہور نے

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی خاطر بصرف

زر کثیر با محاورہ عربی سے اردو ترجمہ کرا کر

انڈین سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو رادھا کشن کے چھپوائی

تصوف کی سراپا رحمت بے نظیر قابل دید کتابوں کا لاجواب سلسلہ

عین الفقر

یہ کتاب پر از اسرار الٰہی عاشقوں کی جان صوفیوں کا ایمان حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلےٰ تصنیفات سے ہے اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں ان کا فرض ہے کہ اس دُرِ بے بہا کو خرید کر حرز جان بنائیں۔ خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے قیمت ... عہ

مجالستہ النبی

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس میں بھی حضرت نے نہایت عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبان خدا و عاشقان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے احسان عظیم فرمایا ہے جو خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت ... ۲ر

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے اور طالبان مولےٰ کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے۔ قابل دید و نایاب کتاب ہے ... قیمت .. ۲ر

حجت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا بصرف زر کثیر نہایت عمدہ ترجمہ کرایا گیا ہے اسمیں بھی حضرت نے طالبان مولا پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے ... قیمت .. ۲ر

کلید التوحید

یہ رسالہ سراپا برکت تصنیف لطیف حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں دعوےٰ کیا ہے اگر کوئی شخص اس سراپا رحمت رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے اگر بےعلم ہو تو عالم یا مفسر ہو اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے۔ اگر فقیر ہو تو غنی بنے مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ گنجینہ اسرار الٰہی بحکم خدا (الہام) اور بمنظوری جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم لکھا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا ہے۔ خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے ... قیمت ۲ر

محک الفقرا

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف سے ہے اور طالبان مولا کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کرایا گیا ہے۔ بس قابل دید و نایاب کتاب ہے۔ قیمت ... عہ ۱۲

نور الہدےٰ

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے نہایت قابل دید کتاب ہے۔ قیمت .. ۴ر

ملک فضل الدین و ملک چنن الدین و ملک تاج الدین کشمیری تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ کوچہ چیلیاں بازار کشمیری لاہور

اُردُو ترجمہ کتاب

طہارت القلوب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اپنے زمانہ کے عالم اور اپنے وقت کے یکتا۔ سلف صالحین کے بقیہ عالم و امام شیخ ضیاء الدین عبدالعزیز بن احمد بن سعید الدیرینی نے (راضی ہووے اللہ تعالیٰ اس سے۔ اور اس کا گھر جنت میں بناوے اور ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اُس کی اور اُس کے علوم اور خلوت و جلوت کی برکتوں سے دین و دُنیا اور آخرت میں نفع دے) کہا ہے سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو لغات بننے سے پہلے ہی اپنے اسماء حسنیٰ میں یکتا ہے اور اپنی صفات محمودہ میں اپنی شان عظیم کے ساتھ یگانہ ہے۔ طالب رغبت و طلب سے اُس کے شیدا ہیں۔ اور عاشق شوق و طرب سے اُس کے ذکر کے فریفتہ ہیں۔ اور عبادت کرنے والے عبودیت اور بندگی سے اُس کی خدائی کے قائل ہیں۔ جو اپنے تمام اوصاف خداوندی میں یکتا ہے۔ اور وہی معبود برحق ہے۔ وہ اول و ازلی ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں۔ اور اول ہی سے عنایت فرمانے والا ہے۔ وہ آخر ابدی باقی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور آخرت میں بخشش اور احسان اور کفایت اور رعایت سے فضل کرنے والا ہے۔ وہ ملک اور ایجاد و اختراع پر قادر ہے۔ وہ مالک و متصرف ہے۔ کوئی اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ وہ قدوس اور تمام آفات سے بری ہے۔ وہ سبوح اور منزہ اور اُس کی تمام لغات میں تسبیح ہوتی ہے۔ وہ سلام اور مخلوقات کے نقصانوں سے بچا ہوا ہے۔ اور ایمانداروں اور نیکو کاروں پر سلامت اور سلام سے فضل کرنے والا ہے۔ وہ حمد دید ہے جس کے مشابہ کوئی مخلوق نہیں۔ وہ اغیار سے غنی ہے اور کوئی جہت اُس کو حاوی نہیں ہے۔ وہ قیوم اور مدبر

ہے جو اپنی قدرت سے زمین اور آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے۔ وہ واحد ہے۔ اور کوئی اس کے ملک و افعال میں شریک نہیں۔ وہ احد ہے اور اس کی صفات کمال میں کوئی اس کا نظیر نہیں۔ وہ وتر اور فرد ہے جس کے جلال میں کوئی اس کا ہمنام نہیں ہے۔ وہ حمید اپنی صفات کمال سے محمود ہے۔ وہ حی ہے جس کی حیات کو کوئی زوال نہیں۔ وہ اپنے علم قدیم سے عالم ہے نہ ضروری اور استدلالی ہے۔ وہ علیم و خبیر و واسع و محصی اور احوال باطن پر محیط ہے۔ وہ مومن ہے جس کی ذات اپنے علم و قول و اخبار میں صادق ہے۔ وہ مہیمن اور شہید ہے جس کی ذات پاک خلقت کی شہادت سے پہلے ہی اپنی وحدانیت پر شاہد ہے۔ وہ اپنی مخلوقات میں سے صادقین کے صدق کو جاننے والا ہے۔ وہ شاہد ہے جس کی علم و رویت سے کوئی شئے مخفی نہیں۔ وہ سمیع ہے بغیر کان لگانے کے اور چپ رہنے کے۔ وہ بصیر ہے بغیر اعضاء کے اور التفات کے۔ وہ رقیب ہے جس سے بندوں کا کوئی فعل پوشیدہ نہیں۔ وہ تمام موجودات سے اپنے علم کے ساتھ اور اپنے دوستوں سے باطنی قُرب کے ساتھ قریب ہے۔ وہ حفیظ ہے جس کو سہو و نسیان لاحق نہیں ہوتا۔ وہ حافظ ہے اور جس کی وہ حفاظت کرتا ہے۔ اس پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ایسی قدرت قدیمہ کے ساتھ قادر ہے۔ جس کے ساتھ تمام اعیان و آثار کو ایجاد کیا ہے۔ وہ قدیر، مقتدر، قوی، متین، قاہر، قہار ہے۔ اور اپنے ارادۂ قدیم کے ساتھ جو کچھ چاہے کرنے والا ہے۔ اور اپنی حکمت کے ساتھ جس طرح چاہے اور جسے چاہے مقدم و مؤخر کرنے والا ہے۔ اور تمام خیر و شر اور نفع و ضرر اور ایمان و کفر اور نفع و نقصان اُسی کی قضاء اور ارادہ سے ہے۔ وہ رحمٰن و رحیم اور رؤف کریم اور رمبو، حلیم اور ودود و غفور و غفّار اور عفو اور جلیل و جبّار ہے۔ اس کی رحمت و رأفت و نیکی اور احسان اور انعام کو چاہتی ہے اور اس کی دوستی اور محبت قُرب اور عزت کو چاہتی ہے۔ اور اُس کی مغفرت قصوروں کو ڈھانپنا چاہتی ہے۔ اور اُس کا عفو برائیوں کے نشان کو مٹانا چاہتا ہے اور اس کا صبر و حلم عذاب میں تاخیر چاہتا ہے اور اس کا جمال و احسان تمام بھلائیاں چاہتا ہے۔ وہ اپنی ایسی قدیم و ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جس کے مانند کسی مخلوق

کی کلام نہیں۔ اسی کلام کے ساتھ نیکیوں کا امر کرتا اور برائیوں سے منع کرتا ہے۔ اور خوشخبری دیتا اور ڈراتا اور وعدہ و وعید دلاتا اور خبر دیتا ہے۔ اور قرآن اُس کی کلام قدیم ہے۔ اور مخلوق نہیں جو کچھ زمانہ کے بعد فانی ہو جائے۔ اور نہ ہی مخلوق کی صفت ہے کہ قلبیں اس کو فنا کر سکیں۔ اس مہیمن علام کی صفات وہم کے احاطہ سے برتر ہیں۔ اس کی کلام زبانوں سے پڑھی جاتی ہے اور مصحفوں میں لکھی ہوئی اور سینوں میں محفوظ ہے۔ اور اُس کی صفات کے ساتھ کسی اور کے وصف بیان نہیں کئے جاتے۔ اور نہ ہی زمانہ کے حوادث ان کو بدلا سکتے ہیں۔ وہ شکور ہے جو اپنے قول سے نیکو کاروں کی تعریف کرتا ہے اور شکر کرنے والوں کو اپنے احسان اور بخشش سے جزا دیتا ہے۔ وہ باری اور مصور ہے بغیر مثال کے۔ وہ بدیع اور مبتدع اور مبدئ اور فعال اور متفضل اور وہاب اور سوال سے اول نعمتیں بخشنے والا ہے۔ وہ رزاق اور بغیر کسی حیلہ کے رزق عطا کرنے والا ہے۔ وہ فتاح اور مشکل اسباب کو آسان کرنے والا ہے۔ اور قیامت کے دن جھگڑا کرنے والوں کے درمیان اپنی حکمت سے فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ قابض اور باسط ہے یعنی ارواح کو وقت مقررہ کے ختم ہو جانے پر قبض کرنے والا اور اعمال کے پیش کرنے کے لئے قبروں سے جی اُٹھنے کے وقت بدنوں میں اُن کو پھر ڈال دینے والا ہے۔ اور رزقوں کو قبض کرتا اور عدل سے تنگ کرتا ہے۔ اور اپنی نعمتوں کو عام کرتا اور اپنے فضل سے اُن کو فراخ کرتا ہے۔ اور جانوں کو غم و رنج سے قبض کرتا ہے اور سرور اور خوشی سے خوش کرتا ہے۔ وہ خافض اور رافع ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت کے ساتھ قدر بلند کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ذلت و خواری اور انتقام سے پست کرتا ہے۔ اور حق اور اس کی دلیل کو بلند کرتا ہے اور باطل اور اُس کے راستہ کو پست کرتا ہے۔ اور اپنے عہد کے نگاہ رکھنے اور دوستی کے نباہنے اور نرمی سے کام لینے اور وعدہ کو سچا کرنے سے اپنے دوستوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کو اپنی بارگاہ سے دور اور مردود کرنے اور ہانکنے سے پست و ذلیل کرتا ہے۔ وہ حَکَم اور اپنے تمام احکام میں عادل ہے۔ وہ اپنے بندوں پر لطیف اور عزت و اکرام سے مہربانی

فرماتا ہے۔ وہ حبیب اور اپنے دوستوں کے لئے کافی ہے۔ اور عاجزوں اور بیچاروں کی دعا کو جب وہ اسے پکاریں قبول کرنے والا ہے۔ وہ پیغمبروں اور موتوں کو بھیجنے والا ہے۔ وہ وکیل اور اس شخص کے کام کا متولی ہے۔ جو مصیبتوں میں اُس کی طرف رجوع کرے۔ وہ ولی اور ناصر ہے۔ اس شخص کا جو اُس کی طرف منہ کرے وہ مبدئ اور معید اور محی اور ممیت ہے اور اس کے سوا کوئی اور پادشاہ نہیں ہے وہ توّاب اور اپنے بندوں کو معصیت کے گڑھے سے نکال کر بساط قرب کی طرف پرتانے والا ہے۔ وہ مقسط اور اپنے تمام حکموں میں عادل ہے۔ وہ اپنے نافرمانبرداروں اور منکروں سے بدلہ لینے والا ہے۔ وہ ہادی ہے۔ اور اُسی کی ہدایت سے مومن اس کو ایک جانتے اور اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ نور ہے۔ جس کی ہدایت سے اُس کی معرفت ظاہر ہوئی ہے۔ اور وہ مومنین کے دلوں کو انوار ولایت سے روشن کرنے والا ہے۔ وہ رشید اور مرشد ہے اس شخص کے لئے جس کو اپنی طرف بلاتا اور ہدایت دیتا ہے۔ وہ غنی ہے اور جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور کفایت کرتا ہے۔ وہ مانع ہے اور اپنی حفاظت اور عنایت سے بلا کو ٹالتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے امتحان اور آزمایش سے عطا کو روکتا ہے۔ وہ جسموں کے اجزا کو بوسیدہ ہو جانے کے بعد جمع کرنے والا ہے۔ وہ معزّ اور مذلّ ہے اور جس کو وہ عزت دے۔ وہی شریف اور بلند رتبہ ہے۔ وہ علی اور اعلیٰ اور متعال ہے۔ اور اُسکی بلندی تعظیم وجلال کی بلندی ہے۔ وہ عظیم اور کبیر اور اکبر اور متکبّر ہے۔ اور اس کا کبریا اس کے قہر وکمال کی وصف ہے۔ وہ مجید اور رفیع ہے جس کو وہم وخیال ادراک نہیں کر سکتے۔ وہ ظاہر ہے جس کو اُس کی صنعت سے عقلیں پہچانتی ہیں۔ وہ باطن ہے جس کی بے نیازی کو معلوم کرنے کے لئے کوئی راہ نہیں۔ وہ جبار ہے۔ جس کے جلال کو عقلیں احاطہ نہیں کر سکتیں۔ وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے۔ اور اپنے افعال میں سے جس فعل پہ چاہتا ہے۔ ان کو لگاتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ان کے احوال کو درست کرنے سے فضل کرنیوالا ہے۔ وہ عزیز ہے۔ جس کا کوئی ضد اور شبیہ نہیں۔ وہ غالب اور عزت

بخشنے والا ہے اس شخص کو جو اس سے دوستی لگائے۔ وہ جلیل ہے جس کے جلال میں عارفوں کی عقلیں دنگ ہیں۔ اور اس کی تعریف میں وصف کرنے والوں کی زبانیں گونگی ہیں۔ پس وہ اس کے جلال اور جمال کے درمیان خوش رہتے اور اُس کی ہدایت کے نوروں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی مضبوط رسّی سے پنجہ مارتے ہیں اور جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی حق اور صاف بیان کرنیوالا ہے۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں اس بات پر کہ اُس نے ہم کو اپنی معرفت عطا کی۔ اور بڑی اعلےٰ نعمت سے سرفراز کیا۔ ایسی گواہی سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی نعمت اور عطا شمار کیا ہے اور قیامت تک اس کو وسیلہ بنایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں مگر وہی اللہ جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ تعالےٰ کے بندہ اور اس کا برگزیدہ رسول ﷺ ہے جس کے آنے سے سینوں کی بیماریاں دور ہوگئیں۔ اور شفا حاصل ہوگئی۔ اُس پر اور اُس کی آل و اصحاب پر جو ہدایت کے چراغ ہیں اللہ کی طرف سے دائم اور پے در پے اور ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو +

اما بعد۔ اس کتاب میں چند فصلیں ہیں۔ اس سے وہی شخص نصیحت حاصل کریگا۔ جو اس کی طرف قبولیت کے کان لگائیگا۔ اور اس سے وہی شخص نفع پائیگا۔ جس کا دل اس باغیچہ کی طرح ہوگا۔ جو بارش اور شبنم سے تر و تازہ ہو۔ میں نے اس کتاب کو آیات مفسرہ اور معتبر اور مؤثر حدیثوں اور عجیب عجیب وعظ سے بھرے ہوئے خطبوں اور سلف صالحین کے منقولہ کلموں اور عاملین اماموں کی کتابوں کی نظم و نثر سے جمع کیا ہے۔ اور اس کا نام طَهَارَتُ الْقُلُوْبِ وَالْخُضُوْعُ لِعَلَّامِ الْغُيُوْبِ رکھا ہے۔ اور یہ نام میں نے اس لئے رکھا ہے۔ کہ جب میں اس کتاب کو پورا کرچکا تو خواب میں دیکھا کہ یہی نام موٹے خط سے اس پر لکھا ہوا ہے۔ پس یہی نام رکھ دیا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو ایسے راستہ پر چلائے جو ہم کو اُس کی طرف پہنچائے۔ اور اپنی بارگاہ کے لئے حسن ادب عطا فرماوے۔ اور ہمارے مقصود کو

اور ارادوں کو خالص اپنے لئے ہی بنائے۔ بیشک وہی۔ سُننے والا اور جاننے والا ہے

پہلی فصل۔ ایمان میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنی مصنوعات کے صفحوں میں اپنی معرفت کی روشن دلیلیں تحریر کیں۔ اور اپنی محکم آیات بینات سے حق کو باطل سے جدا کیا۔ وہ بغیر ابتداء کے موجود ہے۔ اور ہمیشہ ہی سے ازلی اوّلی ہے۔ وہ سب اوّلوں سے اول اور بغیر نہایت کے باقی ہے۔ اور ہمیشہ ہی کے لئے ابدی ہے اور وہ سب فناء ہو جانے والوں کے بعد پیچھے رہنے والا ہے۔ وہ واحد و قدوس ہے۔ جس کا کوئی شریک اور مثل نہیں ہے۔ وہ حی و علیم و قدیر و مدبّر و خبیر و سمیع بصیر اور متکلم اور اپنے قول میں سچا ہے۔ اُس کی صفات قدیمہ ہیں جو نقل و عقل سے ثابت ہیں جس نے اس کو معطل سمجھا وہ بیہودہ خیالات پکاتا ہے۔ اور اوصاف حدوث سے اس کا پاک ہونا روشن دلیل سے ہر ایک کو معلوم ہے۔ جس نے اس کو کسی چیز کی مانند سمجھا وہ سراسر باطل ہے۔ بھلا قدیم ازلی حادث زائل کے ساتھ کیسے مانند ہو سکتا ہے یا صفت اپنی صانع کے مشابہ کیسے ہو سکتی ہے۔ یا افعال اپنے فاعل کا کسطرح کر سکتے ہیں نہ آنکھیں اس کا ادراک کر سکتی ہیں نہ فکر اُس کی مثال بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی عاقل کی عقل اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ لوگوں کے وہم تھک گئے اور فہم حیران ہو گئے۔ لیکن اُس کی معرفت کے سمندر کا کنارہ معلوم نہ ہوا۔ پس بہتر یہی ہے کہ سر تسلیم اُس کے آگے جھکائیں۔ اور ادب یہی ہے کہ اس امر کو اُس کے حوالہ کریں۔ جو ہم سے زیادہ اعلم ہے۔ کیونکہ ہمارا عجز واقع ہے اور حصر حاصل ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کے باطنوں کو اپنے ذکر سے منوّر کیا۔ اور اُن پر اپنا بڑا فضل و احسان عام فرمایا۔ پس وہ اس کے دروازے سے دور نہیں ہوتے اور بساطِ قرب پر ناز و نعمت سے رہتے اور خوشی سے بسر کرتے ہیں۔ اور اُن کے دم اُس کے ذکر سے آتے جاتے ہیں۔ اور اندھیری راتوں میں جبکہ لوگ غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہیں۔ اُس کے ذکر اور خدمت سے اُنس پکڑتے ہیں۔ کیسی ہی

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنی عطا و بخشش کو اپنی خلق کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور وہ اپنے احکام میں عادل ہے۔ وہ محتاجوں کو ہر دم اپنی بخشش و نعمت کی طرف بلاتا ہے اور ہر رات فرماتا ہے کہ کوئی ہے مجھ سے بخشش مانگنے والا۔ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنیوالا۔ میں اُس کے لمبے چوڑے وافر و کامل فضل پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس کے کرم پر اس بندے کا سا بھروسہ کرتا ہوں جو سب طرف سے منہ موڑ کر اُسی کے دروازہ کا ملازم ہو رہے۔ واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک لہٗ وہ ایسا مالک ہے کہ اس کے ملک کے خزانے بخشش سے کچھ کم نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی حاجتیں انکو ختم کر سکتی ہیں۔ واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔ ایسا رسول ہے جس کو اُس نے تمام قبیلوں میں سے شریف قبیلہ سے منتخب کیا۔ اور سب قسم کی اعلےٰ و اکمل فضیلتوں سے آراستہ کیا۔ اور اس کی تابعداری کو بڑا اعلےٰ وسیلہ بنایا۔ صلے اللہ علیہ و علےٰ آلہ و اصحابہ وسلم بالغدو والاصال ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ہ (ترجمہ) مومن وہی لوگ ہیں کہ جب اُن کے پاس اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں اُن کے پاس پڑھی جائیں تو ان کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس جگہ ایمان سے مراد تصدیق ہے۔ پس مومن وہ ہے جس نے تصدیق کی کہ اللہ تعالےٰ ہی معبود برحق ہے۔ وہ اوّل و آخر اور ظاہر و باطن اور قدوس و صمد اور واحد و احد اور حیّ و علیم اور قدیر اور مدبّر و سمیع و بصیر ہے اور اپنی کلام قدیم سے متکلم ہے جو حد و اندازہ سے باہر ہے۔ وہ ملک و فعّال ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جس نے تصدیق کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کتابوں کو نازل کیا۔ اور رسولوں کو بھیجا۔ اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور کریگا۔ اور جو کچھ رسول لائے ہیں سب کچھ حق ہے۔ یہی اصل ایمان ہے۔ اور بقدر طاقت اس کا اقرار کرنا فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعید سے ڈرنا اور اُس کے وعدہ کی اُمید رکھنا اور اُس کے جلال کی تعظیم اور اس کے امر کو بجالانا اور محرمات سے

بچنا اور اُس کے احکام ادا کرنے پر صبر کرنا اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔ اور ہر دم اُسی کا محتاج رہنا۔ اور اس بات میں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہٹائے۔ زہد اختیار کرنا۔ اور اسی پر توکل کرنا۔ اور اسی کا شوق و محبت لگانا۔ اور اُس کی قضاء پر راضی رہنا۔ اور عمل میں اُسی کے لئے خالص نیت کرنا۔ اور اللہ کے معاملہ میں دل سے صدق برتنا۔ اور نفس کا محاسبہ کرنا۔ اور اُس کی نعمتوں میں فکر اور مراقبہ کرنا اور اس سے حیا کرنا وغیرہ وغیرہ سب صفات محمودہ اس ایمان کا ثمرہ و نتیجہ ہیں؛

جاننا چاہئے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے ثمرات کے تفاوت کے اندازہ سے اس کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی دل کی بیداری اور ذکر کے اندازہ کے موافق زیادہ ہوتا ہے۔ اور دل کی غفلت اور نسیان کے موافق کم ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کوئی زانی زنا نہیں کرتا درانحالیکہ وہ مومن ہو۔ اور کوئی شرابی شراب نہیں پیتا ایسے حال میں کہ وہ مومن ہو۔ کیونکہ معصیت کی حالت میں وہ اللہ تعالےٰ سے غافل اور اس کی عبادت سے خالی ہے اسی واسطے اس کا ایمان ناقص ہے۔

اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالےٰ کے اوامر کا تابعدار ہونا اور اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالےٰ کی طاعت واجب ہے۔ پس جس نے دل سے تصدیق کی اور اعتقاد کیا کہ اللہ تعالےٰ کی طاعت واجب ہے۔ اور اس کو بندگی کرنے کی توفیق حاصل نہ ہوئی۔ تو وہ مومن مسلم گنہگار ہے۔ اور اس کا ایمان ناقص ہے۔

اور احسان سے مراد کمال ایمان ہے اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کو بجا لائیں۔ اور جس سے منع کیا ہے۔ اُس سے ہٹ جائیں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو سمجھا رہے تھے۔ کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے

اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور اس کے دیدار اور قیامت کے دن جی اُٹھنے کا ایمان لائے۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ اسلام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کرے۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ اور نماز فرضی کو قائم کرے۔ اور زکوٰۃ کے فرض کو ادا کرے اور رمضان میں روزہ رکھے۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو یہ خیال کرے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس بارہ میں پوچھنے والا مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ لیکن جب لوگ اس کو پکڑنے لگے کہ آپ کی خدمت میں لائیں تو اُنہوں نے کسی شخص کو نہ دیکھا۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا۔ اس لئے آیا تھا۔ کہ لوگوں کو دین سکھائے +

حضرت عثمان بن عفان رضؓ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ایسے حال میں مرا۔ کہ وہ جانتا ہے۔ کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں ہے (یعنی توحید پر مرا) تو وہ جنت میں داخل ہوگا +

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ جس شخص نے گواہی دی کہ بندگی کے لائق اللہ تعالےٰ ہی ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ تعالےٰ اُس پر دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے +

حضرت عتاب بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص گواہی دے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں۔ وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا +

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضؓ سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ مجھے اسلام کے بارہ میں کوئی ایسی بات فرمائیں۔ کہ پھر آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی حاجت

نہ رہے۔ آپ نے فرمایا کہ اٰمَنْتُ بِاللہِ۔ پھر اس پر استقامت اختیار کر۔

حضرت انس رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں۔ اس میں ایمان کی حلاوت ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو سب چیزوں سے پیارا ہو۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے محبت نہ لگائے مگر خالص اللہ ہی کے لئے۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ تعالی نے اس کو کفر سے نکال لیا تو پھر اُس کو کفر میں جا پڑنا ایسا بُرا معلوم ہو جیسے کہ اُس کو آگ میں گر پڑنا بُرا معلوم ہوتا ہے۔

نیز حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ ایماندار نہ ہو گا۔ جب تک وہ اپنے ہمسایہ یا اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں۔ سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنے ان سب سے رستہ سے کانٹا دور کرنا۔ اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی پانچ بناء ہیں۔ خدا تعالے کو ایک جاننا اور نماز قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یارو مجھے کوئی ایسا درخت بتلاؤ۔ جو مسلم آدمی کی مانند ہو۔ اور جس کے پتے نہ گرتے ہوں۔ اور ہر وقت اللہ تعالے کے حکم سے پھل دیتا ہو۔ سب یار خاموش رہے۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ وہ نخلہ یعنی درخت کھجور کا ہے۔ اور اسی حدیث کی تائید میں اللہ تعالے کا یہ فرمان ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً (کیا نہیں دیکھا تو نے کہ کس طرح اللہ تعالے نے مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ یعنی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ (پاک درخت کی طرح ہے) یعنی کھجور کے درخت کی طرح ہے۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ (اس کا اصل ثابت ہے)

جس طرح توحید کی جڑ دل میں ثابت و برقرار ہوتی ہے وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (اور اُس کی شاخ آسمان میں ہے یعنی بہت بلند ہے) اسی طرح ایمان کی شاخ یعنی عمل صالح اور ایمان ہے جو آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (عمل صالح اس کو بلند کرتا ہے) اور جس طرح نخلہ کے پتے نہیں گرتے اسی طرح مومن کا ایمان بھی اہل باطل کی ہواؤں کے چلنے سے نہیں بدلتا۔ اور مومن نخلہ کی طرح شریف المونث ہے کہ نخلہ جب شاخیں نکالتا ہے۔ تو بہت کثرت سے نکالتا ہے اور جس قدر شاخیں نکالتا ہے۔ اسی قدر پھل دیتا ہے۔ اور مومن کا بھی یہی حال ہے کہ جب اُس کو ادب سکھائیں مؤدّب بن جاتا ہے اور جب اس کو تہذیب سکھائیں مہذب بن جاتا ہے۔ اور مومن نخلہ کی طرح خفیف المونث ہے کہ نخلہ جب کسی لکڑی پر پڑے تو اُس کو توڑتا نہیں ہے۔ اور وہ خوشبو کھاتا اور خوشبو دیتا ہے۔ اور مومن کا بھی یہی حال ہے کہ حلال کھاتا ہے۔ اور اس سے اعمال صالحہ صادر ہوتے ہیں جس طرح نخلہ کا لعاب صاف ہے اور اس کا پینا شفا دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کا دیکھنا بھی شفا ہے اور اُس کی نصیحت دوا ہے۔ اور اُس کے کلام کرنے سے پہلے اس کے دیدار ہی سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر وقت اس سے بھلائی ظاہر ہوتی ہے اور بُرائی اس سے شاید ہی کبھی ظاہر ہوتی ہے ؛

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مومن کے کلام کم اور اس کا عمل بہت ہوتا ہے اور منافق کی کلام بہت اور اس کا عمل تھوڑا ہوتا ہے ؛

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ مومن کے چہرے میں خوشی اور اُس کے دل میں غم اور اس کا سینہ فراخ ہوتا ہے اور اپنے نفس کو چھپاتا اور ہر ایک بُرائی سے جھڑکتا اور ہر بھلائی کا امر کرتا ہے۔ نہ کسی سے کینہ رکھتا ہے۔ اور نہ کسی سے حسد کرتا ہے نہ اکڑتا ہے نہ کسی کو گالی نکالتا ہے۔ رفعت کو بُرا جانتا اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ ہمیشہ غم و الم میں رہتا ہے اور خاموشی کو پسند کرتا اور وقت کو عزیز جانتا ہے۔ نہ فخر کرتا ہے نہ کسی کی پردہ دری کرتا ہے۔ اس کی ہنسی تبسّم اور اس کی سمجھ تعلّم ہوتی ہے۔ نہ بخل کرتا ہے نہ جلدی کرتا ہے نہ تنگی کرتا ہے نہ جہالت ظاہر کرتا ہے۔ نہ جلدی کرتا ہے نہ تیزی۔ نہ کسی سے سختی کرتا ہے نہ درشتی۔ اور نہ کسی سے جھگڑتا

ہے۔ اگر غضب میں آئے تو اعتدال سے رہتا ہے۔ اور اگر کوئی اس سے مدد طلب کرے۔ تو اس کا ساتھی ہوتا ہے۔ اور دوستی میں خالص اور عہد کا پکا اور وعدہ وفا اور مشفق اور ملنسار اور حلیم و بردبار ہوتا ہے۔ فضول کلام کم کرتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ سے راضی اور اپنی حرص و خواہش کا مخالف رہتا ہے۔ اور جو اس کو ایذا دے اُس پر سختی نہیں کرتا۔ اور لایعنی اور بیفائدہ کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا ایذا پہنچائے تو وہ کسی کو گالی نہیں دیتا۔ اور اگر وہ کسی سے کچھ مانگے اور وہ نہ دے تو غصہ میں نہیں آتا۔ اور کسی کی مصیبت پر خوش نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرتا ہے۔ ہشاش بشاش رہتا ہے۔ نہ فحش بکتا ہے نہ کسی سے دغا کرتا ہے۔ اور غصہ کو پی جاتا ہے۔ بڑا باریک بین ہوتا ہے اور بڑا ڈرتا ہے۔ یہی سچا مومن ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ مومن نکیل ڈالے ہوئے اُونٹ کی طرح ہے۔ کہ اگر اس کو ہانکیں تو چل پڑتا ہے۔ اور اگر اس کو آگ پر بٹھائیں تو بیٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح مومن کا حال ہے کہ جب اُس کو بھلائی کی طرف بلائیں تو بڑی سہولت سے قبول کر لیتا ہے جیسے کہ نکیلدار اونٹ جھٹ کہا مان لیتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

خِیَانَۃُ اَھْلِ الْحُبِّ اَنْ یُّظْهِرُوا الشَّكْوٰی وَصِدْقُهُمْ فِی الْحُبِّ اَنْ یَّکْتُمُوا الْبَلْوٰی

وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ ھِجْرَ الْحَبِیْبِ کَوَصْلِهٖ فَمَا ذَاقَ مِنْ طَعْمِ الْغَرَامِ سِوَی الدَّعْوٰی

(ترجمہ) عاشقوں کی خیانت یہی ہے کہ وہ اپنے معشوق کا گلہ کریں۔ اور ان کے صدق محبت کی علامت یہ ہے کہ تکلیف و رنج کو چھپائیں۔ اور جس نے دوست کی جدائی اور وصل کو یکساں معلوم نہیں کیا۔ اس نے ابھی عشق کی لذت نہیں چکھی۔ وہ صرف زبانی دعوے کرتا ہے۔ اور جس طرح نکیل والے اُونٹ کو جب آگ پر بٹھائیں بیٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی اپنے مولیٰ کے دروازے پر مقیم اور اُس کی تکلیفوں پر صابر رہتا ہے جس طرح کسی کہنے والے نے کہا ہے۔ شعر

وَمَا زَالَ بِیْ شَوْقِیْ اِلَیْكَ یَقُوْدُنِیْ یُذَلِّلُ حَتّٰی کُلُّ مُمْتَنِعٍ صَعْبٍ

اِذَا کَانَ قَلْبِیْ سَائِرًا بِزِمَامِہٖ فَکَیْفَ بِجِسْمِیْ بِالْمُقَامِ بِلَا قَلْبٍ

(ترجمہ) شوق مجھے ہر دم تیری طرف کھینچتا رہا۔ اور میرے راہ سے تمام مشکلوں اور

سختیوں کو آسان کرتا رہا۔ بھلا جب دل شوق کی باگ سے کھچا جا رہا ہو۔ تو پھر دل کے بغیر میرا جسم کس طرح قیام کر سکے ؟

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میرا گذر بعض جبال پر ہوا۔ میں نے ایک شیخ کو دیکھا جو اندھا اور بہرہ تھا اور اُس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ اور وہ اس طرح کہہ رہا تھا۔ اے میرے اللہ۔ اے میرے سید۔ تو نے اعضاء سے مجھے فائدہ دیا۔ جب تک چاہا۔ اور ان کو تو نے پھیر لیا جب چاہا۔ اور تو نے مجھے اپنے بارے میں حسن ظن عطا کیا۔ اے احسان و نیکی کرنے والے۔ اے میری مدد کو پہنچنے والے۔ عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا۔ کہ اس پر اللہ تعالےٰ کا کونسا احسان ہے اور کونسا وصل ہے۔ تو اُس نے کہا اے جھوٹے آ میں تجھے بتاؤں۔ کیا اُس نے مجھے ایسا دل نہیں دیا جو اس کو پہچانتا ہے۔ اور ایسی زبان نہیں دی جو اس کا ذکر کرتی ہے۔ اور یہی دونوں جہان کی نعمت و سعادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ الخ (وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر اُنہوں نے استقامت اختیار کی۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں) کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے اپنی زبانوں سے کہا پھر استقامت کی۔ اور پھر اپنے دلوں سے تصدیق کی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر طاعت سے تصدیق پر استقامت کی۔ حتےٰ کہ مومن بن کر مر گئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے ایمان سے کہا۔ پھر طاعت اور احسان سے استقامت اختیار کی۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی ہے۔ اور اعمال صالحہ اُس کے دندانے ہیں۔ پس جس کے پاس کنجی بھی ہو۔ اور دندانے بھی ہوں۔ تو اس کے واسطے دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے اس قول میں قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن کہو کہ تم اسلام لائے ہو) وہ لوگ منافق تھے۔ جو ظاہری ایمان لائے تھے۔ اور دلوں میں تصدیق نہ کی تھی۔ پس جب اُنہوں نے ایمان کا دعوےٰ کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے اُن کو جھوٹا ثابت کیا۔ اور اس طرح فرمایا۔ وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (جب تک ایمان تمہارے دلوں میں نہ داخل ہو)

پھر مومن کی وصف بیان کی اور یوں فرمایا۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ (مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور پھر کچھ شک نہ کیا۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ صادق ہیں)۔

اور کہا گیا ہے کہ ایمان کشتی نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا بچ گیا۔ اور جو اس سے ہٹ رہا ہلاک ہوا۔ ایمان سکینہ موسٰیؑ کی طرح ہے۔ کہ جس کے پاس ہو اُس کو فتح ہی فتح ہے۔ ایمان خاتم سلیمانؑ کی طرح ہے۔ جس کے موجود ہونے سے عزت اور گم کرنے سے ذِلت ہے۔ ایمان عصاء موسٰیؑ کی طرح ہے۔ جو ساحروں کے عصاؤں کو نگل گیا۔ اسی طرح ایمان کے آنے سے شبہات و تخیلات مٹ جاتے ہیں اور اس کے درست ہونے سے بُرائیاں بخشی جاتی ہیں۔ ایمان پاک پانی کی طرح ہے۔ جو اپنے مابعد و ماقبل کو پاک کر دیتا ہے۔ اور خود ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک خود متغیر نہ ہو۔ ایمان حرم کی طرح ہے جو اس میں داخل ہوا امن میں آگیا۔

اللہ تعالٰی نے فرماتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو شخص میرے قلعے میں داخل ہوا۔ میرے عذاب سے امن میں ہو گیا۔ بعض صالحین نے حضرت عیسٰے بن مریمؑ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ میں انگشتری بنانا چاہتا ہوں۔ اس پر کیا نقش کروں حضرت عیسٰےؑ نے فرمایا۔ کہ اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ نقش کر کیونکہ یہ غم والم کو دور کرتا ہے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا دل میں نقش ہونا آخرت کے غم کو دور کر دیتا ہے۔ جیسے کہ کسی نے کہا ہے۔ شعر

نَقَشْتُ اِسْمَ مَحْبُوْبِیْ عَلٰی فَصِّ خَاتَمِیْ ... وَمَا غَابَ عَنْ طَرْفِیْ وَلَمْ یَخْلُ عَنْ قَلْبِیْ

فَفِیْ مَسِّہٖ بُرْءُ السَّقَامِ وَ لَثْمِہٖ ... یُبَرِّدُ مَا اَلْقٰی مِنَ الْوَجْدِ وَالْکَرْبِ

حُرُوْفُ اِسْمِہٖ مَنْقُوْشَۃٌ فَوْقَ کُلِّ مَا ... اُعَانِیْہِ لٰکِنْ تَدَّ اَوِیْنُ بِالْکُتُبِ

حَرَامٌ عَلٰی قَلْبِیْ ادَّعٰی وَ اِنَّنِیْ ... لَعَبْدٌ لَہٗ فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ وَالْقُرْبِ

(ترجمہ) میں نے اپنے محبوب کا نام اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر نقش کیا ہوا ہے۔ نہ تو وہ میری آنکھ سے غائب ہوتا ہے اور نہ دل سے نکلتا ہے۔ اس کے مس کرنے سے بیماریوں

سے شفا ہوتی ہے اور اس کا چومنا بری مصیبت و تکلیف کو سرد کر دیتا ہے۔ اس کے نام کے حرف ہر ایک چیز پر جس کو میں دیکھتا ہوں لکھے ہوئے ہیں لیکن میں نے کتابوں سے علاج کیا ہے۔ تسلی و آرام میرے دل پر حرام ہے۔ اور میں قرب و بُعد کی حالت میں اسی کا بندہ ہوں +

جاننا چاہئے۔ کہ اصل ایمان ایک الہام ہے جو اللہ تعالےٰ اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر مصنوعات میں نظر کرنے سے قوی اور روشن ہو جاتا ہے۔ اور قرآن کے سُننے اور صالحین کی صحبت سے بڑھتا جاتا ہے +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (اللہ تعالےٰ نے تمہارے ایمان کو دوست رکھا اور تمہارے دلوں میں اس کو زینت دی) یعنی تمہارے ایمان کو دوست رکھا۔ اور تمہارے لئے قرآن کو آسان کیا۔ اور تمہاری نافرمانی کو بُرا جانا۔ اور تم سے شیطان کو دور ہٹا دیا۔ اور تمہارے لئے جنت کو پیدا کیا۔ اور تمہارے لئے بخشش کا ضامن ہوا۔ اور تمہیں اپنی رضامندی بخشی۔ اور آسمانوں کو ستاروں کے نور سے آراستہ کیا۔ اور دلوں کو بخششوں کے انوار سے پیراستہ کیا۔ پس آسمانوں کی زینت شیطانوں سے محفوظ ہے۔ اور دلوں کو زینت ابلیس لعین سے محفوظ ہے +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہے)۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اس کے معنے اصل ایمان میں یہ ہیں کہ وہ اگرچہ نافرمانی میں پڑ جائیں۔ پھر بھی عذاب کا خوف اور بخشش کی امید رکھتے ہیں۔ مومن کا دل خدا تعالےٰ کی زینت ہے۔ اور وہ اس باغ کی طرح ہے جس کو اس مالک منان نے لگایا ہے اور اس کو شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ اور جو کوئی کھیتی بوتا ہے۔ وہی اس کو پانی دیتا ہے۔ اور جو کوئی نیک کام کرتا ہے۔ وہی اس کو باقی رکھتا ہے۔ اور جو کسی جگہ کو آراستہ کرتا ہے وہی اُس کی نگہبانی کرتا ہے۔ اور ایمان بھی اُسی کا دیا ہوا فضل ہے۔ اور اس کی حفاظت اور کامل کرنے کے بھی وہی لائق ہے۔ جیسے کہ کہا گیا ہے۔ شعر

عِنْدِيْ حَدَائِقُ وُدٍّ غَرْسُ نِعْمَتِكُمْ قَدْ مَسَّهَا عَطَشٌ فَلْيَسْقِ مَنْ غَرَسَا

فَدَارِکُوْھَا وَفِی اَغْصَانِھَا رَمَقٌ ۔ فَلَنْ یَعُوْدَ اِخْضِرَارُ الْعُوْدِ اِنْ یَبِسَا

اِنِّی صَنِیْعَۃُ اَیْدِیْکُمْ وَ اَنْعُمِکُمْ ۔ فَلَا تَتْرُکُوْنِی فَاِنَّ الْقَلْبَ قَدْ دَرَسَا

اِنَّ الْکَرِیْمَ اِذَا اَنْشَا حَدَائِقَہٗ ۔ مِنَ الْمُرُوَّۃِ اَنْ تُسْقٰی وَ تُحْرَسَا

(ترجمہ) میرے پاس دوستی کے باغ ہیں جن میں تمہاری نعمتوں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ ان کو پیاس نے مرجھا دیا ہے۔ جس نے ان کو لگایا ہے اُسے چاہیئے۔ کہ ان کو پانی دے + ان کی جلدی خبر لو کیونکہ ان کی شاخوں میں تھوڑی ہی جان باقی رہ گئی ہے۔ اگر شاخیں خشک ہو گئیں تو پھر کبھی سبز نہ ہونگی + میں تمہارے ہی ہاتھوں کا بنایا ہوا اور تمہاری ہی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں۔ مجھے چھوڑ نہ جاؤ۔ کیونکہ میرا دل اُجڑ گیا ہے + کریم کو لائق ہے کہ جب وہ اپنے احسان سے باغ لگائے۔ تو پھر اُن کو پانی بھی دے اور اس کی حفاظت بھی کرے ؛

جس چیز کا اس نے تجھے علم دیا ہے وہ اس کو زیادہ جانتا ہے۔ اور جس چیز پر اس نے تجھے قوت دی وہ خود اُس پر زیادہ قوی ہے۔ اور جس چیز کو اُس نے تیرے لئے دوست رکھا۔ وہ اس کو زیادہ محبوب ہے۔ اور اُس نے تمہارے لئے ایمان کو دوست رکھا ہے۔ پس جب وہ تمہارے ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ تو پھر وہی اپنے محبوب کی حفاظت کے بھی لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تیرے بھول جانے سے وہ تجھے نہیں بھولتا۔ اور تیرے غافل ہو جانے سے وہ تجھ سے غافل نہیں ہوتا۔ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ۔ اور کفر و بدکاری اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسند فرمایا۔ اور مومن نافرمانی کو بُرا جانتا ہے۔ خواہ اس کو کر ہی گزرے کیونکہ معصیت کرنے کے وقت اس کی عقل پر پردہ آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کو کر گزرتا ہے تو پیچھے اس کو ملامت اور افسوس لاحق ہوتا ہے ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً (یہی لوگ ہیں ہدایت یافتہ ہیں اور انہیں پر اللہ کا فضل و نعمت ہے) جو کچھ ان پر بخشش کی ہے اس پر اُن کی مدح کی ہے۔ اور جو کچھ ان کے ہاں امانت عطا فرمائی ہے۔ اس پر اُن کی تعریف کی ہے۔ پھر ان کو جتلایا کہ یہ اسی کے فضل سے ہے۔ تاکہ ان کو عجب و تکبّر سے ہٹا کر شکر میں مشغول کرے۔ کیونکہ عجب و تکبّر بڑا بھاری حجاب ہے۔

لکھا ہے کہ حضرت ابوحفص نیشاپوری رح باہر نکلے اور ایک یہودی کو دیکھا۔ اُس کو دیکھتے ہی ان پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے کہ اس پر عدل کا لباس ہے اور مجھ پر فضل کا لباس۔ مجھے ڈر لگا کہ ایسا نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ میرا لباس اس کے لباس سے بدل دے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ایمان کو پسند فرمایا۔ اور اُس کو نجات کا ذریعہ بنایا۔ اور اس سے ہم کو آراستہ و پیراستہ کیا۔ اور ہماری مدد کی اور ہمیں سیدھی راہ پر چلایا۔ اور بری راہ سے بچایا۔ اور ہم پر بڑا انعام کیا۔ اور ہم کو انسان کامل بنایا۔ اور ہم کو جمال بخشا۔ اور اس سے ہم کو معرفت بخشی۔ اور ہمیں اُلفت دی۔ اور ہم کو قرب دیا۔ اور نزدیک کیا اور پاکیزہ اور غنی کیا۔ پھر اپنے فضل پر ہماری مدح کی۔ اور بدلہ دیکر ہم پر بڑا فضل کیا۔ اور ہماری طاعت اسی کے فعل سے ہے تاکہ ثواب زیادہ مبارک ہو۔ اور فضل زیادہ کامل اور اعلےٰ ہو۔ پس اسی کے لئے حمد ہے۔ لاالہ الا ہو الرحمن الرحیم ؞

دوسری فصل ثنا میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس کے عزّ و جلال کو فہم ادراک نہیں کر سکتی۔ اور اس کے بلند کمال احاطہ وہم سے برتر ہیں۔ اور اس کے افعال اس بات پر گواہ ہیں کہ وہی حکیم اور علام یعنی جاننے والا ہے۔ اور وہ حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام سے موصوف ہے۔ اُس کی صفات قدیم ہیں۔ اور صفات خلق کے مانند نہیں ہیں۔ پس جس نے اس کو مشابہ جانا وہ بُت پرست ہے۔ وہ واحد واحد و صمد و برتر ہے نہ اس کو فکر احاطہ کر سکتا ہے نہ اس کی کوئی حد و حصر ہے۔ اور نہ اُس کو نظر گھیر سکتی ہے۔ پس اس پر کسی کا حق واجب نہیں اور نہ ہی اُس پر ملامت عائد ہو سکتی ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ۔ اپنی صفت کے ساتھ خلق سے اپنے آپ کو پہچنوایا۔ اور اپنی معرفت کے نشان قائم کئے۔ اور اتفاق و احکام کے وصف پر مخلوقات کو ترتیب دیکر اپنی تمام حکمت اور کمال قدرت پر دلیل روشن کی۔ اور اپنی عطا اور بخشش کو خلق کے درمیان تقسیم کیا۔ پس مومنوں کے لئے ایمان کو پسند کیا اور اسلام کے لئے ان کے سینوں کو فراخ کیا۔ اور کافروں

کو اپنے دروازہ سے محجوب کیا اور شقاوت و بدبختی اُن کو نصیب ہوئی۔ اور علماء کو دینی حجتوں کے قائم کرنے اور احکام کے پہچاننے سے آراستہ کیا۔ اور عارفوں کو عمدہ عمدہ راز و اسرار عطا فرمائے۔ اور وہ اہل حضور اور صاحب الہام ہوئے۔ اور عاملوں کو اپنی خدمت کی توفیق بخشی۔ اور اُنہوں نے اپنی نیند کو ترک کیا۔ اور اپنی ہمتوں کو اسی طرف لگایا۔ اور استقامت اختیار کی اور اندھیروں میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اور اپنے محبوں کو قرب کی لذت چکھائی۔ اور ان سے اُنس پکڑا۔ اور تمام خلقت کی طرف سے ہٹا کر ان کو اپنی طرف لگایا۔ اور غافلوں کو عاقبت اندیشی سے غافل کر دیا۔ اور وہ گناہوں میں غرق ہوئے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ایک کو اپنی نعمت بخشی اور ایک سے روک لی۔ اور ایک کو ملایا اور ایک کو جدا کیا۔ مڑنا اور آگے بڑھنا اسی کے ارادہ سے ہے۔ وہی توبہ قبول کرتا اور مصیبتوں کو ٹالتا اور گناہوں کو بخشتا ہے۔ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو بڑے جلال اور اکرام والا ہے) میں اُس کی نعمتوں پر جو اُس نے ہم پر انعام کیں۔ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس شخص کی طرح کہ جس نے کہا کہ میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کی میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس واحد لاشریک لہ کے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے آنے سے شرک کا غبار اُڑ گیا اور کفر کا اندھیرا دور ہو گیا۔ اور جو حجتوں اور دلیلوں کے تیر و تلوار سے لڑتے رہے۔ اور عزم و اہتمام سے اللہ کے راستہ میں جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حق کے آسمان سے باطل کی گھٹائیں دور ہو گئیں۔ اور ایمان کے کنارے سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کی حجتوں کو روشن کیا۔ اور حلال و حرام کو ظاہر کیا۔ اُن پر اور اُن کی بزرگوار آل اور نیکوکار اصحاب پر اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ مینہ برسیں اور نہریں چلیں اور پھول پھلیں اور بجلیاں چمکیں اور کبوتر گائیں ۞

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال اور اکرام والا ہے) تبارک برکت سے مشتق ہے

اور برکت کے معنے دوام اور بقاء اور کثرت خیر اور نفع کے ہیں۔ اور حق تعالیٰ ہمیشہ کے بقا والا اور بہت خیر والا اور ہمیشہ احسان کرنے والا ہے۔ اور کبھی تبارک کے معنی تعاظم (بہت عظمت والا) کے بھی لئے جاتے ہیں۔ اور جلال اس کی عزت اور کبریا اور عظمت اور بلندی اور رفعت کی وصف ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی وصف میں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ خلق کی مشابہت سے منزہ اور نقص سے پاک اور وہم کے ادراک سے بلند ہے۔ اس کی سلطنت عام ہے اور وہ بڑے غلبہ اور قہر والا ہے۔ اور اکرام کے معنی میں اس کے جمال اور رحمت اور نرمی اور احسان کی تعریف ہے۔ اور یہ کہ وہ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ کیونکہ بادشاہ کی ہیبت سے ڈر لگتا ہے۔ پس وہ خوف کا موجب ہے اور اس کی رافت و مہربانی رغبت کا موجب ہے۔ تاکہ بندہ خوف و رجا اور قبض و بسط اور ہیبت و اُنس اور مستی اور ہوشیاری کے درمیان رہے ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ

(حم یہ کتاب اللہ نے نازل کی ہے جو عزیز و علیم اور گناہ کو بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنیوالا بڑے فضل والا ہے اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اسی کی طرف بازگشت ہے) ح سے مراد ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں اپنے حلم کی۔ اور م سے مراد ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں اپنی مجد یعنی بزرگی کی۔ پس مجد و حلم جمال سے ہے۔ اور عزت و علم جلال سے۔ پھر غافر الذنب اور قابل التوب جمال سے ہے پھر شدید العقاب جلال سے۔ پھر ذی الطول جمال سے ہے۔ اور طول کے معنی فضل ہے جو تجھے اس کے خوف و رجا کے درمیان پھیرتا اور اس کی رافت و کبریا کے درمیان قائم رکھتا ہے۔ پس باطن و سر میں اس کی تعریف و ثنا کر اور دل سے اُس کے نام کے گیت گا۔ شعر

فَسَبِّحْ بِاِسْمِ مَنْ تَھْوٰی وَدَعْنِیْ مِنَ الْکُنٰی فَلَا خَیْرَ فِی اللَّذَّاتِ مِنْ دُوْنِھَا سِتْرٌ

(ترجمہ) پس اُس کے نام کی تسبیح پڑھ جس کو تو دوست رکھتا ہے اور کنیت کو چھوڑ دے۔ کیونکہ ان لذتوں میں کچھ خیر نہیں جن کے آگے پردہ ہو ؛

میں ڈوبا رہے ۔

اے فقیر اپنے مولائے کریم کا دروازہ لازم پکڑ۔ اور مولائے عزیز و علیم کے ساتھ عزت حاصل کر۔ اور اپنے معبود کے لئے تمام مخلوقات کی طرف سے منہ موڑ۔ اور اپنے مقصود کے طلب کرنے میں روح کو ہلکا کر۔ کیونکہ وہ ایسا کریم ہے۔ کہ جو شخص طاعت سے اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈے۔ اس پر اپنی نعمت بخشتا ہے۔ اگر اس کی اطاعت کرے تو اس کو عزت و بزرگی دیتا ہے۔ اور اگر اس کے حکم کو ضائع کرے تو اس پر رحم کرتا اور اسکو مہلت دیتا ہے۔ اور اگر توبہ اور اُس کی طرف رجوع کرے تو اس کا شکر گزار ہوتا ہے۔ اور اگر بیفرمانی اور بُرائی کرے تو اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ اُس کے تمام افعال اسکے جلال پر شاہد ہیں۔ اور اُس کے افضال اس کے جمال پر ناطق۔ اس کے عجیب و غریب نشانات اس کے ثبوت پر دلیل ہیں۔ اور اس کی عجیب عجیب مخلوقات اس کی صفات کی خبر دیتی ہے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے اس کو پکارا۔ اس کو اُس نے لبّیک کہا اور جس نے اس پر توکّل کیا۔ اُس کے لئے کافی ہؤا۔ اور جو سب طرف سے ہٹ کر اسکی طرف آیا۔ اس کو اُس نے پناہ دی۔ اور جو اُس کی طرف لوٹا اُس نے اُس پہ رحم کیا۔ اور اس کو اپنے نزدیک کیا۔ اور جس نے اس سے سوال کیا اس پر کرم و فضل عنایت کیا۔ اور جس نے اس کی طرف سے منہ موڑا۔ اس کو اپنی طرف بلایا۔ اس نے اپنے عاشقوں کو اپنے قرب کی محبت بخشی۔ پس وہ اس کے دیدار کے بغیر صبر نہیں کرتے۔ اور عارفوں کو اپنی مجد و عزت کی اُلفت دی۔ پس وہ اس کے سوا کسی اور چیز سے اُنس حاصل نہیں کرتے۔ شعر

حَبِيبٌ اُرَجِّيهِ وَاِنْ جَفَانِي	وَيَعْلَمُ مَا لَقِيتُ مِنَ الصَّدُودِ
وَيَظْهَرُ فِي الْهَوٰى عِزُّ الْمَوَالِي	فَيَلْزَمُنِي لَهُ ذُلُّ الْعَبِيدِ

(ترجمہ) میں اپنے دوست سے وصل کی امید رکھتا ہوں خواہ وہ مجھ پر جفا کرے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ہجر کے سبب سے مجھ پر گزر رہا ہے۔ اور عشق میں دوستوں کی عزت ظاہر ہوتی ہے۔ پس مجھے لازم ہے کہ میں غلاموں کی طرح اس کے لئے ذلیل رہوں ۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ عارف اس کی بے نیازی کے ادراک سے قصور کا اقرار

میں ڈوبا رہے ۔

اے فقیر اپنے مولاے کریم کا دروازہ لازم پکڑ۔ اور مولائے عزیز و علیم کے ساتھ عزت حاصل کر۔ اور اپنے معبود کے لئے تمام مخلوقات کی طرف سے منہ موڑ۔ اور اپنے مقصود کے طلب کرنے میں روح کو ہلکا کر۔ کیونکہ وہ ایسا کریم ہے۔ کہ جو شخص طاعت سے اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈے۔ اس پر اپنی نعمت بخشتا ہے۔ اگر اس کی اطاعت کرے تو اس کو عزت و بزرگی دیتا ہے۔ اور اگر اس کے حکم کو ضائع کرے تو اس پر رحم کرتا اور اسکو مہلت دیتا ہے۔ اور اگر توبہ اور اُس کی طرف رجوع کرے تو اس کا شکر گزار ہوتا ہے۔ اور اگر بیفرمانی اور بُرائی کرے تو اُس پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ اُس کے تمام افعال اسکے جلال پر شاہد ہیں۔ اور اُس کے افضال اس کے جمال پر ناطق۔ اس کے عجیب و غریب نشانات اس کے ثبوت پر دلیل ہیں۔ اور اس کی عجیب عجیب مخلوقات اس کی صفات کی خبر دیتی ہے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے اس کو پکارا۔ اس کو اُس نے لبیّک کہا اور جس نے اس پر توکل کیا۔ اُس کے لئے کافی ہوا۔ اور جو سب طرف سے ہٹ کر اسکی طرف آیا۔ اس کو اُس نے پناہ دی۔ اور جو اُس کی طرف لوٹا اُس نے اُس پر رحم کیا۔ اور اس کو اپنے نزدیک کیا۔ اور جس نے اس سے سوال کیا اس پر کرم و فضل عنایت کیا۔ اور جس نے اس کی طرف سے مُنہ موڑا۔ اس کو اپنی طرف بلایا۔ اس نے اپنے عاشقوں کو اپنے قرب کی محبت بخشی۔ پس وہ اس کے دیدار کے بغیر صبر نہیں کرتے۔ اور عارفوں کو اپنی مجد و عزت کی اُلفت دی۔ پس وہ اس کے سوا کسی اور چیز سے انس حاصل نہیں کرتے۔ شعر

حَبِیْبٌ اُرَجِّیْہِ وَ اِنْ جَفَانِیْ ۔۔۔ وَیَعْلَمُ مَا لَقِیْتُ مِنَ الصُّدُوْدِ

وَیَظْہَرُ فِی الْہَوٰی عِزُّ الْمَوَالِیْ ۔۔۔ فَیَلْزِمُنِیْ لَہٗ ذُلُّ الْعَبِیْدِ

(ترجمہ) میں اپنے دوست سے وصل کی اُمید رکھتا ہوں خواہ وہ مجھ پر جفا کرے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ہجر کے سبب سے مجھ پر گزر رہا ہے۔ اور عشق میں دوستوں کی عزت ظاہر ہوتی ہے۔ پس مجھے لازم ہے کہ میں غلاموں کی طرح اس کے لئے ذلیل رہوں۔

وہ ایسا عزیز ہے کہ عارف اس کی بے نیازی کے ادراک سے قصور کا اقرار

کرتے ہیں۔ اور وہ ایسا جلیل ہے کہ عقلیں اس کی احدیت کو احاطہ کرنے سے شرمندہ ہیں۔ وہ ایسا کریم ہے۔ کہ اس کے جود وسخاوت کے میدان پر لوگوں کی حاجتیں بہت چھوٹی ہیں۔ وہ ایسا رحیم ہے کہ بندوں کے قصوروں کے قطرے اس کی رحمت کے سمندر کی موجوں میں گم ہیں۔ وہ ایسی ذات پاک ہے جس نے تجھے اپنی نعمت سے پالا اور تجھے اپنی معرفت کی طرف ہدایت کی۔ اور اپنی محبت سے تجھ کو آراستہ کیا۔ پھر تجھے کیا ہے کہ تو کلی طور پر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اور تجھے کیا ہے کہ تو اپنے ضروری کاموں میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اے مسکین اگر تو اعتراض وانکار کرے اور اپنے انکار میں حد سے بڑھ جائے۔ تو پھر کونسی چیز تجھے میری طرف محتاج کریگی۔ اور کونسی چیز مجھ کو تجھ سے بے پروا کر دے گی۔ اے مسکین تو اگر میرے لئے نہیں ہے تو میں تجھ سے غنی ہوں اور تو مسکین ہے۔ اور اگر میں تیرے لئے نہ ہوں۔ تو پھر کون تجھ پر احسان کریگا اور کون تیری طرف نظر کریگا۔ اور کون تیرا حال درست کریگا۔ اور اگر میں تجھ کو اپنے پاس سے ہانک دوں۔ تو پھر کس سے وسیلہ پکڑیگا۔ میرے بندے میں راضی نہ ہونگا جب تک تو میرے لئے نہ ہو جائے۔ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ میں تیرے لئے نہ ہوں۔ شعر

يَا قَلِيْلَ الْوَفَا كَثِيْرَا لتَّجَنِّيْ ... كَيْفَ تَرْضٰى بِطُوْلِ بُعْدِكَ عَنِّيْ
لَوْ تَحَقَّقْتَ قَدْرَ وَصْلِيْ وَقُرْبِيْ ... لَبَكَيْتَ الدِّمَا لِمَا فَاتَ مِنِّيْ

(ترجمہ) اے کم وفا والے اور بہت پہلو تہی کرنے والے مجھ سے اس قدر لمبی جدائی پر تو کس طرح پر راضی ہے۔ اگر تو میرے وصل اور قرب کا قدر پاتا۔ تو جو کچھ مجھ سے فوت ہو گیا ہے تو اس پر خون روتا۔

درد عشق مولیٰ کی محبت میں ہی لائق ہے جس میں وہم کو دخل نہیں ہے وہ ایسا عزیز ہے کہ خلق سب کی سب اس کی طلب میں ذلیل ہے۔ اور وہ اسی طرح عزیز ہے۔ پس تمام اعیان وآثار زبان حال سے اپنے آپ پر پکار رہے ہیں۔ کہ ہم اس کے بندے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ شعر

اِذَا اَحْدَثَ الرَّاوِيْ اَحَادِيْثَ حُسْنِهٖ ... يَقُوْلُ الْوَرٰى هٰذَا حَدِيْثٌ مُصَدَّقٌ

(ترجمہ) جب کوئی راوی اُس کے حسن کی حدیث بیان کرتا ہے تو خلقت کہتی ہے۔ کہ یہ حدیث سچی ہے ۔

ہر ایک چیز اُس کی حمد کی تسبیح پڑھ رہی ہے اور ہر ایک شے اُس کی مجد و بزرگی کی گویا ہے۔ شعر

وَکُلُّ مَنْ بَالَغَ فِیْ وَصْفِہٖ اَصْبَحَ مَنْسُوْبًا اِلَی الْعِیِّ
وَاِنْ نَشَرْنَا ذِکْرَ اِحْسَانِہٖ اَعْجَزَنَا النَّشْرُ کَمَا الطَّیِّ

(ترجمہ) جس نے اُس کے وصف میں مبالغہ کیا آخر کو کوتاہی سے منسوب ہوا۔ اور اگر ہم اُس کے احسان کا ذکر بیان کرنے لگیں۔ تو اس کا ذکر کرنا اور پھیلانا ہم کو لپیٹنے کی طرح عاجز کردے ۔

وہ ایسا جبار ہے جس پر اُس نے رحم کیا۔ اس کے شکستہ احوال کو درست کر دیا اور جس پر اس نے سختی کی۔ اُس کو اپنی جناب سے دور و محروم کر دیا۔ وہ ایسا لطیف ہے کہ عالموں کے پوشیدہ تصنع کو جانتا ہے۔ اور توبہ کرنے والوں کے بڑے بڑے گناہوں کو بخشتا ہے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ گناہ کرتے دیکھتا ہے پھر پردہ ڈالتا اور بخشتا ہے۔ جس نے اُس کی ذات پر بھروسہ کیا۔ اس کو اپنے احسان سے ڈھانپ دیا۔ پس اگر اس کی نافرمانی میں اڑا رہا۔ تو اپنے غایہ سلطنت کے باعث اُس کے اور اُس کے اختیار کے درمیان حائل ہوا۔ اور اگر اپنے اختیار سے اس کی طاعت کو لازم نہ پکڑا۔ تو اس کو بلا میں ڈال کر مجبوراً اپنے دروازہ کی طرف کھینچ لایا۔ بعض کو پسند و برگزیدہ کیا۔ نہ اس لئے کہ اُن سے کوئی نفع حاصل کرے بلکہ اس لئے کہ ان کو نفع پہنچائے۔ اور بعض کو ذلیل کیا۔ پس اُن کو ہانک دیا اور روک دیا۔ وہ ایسا ح ہے کہ محققین کے اسرار اس کی توحید کے بحر میں بہت تیرے لیکن اس کا کوئی کنارہ نہ پایا جس سے وہ باہر نکل سکیں۔ پس تفرید کے جواہر اُن کے ہاتھوں میں آئے جن کو اُنہوں نے عرفان کے تاج میں رکھ لیا۔ اور لقا اور دیدار کے دن کے لئے پہن لیا۔ شعر

اَحْسَنُ الْمَلَابِسِ اِنْ تَلْقَی الْحَبِیْبَ بِہٖ یَوْمَ الزِّیَارَۃِ فِی الثَّوْبِ الَّذِیْ خَلَعَا

(ترجمہ) سب کپڑوں سے بہتر کپڑا وہی ہے کہ تو زیارت کے دن وہ کپڑا پہن کر دوست

کی ملاقات کرے جس کو دوست نے پہنا ہے یا اُس نے تجھے پہنایا ہے ۔

وہ ایسا قدوس ہے کہ وصول واتصال سے برتر ہے - اور عارف اسکی عظمت وجلال کے ادراک سے عجز کا اقرار کرتے ہیں- اور حقائق کا مشاہدہ اس کے افعال کا مشاہدہ ہے - وہ ایسا عزیز ہے کہ دل اُس کے اقبال کی نسیم سے کھلتے ہیں - اور آنسو اُس کی جدائی کے خوف یا وصال کے طمع پر بہتے ہیں - وہ ایسا عزیز ہے کہ اس کے افعال اُس کی شان عظیم پر دلیل ہیں - اور بڑے بڑے جابروں کی گردنیں اُس کے غلبہ کے آگے پست ہیں - وہ ایسا کریم ہے کہ محبوں کے ارواح اُس کے ذکر سے مالوف ہیں - اور موحدوں کے اسرار اُس کے جلال کے میدان میں سیر کرتے ہیں اور عابدوں کے نفس اس کا حق ادا کرنے سے عجز کے ساتھ متصف ہیں اور عارفوں کی عقلیں اسکی ذات کبریا کی معرفت سے عجز کے معترف ہیں وہ ایسا کریم ہے کہ مومنوں کے لئے اپنی سخاوت کا دسترخوان بچھا دیا اس کے ساتھ وصل کیسے ہو سکے - جبکہ اُس کے لئے کوئی طرف نہیں ہے - اور اُس کو کس طرح پا سکیں - جبکہ اُس کے لئے کوئی حد نہیں ہے - وہ کون ہے جس نے اس کو زمانہ کے ساتھ ادراک کیا - حالانکہ زمانہ کو اسی نے پیدا کیا ہے - اور وہ کون ہے جو اُس کو مکان میں مقید کر سکے حالانکہ مکان اسی کا بنایا ہوا ہے - اور وہ کون ہے جو اس کو اُس کے سوا پہچانے - وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے اس کی طلب کی - اس کو پہچان لیا - پس جب اس کو پہچان لیا تو اس سے مہربانی کی اور جب اس کا لطف پایا - تو اس کے ساتھ الفت کی - پس جب اس سے الفت اختیار کی - تو اس کی مخالفت سے انکار کیا - اُس نے غافلوں کے دلوں کو دنیا کے طلب کرنے کی طرف ہدایت کی - پس اُنہوں نے اس کو آباد کیا - اور عابدوں کے دلوں کو عاقبت کے حساب کرنے کے لئے ہدایت کی - پس اُنہوں نے اُس کے لئے تکلیفیں برداشت کیں - اور زاہدوں کے دلوں کو دنیا کے فنا کی طرف ہدایت کی تو اُنہوں نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا - اور علماء کے دلوں کو اپنی آیات میں نظر و فکر کرنے کی طرف ہدایت کی - تو اُنہوں نے اُن کو لازم پکڑا - اور مریدوں کو بلندی وصف کی طرف ہدایت کی تو اُنہوں نے اُس کو اختیار کیا - اور عارفوں کو پاکیزہ لغت کی طرف ہدایت کی تو اُنہوں نے اس کا مراقبہ کیا - اور موحدوں کو اپنی

اعلےٰ سلطنت کی طرف ہدایت کی۔ پس انہوں نے اُس کے ماسوا کو ترک کر دیا اور جب انہوں نے اسکو پالیا تو تمام مالوف ومعہود کو چھوڑ دیا اور اُنہوں نے جان لیا کہ وہ وصل وفصل سے وراء الوراء ہے۔ پس اُنہوں نے وطن عجز کی طرف مراجعت کی۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جب گنہگار اُس کو یاد کرتے ہیں۔ تو اس کے کرم ورحمت کے مقابلہ میں ان کو اپنے گناہ بھول جاتے ہیں۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ جب تابعدار اس کو یاد کرتے ہیں۔ تو اُن کی طاعتیں اس کی منت وعزت کے پہلو میں غائب ہوجاتی ہیں۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ اس کو اپنے افعال میں کوئی اپنی غرض مدنظر نہیں ہے۔ اور نہ ہی اپنے جلال وجمال میں کوئی عرض مقصود ہے۔ وہ زبان عزیز ہے جس نے اس کا ذکر کیا۔ اور اس سے زیادہ عزیز وہ دل ہے۔ جس نے اُس کو پہچانا اور اس سے زیادہ عزیز وہ روح ہے جس نے اس کو دوست رکھا۔ اور اس سے زیادہ عزیز وہ سر ہے جس نے اُس کا مشاہدہ کیا۔ ہر ایک ایسا نہیں ہے کہ جس نے اس کو طلب کیا پالیا۔ اور نہ ہر ایک ایسا ہے کہ جس نے اس کو پالیا اس کے ساتھ باقی رہا۔ فَسُبْحَانَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ یا اللہ تو ہمارے دلوں میں وہ نور ڈال جس سے ہم تیری طرف ہدایت پائیں۔ اور اپنی اچھی رعایت ومہربانی کے ساتھ ہم کو اپنا دوست بنا تاکہ ہم تجھ پر بھروسہ کریں۔ اور اپنی جناب میں ذلیل وخوار ہونے کی لذت ہم کو عطا فرما۔ عزیز وہی ہے جس نے تیری عزت کے ساتھ پناہ لی۔ اور سعید وہی ہے جس نے تیری حمایت اور جود کی طرف التجا کی۔ اور ذلیل وہی ہے جس کی تونے اپنی عنایت سے مدد نہ کی۔ اور شقی وہی ہے جو تیری طاعت سے منہ پھیرنے پر راضی ہوا۔ اور حکم تیرا ہی حکم ہے۔ پس کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ اور امر تیرا ہی امر ہے۔ پس سب امیدیں تیری طرف ہی متحقق ہیں۔ یا اللہ تو ہمارے دلوں کو اپنے ماسویٰ کے تعلق سے پاک کر۔ اور ہم کو ان لوگوں میں سے بنا۔ جن کو تو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ تجھے دوست رکھتے ہیں۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

تیسری فصل۔ ذکر میں

یہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو اپنی شان کبریائی کے ساتھ ازل ہی سے یگانہ ہے۔ اور دوام بقا کے ساتھ اپنی بے نیازی میں یکتا ہے۔ اُس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کیا۔ اور طالبوں کے اسرار کو اپنی پاکیزہ ثنا کے ساتھ پاک کیا۔ اور خائفین کے خوف کو اپنی رجاء و امید کی خوبی سے دُور کیا۔ اور محبوں کو ارواح کو اپنے اسماء کے معنوں کے باغوں میں تر و تازہ کیا۔ اور سب پر اپنی عام عطا بخشی۔ اور اُس کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا۔ پس رد و قبول اور منع و وصول اور عزت و گمنامی سب اسی کی قضا و مشیت سے ہے۔ وہ ایسا حی و علیم ہے۔ کہ زمین و آسمان میں کوئی ذرہ اس کے علم سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا ولی و قدیر ہے۔ کہ اس کی تدبیر اور ارادہ میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ایسا سمیع و بصیر ہے کہ سمندر کے گہراؤ میں موجوں کے تلاطم اور اندھیروں کے تہ بتہ ہونے کے وقت کسی ذرہ کی حرکت اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ اپنی قدیم ازلی کلام کے ساتھ کہ جس کے ساتھ کسی مخلوق کی کلام کے مشابہ نہیں ہے متکلم ہے۔ اور قرآن اللہ کی کلام ہے جس کو اُس نے امر و نہی و وعد و وعید اور اخبار کے ساتھ نازل کیا ہے۔ وہ ایسا ملک و عزیز ہے کہ جس نے اس کی جائے پناہ میں پناہ لی۔ وہ اس کے ساتھ پناہ لینے سے عزیز ہو گیا۔ اس کے وجود کے شاہد ظاہر ہیں۔ اور اُس کی توحید کی دلیل نہایت روشن ہے۔ تمام علوی اور سفلی اور عرش اور کرسی اور جن و انسان اس کی تدبیر و ابقا کے محتاج ہیں۔ وہ عرش پر بغیر قرار اور استقرار کے غالب ہے اور اس کی استوا کی کوئی کیفیت نہیں۔ جلال و کمال اور ثناء اسی کے لئے ہے۔ اور اس کے احاطہ کرنے سے عقلیں قاصر ہیں۔ دلالت کی حیثیت سے صامت یعنی ٹھوس چیزیں ناطق ہیں اور ناطق ٹھوس اگرچہ اپنی کلام میں مبالغہ کریں۔ کیونکہ عقل کے لئے بھی حد ہے جس کی انتہا پر ٹھیر جاتی ہے۔ معطل یعنی اس کو بیکار جاننے والے نے

تفریط کی اور اس لئے ہدایت اس کو نصیب نہ ہوئی۔ اور مشبہ یعنی اس کو کسی کے مانند جاننے والے نے افراط کی اور حد سے تجاوز کیا۔ پس دونوں جہالت کے جنگل د بیابان میں ہلاک ہو گئے۔ اور عارف نے اپنے آپ کو اللہ کی معرفت سے روشن کیا۔ اور اپنے باطن کو اللہ تعالےٰ کی ہیبت کے لئے آراستہ کیا۔ پس اس نے اس کے جمال کا لباس پہن لیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مہربانی اور رحمت اور نور ہدایت کے ساتھ اپنے دوستوں کے دلوں کی طرف تقرب کیا۔ اور اپنے بندوں کو اپنی صفات کی خوبیاں جتلائیں پس وہ اس کے ذکر اور دعا کے لئے خوش ہوئے۔ اور ہم کو اپنی طرف اپنے اس قول سے بلالیا۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ۔ یعنی اسماء حسنےٰ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پس ان کے ساتھ اس کو پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے اسماء میں الحاد کرتے ہیں۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں۔ درانحالیکہ اس کی نعمتوں کے گننے سے عجز کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے زیادہ احسان اور نعمتوں کا منتظر ہوں۔ اور اس کے بعد اور دوری سے پناہ مانگتا ہوں۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اس کلمہ کے کہنے والے کے لئے قیامت کے دن بہتری کا ضامن ہے۔ اور اس کی طرف زیادہ نظر کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔ اور وہ اس وعدہ کو پورا کرنے کا زیادہ مستحق ہے وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور تمام انبیاء کے خاتم اور تمام اصفیاء کے سردار ہیں۔ اور قیامت کے دن مقام محمود سے مخصوص ہیں۔ اور تمام انبیاء آپ کے جھنڈے کے نیچے ہیں۔ ان پر اور ان کی آل واصحاب و خلفاء پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک ان کے قدم بقدم چلیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو جب تک کہ مینہ برسیں اور باغ سرسبز رہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اے ایمان والو۔ اللہ تعالےٰ کا بہت کثرت سے ذکر کیا کرو

اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھا کر یعنی مومن اللہ کا بہت ذکر کرتا ہے کیونکہ وہ اللہ کو دل سے یاد کرتا ہے۔ تو اس کے تمام اعضا اس کے ذکر سے تسکین پاتے ہیں۔ اور کوئی ایسا عضو باقی نہیں رہتا جو درحقیقت ذاکر نہ ہو۔ جب وہ اپنے ہاتھوں کو کسی چیز کی طرف لمبا کرتا ہے تو اس وقت بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ اُن چیزوں سے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے رک جاتے ہیں۔ اور جب اس کے قدم کسی شے کی طرف چلتے ہیں تب بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے قدم خدا تعالےٰ کی رضامندی کے سوا کسی اور کام کی طرف جانے سے ٹھیر جاتے ہیں۔ اور جب اُس کی آنکھ کسی چیز کی طرف دیکھتی ہے تب بھی اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کی آنکھ اللہ تعالےٰ کے محرمات سے بند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے کان اور زبان اور تمام اعضا اللہ تعالےٰ کے مراقبہ اور اس کے امر کو مدنظر رکھنے اور اُس کے دیکھنے سے حیا کرنے کے سبب محفوظ رہتے ہیں۔ یہی ذکر کثیر ہے اور ذکر قلیل منافقوں کا ذکر ہے جو لوگوں کو دکھلانے کے لئے زبانوں سے ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں کچھ ذکر کا نشان نہیں ہے۔ ان کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا (لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں) اور ذکر مطلوب ذکر قلبی ہے۔ اور زبان تو اُس کے لئے ایک راستہ ہے۔ یعنی جو شخص خالصًا لوجہ اللہ اللہ کو زبان سے یاد کرتا ہے تو اس ذکر کی برکت اُس کے دل میں بھی پہنچ جاویگی۔ اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو جاویگا۔ اس وقت بھی یہ ذکر ذکر کثیر ہو گا جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اور اپنی کتاب پاک میں بہت سی آیتوں میں اس کے لئے ترغیب دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) یعنی تم مجھے خدمت سے یاد کرو میں تمہیں نعمت سے یاد کرونگا۔ تم مجھے توحید سے یاد کرو میں تمہیں تائید سے یاد کرونگا۔ تم مجھے شکر سے یاد کرو۔ میں تمہیں زیادہ نعمت سے یاد کرونگا۔ تم مجھے محبت سے یاد کرو میں تمہیں قرب سے یاد کرونگا۔ تم مجھے خوف کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں امن سے یاد کرونگا۔ تم مجھے امید کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں تمہاری امیدوں کو پورا کرنے سے یاد کرونگا۔ اور جگہ فرماتا ہے۔ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (اللہ کا کثرت ذکر کرو تاکہ تم نجات پاؤ) اور

جگہ فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے دل سے اطمینان پاتے ہیں۔ خبردار اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حِیْنَ یَذْكُرُنِیْ اِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُ وَاِنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے اسی قدر نزدیک ہوں جس قدر اس کا میرے ساتھ ظن ہوتا ہے اور جس وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں بھی اس کو اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی گروہ میں بیٹھ کر یاد کرے تو میں اس کو اس سے اچھے گروہ یعنی فرشتوں میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت بھر میرے نزدیک آئے میں ایک گز کے برابر اسکے نزدیک آتا ہوں اور اگر وہ ایک گز میرے نزدیک آئے تو میں باع یعنی دو گز کے برابر اس کے نزدیک آتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں اسکی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں یعنی جس نے میری خدمت میں اپنے نفس کے ساتھ تھوڑا سا مجاہدہ کیا میں اپنی رحمت کے ساتھ اس کے دل کے نزدیک ہوتا ہوں اور حلاوت و رغبت کے ساتھ بہت سی طاعات اس پر پھیلاتا ہوں۔ اور اس کو مناجات کی لذت اور اپنے ذکر سے مانوس ہونے کی حلاوت بخشتا ہوں۔ پس وہ محمول ہوجاتا ہے بعد اس کے کہ وہ حامل تھا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَیَّارَةً فُضَلَاءَ یَتَّبِعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِیْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰی یَمْلَؤُوْا مَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَی السَّمَاءِ قَالَ فَیَسْئَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِی الْاَرْضِ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُكَبِّرُوْنَكَ وَیُهَلِّلُوْنَكَ وَیُحَمِّدُوْنَكَ وَیَسْئَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا یَسْئَلُوْنِیْ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِیْ قَالُوْا لَا اَیْ رَبِّ قَالَ فَكَیْفَ

نورٍ او جنتی قالوا ویستجیرونک قال ومم یستجیرونی قالوا من نارک رب قال وھل راوا ناری قالوا لا قال فکیف لو راوا ناری قالوا ویستغفرونک قال فیقول قد غفرت لھم واعطیتھم ما سئلوا واجرتھم مما استجاروا قال یقولون رب فیھم فلان عبد خطاء انما مر فجلس معھم قال فیقول ولہ قد غفرت ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ٭

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بعض فرشتے ایسے مقرر کیے ہیں جو سیر کرتے پھرتے اور ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں جہاں کہیں ذکر کی مجلس پاتے ہیں۔ ان میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں حتے کہ ان کے اور آسمان دنیا کا درمیان بھرجاتا ہے۔ پس جب وہ ذکر سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو وہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ حالانکہ اپنے بندوں کے حال کو اچھی طرح جانتا ہے ان سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں رہتے ہیں وہ تیری تسبیح وتکبیر وتہلیل وتحمید کرتے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ انہوں نے تیری جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھتے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے پناہ مانگتے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تیرے دوزخ سے پناہ مانگتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میرے دوزخ کو دیکھا ہو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر وہ میرے دوزخ کو دیکھتے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے بخشش مانگتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بخش دیا۔ اور جو کچھ مجھ سے انہوں نے مانگا دیدیا۔ اور جس سے انہوں نے پناہ مانگی اس سے ان کو بچا لیا۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں شخص کسی کام کے لئے جاتا ہوا ان کے پاس سے گذرا اور وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخشدیا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو ان کے پاس بیٹھ جائے وہ بھی

میری رحمت سے محروم نہیں جاتا) ٭

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صبح و شام کے وقت سو سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہے قیامت کے دن اس سے افضل کوئی نہیں ہوگا مگر وہ کہ جس نے اس قدر یا اس سے زیادہ کہا ٭

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن بھر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سو مرتبہ کہا اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے عملنامہ میں سو نیکی درج کی جاتی ہے۔ اور سو برائی مٹائی جاتی ہے۔ اور وہ شخص اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اور قیامت کے دن سب سے افضل ہوگا۔ مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہو۔ اور جس نے دن میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو مرتبہ کہا اس کے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں ٭

اور حضرت سعید بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اس نے فرمایا۔ کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر ایک اس بات سے عاجز ہے کہ ہر دن ہزار نیکی کمائے پس کسی سائل نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کس طرح ہزار نیکی کما سکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ جس نے سو مرتبہ تسبیح کہی تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جاتی ہے اور ہر روز ہزار برائی اس سے دور کی جاتی ہے۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَاقِیَاتُ الصَّالِحَات (نیک عمل باقی رہنے والے) زیادہ زیادہ حاصل کرو۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) اور تسبیح (سبحان اللہ کہنا) اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہیں ٭

حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی عمل ابن آدم کو عذاب الٰہی سے نجات دینے والا نہیں ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اے لوگو جنت کے باغوں میں چرو۔ پوچھا گیا۔

یارسول اللہ جنت کے چراگاہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ذکر کی مجلسیں ہیں۔ صبح وشام ان میں شامل ہو اور ذکر کرو۔ جو شخص چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کرے تو اُس کو چاہئے کہ دیکھے اللہ کا مرتبہ اُس کے نزدیک کس قدر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کا مرتبہ اپنے نزدیک اسی قدر بناتا ہے جس قدر بندہ اس کا مرتبہ اپنے دل میں رکھتا ہے ؛

اور روایت ہے کہ جنت میں ایسے فرشتے ہیں جو ذاکروں کے لئے درخت لگاتے ہیں۔ جب ذاکر ذکر کو ترک کر دیتا ہے۔ فرشتہ ٹھیر جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میرے صاحب یعنی دوست نے ذکر کو چھوڑ دیا ؛

اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جس وقت وہ میرا ذکر کرتا ہے یا میرے ذکر سے اپنے ہونٹ ہلاتا ہے جس بندے کے دل پر میں اطلاع پاتا ہوں اور اپنے ذکر کا تمسک اس پر غالب دیکھتا ہوں۔ تو میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں۔ اور میں اس کا ہمنشیں اور غمخوار ہوتا ہوں ؛

اور روایت ہے کہ ذاکروں کے گھروں میں ذکر کے اندازہ کے موافق نور ہوتا ہے جس کو فرشتے دیکھتے ہیں۔ جس طرح ہم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہیں ؛

اور حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے بندے کیا یہ انصاف ہے کہ میں تو تجھے یاد کروں اور تو مجھے بھلا دے اور میں تجھے اپنی طرف بلاؤں۔ اور تو غیر کی طرف جائے۔ اور میں تجھ سے بلیات و آفات کو دور کروں اور تو خطا کاریوں پر اڑا رہے۔ اے ابن آدم تو کل جب میرے پاس آئیگا۔ تو کیا جواب دیگا ؛

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے حقیقی طور پر اللہ کو یاد کیا۔ تو اللہ کے ذکر کے مقابلہ میں سب کچھ بھول گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہر چیز سے اس کو محفوظ رکھا۔ اور ہر چیز سے اس کے لئے عوض ہو گیا۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زبان کا ذکر حسنات یعنی نیکیاں ہیں۔ اور دل کا ذکر قربات اور درجات۔ اور بعض نے اللہ تعالےٰ کے قول اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا میں اُذْكُرُوا اللّٰهَ کے

معنی اَحِبَّاءُ اللہِ کے لئے ہیں۔ یعنی اللہ تعالٰی کی محبت اختیار کرو۔ کیونکہ حدیث میں ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ (جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے اس کو بہت یاد کرتا ہے) یعنی محب اپنے محبوب کو قرب و بعد وصل و ہجر میں نہیں بھلاتا۔ اور توریت میں ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ جب میرے بندے پر میرا ذکر و شغل غالب ہو جائے تو میں اپنے ذکر کو اس کے لئے نعمت و لذت بنا دیتا ہوں اور جب اپنے ذکر کو اس کے لئے لذت و نعمت بنا دیتا ہوں تو مجھے وہ دوست رکھتا ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اس کے اور اپنے درمیان سے حجاب دور کر دیتا ہوں۔ وہ نہیں بھولتا جب کہ لوگ بھول جائیں۔ یہ وہ میرے بندے ہیں۔ کہ ان کا کلام انبیائؑ کے کلام کی طرح ہے اور یہ ایسے میرے بندے ہیں کہ جب میں اہل زمین پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں ان کو یاد کر کے اہل زمین سے اس عذاب کو ہٹا رکھتا ہوں۔ اور بعض کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اے ابن آدم جب تک تو مجھے یاد کرے گا میں بھی تجھے یاد کرونگا۔ جب تو میرا ذکر چھوڑ دیگا میں بھی چھوڑ دونگا۔ اور وہ ساعت جس میں تو مجھے یاد نہ کرے تجھ پر وبال ہی وبال ہے۔ اس میں تیرا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالٰی نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد میں تیرے لئے ضروری و لازم ہوں۔ پس اپنے ضروری کو پکڑ۔ یعنی میں ایسا ہوں جس سے تجھے چارہ نہیں۔ پھر تو مجھے چھوڑ کر کہاں جاتا ہے۔ کیا میرے سوا کوئی اور یہ طاقت رکھتا ہے کہ جب میں تجھے محتاج کر دوں تو وہ تجھے دولتمند بنا دے۔ یا میرے سوا کسی میں یہ ہمت ہے کہ اگر میں تجھے دور کر دوں تو وہ تجھے قریب کر دے۔ کب تک وہ تجھے پہچانیگا جو تجھ سے غنی ہے۔ اور تو باوجود اس کی طرف محتاج ہونے کے کب تک اس سے جاہل رہیگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰی نے تمام طاعات و عبادات کے لئے وقت مقرر کئے ہیں۔ لیکن ذکر کے لئے کثیر کے سوا کوئی حد نہیں مقرر کی یعنی ذکر کرو اللہ کا ذکر کرنا بہت۔ اور اللہ تعالٰی کے قول وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا میں تسبیح سے مراد صلوٰۃ و ذکر ہے۔ اور بکرۃ کے معنی دن کا اول

چوتھائی حصہ اور اصیل کے معنی دن کا اخیر چوتھائی حصہ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ (وہ ذات پاک اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں) اللہ کی صلوٰۃ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے رحمت بھیجنا اور اپنے بندوں پر ہر طرح احسان کرتا ہے۔ اور اپنے ذکر پر اپنے بندوں کی تعریف کرتا ہے۔ اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ وہ مومنوں کے لئے اللہ تعالےٰ سے استغفار اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو کفر وجہل وغفلت اور خواری کے اندھیروں سے نکال کر ایمان وعلم وذکر واحسان کے نور میں داخل کرے اور قیامت کے دن ان کو موقف کے اندھیروں اور سختیوں سے نکالکر نور رضوان اور نعیم جنت میں داخل کرے۔ تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ کا تحفہ جس دن کہ اس سے ملینگے سلام ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو دیکھینگے اور اُس کے سلام کو اپنے اوپر سینگے۔ پھر اُن کے لئے نعمت کو کامل کریگا جیسے کہ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ نے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ۔ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔ کیونکہ ذکر قلبی ان عبادتوں سے جو غفلت کے ساتھ ہوں زیادہ افضل اور ان سے زیادہ اجر والا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ اور قتادہؒ کا یہی قول ہے اور بعض نے اُس کے معنی یوں کئے ہیں۔ کہ اگر اللہ کو دل سے اور مراقبہ سے اور اس حیا سے کہ اللہ تعالےٰ اسکو دیکھتا ہے یاد کیا جاوے تو سب طاعات وعبادات کی نسبت برائیوں اور گناہوں سے زیادہ تنبیہ کے ساتھ روکتا ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضہ اور ابو درداءؓ اور مجاہد رضہ اور عکرمہ رضہ نے اس کے معنے اس طرح کئے ہیں۔ کہ اللہ کا ذکر تمہارے لئے تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ یعنی وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں جب شیطان ان کو وسوسہ ڈالتا ہے تو ان کو یاد آجاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں دیکھتا ہے بس وہ برائی سے بچ جاتے ہیں۔ اے اللہ اے بڑے جلال واکرام والے اے وہ عزیز جس کے جلال کو وہم احاطہ نہیں کرسکتا۔ اے وہ ذات جس سے زیادہ اور کوئی

غنی نہیں۔ اے وہ ذات کہ جس سے کسی کو چارہ نہیں۔ اے وہ ذات کہ سب کا رزق اس کے ذمّے ہے۔ اور ہر شے کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اے وہ ذات جو اس سے نہ سوال کرے اس کو بھی عطا کرتا ہے۔ اور جو اس سے اُمید نہ رکھے اس کو بھی نعمت بخشتا ہے۔ ہم تیرے بندے تیری ہیبت کے آگے گردنیں جھکائے ہوئے اور تیری عزت و عظمت کے آگے ذلیل و خاکسار ہیں اور تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ تو نے ہمیں حکم دیا اور ہم نہ بجا لائے لیکن تو نے اپنی نعمت کو ہم سے دُور نہ کیا۔ اور تو نے ہم کو بُرائیوں سے منع کیا۔ پھر ہم منع نہ ہوئے۔ لیکن تو نے اپنا کرم ہم سے نہ ہٹایا۔ اور ہم نے باوجود تیری طرف محتاج ہونے کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ لیکن تو نے باوجود غنی ہونے کے ہم سے قطع تعلّق نہ کیا۔ اے ہمارے کریم اے ہمارے مولا۔ اپنے فضل و رحمت سے تو ہم کو اپنی طرف پھیر لے اور ہم کو توفیق بخش کہ ہم تیری طرف آئیں۔ اور تیری خدمت میں مشغول رہیں۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ؏

فصل چوتھی فاتحہ میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو اپنی ازلیّت اور ابدیّت اور احدیّت میں نظیر اور شبیہ سے پاک ہے۔ اور اپنے جمال اور جلال اور کمال میں اہل باطل کے مقالات سے منزّہ ہے۔ وہ اپنی تمام خلقت سے غنی ہے۔ نہ زمانہ اس کا حصر کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس کو مدد دے سکتا ہے۔ اور نہ کوئی روشنی اُس کو ظاہر کرسکتی ہے۔ اور نہ کوئی حجاب اس کو پوشیدہ کرسکتا ہے۔ وہ واحد و احد اور قدوس و صمد ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ اس کی صنعت کے عجائبات اس کی کمال قدرت پر گواہ ہیں۔ اور تمام ماسوا کا موجد اور مدبّر وہی ہے۔ وہ حیّ و علیم و قدیر اور سمیع و بصیر اور ملک کبیر ہے۔ جس کو وہ دُور کردے اس کو کوئی قریب کرنے والا نہیں۔ اور جس کو وہ نزدیک کرے اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں ہے۔ وہ اپنی قدیم ازلی کلام کے ساتھ متکلّم ہے جو کیفیت سے برتر ہے

اور جس نے اس کو معطل یا کسی چیز کی مانند سمجھا وہ سراسر گمراہ ہے۔ اُس نے مومن کے لئے صفات کمال کا ثابت کرنا اور جلال کے ادراک کرنے سے عجز ظاہر کرنا پسند کیا۔ پس اسی قدر کافی ہے۔ اور جس نے غایت اور انجام پر واقف ہونے کا ارادہ کیا یا اس نے معرفت کی نہایت کا ظن کیا۔ تو اُس نے حد سے تجاوز کیا اور لایعنی اور بیہودہ باتوں کا ترک کردینا آدمی کے حسن اسلام کی دلیل ہے۔ لیکن مصنوعات میں نظر کے لئے حجاب ہے ورنہ وجود کے خطیب نے حکم پہنچا دیا اور سنا دیا ہے لیکن تیری واقفیت اسی قدر ہے جس قدر تیرا مولیٰ تجھے واقف کرائے۔ پس تو تسلیم کر اور نفع حاصل کر۔ اور اپنی نظر اس کی نعمتوں اور نشانات میں ڈال۔ کیونکہ وہ سب کے سب تنبیہ و آگاہی کے آلات و اسباب ہیں۔ آسمان کیسا بلند قبہ ہے جس میں نہایت عجیب شکلیں ہیں۔ اور جب دانا کے نزدیک دلیل صحیح ہو جائے تو پھر کچھ اشکال باقی نہیں رہتا۔ ستاروں کی طرف دیکھ اور ان کے طلوع اور ارتفاع اور توسّط اور غروب اور ہبوط میں غور کر۔ ہر ایک اس کی حکمت کاملہ پر شاہد ہے۔ اور سورج کے صعود کرنے اور کبھی شمال کی طرف گردش کرنے اور کبھی اس کے جنوب کی طرف ہبوط کرنے میں غور کر۔ اور چاند کے محاق اور اس کے روشن ہونے کی طرف نظر کر اور دیکھ کہ بادل کس طرح اس کی قدرت سے مسخر ہیں۔ اور ہوائیں کس طرح اُس کی رحمت کی خوشخبری دینے والی ہیں۔ اور پیاسی زمین کس طرح اپنے مولیٰ سے پانی مانگتی ہے پس وہ اس کو پانی سے سیراب کرتا ہے۔ اور جب باغوں کی طرف کرم و بخشش کا پروانہ جاری ہوتا ہے تو اُس پر نعمتوں کے بادل برساتا ہے۔ اور اس کی دستگیری کرتا ہے۔ پھر ہر ایک شاخ اپنے تنے میں جھومتی ہے پس نسیم درختوں کی شاخوں کو ہلاتی ہے اور پرندے اپنے گھونسلوں میں شوق سے چہچہاتے ہیں۔ اور باغیچہ فکروں کے اطراف کو روشن کرتا ہے پس پاک ہے وہ ذات جو اس کو مارتی اور پھر زندہ کرتی ہے۔ پس عاقل جب صنعت میں نظر ڈالتا ہے۔ تو اپنے باطن میں صانع کی تسبیح اس کی طرف سے معلوم کرلیتا ہے اور غافل اس میں مشغول ہا اور کھیل کود میں لگا رہتا ہے وہ عزت و جبروت

والا بہت ہی برتر ہے اور وہ جلال و ملکوت والا نہایت بابرکت ہے۔ اُس کی ایسی تعریف ہے جس کی طرف عقل نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ میں اُس کی تعریف کرتا ہوں۔ اور وہی حمد و ثنا اور عزت و کبریا اور عظمت و شرافت کے لائق ہے اُسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہی اس کا بخشنے والا اور دینے والا ہے۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اُس کے علم کی کوئی نہایت نہیں۔ اور اس کے حکم کے پیچھے کسی اور کا حکم نہیں۔ اور جو وہ فیصلہ کرے اس کا کوئی معارض نہیں۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وہ قیامت کے دن اُمت کے شفیع اور مصیبت کو دور کرنے والے ہیں۔ جس دن انسان اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹوں سے بھاگ جائیگا۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب اور ان کے تابعداروں پر اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ روئے زمین سبزی کے ساتھ جو اپنے پیدا کرنیوالے کی قدرت پر شاہد ہے خوشی سے تبسم کرے۔ اور بادلوں کے آنسو مینہ کو جو اس کے باقی رکھنے والے کی حکمت پر دلیل ہے۔ برسائیں ❖

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ۔ کیا وہ زمین و آسمانوں کے ملوک اور اُن چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔ اور اس بات میں کہ ان کی اجل قریب آگئی ہے غور و فکر نہیں کرتے۔ پس وہ اس کے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے۔ یعنی اُسکی سلطنت کے عجائبات اور جو کچھ آسمان و زمین میں صنائع بدائع ہیں۔ ان میں فکر و تدبر کریں۔ اور ہر ایک چیز میں جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے غور کریں۔ کیونکہ ہر ایک شئے اللہ تعالےٰ کی حکمتوں پر دلالت کرتی ہے۔ اور اجلوں کے قریب ہونے اور امیدوں کے منقطع ہونے میں فکر کریں۔ تاکہ اعمال صالحہ کے لئے جلدی کریں۔ پس اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے ❖

جاننا چاہئے کہ مصنوعات میں فکر کرنا تقرّب کا اعلےٰ ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوقات میں فکر کرو۔

اور اللہ کے بارہ میں تفکر نہ کرو۔ کیونکہ تم اس کے قدر کا اندازہ نہیں کر سکتے +

حضرت ابراہیم ادہم رہ نے فرمایا ہے کہ فکر عقل اور دل کا حج ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں میں سے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں ہر دانا کے کلام کو قبول نہیں کرتا ہوں۔ لیکن میں اس کے ارادے اور خواہش کی طرف دیکھتا ہوں۔ اگر اس کا ارادہ اور خواہش میری طرف ہو۔ تو میں اس کے ارادے کو تفکر اور اس کے کلام کو حمد بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ نہ کلام کرے۔ اور تفکر تین قسم پر ہے اول مصنوعات میں فکر کرنا اور ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی ذات پر استدلال حاصل کرنا۔ یہ علماء ربانی کی شان ہے۔ دوسرے اللہ تعالےٰ کی عجیب و غریب صفتوں اور اعلےٰ نعمتوں میں فکر کرنا یہ اللہ تعالےٰ کے شکرگزار بندوں کا خاصہ ہے۔ تیسرے اعمال اور ان کے اخلاص میں فکر کرنا۔ یہ عابدوں کی شان ہے +

حضرت فضیل رہ فرماتے ہیں کہ تفکر ایک آئینہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔ لیکن مصنوعات میں تفکر کرنا یہی ہے جو اس آیت یا اس جیسی اور آیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور سب مصنوعات میں سے تیرے نزدیک تیرا اپنا نفس ہے۔ پس اعتبار و عبرت کے لئے تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنی پیدائش اور ترکیب اور شکل و صورت اور شہوات و حواس میں نظر کرے "

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ تمہاری اپنی جانوں میں بہت نشان ہیں پھر تم کیوں نہیں دیکھتے۔ پھر مصنوعات۔ کے ہر ایک جزو میں کافی دلالت اور شافی عبرت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اول میں اکیلا تھا۔ پھر سب کچھ پیدا کیا جس قدر کہ چاہا +

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا جس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت کے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے قلم کو ایک موتی سے پیدا کیا۔ اس کا طول پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر اس کی طرف ہیبت کی نظر سے دیکھا۔ تو دو حصّوں میں پھٹ گیا۔ اور اس سے نور نکلا۔ پھر اس کو کہا کہ لکھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط پس اس نے لکھ دیا۔ پھر اس کو کہا کہ لکھ جو کچھ قیامت تک ہونیوالا

ہے۔ پس جو کچھ ہونے والا تھا اُس نے لکھ دیا۔ اور اس کے آواز میں رعد کی طرح تسبیح ہے اور اس کی کتابت یعنی لکھنا نور ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ایک سبز جوہر کو پیدا کیا۔ جس کی موٹائی زمین و آسمانوں کی موٹائی کے برابر تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس کو پکارا تو وہ اللہ تعالےٰ کی ہیبت سے تھرتھرایا اور اضطراب میں آیا۔ اور پگلکر پانی ہو گیا۔ پھر اضطراب میں آیا تو اس سے دھواں اور جھاگ بلند ہوا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے سبز جوہر سے عرش کو پیدا کیا۔ جس کی عظمت اور نور کا وصف بیان نہیں ہو سکتا۔ اُس کے بہت سے پائے ہیں۔ ہر دو نوں پایوں کے درمیان اس قدر مسافت ہے جس قدر کہ ایک تیز پرواز پرندہ ہزار سال تک اُڑتا رہے۔ اور نیز عرش ہر دن نور کے ستر ہزار رنگ بدلتا ہے۔ کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ اُس کی طرف نظر کر سکے۔ اور نیز عرش کی ہزار زبانیں ہیں۔ جن سے طرح طرح کی لغات میں اللہ کی تسبیح کرتا ہے ۔

روایت ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں پیدا کیا ہے اُس کی مثال عرش نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی مثال عرش کے نیچے ہے۔ جب مومن نیک عمل کرتا ہے اُس کی تمثال بھی ویسی صورت بناتی ہے۔ پس اُس کی نیکی ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب بُرا عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی صورت پر پردہ ڈال دیتا ہے تاکہ اُس کی بُرائی کو ڈھانپے ۔

روایت ہے کہ کرسی ایک موتی سے بنی ہے اُس کی لمبائی کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور عرش کرسی سے دو ہزار سال پہلے پیدا ہوا ہے اور زمین و آسمان کرسی میں ایسے ہیں جیسے حلقہ جنگل میں پڑا ہوا ہو۔ اور کرسی عرش میں ایسی ہے جیسے کہ حلقہ جنگل میں پڑا ہوا ہو۔ پھر اللہ تعا نے ہوا کو پیدا کیا تو عرش پانی پر ہو گیا اور پانی ہوا پر۔ پھر اللہ تعالےٰ نے عرش کے اُٹھانے والے چار فرشتے پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک کے ٹخنے سے لیکر اسفل قدم تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ انہوں نے عرش کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا ہوا ہے جب قیامت کا دن ہوگا چار فرشتے اور اُن کی مدد میں آئینگے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ (اُس دن تیرے

رب کا عرش آٹھ فرشتے اُٹھائینگے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے پانی کی اوپر کے جھاگ سے زمین کا ایک طبقہ پیدا کیا۔ پھر اس کو سات طبقوں میں کیا۔ ہر ایک زمین کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور ایک زمین سے دوسری زمین تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا۔ اُس نے نیچے آکر زمینوں کو اپنے کندھے پر اُٹھا لیا۔ اور ان کے اطراف کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چونکہ اس کے قدموں کے ٹھیرنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے جنت فردوس سے ایک بیل نازل کیا جس کی چار ہزار ٹانگیں ہیں۔ اور اُس کے کوہان پر اس فرشتے کے قدم ہیں۔ اور بیل کے سینگ سمندر کے اطراف سے باہر ہیں۔ اور بیل کے نیچے ایک پتھر ہے۔ جس کی موٹائی زمین و آسمان کی موٹائی کے برابر ہے۔ یہ وہی پتھر ہے۔ جس کی نسبت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ۔ اور وہ پتھر ایک مچھلی کے اُوپر ہے اور مچھلی کے نیچے پانی اور پانی کے نیچے ظلمت ہے۔ یہاں پہنچکر خلقت کا علم منقطع ہو جاتا ہے ✦

نیز روایت ہے کہ ہر ایک زمین کے نیچے سمندر ہے اور ساتویں سمندر اور ساتویں زمین کے نیچے دوزخ ہے۔ اور وہ ابھی بند ہے۔ جب قیامت کے دن کھولا جاویگا۔ ساتوں سمندروں کو جلاویگا ✦

نیز روایت ہے کہ زمین پانی کے اوپر ہلتی تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مضبوط پہاڑوں کو پیدا کیا۔ تو ہلنے سے رُک گئی۔ اور ایک پہاڑ کو جو تمام دُنیا کو محیط ہے سبز زمرد سے پیدا کیا۔ اس کا نام جبل قاف ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جبل قاف کے پیچھے برف کی زمین ہے جس کی مسافت پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور اسی قسم کی ایک اور زمین اولوں کی ہے۔ اور اُس کے پیچھے دوزخ ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آٹھ بہشتوں کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا۔ ہر ایک آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اسی قدر فاصلہ ہے۔ سب سے نیچے کا آسمان

دنیا ہے اس میں ایسے فرشتے ہیں جو آگ اور ہوا سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کے اوپر ایک اور فرشتہ ہے جس کا نام رعد ہے اور وہ بارش پر موکل ہے۔ اور ان کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ۔ دوسرے آسمان میں مختلف قسموں کے فرشتے ہیں۔ جن کی تسبیح ہے سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ تیسرے آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جن کے مختلف پر اور مختلف منہ اور مختلف زبانیں ہیں بڑے بلند آواز سے کہتے ہیں سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ۔ چوتھے آسمان کا رنگ چاندی کی طرح ہے۔ اس کے فرشتوں کی تعداد پہلے تینوں آسمانوں کے فرشتوں کی تعداد سے دوگنی ہے۔ اور وہ ہر دم قیام و رکوع و سجود میں ہیں اور کہتے ہیں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے اپنے ماتحتوں کی نسبت دوگنے ہیں۔ پانچویں آسمان کا رنگ سونے کا سا ہے۔ اس میں ایسے فرشتے ہیں جو ہمیشہ رکوع و سجود میں ہیں۔ اور قیامت تک اپنی آنکھوں کو نہیں اٹھاوینگے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اپنی آنکھوں اور سروں کو اٹھاوینگے۔ اور کہینگے۔ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ چھٹا آسمان یاقوت سرخ کا ہے اس میں کروبین فرشتے ہیں جو اللہ کا بڑا بھاری لشکر ہیں۔ اور اپنی بلند آواز سے اللہ تعالےٰ کی تہلیل و تسبیح و تقدیس کہتے ہیں۔ ان کے اوپر ایک اور فرشتہ مقرر ہے جس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ پھر ستر ستر ہزار فرشتہ ہے۔ ساتواں آسمان سفید موتی کا ہے اس میں ایک فرشتہ ہے جس کے ساتھ سات لاکھ فرشتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس قدر فرشتوں کا لشکر ہے جس قدر کہ اللہ تعالےٰ نے چیزوں کو پیدا کیا ہے پس ساتوں آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کہ فرشتے کا چہرہ سجدہ میں اور کسی فرشتے کا قدم قیام یا رکوع میں نہ ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کی راہ ہے اور کرسی اور عرش کے درمیان بھی پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور اس سے اوپر عرش ہے۔ اس کی انتہا کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ کرسی کے نیچے ہے اور اس کی شاخیں عرش کے نیچے۔ اسی کی طرف مخلوقات کا امر منتہی ہوتا ہے۔ اس کے ہر ایک پتے کے نیچے اُمتوں میں سے ایک اُمت ہے۔ اور اس پر اس قدر فرشتے ہیں۔ جن کی تعداد کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جبرئیل ع کا مقام اس کے وسط میں ہے ؛

روایت ہے۔ کہ جبرئیلؑ کے اعضاء ہر وقت اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کے ہر لرزہ سے لاکھ فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو اپنے سروں کو جھکائے ہوئے صف بصف خاموش کھڑے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اُن کو بولنے کی اجازت ہوگی۔ اس وقت سب کے سب لاالہ الا اللہ کہینگے ؛ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا نہ کلام کرینگے۔ مگر وہ جن کو اللہ اذن دیگا اور بہتر کہیگا۔ اس آیت میں صواب سے مراد یہی لاالہ الا اللہ ہے ؛

روایت ہے کہ جبرئیلؑ کے چھ سو پر ہیں۔ ہر ایک ان میں سے دُر و یاقوت اور سونے کی جھانجوں سے جو کستوری سے پر ہیں مرصع ہے۔ اور ہر ایک جھانج کا آواز دوسری کے آواز کی طرح نہیں۔ اگر وہ اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلائے تو تمام افق کو روک دے۔ اور اسرافیلؑ کے بارہ ہزار پر ہیں۔ ایک پر مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں۔ اور عرش اُس کے کندھے پر ہے۔ اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔ اور جب وہ تسبیح پڑھتا ہے تو اُس کی خوش آوازی کے سبب فرشتوں کو اپنی تسبیح بھول جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ڈر کے مارے کبھی اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے کہ چڑیا۔ اس وقت اللہ کے عرش کو سوائے اُسکی قدرت کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی قدرت میں رائی کے دانہ کے برابر ہے ؛

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ تمہارا پیدا کرنا اور زندہ کرنا ایک نفس کی طرح ہے۔ پس جس نے اعتبار کی نظر سے مخلوقات میں دیکھا اس کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ وہی معبود برحق اول و آخر و ظاہر و باطن واحد واحد

قدوس وصمد وحی و علیم و قدیر و مدبّر و سمیع و بصیر و متکلّم اور ملک کبیر ہے۔ وہ اول ہے جس کی ابتداء نہیں۔ وہ آخر ہے جس کی انتہا نہیں۔ وہ ظاہر ہے جس کو عقل ثابت کرتی ہے۔ وہ باطن ہے جس کو وہم ادراک نہیں کرسکتا۔ تمام مخلوق محصور اور حد سے محدود ہے۔ اور خالق بائن مبائن تعریف سے برتر ہے۔ ازلی اور زائل کے درمیان بہت فرق ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں۔ بیشک اس شخص کے وصف میں اشکال ہوتا ہے۔ جس کے لئے کوئی شکل ہو اور مثال اُس کی بیان کی جاتی ہے۔ جبکی کوئی مثال ہو۔ لیکن جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ جس کو اُس کی طرف کیا مجال ہے۔ اُس کی عظمت خیال سے برتر ہے۔ اُس کے لئے کیف کس طرح کہا جاوے۔ حالانکہ کیف اُس کے حق میں محال ہے۔ وہم اس کو کس طرح خیال میں لاسکے جبکہ وہ خود اسکی صنعت ہے عقل اس کی کس طرح حد پاسکے جبکہ وہ خود اس کا فعل ہے۔ مکان اس کو کس طرح گھیر سکے۔ جبکہ مکان اسی کا بنایا ہوا ہے۔ فکر کا سیر منقطع ہوگیا۔ اور ذہن کی رفتار ٹھیر گئی۔ اور وہم کا اشارہ موقوف ہوگیا۔ اور وصف کا لطف عاجز ہوگیا اور عقل کی آنکھ اندھی ہوگئی۔ اور حس کی زبان گونگی ہوگئی۔ لیکن اس کی تعریف کے پہاڑ پر ایک قدم بھی نہ چڑھ سکے۔ اس کی معرفت کے بحر میں کوئی غوطہ نہیں لگا سکتا وہ گویا رات ہے جس میں جس کو کوئی ستارہ نظر نہیں آتا۔ شعر

مَرَامٌ شَطَّ مُرْمِي الْعَقْلِ عَنْهُ　　فَدُوْنَ مَرَامِهٖ بَيْدَاءُ اَنْبَلُ

(ترجمہ) وہ ایسا نشانہ ہے جہاں عقل کے تیر انداز کی رسائی نہیں ہے۔ اور اُس کے نشانہ کے آگے ایسا جنگل ہے جہاں عقل چکر کھا جاتی ہے۔

بہتر راستہ تسلیم ہے۔ اور نقل کی وادی بلا نفع ہے۔ تشبیہ کے مبالغہ کی بلندی سے پہنچے اُتر۔ اور تعطیل کی باطل چوٹیوں پر نہ چڑھ۔ کیونکہ وادی دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جس کو تشبیہ دینے والا چندھا ہے اور اس کو معطل سمجھنے والا اندھا ہے جس نے اُس کو کسی کیفیت سے منسوب کیا اُس نے اس کو نہ پہچانا۔ اور جس نے اس کو کسی کی مانند جانا اس نے اس کو واحد نہ سمجھا۔ اور جس نے اس کو کسی ایسی شے سے تشبیہ دی جس سے وہ منزہ اور پاک ہے تو اُس نے اسکی پرستش کا حق ادا نہ

کیا۔اس کے وجود کا وجوب لعل کے داغ سے برتر ہے۔ وہ زمانہ سے اول ہے پس نہیں کر سکتے کہ کب سے ہے۔ وہ اپنی وحدانیت میں مع کے شمول سے بزرگ تر ہے اور پیدا کرنے میں یگانہ ہے۔ پس وہ صانع ہونے کی نسبت منؔ[1] کے ساتھ نہیں پوچھا جاتا۔ مختلف قسم کی مخلوقات کو کُن سے ظاہر کر دیا۔ اور ان میں اپنی حکمتوں کو بھر دیا۔ پس لِمَ کے ساتھ اس کا معارضہ کیا نہیں جاتا۔ مِنْ کی بعضیت سے برتر ہے اور فی کی ظرفیت سے پاک ہے۔ اور کاَنَّ کے شبہ سے منزّہ ہے۔ لَواَنَّ کے نقص سے بزرگ ہے۔ اور اِلّا اِنَّ کے عیب سے اعلےٰ ہے۔ اور اس کا کمال لٰکن کے تدارک سے بلند ہے۔ اگر ذہن اس کے وصف میں ٹھیر گیا۔ تو اُس کی بزرگی نے پکارا کہ آگے بڑھ۔ اور اگر فکر اس کی طرف چلا تو اُس کی ہیبت نے کہا کہ تیار رہو۔ اور اگر دل اُس کے ذکر سے بیٹھ گیا تو شوق نے کہا اُٹھ۔ اور اگر گنہگار حیا کے سبب خاموش ہوا۔ تو اس کے نِعَم نے کہا کہ بول۔ اس کی عظمت کو کوئی تمثیل بیان کرنیوالا نہیں پا سکتا۔ اور خیال کا تیراک اس کے بحر حکمت کی انتہا معلوم نہیں کر سکتا اُس کی ذات شبہ اور ضد و نِد اور مثل و عدیل سے منزہ ہے۔ اور اُسکی صفات ثابتہ ہیں اور بیشک اہل تعطیل گمراہ ہے۔ فکر نے اس کی پاک بارگاہ کے گرد بہت جولان کیا۔ لیکن ذلیل ہو کر مڑا۔ وہم حس کے میدان میں اُس کی طرف جولان کرتا رہا لیکن اُس نے آگے رستہ بند پایا۔ اس میدان میں ندا کرنے والا سرگردان اور حد سے کہنے والا حیران اور رہنما گمراہ ہے۔ اُس کی ذات واحد ہے اس کا وجود قدیم ہے اس کی صفات ذات کی طرح ازلی ہیں۔ پس انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ کیف کا ہاتھ کنجا اور تشبیہ کا دروازہ بند ہے۔ اس کی ذات مثلیّت سے منزہ اور اس کی صفات کیفیّت سے مقدس ہیں۔ اس کی بیّنات شکوک کے مرتبہ سے برتر اور اس کی آیات آنکھوں اور عقلوں کے لئے روشن ہیں۔ وہ تمام اشیاء سے اول ہے اور وہ سب اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ اس کے وجود کی دلیل شک کی آمیزش سے خالی ہے اور بزرگی کے اظہار کرنے سے انواع و اجناس کی مماثلت سے برتر ہے۔ اور مشابہت اور قیاس کے ساتھ صفات کو ثابت کرنے سے بلند ہے۔ اور حس اُسکے ادراک سے مایوس ہے۔ اور تھک کر اور سرنگوں ہو کر واپس

[1] منؔ جس کے معنی ہیں کدام۔ کون ۱۲ احمد مخدومی

مڑتا ہے۔ پس پاک ہے وہ معبود برحق جو اپنی ذات میں معلومات کی مساوات اور علتوں کی شابہت سے منزہ ہے۔ اور برتر ہے وہ قیوم جو اپنی ذات وصفات میں شبہ اور ضد اور ند اور مثل سے پاک ہے اور حرکات اُس پر جائز نہیں اور نقل اُس کو نہیں بدلا سکتی۔ وہ مالک جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور کوئی یہ نہیں کہ سکتا کہ کیوں کیا وہ اپنے حکم میں عادل ہے نہ کبھی کسی طرف جھکتا ہے نہ بے انصافی کرتا ہے۔ اُس نے اپنے علم سے ہر ایک چیز کو احاطہ کیا ہوا ہے نہ وہ بھولتا ہے نہ غافل ہوتا ہے۔ مخلوقات کے پیدا کرنے میں اپنے ازلی حکم کے اسرار یعنی خالق اور خلق اور سعادت اور شقاوت اور رزق اور اجل کو ظاہر کیا۔ اس کی حکمت اس بات سے منزہ ہے کہ اعتراض کا گوپھیا لگانے والا اسکی بنیاد کو سست کردے۔ اس کی حکمت خلل سے برتر ہے۔ اور اس کے پیچھے ابطال کا میدان ہے۔ اور ہدایت وگمراہی کا تصرف اس کے قہر کے قبضہ میں ہے۔ اس کا علم ہر ذرہ اور ریگ اور ہر دانہ اور گٹھلی اور قطرے کو شامل ہے اور وہی غیب وشہادت کا جاننے والا اور بزرگ وبلند ہے +

فصل پانچویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مصنوعات کی لڑیاں پرودیں۔ جو سب کی سب متفق ہو کر اس کی الہیت پر شاہد ہیں۔ اور ان کے حدوث سے اپنی صفات کی قدامت کو ظاہر کیا۔ پس عقلیں اس کے کمال علم اور قدرت پر گواہ ہیں اور اپنے ارادہ کے ساتھ ان کی صفات کے درمیان فرق ظاہر کیا۔ پس وہ سب اس کے ارادہ کے تصرف سے جدا جدا ہیں۔ آسمانوں کو دیکھو۔ گویا وہ ایک لاجوردی قبہ ہے۔ اور ستارے ان میں گویا قندیلیں لٹکائی ہوئی ہیں + اور آفتاب بادشاہ اور چاند وزیر کی مانند ہے اور ستارے اُس کے گرد لشکر کی مانند جمع ہیں۔ اور زمین کو دیکھو کہ مینہ کے برسنے سے پہلے فقیر۔ مسکین کی طرح ہوتی ہے۔ اور گرمی اور خشکی سے جلی ہوئی ہوتی ہے۔ پس جب بادلوں کی گھٹائیں انعام کا ہاتھ اس کی طرف بڑھاتی ہیں۔ تو اُس کو بیٹھے

پانی سے سیراب کرتی ہیں۔ پس خشک زمین نرم ہو جاتی ہے اور بنجر آراستہ بنجاتی ہے۔ اور اُس کی آراستگی ظاہر ہوتی اور اس کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ باغ طرب وصال سے لہلہاتے ہیں۔ اور ٹہنیاں جمال کے لباس میں ٹہلتی ہیں اور صبح کی بادِ نسیم شگوفوں کے بند منہوں کو کھولتی ہے۔ اور غنچوں اور پرندوں کے خطیب گھونسلوں کے منبروں پر چڑھ کر صبح کے وقت فادر مطلق کی بزرگی کے گیت گاتے ہیں۔ اور موجودات سب کی سب زبان حال سے پکارتی ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال واکرام والا ہے جس نے انسان کو نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پیدا کیا۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اور غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔ جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ برو بحر میں ہے اور جو پتّا گرتا ہے۔ فکر جب اس کی نعمتوں کے باغوں میں سیر کرتے ہوئے جب اُس کبریائی چراگاہ تک پہنچتی ہیں۔ تو تصوّر کے معترف اور سرنگوں ہو کر واپس مڑتے ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کی صمدیت کے احاطہ کرنے سے وہم حجاب میں اور اُس کی عظمت کے باہر میں غرق ہیں۔ اور جس نے اپنے طالبوں کے لئے جبکہ اُنہوں نے اُس کے دروازے کے سوا سب دروازوں کو بند پایا۔ اپنے کرم و بخشش کے دروازہ کو کھول دیا۔ اور جس نے اپنی طرف رجوع کرنے والوں کی توبہ کو قبول کیا۔ اور اُن کے مہلکہ افعال کو اُن سے دور کر دیا۔ اور جس نے اپنے بندہ ضعیف کے شکوے کو سُنا۔ جب کہ اُس نے اُس کی شریف جائے پناہ میں آکر پناہ لی۔ اور اس سے صدقہ طلب کیا۔ پس اُس نے اس کے سوال کو پورا کیا اور اس کی آرزو کو بر لایا۔ اور اس کو خوف سے امن دیا۔ اور اس پر احسان کیا اور اُس کو آزاد کر دیا۔ اور حیوانوں کی جنس میں سے نوع انسان کو بیان اور قوتِ ناطقہ دیکر بزرگی بخشی۔ اور مومن کو ایمان وعرفان عطا کر کے اسکی عزت بڑھائی۔ اور اس کو ہدایت دیکر نیکی کی توفیق بخشی۔ وہی غیب وشہادت کا عالم اور عزیز و رحیم ہے۔ جس نے ہر ایک چیز کو عمدہ صورت میں پیدا کیا۔ میں اس کا ان

تمام نعمتوں پر حمد کرتا ہوں۔ جن کی صفائی کے ساتھ دل روشن ہو گئے۔ اور باطن اُس کی خوبصورتی کے سبب تروتازہ باغ بن گئے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے حکم کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ خائفین کے نفس اُن کے غلبہ سے ڈرتے ہیں۔ اور عارفوں کے دل اُس کی بخشش کی مضبوط رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے شریعت حقّہ کے ساتھ بھیجا۔ جس کے حکموں کو انہوں نے ثابت کر دکھایا۔ اور برہان کے نور سے باطل کی بھڑک اور شعلہ کو بجھایا اور دُور کیا۔ اور تحقیق کی تلوار کے ساتھ بہتان کے دماغ کو پھوڑا اور اُس کی پلیدی اور گندگی کو دور کیا۔ ان پر اور ان کی آل و اصحاب اور اس شخص پر جس نے ان کی تصدیق کی۔ اور اُن پر ایمان لایا۔ اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جیسے کہ اس نے اپنی نعمتوں کو اُن پر کامل کیا اور اُنکی پیدایش اور خلق کو بہتر بنایا +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اے ہمارے نبی ہم نے تجھ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے اذن سے اُسکی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بھیجا ہے +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیشمار ہیں۔ اور ان کے معجزے اور مناقب اور محاسن بیحد و حساب ہیں۔ شعر

فَبَالِغْ وَ اَکْثِرْ لَنْ تُحِیْطَ بِوَصْفِہٖ ۔۔۔ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا مِنْ یَدِ الْمُتَنَاوِلِ

(ترجمہ) تو جس قدر چاہے مبالغہ کر اور جس قدر چاہے زیادہ کر لیکن اُن کے وصف کا ہرگز احاطہ نہ کر سکیگا۔ بھلا کسی کا ہاتھ ثریا تک پہنچ سکتا ہے) ہرگز نہیں۔ ہاں آپ کا ذکر ایمان کو بڑھاتا ہے۔ اور دلوں اور باطنوں کو عرفان کے انوار سے روشن کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت کو آپ کی محبت پر مشروط کیا ہے۔ اور اپنی طاعت کو آپ کی طاعت پر وابستہ کیا ہے۔ اور اپنے ذکر کو آپ کے ذکر کے ساتھ اور اپنی بیعت کو آپ کی بیعت کے ساتھ پیوستہ کیا ہے +

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی۔ اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ جو لوگ تجھ سے بعیت کرتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ ہی سے بعیت کرتے ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اگر تم اللہ سے محبت لگانا چاہتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تمہیں دوست بنالیگا۔ اور فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ میرا اور تیرا رب فرماتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے ذکر کو کس طرح بلند کیا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس وقت میں ذکر کیا جاتا ہوں تو بھی میرے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے اور بعض نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ شامل کرنے سے ایمان کامل کیا ہے۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ میں نے تجھے اپنے ذکر کا ذکر بنایا ہے۔ یعنی جس نے تجھے یاد کیا اُس نے مجھے یاد کیا۔ اور جس نے تجھ کو ثابت کیا اس نے مجھے ثابت کیا۔ اور جس نے تیرا انکار کیا۔ اُس نے مجھے نہ پہچانا۔ اور بعض نے اُس کے معنے یہ کئے ہیں کہ کوئی شخص تجھ کو رسالت سے نہیں یاد کرتا۔ مگر یہ کہ وہ مجھے ربوبیت کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے اول خدا تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا ہے اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب عرش کو پیدا کیا۔ اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نور سے لکھا۔ جب حضرت آدمؑ جنت سے نکلے۔ اُنھوں نے ساق عرش پر اور جنت کی تمام جگہوں پر اللہ تعالےٰ کے اسم کے ساتھ حضرت محمدؐ کا نام لکھا دیکھا۔ تو پوچھا اے رب یہ محمدؐ کون ہے؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ تیرا بیٹا ہے۔ اگر میں اس کو پیدا نہ کرتا تو تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ پھر حضرت آدمؑ نے عرض کی یا اللہ اس بیٹے کی عزت کے صدقے اس باپ پر رحم فرما۔ پس ندا آئی۔ کہ اے آدمؑ۔ اگر تو محمدؐ کے وسیلہ سے تمام زمین و آسمان والوں کے

حق میں سفارش کرتا۔ تو ہم تیری سفارش کو قبول کرتے ۔

جاننا چاہئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزے بکثرت ہیں۔ان میں سے زیادہ بلند قدر والا اور روشن ذکر والا یہ قرآن عزیز ہے۔جس کے مقابلہ سے فصحاء عاجز ہو گئے۔اور عقلمند اس کی مثل نہ لا سکے۔اسکے اعجاز میں سے ہے۔اس کا حسن تالیف اور کلموں کا ربط اور فصاحت و بلاغت اور ایجاز۔اور اس کا حسن تصرف اور طرز جس کے ساتھ کوئی نظم و نثر مشابہ نہیں ہے آئندہ غیبی چیزیں جو اسی طرح واقعہ ہوئیں۔جس طرح کہ اس نے بیان کیں۔اور گذشتہ قصوں کا ذکر حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُمی تھے۔کسی سے کوئی کتاب نہیں پڑھی۔اور علماء اہل کتاب سے بھی میل جول نہ رکھا۔اور ملکوت اعلےٰ اور ملائکہ اور قیامت اور جنت و دوزخ وغیرہ کا ذکر۔اور اس کے معارضہ کی تاب نہ لانا اور اس کے مقابلہ سے عقول کا عاجز ہونا حالانکہ اس وقت تمام زمانہ فصیح و بلیغ تھا۔اور ہر وقت لڑائی بھڑائی اور عداوت کا بازار گرم رہتا تھا۔لیکن پھر بھی معارضہ کا خیال کسی کے دل پر نہ گذرا۔اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک مکہ میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے جبکہ کفار نے اس کی نسبت آپ سے سوال کیا۔پس وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ایک ٹکڑا پہاڑ پر ہو گیا۔اور دوسرا اس کے ورے۔اور تمام اہل زمانہ نے ان کو دیکھ لیا۔اسی کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۔ساعت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔(معجزہ)

ایک ہی رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصےٰ تک براق پر سوار کر کے اللہ تعالےٰ اُن کو لے گیا۔اور اس جگہ تمام انبیاء آپ کے لئے جمع ہوئے۔اور آپ نے امام ہو کر ان کو نماز پڑھائی۔پھر بیت المقدس سے آسمان کی طرف آپ کو لے گئے اور ہر ایک آسمان کا دروازہ آپ کے لئے کھولا گیا۔اور ہر ایک آسمان کے فرشتوں نے آپ پر سلام دی۔حتےٰ کہ ساتوں آسمانوں سے گذر کر سدرۃ المنتہیٰ تک اور وہاں سے گذر کر ایسے مقام تک پہنچ گئے۔جہاں قلموں کی آوازوں کو سنا۔پس کرامت و قرب کے مقام میں کھڑی ہوئی۔اور نجوی اور راز کے مقام

میں جا ٹھیرے۔ پس اس قرب اکرام میں دو کمانوں کے گوشوں جتنا یا اس سے بھی کم فرق رہ گیا۔ وہاں آپ نے خدائے بزرگ و بلند کا خطاب سُنا اور اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے بڑا نشان دیکھا۔ اور پانچ نمازیں آپ پر فرض ہوئیں پھر بقیہ رات میں مکہ کی طرف واپس آ گئے۔ یہ سب کچھ قرآن میں مذکور ہے۔ اس کی خبریں ہر ایک کو معلوم اور اس کے آثار مشہور ہیں ؛

معجزہ۔ آپ کی اُنگلیوں سے پانی بہ نکلتا تھا۔ اور آپ کی برکت سے تھوڑی چیز بہت ہو جاتی تھی۔ چنانچہ صحیح حدیثوں میں ان کا ذکر آچکا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ بازار مدینہ کے پاس مقام زوزار میں تھے۔ کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ ایک برتن میں رکھ دیا جس میں سے تین سو آدمیوں نے وضو کیا۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ رہا تھا ؛

حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور ہمارے پاس پانی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس قدر پانی ہر ایک کے پاس بچا ہوا ہے لے آؤ۔ آپ نے اس سب پانی کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ اور اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا۔ پس پانی آپ کی اُنگلیوں میں سے پھوٹنے لگا ؛

حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جنگ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ اُنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس کی شکایت کی۔ آپ کے پاس ایک کوزہ تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کوزہ میں رکھ دیا۔ اور پانی چشمے کی طرح آپ کی اُنگلیوں سے بہنے لگا۔ حضرت جابر رضؓ سے پوچھا گیا۔ کہ تم کتنے آدمی تھے۔ اُس نے کہا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تو بھی ہم کو کفایت کر جاتا۔ ہم تو صرف پندرہ سو آدمی ہی تھے ؛

حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ غزوہ بواط میں لوگوں کو پیاس نے آگھیرا۔ تو آپ نے ایک پیالہ منگوا کر اس میں تھوڑا سا پانی ڈھونڈھ لا کر ڈال دیا اور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیا۔ اور اپنی اُنگلیوں کو متفرق کر دیا۔ پس پیالہ سے

اس قدر پانی پھوٹ نکلا کہ تمام لوگ پی پی کر سیراب ہو گئے۔
حضرت معاذ ابن جبل رضہ سے روایت ہے کہ آپ تبوک کے چشمے پر آئے۔ اور اس میں بہت تھوڑا پانی تھا۔ پس اس میں سے آپ نے تھوڑا سا پانی نکلوا کر اس کے ساتھ اپنا ہاتھ منہ دھویا اور پھر اس پانی کو اس چشمہ میں گرا دیا۔ پانی کے گرتے ہی چشمے میں سے بجلی کے گرجنے کی طرح آواز سنائی دی۔ اور بہت سے پانی کا چشمہ پھوٹ کر بہنے لگا۔ پھر آپ نے پھر فرمایا اے معاذ رضہ مجھے امید ہے کہ جب تک تو زندہ رہے گا۔ اس جگہ اسی طرح پانی بہتا دیکھیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک دفعہ آپ نے اپنی ترکش سے ایک تیر نکال کر ایک گڑھے میں جس میں پانی نہ تھا گاڑ دیا۔ اس میں سے اس قدر پانی نکلا کہ جنگ حدیبیہ کے دن لوگوں کو کفایت ہوا۔
روایت ہے کہ ابو طالب نے کسی سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے پاس پانی نہیں ہے۔ آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ اور پانی نکل پڑا۔ اس بارہ میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے یہ چند ہم نے بیان کر دی ہیں۔

معجزہ۔ آپ کی دعا سے تھوڑے کھانے میں اس قدر برکت ہو جاتی تھی۔ کہ بہت سے لوگوں کو کافی ہو جاتا تھا۔ اور بہت دیر تک باقی رہتا تھا۔ ایک دفعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ رض کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان کے ہاں جو کی چند روٹیاں تھیں۔ آپ نے ان کو منگوا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور ان پر گھی ڈال دیا۔ اور آپ نے کہا ماشاء اللہ الخ۔ پھر آپ نے دس آدمیوں کو بلایا۔ اور وہ سیر ہو کر نکل گئے۔ تو پھر دس کو حتے کہ اسی طرح تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ وہ سب اسّی آدمیوں کے قریب تھے۔ اور حضرت جابر رضہ نے خندق کے دن ایک صاع جو سے کھانا تیار کیا۔ اور ہزار آدمی اس کو کھا گئے۔ لیکن کھانا اسی طرح رہا۔ کچھ کم نہ ہوا۔ آپ نے ایک دفعہ ایک شخص کو آدھا وسق جو دے۔ جن کو وہ خود اور اس کے اہل وعیال اور مہمان بہت دیر تک کھاتے رہے۔
حضرت ابو ایوب انصاری رض نے ایک دفعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رض

کے لئے اس قدر کھانا تیار کیا جو صرف ان دونو ہی کے لئے کافی تھا۔ جب دونوں کو بلایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور تیس انصاریوں کو بھی بلا لیا۔ وہ سب کے سب کھا کر چلے گئے تو پھر ساٹھ کو بلایا۔ اور جب وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے تو پھر اور نوّے آدمیوں کو بلایا۔ حضرت ابوایوب انصاری رح کہتے ہیں۔ کہ اسی میرے کھانے سے ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا۔ اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ میں ایک پیالہ گوشت لیکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ اس میں سے صبح سے لیکر شام تک کھاتے رہے اس طرح کہ چند لوگ کھا جاتے اور پھر چند آجاتے۔ اور تمام اہل صفہ نے بھی اس میں سے کھایا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب کھا کر نکل آئے مگر وہ جوں کا توں تھا۔ ہاں اس میں انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ اسی طرح آپ نے ایک پیالہ دودھ سے بہت سے لوگوں کو سیراب کر دیا۔ اور وہ ویسا ہی رہا جیسے کہ تھا۔ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روائت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کی دعوت کی اور وہ چالیس آدمی تھے۔ ان میں سے کوئی جذعہ کھاتا تھا اور فرق پیتا تھا۔ آپ نے ان کے واسطے ایک مُدّ طعام تیار کیا۔ ان سب نے اس میں سے کھایا اور سب کے سب سیر ہو گئے۔ اور وہ ویسا ہی باقی تھا۔ پھر عس منگوایا اور ان کو پلایا۔ ان سب نے پیا۔ اور اس کو ایسا ہی چھوڑ گئے۔ گویا کہ پیا ہی نہیں۔ اور عس ایک برتن ہے جس سے تین یا چار آدمی سیر ہو جاتے ہیں اور حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ طعام تیار کیا اور اپنے اصحاب کی دعوت کی۔ پس اس کھانے پر تین سو آدمی حاضر ہوئے۔ جب سب کھا چکے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اٹھا لے۔ پس میں نے نہ جانا کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا۔ یعنی جیسا رکھا تھا ویسا ہی اُٹھا لیا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی سفر میں بھوک لگی۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ تیرے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی کھجوروں کی اس میں سے نکال لی۔ اور دونوں ہاتھوں میں پھیلا کر برکت کے لئے دُعا کی۔ ان کھجوروں میں سے تمام

لشکر نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس قدر تیری تھیں لیلے۔ آپ نے بھی ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی لے لیں۔ اور میں نے اپنے حصہ سے زیادہ لے لیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہیں۔ کہ میں ان کھجوروں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور حضرت ابو بکر رضہ اور حضرت عمر رضہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے زمانہ تک کھاتا رہا۔ حتےٰ کہ جب حضرت عثمان رضہ قتل کئے گئے۔ تو وہ بھی ختم ہو گئیں۔ اور غزوہ تبوک میں لوگوں کو بھوک لگی۔ آپ نے اُن کو فرمایا۔ کہ جو کچھ کسی کے پاس تھوڑا بہت بچا ہوا ہے لے آوے۔ وہ لوگ تھوڑی سی کھجوریں جمع کر کے لے آئے۔ آپ نے اُنہی میں سے ان کو کھلایا اور اُنہوں نے اپنے توشدان بھر لئے۔ اور وہ اتنی ہی تھیں جتنی رکھی تھیں۔ اس بارہ میں بھی اخبار بکثرت ہیں ۔

معجزہ۔ درخت آپ کے ساتھ کلام کرتے تھے اور آپ کی دعوت کو قبول کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک اعرابی ملا۔ آپ نے اس کو اسلام کی طرف دعوت کی۔ اُس نے کہا کہ جو کچھ تو کہتا ہے اُس کی کون گواہی دیتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت شاہد ہے۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہو۔ اور اُس نے تین دفعہ کہا۔ اشھد ان لاالہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ اور پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اور حضرت بریدہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ مجھے کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر اس درخت کو کہو کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ جب اُس نے جا کر کہا۔ تو وہ درخت اپنی شاخوں کو کھینچتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ پھر آپ نے اُس کو حکم دیا تو وہ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اور ایک حدیث میں حضرت جابر رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جدا جدا دو درختوں کو بُلایا۔ وہ دونوں درخت جمع ہو گئے۔ پھر ان کو حکم دیا تو ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس بارہ میں اخبار صحیحہ بہت ہیں۔ اور ستون حنانہ کا رونا بھی اِسی قسم سے ہے جس کے ساتھ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر تیار ہو گیا اور اُس پر آپ نے خطبہ پڑھا۔ تو اس بات سے وہ ستون رونے لگا۔ اور لوگوں نے بھی اُس کا رونا سُن لیا۔ حتےٰ کہ اُس کے رونے سے لوگ بھی رو پڑے۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اپنی طرف بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس آگیا۔ آپ نے اُس کو اپنے گلے لگایا اور پھر حکم دیا تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس حدیث کو دس سے زیادہ اصحاب کرام نے روایت کیا ہے ؁

معجزہ۔ جمادات آپ کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ اور اس بارہ میں بھی بہت سے اخبار مشہور ہیں۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی سنگریزوں کی لی۔ پس وہ سنگریزے آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگے۔ حتیٰ کہ ہم نے بھی ان کی تسبیح کو سُنا۔ اور حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم مکہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ایک طرف کو نکلے۔ اور جو درخت و پہاڑ آپ کے سامنے آیا۔ اُس نے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ؁

معجزہ۔ حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب کی ایک مجلس میں تھے۔ کہ بنی سلیم کا ایک شخص سوسمار لایا۔ اور اس کو آپ کے سامنے پھینک دیا۔ اور کہا۔ کہ میں ایمان نہ لاؤنگا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لاوے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے سوسمار۔ اس نے نرم آواز سے جواب دیا حتےٰ کہ سب لوگوں نے سُن لیا۔ لبیک وسعدیک۔ آپ نے فرمایا۔ کون عبادت کے لائق ہے۔ اُس نے کہا وہ خدا تعالےٰ جس کا عرش آسمان میں اور جس کی بادشاہی زمین میں اور جس کا رستہ سمندر میں اور جس کی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے آپ کی تکذیب کی۔ وہ رحمت سے محروم رہا۔ پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ اور ابو سعید رضؓ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑئے نے ایک گڈریئے کے ساتھ کلام کی اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی نسبت خبر دی۔ وہ گڈریا آکر مسلمان ہو گیا۔ اور اصبان بن اوس کے ساتھ بھیڑئے کے کلام کرنے کا

قصہ مشہور ہے۔ جو اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا۔ اور بھیڑیا اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اور اس کو کہنے لگا کہ میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں۔ کہ تو اپنی بکریوں کے پاس کھڑا ہوا ہے اور ایسے نبی کو چھوڑ دیا ہے۔ جس سے زیادہ بڑے قدر والا کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور اہل جنت میں سے افضل و اشرف اس کے اصحاب ہیں۔ تیرے اور اس کے درمیان یہی گھاٹی ہے پس تجھے چاہیئے کہ اللہ کے لشکر میں سے بن جائے۔ پس وہ جا کر مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضؓ اور صفوان بن امیہ نے ایک بھیڑئے کو دیکھا جو ہرنی کی تلاش میں تھا۔ حتیٰ کہ ہرنی حرم میں داخل ہو گئی۔ اور بھیڑیا ٹھہر گیا۔ ان دونوں نے اس بات سے تعجب کیا۔ بھیڑئے نے ان دونوں کو کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور تم اس کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور ایک اونٹ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کرنا مشہور قصہ ہے۔ جس کے مالک اس سے دیر تک کام لیتے رہے اور جب وہ بوڑھا ہو گیا۔ تو انہوں نے اس کے نحر کرنے کا ارادہ کیا۔ پس آپ نے اس کے لئے سفارش کی۔ اس قصہ کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ اور اس ہرنی کے کلام کرنے کا واقعہ مشہور ہے۔ جس کو آپ نے شکاری کے ہاتھ سے چھڑایا تھا۔ تاکہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آئے اور وہ جاتی تھی اور یہ کہتی تھی۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی طرح ہے اس گدھے کا کلام کرنا جو خیبر کے دن آپ کو ملا تھا۔ اور واقدی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ کو ایک ہی دن میں چھ بادشاہوں کی طرف جو مختلف زبانیں بولتے تھے قاصد کے طور پر بھیجا ہر ایک صحابی انہی لوگوں کی زبان میں کلام کرنے لگا جن کی طرف وہ بھیجا گیا تھا۔ اور زہر آلودہ بکری کی کلام کا قصہ مشہور ہے۔ جس کو ایک یہودیہ عورت نے خیبر میں آپ کے لئے تیار کیا تھا۔ اور حج الوداع میں ایک لڑکے کو جس دن کہ وہ پیدا ہوا آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں کون ہوں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا تجھے خدا برکت دے۔ پس اس کا نام مبارک الیمامہ رکھا گیا۔

اور جب ثابت بن قیس نے یمامہ کو قتل کیا۔ اور دفن کرنے کے لئے اُس کو قبر میں رکھا تو وہ یہ کہتا تھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الشَّہِیْدُ عُثْمَانُ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ۔

معجزہ۔ آپ کی برکت سے اہل مصیبت کی مصیبتیں اور بیمار یاں دور ہو جاتی تھیں۔ روایت ہے کہ اُحد کے دن قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں ایسا زخم لگا کہ رُخسارے پر جا پڑی پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی جگہ پر لوٹا یا۔ وہ آنکھ پہلے کی نسبت اچھی ہوگئی اور ابو قتادہ کا بیان ہے کہ میرے چہرہ پر تیر لگا اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوکا اور کوئی ضرب اور خراش کا نشان نہ رہا۔ ایک دفعہ ایک اندھے نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ میری آنکھیں بینا ہو جائیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا۔ کہ دو رکعت نماز پڑھ اور اس طرح دُعا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ اَنْ تَرُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ اس اندھے نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کو بینائی بخشی۔ اور خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں نہایت ہی سخت رمد تھی۔ آپ نے ان کی آنکھ میں تھوکا تو اسی وقت رمد جاتی رہی۔ اسی طرح آپ نے سلمہ بن اکوع کے زخم میں تھوکا اور ایسے ہی زید بن معاذ کے تلوار کے زخم میں تھوکا اور زخم اچھے ہو گئے۔ بدر کے دن معوذ بن عفر کا ہاتھ کٹ گیا۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو باہم ملا کر اس پر تھوکا۔ تو فوراً پہلی طرح درست ہو گیا ؀

معجزہ۔ آپ جس شخص کے حق میں دُعا کرتے تھے قبول ہو جاتی تھی۔ اور آپ کی دُعا کی برکت اس شخص کے بیٹوں اور پوتوں تک سرایت کر جاتی تھی۔ ایسی ہی استسقا وغیرہ کے موقعہ پر آپ کا دُعا کرنا۔ اور آپ جس کے حق میں بددُعا کرتے تھے۔ فوراً اس کا اثر ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور اس قسم کے معجزات بیشمار ہیں۔ اور بزرگوں کی مبسوط کتابوں میں بہت سی اخبار اس بارہ میں وارد ہیں۔ جن میں سے ایک کتاب قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ کی کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفٰے ہے ؀

معجزہ۔ اللہ تعالےٰ کی منزلہ کتابوں مثل توریت اور انجیل میں آپ کا ذکر ہے۔ اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے علماء اہل کتاب کو خوشخبری دی گئی۔ اور کاہنوں نے آپ کی نسبت بیان کیا۔ اور جنی ہاتفوں نے خبریں دیں۔ اور اس بارہ میں عبداللہ

بن ظفر نے ایک کتاب جمع کی ہے جس کا نام خیر البشر بخیر البشر رکھا ہے۔ آپ کے فضائل میں یہی کافی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن اخلاق اور عادات حسنہ اور عمدہ عمدہ خوبیوں کا بیان قرآن عزیز میں کیا ہے۔ اور قیامت کے دن آپ کے لئے وسیلہ و شفاعت اور مقام محمود اور حوض مورود اور حوض کوثر وغیرہ وغیرہ جمع رکھا ہے۔ پس تامل کریہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کی کتاب عزیز میں پائیگا۔ اور آپ اس شخص کے لئے جو آپ کے ساتھ ایمان لایا۔ اور ہدایت پائی گواہ ہیں۔ اور اس پر بھی گواہ ہیں جس نے انکار و سرکشی کی۔ آپ اس شخص کے لئے جس نے اپنے مولیٰ کی تابعداری کی ثواب کی خوشخبری دینے والے ہیں۔ اور جس نے اپنی ہوا و حرص کو اختیار کیا۔ اُس کو عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔ آپ اللہ کے اذن سے اظہار حجۃ کے لئے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والے ہیں۔ اور اس شخص کے لئے جو آپ پر ایمان لایا اور آپ کے نور سے روشن ہوا۔ چراغ روشن ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے صورتوں میں پوشیدہ اور ذکر میں ظاہر رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اُس کو پہچان لیا۔ اور اُس کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور تمام انبیاء سے آپ کے لئے عہد لیا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفوت اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوحہ اور حضرت ادریسؑ کو علم اور حضرت یعقوبؑ کو غم اور حضرت ایوبؑ کو صبر اور حضرت داؤد علیہ السلام کو گریہ اور حضرت سلیمانؑ کو زیادہ ملک اور حضرت خلیلؑ کو خُلّت یعنی دوستی اور حضرت موسےٰؑ کو تکلم و کلام آپ کے نور ہی کی برکت سے نصیب ہوا۔ آپ بلندی میں ملکوت اعلےٰ سے بڑھ گئے۔ آپ کی برہان زیادہ واضح اور زیادہ روشن ہے۔ آپ واسطۃ العقد اور زمانہ کی زینت ہیں۔ تمام انبیاء پر آپ کی زیادتی ایسی ہے جیسے سورج کی بدر پر اور بحر کی قطرہ پر۔ آپ اُن کے صدر اور بدر اور اُن کی ولایت کے قطب اور ان کے لشکر کے سردار اور ان کے ہاروں کا واسطہ اور ان کی انگوٹھی کے نقش اور ان کے قصیدہ کا بیت اور اُن کے دائرہ کا نقطہ اور اُن کی دوپہر کے سورج اور ان کی رات کے ہلال ہیں۔ ساکن چیزیں آپ کی ہیبت کی تعظیم کے لئے حرکت میں آگئیں۔ ستون آپ کی طرف روتا ہوا آیا۔ اور آپ کے ہاتھ میں

سنگریزوں نے تسبیح کہی۔ اور پہاڑ زلزلہ میں آگئے۔ اور بھیڑئیے اور اونٹ نے آپ سے کلام کی۔ اور مشرکوں نے آپ کے باطن کو چھوڑ کر صرف ظاہری صورت کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔ یہ قرآن دونو گاؤں کے رہنے والوں میں سے کسی بزرگ آدمی پر کیوں نہیں نازل ہوا۔ اور وہ حسد کی بیماری سے بیمار ہوگئے اور آپ کو غیر نظر سے دیکھا۔ اے محمدؐ یہ ان کے نزاہت کا نقش ہے نہ آپ کے چہرہ کا رنگ۔ اے مزمل اے مدثر۔ اے گُن کے پاکیزہ پھل۔ اُٹھ تو اہل زمین کا امام ہے پس ملکوت اعلےٰ کی طرف چڑھ تاکہ تو اہل آسمان کا امام بنے۔ اے ایک رات میں سیر کرانیوالے جس رات میں زمین کا نشان آسمان کے نشان پر بلند ہوگیا۔ اور فرشتوں کے رئیس اور سردار فرشتے آگے آکر اپنے رئیس اکبر کو سلام دیتے تھے پس آپ کا نور انور اور آپ کے برہان انہر یعنی زیادہ روشن اور آپ کا امر زیادہ ظاہر اور آپ کا فضل وقدرت بہت بلند اور آپ کا ذکر بہت لذیذ اور آپ کی صورت بہت خوب اور آپ کا دین زیادہ کامل اور آپ کی زبان زیادہ فصیح اور آپ کی دعا زیادہ قبول اور آپ کا عمل بہت بلند اور آپ کی ندا اور پکار زیادہ سُنی ہوئی۔ اور آپ کی حاجتیں پوری اور آپ کی شفاعت قبول اور آپ کی مدد مویدؔ اور آپ کا نام محمدؐ اور آپ کا جسم زیادہ عبادت کرنے والا اور آپ کی رسم و عادت یکتا اور آپ کا اسم احمد ہے اور آپ ہی خدا تعالےٰ کے حبیب اور آپ ہی مومنین کے ساتھ اولیٰ ہیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ۔

فصل چھٹی قیامت اور اُس کے مقدمات میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنی بہترین ہدایت سے سعادتمندوں کے دلوں کو منور کیا اور اپنی بزرگ ولایت سے صادقوں کے دلوں کو پاک کیا۔ اور ان میں اپنی محبت ڈالی۔ اور مومنوں کے باطنوں کو محفوظ رکھا۔ اور شیطان کو ان سے ہانکا اور دُور کر دیا۔ اور ان کو اپنی عنایت سے اس امر کی

طرف جوان کے لئے مقدر تھا۔ بلایا۔ اور وہ سب کے سب فرمانبردار و مطیع ہوگئے۔ وہ ایسی ذات پاک ہے کہ جس نے اپنی معرفت کے دلائل کو ظاہر کیا۔ پس مومنوں کے دلوں نے اُس کے وجود اور وحدانیت اور قدامت اور بقا اور اس کی یکتائی کو ثابت و تحقیق کیا۔ وہ حمد کے لائق اور برتر اور حیات اور علم اور سمع اور بصر اور کلام اور قدرت اور ارادہ سے موصوف ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس شہادت کے لئے جس کو چاہا توفیق بخشی۔ وہ رب قدوس ہے جس کو کیف ادراک نہیں کرسکتا اور نہ اس کو أینَ احاطہ کرسکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی صفات کو قیاس اور عادت کے ساتھ ادراک کیا جاسکتا ہے۔ اس نے جس کے لئے کرامت اور شرافت کا ارادہ کیا اس کو سیدھے راستہ کی طرف الہام کیا اور حسن فکر سے اس کو بیدار کیا۔ پس اس نے اپنی معاد کا فکر کیا۔ اور اس کے لئے اپنی طاعت کا راستہ آسان کیا۔ پس اس نے اپنا سفر خرچ بنا لیا۔ اور اپنی مہربانی سے اس کو دوست رکھا۔ اور اس کی امید و آرزو کو پورا کیا۔ اور اس نے جس کو چاہا اپنے قہر کے حکم سے خوار کیا۔ پس اس کا حظ اُسکے ہوائے نفس میں بنایا۔ اور جس نے اس کے ساتھ کفر کیا اس کو بُرائی کے دائرہ میں داخل کیا۔ اور قوم نوح میں سے قرون اولیٰ کو ہلاک کیا۔ اور عاد اور شداد کو پامال کیا۔ پس اُن کی سرکشی نے ان کو کچھ نفع نہ دیا۔ اور قوم ثمود کو پتھر سے ہلاک کیا۔ اور ان کے نشانات کو مٹا دیا۔ اور نمرود پر مچھر کو مسلط کیا۔ اور اس کی سب مرادیں خاک میں مل گئیں اور فرعون کے ملک کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ اور ابوجہل کی جہالت کی آگ کو بجھا دیا۔ اور تمہید کے بعد ولید کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کو بہت سا مال و اولاد دیکر ہلاک کیا۔ اور عقبہ کو بہت جلد عذاب دیا اور یہی انجام ہوا۔ اس شخص کا جو اپنی حرص و ہوا کا تابع ہوا۔ پس بہت سے دُنیا کے مغروروں کو ہلاک اور ان کے اعتماد کو دور کیا۔ اور موت نے بہت جلد اُن کو آلیا۔ پس اُن کی کھیتی پک چکنے سے پہلے ہی برباد کی گئی۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ایک کو نعمت بخشی اور ایک سے روک لی۔ اور ایک کو پست اور ایک کو بلند کیا۔ اور ایک کو ملایا اور ایک کو جدا کیا۔ اور جس کو پسند فرمایا۔ اس کے لئے بخشش کا بچھونا بچھایا

اور اس کے لئے عمدہ جگہ بنائی۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں اس بات پر جو اس نے ہم پر اپنا فضل کیا اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس بات کا اقرار کر کے کہ شکر بھی اُسی کی دی ہوئی نعمت ہے۔ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کی شہادت دیتا ہوں۔ جس کے کہنے والے کے لئے اُس نے حسنٰی اور زیادہ کا وعدہ دیا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے وجود پاک کی برکت سے ایمان کے منبر قائم اور اس کے ستون بلند ہوئے۔ اور آپ کے طفیل بہتان اور سرکشی کے نیزے دُور ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ و سلام ہو اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جو آپ کے دین کے خلیفے اور رہنما ہیں۔ جن کے سبب سے دین کی دلیلیں اور عبادت کے احکام واضح ہوئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ یعنی ہر ایک شخص موت کو چکھنے والا ہے اور قیامت کے دن تمہارے اجر تمہیں پورے دئیے جاوینگے۔ پس جو دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوا وہ کامیاب ہوا۔ اور دُنیا کی زندگی دھوکے کا اسباب ہے۔ موت کا ذکر دُنیا میں زہد اختیار کرنے پر مدد دیتا ہے اور اس چیز کی طرف جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے رغبت دلاتا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ موت کافی واعظ ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ موت کو بہت یاد کیا کرو۔ کیونکہ موت کا ذکر گناہوں کو مٹاتا اور دنیا میں زاہد بناتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے دانا کون شخص ہے آپ نے فرمایا۔ کہ وہ شخص جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے لئے ہر وقت تیاری کرتا ہے۔ یہی دانا لوگ ہیں جو دُنیا میں شرافت اور آخرت میں کرامت پا گئے۔ اور حضرت حسن رضہ نے فرمایا ہے کہ موت نے دُنیا کو خوار کر دیا۔ اور اس میں دانا کے لئے کوئی خوشی نہ چھوڑی۔ اور حضرت عمر رضہ ابن عبدالعزیز رضہ فقہاء کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح روتے تھے۔ گویا کہ ان کے سامنے جنازہ رکھا ہے۔ اور حضرت حسن بصری رح اپنی مجلس

ہیں موت اور آخرت اور دوزخ کے سوا کچھ ذکر نہ کیا کرتے تھے۔ اور سفیان ثوریؒ
فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں اس
مسجد میں تیس سال سے موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ کہ اگر وہ مجھ پر آجائے تو میں امرو
نہی سے چھوٹ جاؤں۔ ایک اعرابی بیمار ہوگیا اس کو لوگوں نے کہا کہ تو مرا جاتا
ہے اس نے کہا کہ مجھے کہاں لے جاوینگے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کی
طرف۔ اس نے کہا تو پھر میں ایسے مالک کی طرف جانے کو کیوں برا سمجھوں
جس سے خیر ہی خیر پہنچتی ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا حال ہے۔ جو موت کے لئے
تیار رہتے ہیں اور دنیا میں مشغول نہیں ہوتے۔ لیکن جو شخص آخرت سے غافل
ہے۔ اس کو اگر اسی غفلت اور دھوکے کی حالت میں موت آجائے تو اس
کے آنے سے بہت غم اور حسرت کھاتا ہے۔ وہب ابن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ
ایک بادشاہ سوار ہوکر کسی طرف کو نکلا۔ اور وہ اپنی دنیا کی زینت اور بہت
سے غلام اور وزیر وامیر اور قیمتی لباس دیکھ کر نہایت عجب اور تکبر میں آیا۔
اسی اثناء میں ایک شخص پراگندہ حال نے اس کے سامنے آکر سلام دی۔ اس نے
اس کی سلام کا جواب نہ دیا۔ اس شخص نے اس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا۔ بادشاہ
نے کہا کہ لگام کو چھوڑ دے تو نے بڑی بے ادبی کی ہے۔ اس نے کہا مجھے تیرے
ساتھ ایک ضروری بات ہے جو پوشیدہ تجھ سے کہنی چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اس کی
طرف اپنا سر قریب کیا اور چپکے سے اس کے کان میں کہدیا۔ کہ میں ملک الموت
ہوں۔ یہ سنتے ہی اس کا رنگ فق ہوگیا۔ اور زبان خشک ہوگئی اور کہنے لگا۔ کہ
مجھے اس قدر مہلت دے کہ میں جاکر اپنے اہل وعیال کو وداع کر آؤں۔ ملک الموت
نے کہا۔ بخدا تو ہرگز اپنے اہل وعیال کو نہیں دیکھ سکیگا۔ پھر اس کا روح
قبض کرلیا۔ اور وہ لکڑی کی مانند نیچے گر گیا۔ پھر ملک الموت وہاں سے
روانہ ہوا۔ اور رستہ میں ایک مومن آدمی سے ملا۔ اور اس کو سلام دی
اس نے اس کی سلام کا جواب دیا۔ ملک الموت نے اس کو کہا کہ
مجھے تیرے ساتھ ایک ضروری حاجت ہے اور اس کے کان میں کہا کہ میں ملک الموت
ہوں۔ مومن شخص نے کہا مرحبا! خوش آمدی۔ تو اتنی مدت کیوں غائب رہا۔ میں تو تیرا

مُدت سے مشتاق تھا۔ ملک الموت نے کہا۔ کہ جا اپنا کام کر جس کے لئے تو نکلا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کے دیدار سے بڑھ کر زیادہ پیارا مجھے کوئی کام نہیں ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ تو ایک حالت اختیار کر لے جس میں تیری روح کو قبض کروں۔ میں تجھے اجازت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے نماز کی مہلت دے اور میرا روح سجدہ کی حالت میں قبض کرے۔ پس اس نے نماز شروع کی۔ اور سجدہ میں اس کا روح قبض کر لیا۔

اور حضرت ابو بکر بن عبداللہ مدنیؒ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے بہت سے مال جمع کئے۔ جب اس کی موت کا وقت آیا۔ تو اپنے تمام اموال کو حاضر کیا۔ اور ان کی طرف دیکھ کر رونے لگا۔ ملک الموت نے اُس کو کہا تو کیوں روتا ہے۔ خدا کی قسم میں کبھی نہ جاؤنگا جب تک تیرے بدن سے روح کو جدا نہ کر لوں گا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دے کہ اپنے مالوں کو تقسیم کر لوں۔ ملک الموت نے کہا کہ اب کہاں۔ تیری اب مہلت ختم ہو چکی ہے۔ یہ کام تجھے موت کے آنے سے پہلے کر لینا چاہئے تھا۔ پھر اُس نے رُوح کو قبض کر لیا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے بہت سے مال جمع کئے۔ ایک دن اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کیا۔ وہ سب اس کے سامنے بیٹھے کھاتے تھے۔ اور وہ خود ایک تخت کے اوپر پاؤں پر پاؤں رکھے بیٹھا تھا اور اپنے نفس کو کہہ رہا تھا۔ کہ خوب مزے اڑاؤ۔ میں نے تیرے لئے اس قدر مال جمع کیا ہے۔ جو تیرے لئے کافی ہے۔ اسی اثنا میں ملک الموت مسکینوں کا لباس پہنے ہوئے آنکلا اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اس کا ایک غلام باہر نکلا اور کہا کہ تجھے کیا کام ہے۔ اُس نے کہا کہ تم اپنے مالک کو میرے پاس بھیجو۔ انہوں نے اُس کو دھتکار دیا۔ اور کہا کہ تیرے جیسے شخص کے لئے ہمارا آقا باہر آئے۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے اس حال کی خبر اپنے مالک کے آگے بیان کی۔ تو اُس نے کہا کہ تم نے اُس کو کیوں نہ مارا۔ پس اُس نے پھر واپس آکر زور سے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور جب اُس کے غلام اُس کی طرف آئے۔ تو اُن کو کہا جا کر اپنے مالک کو خبر دو کہ میں ملک الموت ہوں۔ یہ سُنتے ہی سب پر ذلّت وخواری چھا گئی۔ اور ملک الموت اس کے پاس آحاضر ہوا۔ اس شخص نے اپنے مال کو سامنے حاضر کیا۔ اور حسرت

و افسوس کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اے مال تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روک رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو بولنے کی طاقت دی اُس نے کہا کہ مجھے کیوں گالی نکالتا ہے۔ تو خود میرے ذریعہ سے پادشاہوں کے پاس جاتا تھا۔ اور متقین کو مجھ سے خالی پھیر دیتا تھا۔ اور تو مجھے بُرے راستہ میں خرچ کرتا تھا۔ اور میں تجھے روک نہیں سکتا تھا۔ اگر تو مجھے نیک راستہ میں خرچ کرتا تو میں تجھے نفع دیتا۔ پھر ملک الموت نے اُس کی روح کو قبض کیا اور چلا گیا ❊

یزید رقاشی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک جابر شخص اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اسی اثناء میں ایک شخص اُس کے پاس آ نکلا۔ وہ جابر اس پر بہت غصہ ہوا۔ اور کہا کہ تو کون ہے۔ اور کس نے تجھے میرے گھر میں داخل کیا ہے پس اُس شخص نے کہا کہ جس نے مجھے اس گھر میں داخل کیا ہے وہ تو اس گھر کا مالک ہے اور میں وہ ہوں جس کو کوئی حجاب روک نہیں سکتا۔ اس بات سے وہ جابر کانپا اور زمین پر گر پڑا۔ پھر اُٹھا اور کہا کہ تو ملک الموت ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں کہا کہ مجھے مہلت دے کہ میں ایک عہد نامہ بنا لوں اس نے کہا کہ اب تیری مدت ختم ہو چکی ہے۔ اور دم پورے ہو گئے ہیں۔ پھر اس نے کہا تو مجھے کہاں لے جائیگا کہا کہ میں تجھے اس عمل کی طرف جو تو نے آگے بھیجا ہے۔ اور اس گھر کی طرف جو تو نے تیار کیا ہے لے جاؤنگا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ ملک الموت نے کہا تو پھر آگ کی طرف جو چمڑوں کو جلانے والی ہے پھر اُس کی رُوح کو قبض کر لیا ❊

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے ملک الموت سے ارواح کے قبض کرنے میں لوگوں کے درمیانی عدل کی نسبت پوچھا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ وہ صحیفے ہیں جو میری طرف ڈالے جاتے ہیں۔ ان میں نام درج ہوتے ہیں ❊

روایت ہے کہ زمین اُس کے سامنے ایک دستر خوان کی طرح ہے اور اس میں سے لے لیتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ملک الموت

ارواح کو قبض کرکے ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب کے حوالہ کردیتا ہے۔ اور قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (پکڑ لیتا ہے تم کو وہ موت کا فرشتہ جو تم پر سپرد ہوا ہے) کے یہی معنی ہیں۔ اور جگہ فرمایا۔ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا۔ لے لیتے ہیں ہمارے قاصد۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ مرسل فرشتے ملک الموت سے روح کو لے لیتے ہیں اور قابض درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا۔ اللہ تعالیٰ موت کے وقت جانوں کو لے لیتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ موت جسم کو روح سے جدا کردینے والی ہے۔ پس رُوح باقی رہتا ہے۔ جو جنت کی ناز و نعمت کو پاتا یا دوزخ میں عذاب کا مزہ چکھتا ہے اور جسم سے جدا ہوکر جو کچھ رُوح پاتا ہے اس کی تاویل اسی طرح کی گئی ہے کہ جس طرح وہ انسان کے احوال سے مختلف ہوتا ہے۔ پس مومن اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا اور اس کے ذکر سے لذت پانے والا ہے۔ اس کے روح کے لئے اس کا جسم قید خانہ ہے۔ اور اس کی زندگی اپنے مقصود کی طرف جانے کے لئے ایک رستہ ہے۔ اور دُنیا میں اُس کے لئے ایک نہایت ہے جس کے لئے وہ خرچ تیار کرتا ہے۔ پس جب وہ مرجاتا ہے۔ تو وہ قید سے نکلکر اپنے محبوب سے جا ملتا ہے جس کے ذکر سے وہ لذت پاتا تھا۔ اور اپنے مطلوب کا معاینہ کرکے اس خرچ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا جس کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے پھر اس کے لئے اس کی طاعت کا ثواب ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا سرور کامل کیا جاتا ہے اور اس کے برخلاف ہے اس شخص کا حال جو اپنے مولیٰ سے غافل اور عاقبت سے روگرداں اور دُنیا میں مشغول اور اس کی تروتازگی میں لذت پاتا ہے۔ وہ گویا اس چور کی طرح ہے جو بادشاہ کے گھر میں داخل ہوکر کھاتا پیتا رہے۔ اور بادشاہ کے خوف اور دبدبہ کو بھول جائے۔ پس جب بادشاہ اس کو پکڑ کر اپنے گھر سے نکال دے۔ تو وہ ان لذتوں کی مفارقت سے افسوس و حسرت کرے۔ اور اُس کے لئے اپنے قصوروں کا انجام ظاہر

ہو جائے ۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر استقامت کی یعنی ایمان لائے اور اتقا اختیار کیا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (یعنی اُن کی ارواح قبض کرنے کے وقت رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے سامنے آنے والا ہے اس سے مت خوف کرو۔ کیونکہ تم اللہ کی رحمت کی طرف جا رہے ہو۔ اور اپنے ساتھ جنت کا ریحان اور حریر لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ تم نے دنیا کا مال و اسباب چھوڑا ہے اُس پر کچھ غم نہ کرو۔ کیونکہ تم دنیا کے مال و اسباب سے بہتر اور عمدہ مال و اسباب کی طرف جا رہے ہو۔ اور تم کو خوشخبری ہے اس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ۔

روایت ہے کہ فرشتے مومن کو کہتے ہیں۔ کہ السلام علیک یا ولی اللہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے۔ پس مومن اس وقت اللہ کے دیدار کو چاہتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ۔ جو شخص اللہ کے دیدار کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے دیدار کو چاہتا ہے ۔

اور روایت ہے کہ ملک الموت کہتا ہے کہ میں ہر ایک سخی کا رفیق ہوں ۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالے کسی مومن کے روح کو قبض کرنا چاہتا ہے ۔ تو ملک الموت کو کہتا ہے۔ کہ جا کر میرے دوست کا رُوح لے آ۔ اس کے عمل سے مجھے یہی کافی ہے۔ کہ میں نے اس کو مصیبت اور خوشی میں آزمایا اور اس کو ویسا ہی پایا جیسا کہ میں چاہتا تھا۔ پھر ملک الموت جنت کی کستوری اور سفید حریر لیکر جاتا ہے۔ اور اس کے پیچھے پانچسو اور فرشتے جاتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کے پاس جنت کا ریحان ہوتا ہے۔ اور سب کے سب اس ولی کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ملک الموت اس کو کہتا ہے کہ لے ولی اللہ دنیائے دنیہ سے کوچ کر کہ یہ تیرا وطن نہیں ہے۔ پس ملک الموت اس کی رُوح نکالنے میں ایسی مہربانی کرتا ہے۔ جیسے والدہ اپنے بچہ پر مہربان ہوتی ہے۔ پھر اُس کے روح کو رحمت کے فرشتے لیکر آسمان

کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ اور اس کے واسطے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور اس سے کستوری کی طرح خوشبو نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو لیجا کر اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مرحبا اے پاک نفس۔ تجھے میری رحمت کی خوشخبری ہے پھر اُس پر مہربانی کرکے جنت میں اُس کی جگہ اس کو دکھائی جاتی ہے۔ پھر منکر و نکیر کے سوال کے لئے میت کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور اس کو زندہ کیا جاتا ہے جیسے کہ وہ پہلے تھا۔ اور اس سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے ایمان کی نسبت سوال کیا جاتا ہے پس اللہ تعالےٰ اسکو قول ثابت پر ثابت رکھتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے وحدت اور رسول اللہ کی رسالت پر شہادت دیتا ہے تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے سچ کہا۔ اور سچ نے اس کو نفع دیا۔ پھر اس کی قبر کو فراخ کر دیتے ہیں اور جنت کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جس سے وہ بہشت کی لذت پاتا ہے۔ اور روح نکلکر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک جنت الماویٰ کے مقام علیین میں سبز و سفید پرندوں کی شکل میں جہاں چاہتا ہے سیر کرتا پڑتا ہے اور جمعہ کے دن قبر کی زیارت کرتا ہے۔ پس روح لذت پاتا اور ادراک کرتا ہے۔ اور جسم خاک میں فنا اور بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ جس طرح چاہے اس میں ادراک پیدا کر دے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے مومن کو کہتے ہیں کہ خوشی سے سو رہ۔ تو پہلے بھی اسی طرح کہا کرتا تھا۔ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی۔ کرنا ئے پھونکنے تک اس کا یہ سونا ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی سویا ہوا خواب دیکھنے سے پہلے ہی بیدار ہو جائے۔ اور فاجر کے روح نکالنے کے لئے عذاب کے فرشتے آگ کے زنجیر لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ اور بڑی سختی سے اس کی روح کو نکال کر عذاب کے فرشتوں کو دیدیتے ہیں۔ اور وہ اس کو لیکر اوپر چڑھتے ہیں۔ پس اس سے بدبو پھیلتی ہے۔ اور فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں۔ اور اس پر آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور منکر و نکیر کے سوال کے لئے جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے

اور قبر میں آزمایا جاتا ہے - اور کوئی سچی شہادت نہیں دیتا - پس اس کے لئے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھولا جاتا ہے - اور قیامت تک اس کے جسم کو عذاب ہوتا رہتا ہے - اور اس کا روح ساتویں زمین کے نیچے دوزخ کے کنارہ پر سیاہ پتھر کے قید خانہ میں بند کیا جاتا ہے - پس جب اللہ تعالےٰ دُنیا کی مُدت ختم ہو چکنے کے بعد تمام خلقت کو مارنا چاہیگا - حضرت اسرافیل علیہ الصلوۃ والسلام کو کرنا کے پھونکنے کا حکم فرماویگا - اور کرنا ایک سینگ ہے جو اس نے اپنے منہ میں لیا ہوا ہے - اُسکی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی جتنی ہے - پس اسرافیلؑ پہلی دفعہ کرنا پھونکیں گے - تو تمام زمین و آسمان والے مرجاوینگے - سوائے جبرئیلؑ اور اسرافیلؑ اور میکائیلؑ اور عزرائیلؑ کے کہ وہ اس نفخہ سے نہ مرینگے لیکن پیچھے اللہ تعالےٰ ان کو اپنی قدرت سے ماریگا - پھر تمام خلقت چالیس سال تک مردہ پڑی رہیگی - پھر اللہ تعالےٰ اسرافیل کو زندہ کریگا - اور اُس کو دوبارہ کرنا پھونکنے کا حکم دیگا - اور تمام روحوں کو کرنا میں جمع کر دیگا - اور ہر ایک رُوح کے نکلنے کے لئے کرنا میں ایک سوراخ ہوگا - اور جسموں کو جیسے کہ دنیا میں تھے ویسا ہی بنا دیگا - اور وہ روئے زمین پر اس طرح پڑے رہینگے جیسے کہ زمین سے سبزی اُگتی ہے - پس جب دوبارہ کرنا پھونکی جاویگی - ہر ایک روح نکلکر اپنے جسم میں جا داخل ہوگا - اور یکدم کھڑے ہو جاوینگے - جس کے لئے وہ منتظر تھے - پس سعید وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موت کی تیاری اور زاد راہ کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا - اور جو شخص موت اور قیامت کے ذکر سے غافل ہے وہ دل سے تصدیق کرتا ہے - لیکن عمل میں جھوٹا ہے - گرمی اور سردی کے لئے ان کے آنے سے پیشتر تیاری کرتا ہے - اور موت سے غافل ہے - اس کا حال اس شخص کی طرح ہے - جس کو کسی نے خبر دی کہ یہ کھانا زہر آلودہ ہے - اور اس نے اس بات کو سچ مان لیا - اور ہاتھ بڑھا کر اس کو کھانے لگا - پس وہ دل سے تصدیق کرتا ہے - اور اپنے فعل میں جھوٹا ہے - پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے فضل و کرم و احسان سے ہم کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرمائے - وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ تَعَالیٰ

العظیم۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الآ اِنَّ اَولیاءَ اللہِ لاخوفٌ علیہم وَلاھُم یحزنون
الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشرٰی فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ
لاتبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔ خبردار ہو اللہ کے دوستوں
کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم کرینگے۔ وہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ
سے ڈرتے رہے اُن کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کے
کلمات کے لئے تبدیلی نہیں ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور ابودرداء
فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی نسبت
سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تجھ سے پہلے کسی نے اُس کی نسبت نہیں پوچھا۔
یہ رویائے حسنہ ہے جس کو مومن دیکھتا ہے یا اُس کو دکھائی جاتی ہے۔ اور جب
حضرت معاذ ابن جبل رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو کہا کہ یا اللہ میں تجھ سے خوف کرتا
تھا۔ اور آج میں تجھ سے امید رکھتا ہوں۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نہروں
کے چلانے اور درختوں کے لگانے کے لئے دنیا کو دوست نہیں رکھا۔ لیکن دوپہر
کی پیاس اور ان ساعتوں کی تکلیف اور ذکر کی مجلس کے وقت علماء کے ساتھ شامل
ہونے کے لئے دنیا کو دوست رکھا تھا۔ اور جب نزع کی سختی طاری ہوئی۔ تو
اس طرح کہا۔ مجھے تیری عزت کی قسم ہے۔ تو جانتا ہے کہ میرا دل تجھے دوست
رکھتا ہے۔ یہ بات کہنے کے بعد غشی آگئی۔ پھر ہوش آئی اور اس کا ایک بیٹا شہید
ہو چکا ہوا تھا۔ اس کی نسبت کہا کہ میرے بیٹے نے مجھے آکر خبر دی ہے کہ وہ اُن
لوگوں کے ساتھ آکر مل گیا ہوا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاکھ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں
کے ہمراہ میرے پاس آئے ہیں۔ اور لاکھ مقرب فرشتے میری روح کی ملاقات
کرتے اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور قبر تک میرے ہمراہ چلتے ہیں۔ پھر مصافحہ
اور سلام کرنے لگا۔ ان لوگوں کے ساتھ جن کو ہم نہیں دیکھتے تھے۔ حتےٰ کہ
اس کی روح پرواز کر گئی۔ جب مر گیا تو خواب میں اُس کو کسی نے دیکھا کہ ابلق گھوڑے
پر سوار ہے۔ اور اس کے پیچھے ابلق گھوڑوں پر سوار سبز لباس پہنے سفید رنگ
والے آدمیوں کا اس قدر ہجوم ہے۔ جس قدر کہ منیٰ میں ہجوم ہوتا ہے۔ اور

وہ یہ کہ رہا ہے۔ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (کاش کہ میرے لوگ مجھے جانتے جو خدا نے مجھ پر بخشش کی اور مجھے عزت دی) اور جب حضرت بلال رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی عورت نے کہا واحزناہ تو حضرت بلالؓ نے کہا یہ نہ کہو بلکہ واطرباہ کہو۔ کیونکہ کل ہم اپنے دوستوں یعنی حضرت محمدؐ اور اُس کے گروہ کو جا ملینگے۔ اور جب حضرت ابن المبارک کی وفات قریب ہوئی۔ تو آنکھ کھولی اور ہنسا اور کہا لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ (عمل کرنے والوں کو اسی طرح عمل کرنے چاہئیں) اور جریری رحؒ نے کہا ہے کہ میں حضرت جنید رحؒ کی وفات کے وقت حاضر ہوا۔ قرآن پڑھ رہے تھے۔ اور تمام قرآن ختم کر دیا۔ میں نے کہا اے ابوالقاسم اس حالت میں یہ کام۔ فرمایا اس حالت سے بہتر حالت اور کونسی ہوگی۔ کہ اب میرا عملنامہ لپیٹا جا رہا ہے۔ اور حضرت جنید رحؒ کو لوگوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید خراز رحؒ موت کے وقت بڑا تواجد کرتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان کا روح شوق کے سبب پرواز کرتا تھا۔ اور بعض مشائخ کی وفات کے وقت اس کی عورت رونے لگی۔ تو اس کو اُس نے کہا کہ تو اپنے نفس پر گریہ زاری کر لیکن میں تو چالیس تک اس دن کے لئے روتا رہا ہوں۔ اور حضرت جنید رحؒ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت سری سقطی رحؒ کے مرض کے وقت انکے پاس گیا۔ اور کہا کہ آپ اپنی حالت کیسے معلوم کر لیتے ہیں۔ اُنہوں نے یہ شعر پڑھے۔ شعر

کَیْفَ اَشْکُوْ اِلَی الطَّبِیْبِ مَا بِیْ ۔۔۔ وَالَّذِیْ قَدْ اَصَابَنِیْ مِنْ طَبِیْبِیْ
لَیْسَ لِیْ رَاحَۃٌ وَّلَا لِیْ شِفَاءٌ ۔۔۔ مِنْ سِقَامِیْ اِلَّا بِوَصْلِ حَبِیْبِیْ

(ترجمہ) میں اپنی حالت طبیب کے آگے کیسے بیان کروں۔ حالانکہ جو کچھ مجھے پہنچا ہے طبیب ہی سے پہنچا ہے۔ جب تک مجھے میرا دوست نہ ملیگا۔ تب تک نہ تو مجھے بیماری سے شفا ہوگی۔ اور نہ ہی کوئی آرام ہوگا + ا

حضرت جنید رحؒ کے پاس اُن کے مرض موت میں ایک شخص آیا۔ اور اُن کو آنکھیں اٹھائے ہوئے دیکھا۔ ان پر سلام کہ کر وہ بیٹھ گیا۔ پس حضرت جنید رحؒ نے اس کو سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے معاف رکھنا۔ میں اپنے ورد میں مشغول تھا۔

اور لوگوں نے امام کسائی رحہ سے جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ پوچھا۔ کہ آپ کا کیا عمل تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میری اجل قریب نہ ہوتی۔ تو میں تم کو کبھی نہ بتلاتا۔ میں چالیس سال تک دل کے دروازہ پر کھڑا رہا۔ جب غیر اللہ نے اس میں داخل ہونا چاہا۔ تو اسکو دل کے دروازہ سے رو کر دیا۔ اور جب مکحول رحہ کی وفات کا وقت آیا۔ تو ہنس پڑے حالانکہ ان پر غم و حزن غالب رہتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنستے ہیں تو کہا کہ اس واسطے کہ اب اس دوست کا فراق جس سے میں ڈرتا تھا۔ اور وہ لقا جس کی میں اس سے اُمید رکھتا تھا۔ قریب آگیا ہے۔ اور خواجہ بوعلی رودباری رحہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ایک فقیر غریب مرگیا میں نے اس کو غسل دیا۔ اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھی اور جب اس کو لحد میں لاکر رکھا اور میں نے اُس کے چہرہ کو ننگا کر دیا تاکہ اس کو مٹی لگے۔ تو اس نے جواب دیا کہ اے بوعلی۔ جس نے مجھے آگے ذلیل کیا ہے۔ اس کے آگے تو بھی مجھے ذلیل کرتا ہے۔ میں نے کہا یا سیدی موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے۔ اُس نے جواب دیا اے رودباری میں زندہ ہوں۔ اور ہر ایک دوست اللہ کا زندہ ہے۔ میں کل اپنے مرتبہ کے باعث بیشک تیری مدد کرونگا۔ اور علی بن سہل رح اپنے یاروں کو کہا کرتے تھے کہ میں اپنی موت کے وقت بلایا جاؤنگا۔ اور میں اُس کو قبول کرونگا۔ میں وہ ایک دن جا رہے تھے۔ کہ ناگاہ لبیک پکارا۔ اور زمین پر مُردہ ہو کر گر پڑے اور جب نساج رحہ کی موت کا وقت آیا۔ تو گھر کے ایک کونے کی طرف نظر کرکے کہا خدا تجھے معاف کرے ذرا ٹھیر جا۔ تو بھی بندۂ مامور ہے اور میں بھی بندہ مامور ہوں۔ اور جس چیز کا تجھے حکم ہوا ہے وہ تجھ سے نہیں فوت ہوگی۔ اور جس چیز کا مجھے امر ہوا ہے وہ مجھ سے فوت نہیں ہوگی۔ پھر احرام باندھا اور اشارہ سے نماز پڑھی۔ پھر آنکھوں کو بند کر لیا اور مر گئے۔ اور جب سہل بن عبد اللہ رضہ دفن کئے گئے۔ تو ایک شیخ یہودی آیا۔ اور پکار کر کہنے لگا۔ کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ لوگوں نے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے۔ اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے آسمان سے اتر کر جنازہ کے ساتھ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ اور ذوالنون رح کو نزع کے وقت لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ فرمایا کہ مجھے مشغول

مت کرو۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی ان مہربانیوں پر تعجب ہوں جو مجھ پر ہو رہی ہیں۔ اور جب حضرت مالک بن انسؓ کی وفات کا وقت آیا۔ لوگوں نے پوچھا کیا حال ہے۔ فرمایا میں نہیں جانتا میں تمہارے پاس کیا بیان کروں تم عنقریب اللہ کے فضل و عفو کا معاینہ کرو گے جس کا تم حساب نہیں جانتے۔ پھر فوت ہو گئے ؀

روایت ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحؒ اپنی وفات کے وقت روئے اور پھر ہنسے۔ مرنے کے بعد کسی نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ موت کے وقت آپ روئے اور پھر ہنسے تھے اس کا کیا سبب تھا۔ جواب دیا کہ اول شیطان نے متصور ہو کر کہا کہ اے بایزید تو میرے جال سے صحیح سلامت بچ کر نکل گیا۔ اس لئے میں رو پڑا۔ اور پھر مجھے فرشتے نے آ کر جنت کی بشارت دی تو میں ہنس پڑا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ موت کے وقت اپنی زبان کو پکڑ کر فرماتے تھے۔ کہ اسی نے مجھے مکھول میں داخل کیا۔ جب فوت ہو گئے تو خواب میں کسی نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے سبب زبانوں نے آپ کو داخل کیا۔ فرمایا کہ وہ لا الہ الا اللہ ہے جس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور یوسف بن حسینؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سب گناہ معاف کر دئے۔ مگر ایک گناہ کہ جس کے لئے مجھے اس قدر کھڑا رکھا کہ حیا کے مارے میرے چہرہ کا گوشت گر گیا۔ پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا۔ فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ ایک لڑکے کو شہوت کی نظر سے دیکھا تھا۔ اور مجمع رحؒ کو موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے کیا معاملہ دیکھا۔ اور جواب دیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو دنیا میں زہد کرتے تھے۔ وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی لے گئے۔ اور عطا سلمی رحؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ دنیا میں بہت غم کیا کرتے تھے۔ فرمایا بخدا اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی خوشی دی۔ پھر پوچھا کہ آپ کس درجہ میں ہیں۔ جواب دیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ۔ اور زرارہ بن اوفیؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کونسا عمل افضل ہے فرمایا۔ کہ اللہ کی رضا اور قصر اول یعنی امید کا کم کرنا۔ اور یزید بن مذعور رحؒ فرماتے ہیں کہ

میں نے زراعی رح کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے ابوعمرو آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ساتھ میں اللہ کے ہاں تقرب حاصل کروں۔ فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ اس جگہ سب سے بلند علماء کا درجہ ہے۔ پھر محزونین کا درجہ۔ پس یزید بن مذعور اس قدر روتے رہے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ اور سفیان ثوری رح کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا میں نے ایک پاؤں صراط پر دیکھا اور دوسرا جنت میں۔ اور حضرت جنید رح کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا وہ تمام اشارات اڑ گئے۔ اور تمام عبادتیں بے سود ہو گئیں۔ اور سوائے ان رکعتوں کے جو ہم رات کو پڑھا کرتے تھے کسی چیز نے ہم کو فائدہ نہ دیا۔ اور ابوسلیمان دارانی رح کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا مجھ پر رحم فرمایا اور میرے حق میں کوئی چیز اشارات سے بڑھ کر مضر نہ ہوئی۔ اور سفیان بن عینیہ رح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سفیان ثوری رح کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک درخت سے اڑ کر دوسرے درخت پر جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ میں نے کہا کہ آپ مجھے کوئی وصیت کریں۔ فرمایا کہ لوگوں کی معرفت اور جان پہچان کم کر دے اور شبلی رح کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حساب لیا جب میری مایوسی معلوم کی تو مجھے رحمت سے ڈھانپ دیا۔ اور کسی ولی اللہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ اور اس کا حال پوچھا۔ تو اس نے یہ جواب دیا۔ شعر

حَاسَبُوْنَا فَدَقَّقُوْا ثُمَّ مَنُّوْا فَاَعْتَقُوْا

(ترجمہ) انہوں نے ہمارا بڑی باریک بینی اور چھان بین سے حساب لیا۔ پھر احسان کرکے آزاد کر دیا۔ اور امام مالک بن انس رض کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ ایک کلمہ کے سبب جس کو حضرت عثمان بن عفان رض جنازہ کے دیکھتے وقت کہا کرتے تھے مجھے بخش دیا اور وہ کلمہ یہ ہے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اور جب حضرت حسن بصری رح فوت ہو گئے ایک شخص نے دیکھا گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ حسن بصری رح اللہ تعالیٰ کے پاس آ گئے ایسے

حال میں کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے۔ اور کوئی ولی اللہ بیان کرتا ہے کہ جس رات کو داؤد طائی رح فوت ہو گئے میں نے اُس رات ایک نور اور فرشتوں کو آسمان سے اُترتے اور چڑھتے دیکھا۔ اور میں نے کہا کہ یہ کیسی رات ہے۔ انہوں نے کہا کہ داؤد طائی رح فوت ہو گئے ہیں۔ اُن کی رُوح کے استقبال کے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے۔ اور ابو سعید شَحّام فرماتے ہیں کہ مَیں نے اُستاد ابو سہل صعلوکی کو خواب میں دیکھا اور کہا یا شیخ فرمایا شیخ نہ کہو وہ تمام احوال جن کا ہم مشاہدہ کرتے تھے ان میں سے کسی نے ہم کو کچھ فائدہ نہ دیا پھر مَیں نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا ان مسائل کے سبب مجھے بخشدیا۔ جو مجھ سے عاجز لوگ پوچھا کرتے تھے۔ اور ایک اور شخص نے ان کو اچھی حالت میں دیکھ کر پوچھا اے اُستاد یہ درجہ آپ نے کس سبب سے حاصل کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن ہونے کے باعث۔ ابن راشد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے ایسی مغفرت سے بخشا۔ جس نے میرے ہر ایک گناہ کو گھیر لیا۔ پھر مَیں نے کہا سفیان ثوری رح کا کیا حال ہے۔ کہا کہ وہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ۔ اور ربیع بن سلیمان رح بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا کیا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور تازہ موتی مجھ پر نچھاور کئے۔ اور جب حسن بصریؒ فوت ہوگئے ایک شخص نے دیکھا کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ اور نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام جہان والوں میں سے برگزیدہ کر لیا۔ اور حسن بن ابوحسن کو اپنے اہل زمانہ میں سے چُن لیا۔ اور بعض ولی اللہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے کونسا عمل افضل معلوم کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے رونا۔ اور طاعون کے زمانہ میں ایک لڑکی مر گئی۔ اُس کو اُس کے باپ نے خواب میں دیکھا اور کہا اے بیٹی مجھے آخرت کی کچھ خبر بتا۔ اس نے کہا کہ ہمارے سامنے ایک امرِ عظیم درپیش ہے۔ جس کو ہم جانتے ہیں اور اُس کے لئے عمل نہیں کرتے۔ اور تم بھی جانتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ کی قسم۔

ایک یا دو تسبیحیں یا ایک دو رکعت کا میرے عملنامہ میں ہونا میرے نزدیک دنیا و فیہا سے زیادہ بہتر و عزیز ہے۔ اور موسٰے بن حماد رح فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رح کو جنت میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ درجہ آپ نے کس عمل سے حاصل کیا۔ فرمایا ورع کے ساتھ۔ پھر میں نے پوچھا کہ علی بن عاصم کا کیا حال ہے۔ فرمایا۔ کہ وہ ستارہ روشن کی طرح دیکھے جاتے ہیں۔ اور کسی تابعی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے گھاٹے کو پورا نہ کیا وہ گھاٹے ہی میں ہے۔ اور جو شخص گھاٹے میں ہو۔ اس کے لئے موت بہتر ہے۔ اور جب مالک بن دینار رح فوت ہو گئے۔ کسی شخص نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ مالک بن دینار رح جنت کے رہنے والوں میں سے ہوگیا۔ اور جب کرز بن وبرہ رح فوت ہو گئے کسی شخص نے دیکھا کہ اس قبرستان والے جس میں کہ وہ دفن کئے گئے تھے۔ سب کے سب سفید لباس پہنے اپنی اپنی قبروں سے باہر نکلے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے تو انہوں نے کہا کہ کرز رح کے استقبال کے لئے تمام اہل قبور نے سفید لباس پہنا ہے۔ اور بشر حافی رح کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے فرمایا مرحبا اے بشر میں نے تجھ کو ایسے حال میں دنیا سے اٹھایا ہے کہ روئے زمین پر تجھ سے زیادہ پیارا کوئی شخص نہیں ہے +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ؕ (اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ تعالےٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر ایک نفس کو اپنی اپنی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جاویگا۔ جب لوگ حساب وکتاب کے لئے اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کا حشر مختلف حال پر ہوگا۔ بعض نے لباس پہنا ہوگا۔ اور بعض ننگے اٹھینگے۔ اور بعض سوار اور پیادہ اور بعض منہ کے بل زمین پر گھسٹے چلینگے۔ اور بعض خوشی خوشی اور بعض ڈرتے ڈرتے موقف کی طرف جاوینگے۔ اور بعض کو آگ ہانک لے جاویگی۔ اور اس زمین کے سوا اور زمین

بدلائی جاویگی اور اس کو اس سے زیادہ کیا جاویگا اور سفید چٹیل میدان ہو جائیگی اور نگی ہوئے چمڑے کیطرح پھیل جاویگی۔ ایسے پہاڑ اور درخت وغیرہ سب دُور ہو جاوینگے جب اوّلین و آخرین ایک زمین میں جمع ہو جاوینگے۔ اُن کے اوپر سے ستارے ٹوٹ پڑینگے۔ اور سورج و چاند کی روشنی ماند ہو جاویگی۔ اور سخت اندھیرا چھا جاویگا۔ اور بڑی تکلیف پیش آئیگی۔ پھر آسمان پھٹ جائینگے۔ ان کے پھٹنے سے ایسا سخت ہولناک زور سے آواز نکلیگا۔ جس کو سُن کر تمام مخلوقات کی عقلیں ڈر کے مارے حیران رہجاوینگی۔ اور خوف کے مارے اپنی گردنوں کو نیچے جھکا لینگے۔ پھر فرشتوں کو زمین کی طرف گرتے ہوئے دیکھیں گے۔ پہلے اول آسمان کے فرشتے اُتر کر تمام خلق کو احاطہ کر لینگے۔ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے اُن کے گردا گرد دوسرا دائرہ بنا لینگے۔ اسی طرح ساتوں دائرے بنا لینگے۔ ہر دائرہ میں ہر آسمان کے فرشتے ہونگے۔ پھر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح آسمان بہ جاویگا۔ اور ایک دوسرے کو لپیٹ لیگا۔ اور سب کے سب پگھل کر جہاں اللہ تعالےٰ کو منظور ہوگا چلے جاوینگے۔ اور سورج خلق کے سروں سے ایک میل کے قریب نزدیک آجاویگا۔ اس وقت انبوہ کثیر کے سبب بڑی گھبراہٹ ہوگی۔ اور تمام لوگ پسینہ پسینہ ہو جاوینگے۔ جیسے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پسینہ قیامت کے دن زمین میں ستر باع تک چلا جاویگا۔ اور لوگوں کے منھوں اور کانوں تک پہنچ جاویگا۔ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور اُس دن لوگوں کا حال پسینے میں مختلف ہوگا۔ بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے گلے تک اور بعض کے کانوں تک ہوگا۔ اور اُس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور وہ ایک سایہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ محشر میں پیدا کریگا۔ اس سایہ میں سوائے اُس شخص کے جس کی عزت اللہ تعالےٰ کرنی چاہے اور کوئی نہ ہوگا۔ پس تمام لوگ اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے دنیا کے سالوں کے برابر چالیس سال تک چُپ چاپ کھڑے رہینگے۔ جب ان کا انتظار حد سے بڑھ جاوے گا۔ تو پھر کسی ایسے شخص کو تلاش کرینگے۔ جو ان کی سفارش کرے۔ تاکہ ان کو اس توقف اور انتظار اور گھبراہٹ سے آرام ملے۔ پس وہ

حضرت آدم ع کے پاس آکر شفاعت طلب کرینگے - وہ جواب دینگے کہ میں اس لائق نہیں کیونکہ اللہ تعالے آج مجھ پر ایسا ناراض ہے کہ ایسا آگے کبھی نہیں ہوا اور نہ کبھی آئندہ ہوگا - اور اُن کو حضرت نوح ع کی طرف بھیجیں گے وہ بھی ایسا ہی کہینگے - اور پھر وہ اُن کو حضرت ابراہیم ع کی طرف رہنمائی کرینگے - وہ بھی یہی جواب دیکر حضرت عیسےٰ ع کی طرف بھیجینگے - وہ بھی یہی جواب دیکر ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجینگے - پس آپ کھڑے ہونگے - اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وقت شفاعت کرینگے - یہ آپ کی پہلی شفاعت ہے کہ موقف کی گھبراہٹ سے خلقت کو راحت دینگے - پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم عرش کے دائیں طرف ایک مقام میں کھڑے ہونگے - جس میں آپ کے سوا اور کوئی نہ کھڑا ہوگا - اور وہاں اللہ کے لئے سجدہ کرینگے - اور اللہ تعالےٰ کی ایسی ثنا کرینگے - جو اللہ تعالےٰ اس وقت آپ کو سکھا دیگا - کہ ویسی ثناء آگے کسی نے نہیں کی - اور آپ دیر تک سجدے میں کھڑے رہینگے پس اللہ تعالےٰ فرما دیگا - کہ آپ کیا چاہتے ہیں - میں اسی طرح آپ کی اُمت سے کروں - آپ عرض کرینگے - کہ یا اللہ ان کا حساب جلدی لیلے -

روایت ہے کہ مقام محمود یہی آپ کا مقام ہے جہاں آپ شفاعت کرینگے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عرش کے دائیں طرف کرسی پر ہونگے ؛

روایت میں ہے کہ جس وقت فرشتے نازل ہونگے - تمام لوگ سخت گھبرا جاوینگے - اور فرشتوں کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی تعظیم کے لئے کہیں گے سبحان اللہ ربنا لیکن وہ تو بعد میں آنے والا ہے - پس لوگ اسی انتظار میں ہونگے - کہ ان کے لئے ایک نور عظیم ظاہر ہوگا - جس سے تمام میدان محشر روشن ہو جاویگا - اور وہ عرش کا نور ہوگا - اور خوف کے سبب لوگوں کے اعضا لرزہ میں آجاوینگے اور یقین کرینگے - کہ خدائے جبار عزوجل نے فصل قضا کے لئے تجلے فرمائی ہے اور اُن میں سے ہر ایک گمان کریگا - کہ میں ماخوذ و مطلوب ہوا چاہتا ہوں - پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوزخ کے لانے کے واسطے

حکم فرماویگا۔ پس دوزخ آئیگی اور خداتعالےٰ کے نافرمانوں اور عاصیوں پر غصہ سے بھڑکتی ہوگی۔ پھر جبرائیل ؑ اُس کو کہینگے۔ اے جہنم اپنے خالق ومالک کے حکم کو قبول کر۔ پھر تو وہ زیادہ بھڑکیگی۔ اور بہت شعلہ زن ہوکر بڑے زور سے چلائیگی۔ جس کی آواز کو سن کر تمام خلقت کے دل خوف ورُعب کے مارے دہل جاوینگے۔ پھر دوبارہ زور سے چلائینگے۔ اور پہلے سے زیادہ خوف ورعب خلقت پر طاری ہوگا۔ اور جب تیسری بار زور سے نعرہ ماریگی تو تمام خلقت مُنہوں کے بل زمین پر گر پڑیگی۔ اور اُن کے دل گلے تک آجاوینگے۔ اور مجرم وگنہگار نظر خفی سے یعنی آنکھ چرا کر دیکھینگے۔ پس سب سے اول حضرت اسرافیل ؑ کو حساب کے لئے بلایا جاویگا۔ اور اس سے تبلیغ رسالت کی بابت پوچھا جائیگا۔ وہ عرض کریگا۔ کہ میں نے جبرائیل ؑ تک پہنچا دیا تھا۔ اور جبرائیل ؑ اس کی تصدیق کرکے عرض کرینگے۔ کہ میں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا دیا تھا۔ پس ڈرانے والوں میں سے اول یعنی حضرت نوح ؑ کو بلاکر پوچھا جاویگا۔ وہ عرض کرینگے۔ کہ میں نے اپنی قوم کو تیرا حکم پہنچا دیا تھا۔ پھر اُن کی قوم کو بلاکر پوچھا جاویگا۔ جس نے ان میں سے تصدیق کی ہوگی وہ مومنوں میں سے ہوگا۔ اور جس نے اُن کی تکذیب اور انکار کیا ہوگا۔ اُن کے لئے اُمتِ محمدیہ شہادت دیگی۔ جس طرح کہ اللہ تعالےٰ ان کو قرآن مجید میں خبر دی ہے۔ اور اپنی امت کی تصدیق جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرینگے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ رہے) پھر تمام پیغمبروں کو اسی طرح تبلیغ کی نسبت پوچھا جاویگا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْھِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ (ہم ضرور ان لوگوں سے جن کی طرف پیغام بھیجے گئے ہیں اور مرسلین سے پوچھینگے)۔ اور فرماتا ہے یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا (جس دن اللہ تعالےٰ رسولوں کو جمع کریگا۔ اور اُن سے پوچھیگا کہ تم کو کیا جواب ملا وہ عرض کرینگے ہم کو کچھ علم نہیں بعض نے اُس کے معنے یہ کئے ہیں کہ ہم کو اس وقت علم نہیں۔ اور ہم نہیں جانتے

کہ تو کیا فرماتا ہے۔ اور یہ بات اس سبب سے کہینگے کہ اللہ تعالےٰ کی ہیبت اور خوف سے اپنے آپ میں مستغرق اور محو ہونگے۔ اور جب ان کا خوف دور ہوگا اور ہوش میں آوینگے تو عرض کرینگے یا اللہ ہم نے تیرا حکم اپنی قوم کو پہنچا دیا۔ بعض ان میں سے مصدق ہیں اور بعض مکذب۔ اور بعض نے اُس کے یہ معنے کئے ہیں کہ ہمیں کچھ علم نہیں ہے۔ کہ کس نے ہماری تصدیق کی اور کس نے تکذیب کی۔ کیونکہ ہم دلی بھیدوں پر واقف نہیں ہیں۔ ان معنوں پر اللہ تعالےٰ کا قول اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ دلالت کرتا ہے۔ اور فرشتوں اور پیغمبروں سے اس لئے پوچھا جاویگا۔ تاکہ عدل ظاہر ہو۔ اور جھٹلانے والوں پر حجت قائم ہو۔ اور منکروں کے لئے خوف زیادہ ہو۔ پس جب مخلوقات دیکھیگی کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو حساب و سوال کے لئے بلایا گیا ہے۔ تو پھر ان کی عقلوں کا کیا حال ہوگا پھر فرشتے خلق کی طرف بڑھینگے۔ اور ہر ایک انسان کو کنیت کے سوا اس کا نام لیکر پکارینگے۔ اے فلانے موقف عرض یعنی پیشگاہ حضور کی طرف آ۔ پس مومنین میں سے کسی کا حساب نہ لیا جاویگا۔ اور کسی سے بہت تھوڑا حساب لیا جاویگا۔ اور تمام خلائق سے اُس کو پوشیدہ کرکے اُس کے ساتھ کلام کریگا۔ اور اُس کو اپنے گناہوں کا اقراری کریگا۔ اور فرماویگا میں نے دُنیا میں تجھ پر پردہ ڈالا۔ اور میں آج تجھے بخشتا ہوں۔ اور عاصی مومنین میں سے بعض کا بڑی سختی سے حساب ہوگا۔ حتےٰ کہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ اس کے حق میں انبیاء و اولیاء و صالحین میں سے جس کو اللہ تعالےٰ اذن دیگا شفاعت کرینگے۔ اور یہ دوسری شفاعت ہے جس میں تمام انبیاء اور اولیاء اور صالحین شترک ہیں۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ان سب کی شفاعت سے بڑھ کر زیادہ شفاعت ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تمام انبیاء کے لئے منبر رکھے جاوینگے۔ جن پر وہ بیٹھ جاوینگے۔ مگر میں اپنے منبر پر نہ بیٹھونگا بلکہ اپنے رب کے سامنے کھڑا رہونگا۔ اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ آپ کیا چاہتے ہیں میں ویسا ہی معاملہ آپ کی اُمت کے ساتھ کروں۔ میں عرض کرونگا یا رب ان کا حساب جلدی لے۔ پس ان کو بُلا کر ان کا حساب لیا جاویگا۔ ان میں سے

بعض اللہ تعالےٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونگے ۔ اور بعض میری شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے ۔ اور اسی طرح شفاعت کر کے تمام ان لوگوں کو جن کو دوزخ کا حکم ہوا ہوگا جنت میں داخل کرونگا ۔ حتےٰ کہ دوزخ کا دربان فرماویگا اے محمدؐ تو نے اپنی اُمت میں اپنے رب کے غضب کے لئے کوئی بات نہیں چھوڑی ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں قیامت کے دن حجر و شجر سے زیادہ اہل زمین کی شفاعت کرونگا ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ میری اُمت کے لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے ۔ اور روایت ہے کہ مومنین میں سے کوئی ایک شخص کی اور کوئی دو شخصوں کی اور کوئی مومن ایک قبیلہ کی اپنے اپنے درجوں کے موافق شفاعت کرینگے ۔ اور صحیح روایت میں ہے ۔ کہ اس اُمت میں سے ستر ہزار مومن بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے اور بعض عاصیوں کے لئے کوئی شفاعت نہ کریگا ۔ پس ان کو دوزخ کا حکم ہوگا ۔ لیکن کفار کے لئے کوئی نیک عمل نہ ہوگا ۔ وہ عذاب اور نکال اور خوف کے لئے موقف میں کھڑے کئے جاوینگے ۔ اور کافر کو پیش کر کے اللہ تعالےٰ فرماویگا ۔ کیا میں نے تجھے عزت و سرداری نہ دی تھی ۔ اور تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہ کیا تھا اور تیرے لئے قسم قسم کے اناج پیدا نہ کئے تھے جن کو تو کھاتا اور چراتا تھا ۔ کافر کہیگا ہاں میرے رب تو نے سب کچھ دیا تھا ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا کیا تو گمان نہ کرتا تھا ۔ کہ میرے سامنے آئیگا ۔ کافر کہیگا ۔ نہیں یا اللہ ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا جس طرح تو مجھے بھول گیا ۔ آج میں نے بھی تجھے بھلا دیا ۔ اور کافروں میں سے بعض کفر کا انکار کرینگے ۔ اور بعض یہ کہینگے کہ واللہ ہم مشرک نہیں تھے ۔ پھر اللہ تعالےٰ ان کے منھوں پر مہر کردیگا ۔ اور ان کے اعضاء اُن پر شہادت دینگے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کی نسبت خبر دی ہے ۔ پھر اللہ تعالےٰ باوجود اس امر کے کہ اپنے بندوں کے اعمال کو جانتا ہے عدل ظاہر فرماویگا ۔ اور حجت قائم کریگا ۔ اور عمل تولنے کے لئے میزانیں کھڑی کی جاوینگی ۔ اور عملنامہ جو فرشتے لکھتے ہیں بندوں کو دئے جاوینگے ۔ اور ان میں اللہ تعالےٰ کے علموں کے بموجب ثقل اور خفت پیدا کردیگا ۔ اور ہر ایک انسان کو دیا جاویگا ۔ اور اس کا نیکیوں والا

عملنامہ ایک پلہ میں اور برائیوں والا دوسرے پلہ میں رکھا جاویگا۔ جتنے کہ اس کے اور اس کے غیر کے لئے اس کا رجحان اور نقصان اور کمی بیشی ظاہر ہوگی۔ پھر عملنامے تقسیم کئے جاوینگے۔ اور ہر ایک بندے کو ایک ایک کتاب دی جاوے گی جس میں اس کے تمام عمل لکھے ہونگے۔ جس کو ہر ایک پڑھا ہوا اور ان پڑھ پڑھ لینگے۔ یہ سب کچھ عدل کے اظہار کے لئے کیا جاوے گا۔ پھر مظلوم ظالموں کو آلپٹینگے۔ ایک کہیگا اس نے مجھے قتل کیا۔ دوسرا کہیگا اس نے مجھے مارا ہے۔ اور ایک کہیگا اس نے میرا مال چھڑایا ہے۔ کوئی کہیگا اس نے مجھے لین دین میں دھوکا دیا ہے یا تول ماپ میں خسارہ کیا ہے۔ یا اُس نے مجھ پر جھوٹی گواہی دی ہے یا اُس نے مجھے گالی دی ہے۔ یا ٹھٹھہ کیا ہے یا حقارت و تکبر کی نظر سے دیکھا ہے۔ پس ظالم کی نیکیاں مظلوموں کو بانٹ دیجاوینگی۔ اور جب اُس کی کوئی نیکی باقی نہ رہیگی۔ تو مظلوموں کی بُرائیاں ظالم کو دیکر حقدار کا حق پورا کردیا جاویگا۔ کیونکہ ایک شخص کی بہت سی نیکیاں ہونگی۔ وہ سب کی سب اُس کے خصوم یعنی مظلوم حقدار لے لینگے۔ اور ان کی بُرائیاں اُس کے ذمے لگائی جاوینگی تو وہ حیران ہو کر کہیگا یہ کیا ہے۔ تو حکم ہوگا کہ یہ تیرے ظلم کی بُرائیاں ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ اندھیرے میں چالیس سال تک ٹھیرے رہینگے۔ جب اللہ تعالے فیصلہ کے لئے تجلّے فرمادیگا۔ مومنوں کو سجدہ کا حکم ہوگا۔ وہ سب کے سب سجدہ میں جاپڑینگے۔ اور مومنوں کے سوا اوروں کے لئے بھی سجدہ کا حکم ہوگا۔ لیکن وہ سجدہ نہ کرسکینگے۔ جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ یعنی کافر سجدہ کے لئے بلائے جاوینگے۔ لیکن نہ کرسکینگے۔ کیونکہ دُنیا میں بھی جب سجدہ کے لئے بُلائے جاتے تھے۔ تو وہ سجدہ نہ کرتے تھے۔ پھر مومنوں کو حکم ہوگا۔ کہ اپنے سروں کو سجدہ سے اُٹھاؤ پھر ہر ایک مومن کو اپنے اپنے عمل کے بموجب نور دیا جاویگا۔ کسی کا نور سورج کی طرح اور کسی کا ستارہ کی طرح اور کسی کا چراغ کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور سوال و حساب کے ہو چکنے اور اعمال کے وزن ہو جانے اور عملناموں کے تقسیم ہو چکنے کے بعد پل صراط کو جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک

ہے ۔دوزخ کے اوپر رکھا جاویگا۔ اور لوگوں کو اُس کے اوپر سے گذرنے کا حکم دیا جاویگا اور سب سے اول اُمّتِ محمدیہ گذریگی۔ ان میں سے بعض بجلی کی طرح بعض ہوا کی طرح اور بعض پرندوں کی طرح اور بعض گھوڑ دوڑ کی طرح گذر جاوینگے۔ اور بعض دوڑ کر بعض آہستہ چلکر پار ہونگے۔ اور بعض لوگ دھکا کھاتے اور کھچتے ہوئے اور بعض مُنہ کے بل گرتے پڑتے چلینگے بعض پھسلکر دوزخ میں گرینگے۔ اور بعض کو شعلے اچک کر آگ میں گرا دینگے۔ اور دوزخ میں گرنے والوں سے سخت رونے اور چلّانے کی آواز سُنائی دیگی جس کو سُن کر عقلیں دہشت میں آجاوینگی۔ اور تمام انبیاء پکارینگے اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ (یا اللہ بچا بچا) اور اُس وقت پیغمبروں کے سوائے کوئی بول نہ سکیگا۔ اور کافر لوگوں کے لئے جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ اُس کی صورت اُن کے سامنے لائی جاویگی۔ اور ندا کی جاویگی۔ کہ ہر ایک اُمّت اسی کے پیچھے جاوے گی۔ جس کی وہ پرستش کرنے تھے۔ پس ان تمام بتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے دوزخ میں ڈالا جاویگا۔ اور اُن کے پیچھے اُن کی عبادت کرنے والوں کو بھی آگ میں دھکیلا جاویگا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ (تم اور نیز جس کی تم عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہے۔ تم سب اس میں پڑو گے) یہ تو کافروں اور فاجروں کا ورود ہے اور نیک لوگوں کا ورود یہی عبور ہے جو دوزخ پر سے اس طرح ہوگا کہ دوزخ اور اس کی حرارت اُن کے پاؤں کے نیچے بجھی ہوئی کوئلے کی طرح محسوس ہوگی اور وہ صحیح وسلامت صراط پر سے گذر جاوینگے۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے تین بچے مر گئے ہوں جو حنث کی حد تک نہیں پہنچے۔ اُس کو آگ نہیں چھوئیگی۔ مگر تحلہ قسم یعنی جس کے لئے قسم آچکی ہے۔ یعنی آگ پر سے گذر جاویگا۔ اور تحلہ قسم اللہ تعالیٰ کے اس قول میں وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا (ہر ایک تم میں سے اس میں داخل ہونے والا ہے) یہ قسم اللہ تعالےٰ کے اس قول پر معطوف ہے فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّھُمْ وَالشَّیَاطِیْنَ (قسم ہے تیرے رب کی کہ ہم ان کو اور شیطانوں کو جمع کرینگے) پھر فرمایا وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا (ہر ایک تم میں سے اس میں وارد ہونیوالا ہے) یعنی ہر ایک تم میں سے آگ میں وارد ہوگا۔

اور تم میں سے بعض کا ورود صرف عبور ہی ہوگا۔ اور بعض کا ورود صرف دخول ہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے متقین کو نجات دیگا۔ اور صحیح وسلامت پل سے گذر جاوینگے۔ اور اللہ تعالےٰ عاصی مومنوں کو نجات دیگا اور اپنی رحمت یا شفاعت سے ان کو دوزخ سے نکالیگا۔ اور ظالموں کو دوزخ میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیگا۔ پس سب عذاب کے مستحق دوزخ میں گرجاوینگے۔ اور فائزین دوزخ سے بچ کر نکل جاوینگے۔ پھر سب کے سب خوف زدہ اور پیاسے ہوئے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آوینگے۔ اور یہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص فضائل میں سے ہے۔ اور حوض کی نسبت صحیح حدیث میں عبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن عمرو ابن العاص و ابوہریرہ رض اور جابر بن سمرۃ وحارثہ بن وہبؓ وجندب وابی ذر و ثوبان وعقبہ بن عامر و اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت وارد ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو ابن العاص کی حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ میرا حوض ایک مہینہ کی راہ ہے۔ اور اس کے کنارے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں۔ جو شخص اس میں سے ایک دفعہ پانی پئیگا۔ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور اسماء کی حدیث میں ہے کہ میں اپنے حوض پر آونگا۔ تاکہ دیکھوں کہ تم میں سے کون کون اس پر آیا ہے۔ اور کچھ لوگ مجھ سے دُور دُور ہی کر دیئے جاوینگے۔ تو میں کہونگا یارب اُمتی اُمتی۔ اللہ تعالےٰ فرماوے گا۔ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد اُنہوں نے کیا عمل کیا۔ تیرے بعد تھوڑے ہی زمانہ کے بعد پس پاء تیرے راہ سے مڑ گئے۔ اور یہ وہ لوگ ہونگے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد اور کافر ہوگئے۔ پس ان کو دوزخ ہانک لے جاویگی۔ اور ابن ابی ملیکہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے یا اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم اپنے دین سے پس پا مرجوع کریں۔ یا فتنہ میں پڑیں۔ اور امام مالکؒ کی حدیث جو مؤطا میں ہے۔ اور جس میں لکھا ہے کہ حوض سے بعض آدمی دُور ہانکے جاوینگے وہ بھی اسی پر محمول ہے۔ پھر مؤمنین جنّت کی طرف لے جاوینگے۔ اور سب سے اول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہونگے - پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
پھر اس امت کے وہ لوگ جن پر کوئی حساب نہیں ہے دائیں دروازہ سے جنت
میں داخل ہونگے - پس جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جاوینگے - تو پھر اُن کی امیدیں
اُن مسلمان عاصیوں کی نجات کی طرف لگینگی جو دوزخ میں داخل ہوگئے ہونگے پھر
صالحین لوگ ان کے لئے انبیاء سے شفاعت طلب کرینگے - یہ تیسری قسم کی شفاعت
میں سے اول شفاعت ہوگی - اس کے لئے بھی باسناد صحیح حدیثیں وارد ہیں -
کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن حاصل کرکے اللہ تعالےٰ
کے آگے سجدہ کرینگے اللہ تعالےٰ فرماویگا اپنا سر اُٹھاؤ اور مانگو جو کچھ چاہتے ہو تمہیں دیا جاویگا اور کہو جو کچھ چاہتے
ہو اُسکی سماعت ہوگی - اور شفاعت کرو آپ کی شفاعت قبول کی جاویگی - پس آپ
سجدہ سے اُٹھ کر شفاعت کرینگے - اور جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان ہوگا اس
کو اللہ تعالےٰ آپ کی شفاعت سے دوزخ میں سے نکالیگا - پھر دوبارہ سجدہ کرکے
شفاعت کرینگے - اور جس کے دل میں جو بھر ایمان ہوگا اُس کو اللہ تعالےٰ آپ کی
شفاعت سے نکالیگا - پھر تیسری دفعہ سجدہ کرکے شفاعت کرینگے - اور جس کے دل
میں رائی کے دانہ جتنا ایمان ہوگا - اس کو اللہ تعالےٰ دوزخ سے نکالیگا - پھر چوتھی
بار سجدہ کرکے شفاعت کرینگے - اور عرض کرینگے کہ ان لوگوں کے حق میں مجھے اذن
ملجاوے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے - اللہ تعالےٰ فرماویگا - اس کا اذن تجھے نہیں
ہے لیکن مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے - کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے میں اُس کو
دوزخ سے نکالوں گا - اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے آخیر جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ وہ شخص
ہوگا - جو کبھی چلیگا اور کبھی گریگا اور کبھی آگ اُس کو جھلستی ہوگی - جب اس حالت
میں آگ سے گذر کر اس کی طرف التفات کریگا - تو کہیگا بہت ہی بابرکت ہے اللہ تعالےٰ
کی ذات جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی - اور مجھ کو وہ کچھ دیا جو اولین و آخرین میں
سے کسی کو نہیں دیا - یہ حدیث بہت طویل ہے - اور وہ شخص ایک درخت کو دیکھیگا
اور اللہ تعالےٰ سے سوال کرے گا - کہ یا اللہ میں اور کچھ نہیں مانگتا - تو مجھے اس درخت
کے قریب کردے - جب اُس کے قریب آویگا تو پہلے درخت سے زیادہ عمدہ درخت

اور دیکھیگا۔ اور اس کے نزدیک آنے کے لئے طالب ظاہر کریگا۔ پھر تیسرے درخت کو جنّت کے دروازہ کے قریب دیکھ کر اس کی طلب کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کا عذر اس لئے قبول کرنا جاویگا۔ کہ وہ وہ کچھ دیکھتا ہوگا جس سے وہ صبر نہیں کرسکیگا۔ اور جب جنت والوں کے آواز سنیگا۔ کہیگا یا اللہ مجھے بھی اس میں داخل کردے۔ پس اللہ تعالےٰ اس کو جنّت میں دُنیا کے اندازہ سے دگنی جگہ عطا کریگا۔ اور مسلم و بخاری کی صحیحین میں وارد ہے کہ مسلمان عاصی دوزخ میں مرجاوینگے۔ یہ اس بات پر محمول ہے کہ ان کو اپنے اپنے گناہوں کے موافق عذاب ہوگا۔ اور یہ انکے عذاب کی نہایت ہوگی۔ اور جب ان کے لئے شفاعت کی جاویگی۔ اللہ تعالےٰ اُن کو زندہ کرکے نکال لیگا۔ پس خدا تم پر رحم کرے۔ ذرا قیامت کے ہول اور اس کی سختی کو سوچو اور تامل کرو کہ جب قبریں کھل جاوینگی۔ اور خلائق حساب کے لئے کھڑی ہوگی۔ اور متّقین لوگ گروہ در گروہ خدا کی طرف جاوینگے۔ اور مجرم دوزخ کی طرف دھکیلے جاوینگے۔ اور خلقت دیر تک کھڑی رہیگی۔ اور بہت بھیڑ بھاڑ اور صفوں کا ازدحام ہوگا۔ اور نہایت قلق و اضطراب اور سراپا پسینہ میں غرق ہوگا۔ اور دوزخ شعلہ مارتی ہوئی آوے گی۔ جس سے بچنے کے لئے نہ کوئی سایہ ہوگا۔ اور نہ کوئی اس کے شعلہ سے پناہ ہوگی۔ اور لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح چنگاری پھینکتی ہوگی۔ اور تمام خلقت گھٹنوں کے بل گرینگی۔ اور سب پر خوف و رُعب غالب ہوگا۔ اور مجرم ہلاکت کا یقین کرلینگے۔ اور ظالم اپنی بُری جگہ دیکھ لینگے۔ اور تمام فرشتے صف بصف گردنیں جھکائے ہوئے ہونگے۔ اور تمام لوگ رب العالمین کے آگے حاضر ہونگے۔ اور تمام وحوش و چرند و پرند جمع ہونگے۔ اور ان کے درمیان عدل کے اظہار کے لئے قصاص ظاہر ہوگا۔ اور مظلوم ظالم سے اپنا انصاف لیگا۔ پھر ان کو کہا جاویگا کہ سب مٹی ہوجاؤ۔ وہ سب مٹی ہوجاوینگے۔ اُس وقت کافر ان کو دیکھ کر یہ خواہش کرینگے۔ کہ کاش ہم بھی ان کی طرح مٹی ہوجاتے اور عذاب میں گرفتار نہ ہوتے۔ پھر عتاب و حساب واقع ہوگا۔ اور عملنامے تقسیم ہونگے۔ اور میزانیں لگائی جائینگی۔ اور پل صراط کو دوزخ پر رکھا جاویگا۔ اور نیکوں اور بدکاروں کے درمیان فیصلہ ہوگا۔ نیک لوگ دارالقرار یعنی بہشت میں صحیح و سلامت داخل کئے جاوینگے۔ اور بدکار

جہنم میں ذلت و خواری سے دھکیلے جاوینگے۔ ہائے وہ دن کیسا بڑا ہوگا اور حاکم کیسا عادل ہوگا اور مصائب کیسے سخت ہونگے اور موقف کیسا رنج دینے والا ہوگا۔ وہ یہی دن ہے جو حقیقت میں ان سالوں کے ہزار سال کے برابر ہے۔ اور وہ دن مجرموں پر سختی میں پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اور مُکرمین یعنی بلند درجے والے لوگوں کے دلوں سے اس دن کے بوجھ ہلکے ہونگے۔ جبکہ ان کو خوشخبری اور امان حاصل ہوگا۔ اور ان کے ایمان کا راس المال پورے کا پورا ان کو ملجاویگا۔ اور احسان کی تجارت ان کو فائدہ دیگی۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی سے کامیاب ہونگے۔ اور ان کے سب خوف و ڈر دور ہوجاوینگے۔ اور ان کے دل کی بیقراری ساکن ہوجاویگی۔ اور آدمی ابن الوقت یعنی وقت کا پابند ہے۔ جو کچھ گذرا سو گذرا۔ پس حساب ان کے نزدیک دو رکعت نماز کی طرح ہوگا۔ اور وقوف اور قیام ایک لحظہ بھر معلوم ہوگا۔ اور ہمیشہ کی کرامت حاصل کرلینگے۔ اور واحد و احد و صمد کے پڑوس میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہینگے کیا نفسانی اور دُنیاوی شہوتوں میں وہ لذت ہے جو ان لذتوں کے برابر ہو۔ یا اعمال بجالانے میں وہ تکلیف ہے جو آخرت کی تکلیفوں کا مقابلہ کرسکے۔ اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔ لیکن نفسوں پر دُنیا کی محبت غالب آگئی ہے۔ اور اُس کی طلب میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اور اپنے مقصود کے حاصل کرنے میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اور باقی لذتوں کو چھوڑ کر فانی شہوتوں کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اعمال صالحہ میں تھوڑی سی تکلیف کو بہت سخت تکلیف سمجھتے ہیں۔ اور باوجودیکہ سلامی کا طریق روشن و واضح ہے۔ پھر اس پر نہیں چلتے یا اللہ تو ہم کو غفلت اور جہالت کی نیند سے بیدار کر اور فتنوں سے بھرے ہوئے اور جھوٹے گھر سے عافیت بخش۔ اور ہم کو اس چیز کے لئے استعداد عطا فرما جس کے لئے تو نے ہمیں وعدہ دیا ہے۔ اور ہمارا خاتمہ ایمان کے ساتھ کر جیسے کہ تو نے ہم کو اس کا امر دیا ہے۔ اور ہم پر اپنی وہ نعمت کامل کر۔ جس کے ساتھ تو نے ہم کو کرامت بخشی ہے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ آمین ؁

فصل ساتویں وعید میں

اللہ کا حمد ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو محبت کے انوار سے آراستہ کیا اور اصفیا کے قدر کو بلند کیا۔ جس کے سبب ان کا ذکر دونوں جہان میں اعلے اور فائق ہوا۔ اور اپنے احباب کے باطنوں کو محبت کا لذیذ شراب پلایا۔ اور غلبۂ شوق کے باعث مشقت کا اٹھانا اُن پر آسان ہوگیا۔ اور ان کے دلوں کو اپنی ولایت کا درخت لگانے کے لئے پسند فرمایا۔ اور اُن کو اپنی عنایت کی بارش سے سیراب اور پاک کیا۔ اور انکی حفاظت کی۔ حتے کہ ان کا معاملہ صاف ہوگیا۔ اور قیامت کے دن تحیۃ اور رویت کی نعمت سے ان کو مشرف فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور وعدہ کو نہیں توڑتے۔ اور بعض لوگوں کو دُور کرنے سے اپنے عدل کو ظاہر کیا۔ پس اُن پر مخالفت اور عداوت کا حکم صادر فرمایا۔ اور خواری کے زنجیروں میں ان کے ہاتھوں اور گردنوں کو جکڑ دیا۔ اُن کے لئے دُنیا میں بھی عذاب ہے۔ اور آخرت میں بہت ہی تکلیف دینے والا عذاب ہوگا جس سے سوائے خدا کے کوئی بچانے والا نہیں۔ ان کے دلوں کو کبھی بُعد سے اور کبھی حجاب سے اور کبھی فراق سے عذاب دیا جاویگا۔ اور اُن کے جسم کبھی بیقراری میں اور کبھی مار پیٹ میں اور کبھی آگ میں جلینگے۔ اور گرم پانی اور پیپ چکھینگے۔ یہی خدائی جبّار کے دبدبے اور پکڑ کے آثار ہیں۔ جس کی برداشت کرنے کی کسی میں طاقت نہیں اسی واسطے خائفین کے دل ڈر اور خوف سے کانپتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے جان لیا ہے کہ سعادت اور شقاوت اور اجل اور رزق ازل ہی سے مقدر اور قسمت میں ہے۔ اور کوئی انسان نہیں جانتا کہ میرا نام کونسے دیوان میں لکھا ہوا ہے۔ اور کونسے فریق میں ہانکا جاؤنگا۔ پس عقلمند کے لئے چاہئے کہ نیک اعمال میں جلدی اور دلیری کرے۔ اور فقر و احتیاج کا ہاتھ پھیلائے۔ اور تملق و چاپلوسی کا لباس پہن کر غنی کے دروازہ پر کھڑا ہو کر اوراق کے نکلنے کا انتظار کرے۔ پس اگر اُس نے درگذر کیا تو یہ اس کا فضل ہے۔ اور اگر اس نے عذاب دیا تو یہ اس کا عدل ہے۔ اس ملک خلاق پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کے شکر سے عاجزی کا اقرار

کرکے اور خجالت اور سرنگونی سے ذلیل ہو کر اس کا حمد کرتا ہوں اور ایسی شہادت سے
کہ جس کا مورد صاف اور اس کا نور اسفار اور اشراق کی حد سے بڑھا ہوا ہے۔
شہادت دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے وہ واحد
ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے
اور رسول ہیں۔ وہ بشیر اور نذیر اور ایسے روشن چراغ ہیں جس کے نور سے تمام جہان
روشن ہے اور وہ ایسے نور ہیں۔ جس کی روشنی کو کسوف اور محاق عارض نہیں ہوتا۔
اور وہ ایسے حبیب مقرب ہیں کہ براق پر سوار ہو کر سات آسمان سے اوپر چڑھ گئے۔
ان پر اور ان کی آل واصحاب پر جو تمام مشکلات کو حل کرنے والے اور ایمان اور
ہجرت اور مال وجان قربان کرنے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف
سے صلوٰۃ وسلام ہو +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا
وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ
مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یعنی اے ایماندارو اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری
بجالاؤ اور اس کی نافرمانی میں اپنے نفسوں کو مہمل نہ چھوڑ دو کیونکہ نفس بہت جھوٹا
اور سرکش ہے اللہ تعالےٰ کا ثواب اس کو آگے کی طرف سے چلانے والا ہے۔
اور پیچھے سے اسکو اللہ تعالےٰ کا عذاب ہانکنے والا ہے۔ اگر اس کو خوف ورجا
سے بیکار رکھا جاوے اور طبعی حالت پر چھوڑ اجاوے۔ تو بالضرور ہلاک ہوجاویگا
پس جس نے اس کو خواہشات سے روکا گویا اس نے اس کو دوزخ سے بچالیا اور
جس نے اس کو بے لگام چھوڑ دیا گویا اس نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا
ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا یعنی وہ شخص نجات پاگیا جس نے نفس کو مخالفات سے
پاک وصاف کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طاعات بجالا کر اس کے قدر کو بلند کیا۔ وَقَدْ خَابَ
مَنْ دَسّٰھَا اور محروم رہ گیا وہ شخص جس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی مخالفت کرکے
اس کے قدر کو پست کیا اور اس کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا قول (وَ
اَھْلِیْکُمْ نَارًا) یعنے اپنے اہل وعیال اور تابعداروں کو تعلیم دو۔ اور ان کو نصیحت
کرو۔ اور ان کی اچھی طرح تادیب کرو۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دوزخ کی تعریف اور

اس کی سختی اور اس پر مقرر کئے ہوئے فرشتوں کی درشتی بیان فرمائی۔ اور فرمایا لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ یعنی دوزخ کے سات طبقے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ ہر ایک طبقہ کے درمیان ستر سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ پہلے طبقے کا نام جہنم ہے۔ جو مسلمان گنہگاروں کے لئے ہے۔ اور دوسرے کا نام لظی ہے یعنی اپنے شعلوں سے بدن کے چمڑوں کو جھلس دیگی۔ اس سے نیچے حطمہ ہے۔ جو اس میں داخل ہوگا اس کو ریزہ ریزہ اور شکستہ کر دیگی۔ اُس کے نیچے سعیر ہے۔ جو بہت بھڑکتی ہوگی۔ اور اُس کے شعلے ایک دوسرے میں لپٹے ہوئے نکلینگے۔ اس کے نیچے کا نام سقر ہے۔ جس سے گوشت و پوست پگھل جاوینگے۔ پھر اس سے نیچے جحیم ہے جس کے معنی ہیں موٹا کوئلہ جلا ہوا۔ پھر اس سے نیچے ہاویہ ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ قرار نہیں پکڑ سکیگا بلکہ ہمیشہ گرتا پڑتا رہیگا۔ پس سب سے اول ہاویہ پر کیا جاویگا پھر اس سے اوپر کا حتیٰ کہ سب کے سب بھر دئے جاوینگے۔ اور قول لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ کے یہ معنی ہیں کہ شیطان کے تابعداروں میں سے ہر ایک طبقہ کے لئے ایک ایک گروہ ہوگا۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے بنایا ہے۔

روایت ہے کہ ہر ایک طبقہ اپنے اوپر والے طبقہ کی نسبت ستر گنا عذاب میں زیادہ ہے۔ اور سب سے کم عذاب والے کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب میں ہو اور وہ طبقہ مشرق میں ظاہر ہو تو گرمی کے مارے اس شخص کا مغز پگھل جاوے۔ اور مسلم میں ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کی ستر ہزار باگیں ہونگی اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے لاوینگے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ آگ جس کو ابن آدم جلاتے ہیں۔ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے یاروں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر سب جمع کی جاوے تو پھر۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کے برابر نہ ہو۔ کیونکہ وہ آگ اس آگ سے انسٹھ حصے بڑھ کر ہے ہر ایک حصہ کی گرمی اس کی گرمی کے برابر ہے اور سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ م نے فرمایا کہ بعض کو آگ ٹخنوں تک اور بعض کو گھٹنوں تک۔ اور بعض کو کمر تک۔ اور بعض کو گلے

تک پہونچیگی۔ اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ والوں میں سے بہت کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو آگ کی جوتی پہنائی جاویگی جس کے تسمے بھی آگ کے ہونگے۔ اور اس کا دماغ اس طرح جوش ماریگا جیسے بڑی دیگ جوش مارتی ہے۔ اور وہ شخص کہیگا کہ مجھ سے زیادہ عذاب کسی اور کو نہیں ہے حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کافر کی ڈاڑھ یا دانت احد پہاڑ جتنے بڑے ہونگے۔ اور اس کے بدن کے چمڑے کی موٹائی تین (سال) کی مسافت ہوگی یعنی اللہ تعالے اس کے جثہ کو بڑا کر دیگا تاکہ اس کو عذاب زیادہ ہو اور دگنا رنج ہو۔ اور انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دنیادار دولتمندوں کو جو دوزخ کے لائق ہونگے لایا جاویگا اور ان کو آگ میں غوطہ دیا جاویگا۔ اور کہا جاوے گا۔ اے ابن آدم کیا تو نے کبھی خیر اور راحت و آرام دیکھا ہے۔ وہ کہیگا اے رب مجھے اللہ کی قسم میں نے کبھی آرام نہیں دیکھا ہے۔ پھر اہل جنت میں سے اس شخص کو جو دنیا میں نہایت ہی مصیبت زدہ تھا لایا جاویگا۔ اور اس کو جنت میں غوطہ دیا جاویگا۔ اور کہا جاویگا اے ابن آدم کیا تو نے کبھی تکلیف یا مصیبت دیکھی ہے۔ وہ کہیگا اے رب مجھے اللہ کی قسم میں نے کبھی تکلیف و مصیبت نہیں دیکھی۔ اور ترمذی میں ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین میں ٹپک پڑے تو تمام اہل دنیا کی زندگی خراب ہو جاوے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ جس کا یہ کھانا ہوگا۔ اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ آگ دوزخ والوں کو ہر ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ جلاویگی۔ جس وقت ان کے چمڑے گل جایا کرینگے۔ پھر ویسے ہی پہلے کی طرح درست کر دئے جایا کرینگے۔ اور ان کے روح ان کے گلوں میں معلق رہینگے۔ پس نہ ہی ان کو ایسی موت آئیگی کہ اس عذاب سے راحت پائیں۔ اور نہ ہی اچھی زندگی ان کو نصیب ہوگی۔ اور ابو درداء اور محمد بن کعب رح فرماتے ہیں کہ دوزخیوں پر ان کے عذاب کے برابر بھوک ڈالی جاویگی جس کے سبب وہ استغاثہ کرینگے اور کھانے کو مانگینگے۔ پس ان کو ضریع کھانے کے لئے دیا جاویگا۔ اور ضریع ایک قسم کی سبزی ہے جو دنیا کی اس سبزی کے مشابہ ہے جس کی کڑواہٹ کے باعث

اس کو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا۔ جب وہ اس کو کھاوینگے۔ اُن کے گلے گھُٹ جاوینگے۔ پھر وہ پانی مانگیں گے۔ جس کی مدد سے اُس کو گلے سے نیچے اُتاریں۔ تو اُن کو حمیم یعنی گرم اُبلتا ہوا پانی دیا جاویگا۔ جو مُنہ کے نزدیک لاتے ہی اُن کے چہرے کے چمڑے جلادیگا۔ اور جب وہ اس کو پئینگے۔ تو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ دیگا۔ پھر وہ جہنم کے داروغہ کو کہینگے کہ اللہ تعالےٰ کے آگے عرض کرو کہ کسی دن ہمارے عذاب کو کم کرے۔ داروغہ جہنم فرماویگا کیا تمہارے پاس اللہ تعالےٰ کے رسول آیات بیّنات لیکر نہ آئے تھے۔ وہ کہینگے بیشک آئے تھے۔ پھر داروغہ جہنم کہینگے تو پھر تم خود خدا تعالےٰ کو پکارو۔ حالانکہ ان کا اُس وقت پکارنا بیسود ہوگا پس وہ پکارینگے لیکن کوئی جواب نہ پاوینگے۔ جب مایوس ہو جاوینگے۔ پھر مالک کو پکارینگے اور کہینگے کہ اپنے رب کو کہو کہ ہمیں موت دیدے۔ تاکہ ہم اس عذاب سے چھوٹ جاویں۔ مالک ان کی بات سُن کر اسّی سال تک خاموش رہیگا۔ پھر جواب دیگا۔ کہ تم اس میں ہمیشہ کے لئے رہو گے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو کہینگے کہ آؤ صبر کریں۔ شاید صبر کرنے سے ہم کو کچھ فائدہ ہو۔ کیونکہ جنّتی لوگ دُنیا میں صبر کر کے بچ گئے پس وہ بہت دیر تک صبر کرینگے۔ لیکن اس صبر سے اُن کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پھر کہینگے کہ ہمارے لئے جزع و صبر دونوں برابر ہیں یہاں سے کسی طرح بھی خلاصی ممکن نہیں پھر وہ ابلیس کے پاس آوینگے اور اس کو کہینگے۔ کہ تو نے ہی ہم کو گمراہ کیا۔ اب اس عذاب سے بچنے کی بھی کوئی تدبیر بتا۔ پس ابلیس اپنے زنجیروں کو کھینچتا ہوا آگ کے بلند ٹیلے پر چڑھ کر ایک خطبہ پڑھیگا۔ اور کہیگا کہ اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا وہ سچّا اور پورا کر دیا۔ اور میں نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا جھوٹا کیا اور میرے لئے تم پر کوئی حجت اور غلبہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی میں نے تم کو جبراً نافرمانی پر آمادہ کیا تھا۔ لیکن میں نے تم کو بلایا۔ اور تم نے میری دعوت کو خوشی سے قبول کر لیا۔ اور اپنے نفسوں کی خواہشوں کے تابع ہو گئے۔ اب تم مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔ جنھوں نے اپنی خواہشات تم سے طلب کیں۔ اب نہ تو میں تم کو چھڑا سکتا ہوں اور نہ ہی تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔ تم نے مجھے جس کے ساتھ شریک بنایا میں نے اس سے انکار کیا۔ اور میں تم سے بیزار ہوں۔ اس وقت اپنے نفسوں پر نہایت ہی

افسوس کرینگے۔ پس فرشتے اُن کو پکارینگے اور کہینگے کہ تمہارے اس افسوس سے اللہ تعالےٰ کو زیادہ افسوس ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی طرف بُلایا اور تم نے انکار کیا۔ پھر وہ اللہ تعالےٰ سے سوال کرینگے کہ دُنیا کی طرف دوبارہ لوٹائے جائیں تاکہ نیک عمل بجا لائیں۔ اور کہینگے رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ اے ہمارے رب تونے ہم کو دو دفعہ مارا یعنی تو قادر ہے اس بات پر کہ ہم کو دُنیا کی طرف لوٹائے ہم نے اپنے قصوروں کا اقرار کیا اور ہم ایمان لائے اُن کو جواب دیا جاویگا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ واحد پکارا جاتا تھا۔ تو تم کفر کرتے تھے۔ اور جینا دو مرتبہ ہے۔ اول بار دُنیا میں نطفہ بیجان سے زندہ جاندار کرنا دوسری مرتبہ آخرت کا جی اُٹھنا۔ اور موتیں بھی دو ہیں۔ اول نطفہ مُردہ کی حالت۔ دوسری عمر کے پورا ہو جانے کے بعد کی موت۔ ابن عباسؓ اور ضحاکؒ کا یہی قول ہے۔ اور اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا یہ قول کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ یعنی تم کس طرح اللہ تعالےٰ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے۔ پھر اللہ نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تمہیں ماریگا پھر زندہ کریگا۔ پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور سدیؒ فرماتے ہیں کہ پہلی حیات اور دوسری موت وہ ہے جو قبر میں فرشتوں کے سوال کے وقت ہوگی۔ پھر وہ مرجاوینگے اور ابن زید فرماتے ہیں کہ حیات اول وہ ہے جبکہ ان کو چیونٹی کی طرح نکالا اور فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ غرض دوزخی لوگ اسی طرح ہر بار فریاد و زاری کرتے رہینگے۔ اور ہر بار اُن کو اسی طرح نامناسب جواب ملتا رہیگا۔ یہاں تک کہ وہ کہینگے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا اے ہمارے رب ہماری کم بختی ہم پر غالب آگئی۔ اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ اِخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ جاؤ دوزخ میں دھکیلے جاؤ۔ اور میرے ساتھ کوئی کلام نہ کرو۔ اس وقت ان کی تمام اُمیدیں منقطع ہو جائینگی۔ اور پھر کبھی کلام نہ کرینگے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر اس طرح بھونکینگے جیسے کُتے ایک دوسرے کو بھونکتے ہیں۔ حسن رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب شعلہ ان کو جھلسیگا گوشت پوست پگھل کر ان کی ایڑیوں پر جا پڑیگا۔ اور دوزخ میں ایک وادی ہے جس میں صدید یعنی پیپ بہتی ہے اس کے کناروں پر اونٹوں کے قد کے برابر سانپ اور بچھو ہیں۔ جب دوزخیوں پر آگ کی گرمی کا غلبہ ہوگا تو وہ کناروں کی طرف بھاگینگے۔ تاکہ آگ کی گرمی سے آرام پائیں

پس آگے سے سانپ اور بچھو اُن پر حملہ کرینگے۔ اور ان کو اپنے ہونٹوں سے پکڑ کر کاٹینگے
پھر وہ آگ کی طرف بھاگینگے۔ حضرت ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ کافر کے چمڑے کے
اندر بچھوؤں کے دوڑنے کی آواز اس طرح سُنائی دیگی جیسے کوئی وحشی جانور جنگل میں دوڑتا
ہے اور یہ بھی فرمایا کہ گرم پانی ہر ایک کے سر پر گرایا جاویگا۔ جس سے دماغ پگھل جاویگا
اور پیٹ میں پہنچتے ہی امعاء اور چمڑے کو کاٹ دیگا۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ ہر ایک
کو لوہے کی گُرزیں ماری جاویگی۔ جس وقت ضرب لگائی جاویگی۔ تمام اعضا الگ الگ
گر پڑینگے۔ اور فضیل بن عیاض اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ كُلَّمَآ اَرَادُوْآ اَنْ يَّخْرُجُوْا
مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا (یعنی جب اس سے نکلنے کا ارادہ کرینگے پھر اسی میں ڈال دئیے
جاوینگے) فرماتے ہیں کہ وہ اس سے نکلنے کا طمع نہ کرینگے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ اور پاؤں بندھے
ہوئے ہونگے۔ لیکن آگ کے شعلے ان کو بلند کرینگے۔ اور گرزوں کی مار پھر ان کو
اسی میں لوٹا دیگی۔ اور روایت ہے کہ دوزخی لوگ آگ میں سانس لینگے۔ اور آگ
نے ان کو بہت بُری طرح گھٹا ہوا ہوگا۔ اور ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ
بندھے ہونگے۔ اور ہر ایک کافر اپنے شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا ہوا
ہوگا۔ اور روایت ہے کہ پہلے پہل جس کسی کو آگ کا لباس پہنایا جاویگا۔ وہ
ابلیس ہے۔ اس کو آگ کا حلہ پہنایا جاویگا۔ اور چلائیگا۔ وَاثُبُوْرَاهُ پھر تمام
اہل دوزخ بھی چلائینگے واثبوراہ تب ان کو کہا جاویگا۔ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا
وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا۔ آج ایک ثبور کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ثبور کو پکارو
اور ثبور کے معنی ہلاکت اور خسارہ کے ہیں۔ کعب الاحبار نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ایک بندے کی طرف نظر کریگا اور فرمائیگا۔ کہ اس کو پکڑ لو۔ پس ایک لاکھ فرشتے اس
کو آچک لینگے۔ حتےٰ کہ ان کے ہاتھوں سے نکلکر کہیگا کہ کیا تم رحم نہیں کرتے۔ فرشتے
کہینگے۔ ہم کس طرح تم پر رحم کریں جبکہ ارحم الراحمین تجھ پر رحم نہیں کرتا۔ اور روایت
ہے کہ دوزخ کے داروغے انیس ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ہزار ہزار
داروغہ ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ دوزخ کے دروازوں میں سے ہر ایک
دروازہ پر چار چار لاکھ فرشتہ ہے۔ ان میں سے کسی کے دل میں مثقال بھر رحمت
نہیں ہے۔ اگر کوئی پرندہ ان کے ایک کندھے سے اڑے تو دو مہینے کے بعد

دوسرے کندھے تک پہنچے۔ وہ کفار کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لینگے کہ ان کی نیلی نیلی آنکھیں اور سیاہ چہرے ہونگے۔ اور کافروں کو پکڑ پکڑ کر ان کے سروں کو پیٹھ کے پیچھے سے موڑ کر قدموں کے ساتھ ملا کر کمان کی طرح باندھ دینگے۔ اور دوزخ میں گرائے جاوینگے جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ (مجرم اپنی پیشانیوں سے پہچانے جاوینگے اور ماتھے اور قدموں سے پکڑے جاوینگے۔ اسی طرح انکے ساتھ معاملہ ہوتا رہیگا۔ یہاں تک کہ مسلمان سب کے سب دوزخ سے نکالے جاوینگے۔ اور کفار کے سوا اس میں کوئی باقی نہ رہیگا۔ اور ہر ایک کافر کو لوہے کے ایک صندوق میں بند کر کے ہر روز ان کو دُگنا عذاب دیا جاویگا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اس میں رہینگے۔ جس کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس سے بچائے۔ پس ہر ایک عقلمند پر واجب ہے کہ وہ ڈرتا رہے۔ کیونکہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اگرچہ کفار کے ساتھ مخصوص ہے لیکن بندے کو کیا معلوم ہے کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ اور اگر ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔ تو پھر شاید کسی نافرمانی پر ہی مواخذہ کریں۔ اور جو شخص ایک گھڑی کے لئے بھی آگ میں داخل ہوگا۔ وہ ایسا سخت دُکھ پاویگا جس کی مثال دنیا میں ملنی مشکل ہے بلکہ اگر بادشاہ کسی کو دھمکائے کہ اگر تو نے یہ کھانا کھایا تو میں تجھے حمام گرم میں یا موسم گرما میں کسی گرم مکان میں بند کر دونگا یا دھوپ میں چھوڑ دونگا۔ تو وہ اس ڈر کے مارے ایسا کھانا ترک کر دیگا۔ احمد بن حرب فرماتے ہیں کہ اللہ ہم دھوپ پر سایہ کو اختیار کرتے ہیں۔ لیکن جنت کو آگ پر اختیار نہیں کرتے یا اللہ تو ہم سب کو اپنے فضل و کرم کے ساتھ ان تمام احوال سے سلامت رکھ اور ایمان کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ کیونکہ پوری نعمت کا بخشنا تجھے ہی زیبا ہے اور اپنے احسان کے ساتھ ہماری برائیوں سے درگذر کر۔ اور اپنی بخشش اور رحمت میں ہم کو ڈھانپ لے۔ تو ہی ارحم الراحمین ہے ❋

فصل آٹھویں جنّت میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے۔ جس کے وجود اور کمال پر اس کی تمام مصنوعات دلیل روشن ہیں۔ اور تمام مخلوقات اُس کے وصف سے عاجز اور محتاج اور ذلیل ہیں۔ اسکی

ذات وصفات کو ادراک احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور ان کو اسکی بارگاہ کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ حی علیم قدیر مرید سمیع وبصیر اور متکلم اور ملک کبیر ہے۔ اس کو وہم ادراک نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی فکر اس کی مثال بیان کر سکتا ہے۔ جس نے اُس کو خلق سے مشابہ کیا۔ وہ بت پرست ہے اور اس کا ایمان علیل وبیمار ہے۔ اور جس نے اُس کی صفات کمال کی نفی کی وہ سخت متکبر اور روگردان ہے۔ اُس عزت وجبروت والے کی شان اس سے پاک وبرتر ہے۔ وہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اُس نے اپنی عطاء کو اپنی خلق کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ان میں سے بعض کو کافر اور بعض کو مومن کسی کو مومن اور کسی کو مقبول بنایا۔ اور دیکھو کہ کس طرح ہم کو ایک دوسرے پر فضیلت بخشی۔ اور آخرت میں ایک سے دوسرے کے لئے بلند درجے اور فضیلت مقرر فرمائی۔ جس کو اُس نے اپنی خدمت کے لئے پسند فرمایا اُس کو اُس کی توفیق بخشی۔ اور اُس کے لئے بڑا اجر مقرر کیا۔ اور اُس کو اپنی جنت میں پناہ دی اور اس کو اپنی عزت میں جگہ دی۔ اور اس کو اپنی وافر فضل میں مقبول فرمایا۔ اُنہی لوگوں کے لئے بہشت ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ کے لئے رہینگے۔ ان کے لئے پاک وصاف بیویاں ہونگی۔ اور بڑے گھنے سایہ میں داخل ہونگے۔ میں اس کو ان گنت اور بیشمار نعمتوں پر اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی ہر ایک شے کا وکیل ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن پر یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نازل ہوا۔ اُن پر اور اُن کی آل واصحاب پر صبح وشام اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان تمام مالوں کی قسموں کو بیان فرمایا ہے جو دُنیا میں انسان کو محبوب وعزیز ہیں۔ بقولہ تعالےٰ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ یعنی عورتوں اور بیٹوں اور چاندی

اور سونے اور گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی کی محبت وخواہش انسانوں کے دلوں میں ڈال دی ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے محمد کہدو کہ میں تم کو ان تمام مالوں سے بہتر مال کی خبر دوں متقی لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جنتیں تیار کی ہیں۔ جن میں نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ کے لئے رہینگے۔ اور ان میں ان کے لئے پاک بیویاں ہونگی۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے باخبر ہے۔ یعنی اے محمد ان لوگوں کو کہو کہ آؤ میں تمہیں ایسی ایسی نعمتیں بتلاؤں۔ جو ان تمام فانی نعمتوں اور شہوتوں سے بہتر اور اعلےٰ ہیں۔ اور وہ نعمتیں وہ ہیں جن کا اللہ تعالےٰ نے متقین کے لئے وعدہ فرمایا ہے منجملہ ان کے بہشت ہیں۔ جن میں نہریں چلتی ہیں اور بہشت آٹھ ہیں۔ دار الجلال اور دار السلام اور جنت الماوی اور دار الخلد اور جنت النعیم اور دار القرار اور جنت عدن اور جنت الفردوس۔

روایت ہے کہ جنت میں سو درجے ہیں ہر ایک درجے کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ الرحمٰن میں چار بہشت بیان فرمائے ہیں۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (اور اس شخص کے لئے جو اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرا دو جنت ہونگے) پھر فرمایا وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ (ان کے علاوہ دو اور جنت ہیں) اور حدیث صحیح میں بھی اسی طرح ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو جنت ایسے ہیں جن کے برتن اور ما فیہا سب سونے کے ہیں۔ اور دو جنت ایسے ہیں۔ جن کے برتن اور ما فیہا سب چاندی کے ہیں۔ اور اس تعداد میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک مومن کے لئے ایک جنت ہوگی۔ جس میں اور بہت سے جنت ہونگے۔ اور ان طبقوں میں سے ہر ایک طبقہ بمنزلہ ایک جنت کے ہوگا چنانچہ کسی جگہ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وارد ہوا ہے اور کسی جگہ جَنّٰتٌ بصیغہ جمع واقع ہوا ہے۔ اور حدیث صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے لئے وہ کچھ مقرر کیا ہوا ہے جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے نہ کسی انسان کے دل پر گزرا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس آیت کو پڑھ لو۔ فَلَا

تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ اور بہشت کے درخت کا سایہ اس قدر ہوگا کہ اگر کوئی سوار سو سال تک اُس کے نیچے چلتا رہے تو بھی قطع نہ ہو۔ اس آیت کو پڑھ کر دیکھ لو وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اور بہشت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اس آیت کو پڑھو فَمَنْ اُخْرِجَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ مسلم نے ابوہریرۃ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جو ان کے بعد داخل ہونگے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستاروں کی مانند ہونگے اُن کے لئے پاکیزہ مکان ہونگے۔ ان میں وہ پاخانہ اور پیشاب نہ کرینگے۔ اور نہ ناک صاف کرینگے۔ اور نہ ہی تھوک ڈالینگے۔ اُن کی کنگھیاں سونے کی ہونگی۔ اور انگیٹھیاں سونیوں کی۔ اور خوشبوئی کستوری کی ہوگی۔ ان کے قد حضرت آدمؑ کے قد کے موافق ساٹھ گز۔ اور ایک دوسرے کے برابر برابر ہونگے۔ اور ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اہل جنت کو فرماویگا۔ اے جنت کے لوگو! وہ جواب دینگے لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا تم مجھ سے راضی ہو یا نہیں۔ وہ عرض کرینگے۔ اے ہمارے رب ہم کیونکر راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا کیا ہے۔ جو اپنی خلق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا میں اس سے بھی بڑھ کر اعلےٰ نعمت تم کو نہ دوں وہ عرض کرینگے یا اللہ اس سے افضل اور کونسی نعمت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کہ میں نے اپنی رضامندی تم پر بخشی اس کے بعد میں کبھی تم پر غضب نہ کرونگا۔ اور اسی کی تائید میں ہے اللہ تعالےٰ کا یہ قول وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ جنت میں کھائیں پئینگے۔ لیکن بول و پاخانہ نہ کرینگے۔ نہ ناک صاف کرینگے۔ ان کا کھانا کستوری کے ڈکارنے کی طرح ہوگا۔ تسبیح اور حمد کا انہیں الہام ہوگا جیسے کہ نفس کا الہام ہوتا ہے۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت میں درمیان سے خالی موتی کا ایک خیمہ ہے۔ جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر ایک گوشے میں ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کو نہیں دیکھتے۔ ان پر مومن طواف کریگا۔ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں تمام اہل جنت جمعہ کے دن جمع ہوا کرینگے۔ اور ان پر باد شمال چلیگی۔ اور ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بسا دیگی۔ اور ان کے حسن وجمال کو وہ بالا کر دیگی جب وہ اپنے اہل کی طرف واپس جاوینگے۔ تو اُن کے حسن وجمال کو دیکھ کر اُن کو کہینگے اللہ کی قسم تم حسن وجمال میں ہم سے بڑھ گئے۔ اور وہ ان کو کہینگے کہ تم بھی ہمارے پیچھے حسن وجمال میں بڑھ گئے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ جنت کی نہریں کستوری کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ جنت کا ادنے موتی مشرق ومغرب کے مابین کو روشن کر دیتا ہے۔ اور زید بن ارقم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے اسی ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک جنتی شخص کو کھانے اور پینے اور جماع میں سو آدمیوں کی طاقت وقوت دی جائیگی۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالےٰ کے قول يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ میں فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک مومن کے گرد ستر ہزار سونے کے پیالوں کے ساتھ طواف کرینگے۔ ہر ایک پیالہ میں الگ الگ رنگ کا کھانا ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعودؓ اللہ تعالےٰ کے قول وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ میں فرماتے ہیں کہ وہ ایک چشمہ ہے جو بلندی کی طرف چڑھتا ہوا جاری ہوگا۔ اور اس میں اہل یمین کا شراب ملا ہوگا۔ جس کو صرف مقرب ہی پیئینگے۔ اور صحیح حدیث میں ہے۔ کہ اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی زمین میں آ نکلے۔ تو تمام روئے زمین اُس کے حسن وجمال سے روشن ہو جاوے۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ادنےٰ اہل جنت کا یہ درجہ ہوگا کہ ہزار خادم اُسکی خدمت کرینگے۔ جو الگ الگ خدمت پر مقرر ہوگا۔ اور روایت ہے کہ جنت کے بازار میں حوریں جمع رہینگی جس کو زیادہ کی ضرورت ہوگی وہ اس بازار سے جا کر لے آیا کریگا۔ اور روایت ہے کہ جنت میں جب کوئی شخص اپنے دوست کو ملنا چاہیگا جس کے

ساتھ دنیا میں اُس کے اللہ ہی کے لئے محبت تھی۔ تو اس کا تخت خود بخود چلکر اس
دوست کے تخت کے پاس جا پہنچیگا۔ اور وہ دونوں آپس میں اس صحبت کی نسبت
جو اُن کے درمیان اللہ ہی کے لئے تھی۔ بات چیت اور ذکر اذکار کرینگے۔ پھر بدستور
اُس کا تخت اس کو اپنے مکان کی طرف لے جاویگا۔ اور حضرت علی بن ابیطالب
نے اس آیت کو پڑھا۔ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا (اور متقی
لوگ جنت کی طرف گروہ در گروہ ہو کر لے جانے جاوینگے) پھر فرمایا کہ جب متقی
لوگ جنت کے دروازوں تک پہنچینگے۔ ہر ایک دروازہ کے پاس ایک درخت پائینگے جسکے نیچے
سے دو چشمے نکلتے ہونگے۔ جب ایک چشمے سے پانی پینگے ان کا تمام دکھ درد اور غل وغش دور ہو جاویگا اور جب
دوسرے چشمے سے پانی پینگے ظاہر و باطن پاک و صاف ہو جاوینگے اور جنت کی تر و تازگی انکے وجود میں
آجاویگی۔ پھر وہ دروازوں کی طرف بڑھینگے۔ فرشتے اُن کو کہینگے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ
طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ اور ولدان خوشی خوشی اُن کی ملاقات کرینگے۔ اور
حور عین کو جاکر خوشخبری دینگے۔ اور ہر ایک حور اپنے خاوند کی آمد سُن کر خوش
ہوگی۔ حتیٰ کہ محلوں کے دروازوں پر کھڑی ہو کر مومنین کا انتظار کرینگی۔ پس جب
آدمی گھر میں داخل ہوگا دیکھیگا کہ اس مکان کی بُنیاد موتی کی ہے اور اس کے اوپر
سونے اور چاندی کی دو دیواریں بنائی ہوئی ہیں۔ اور جب اس کے اندر پہنچیگا۔ اس
میں پاک و صاف بیویاں پاویگا۔ اور دیکھیگا کہ پیالے رکھے ہوئے ہیں۔ اور تکئے
لگائے ہوئے اور غالیچے اور فرش بچھے ہوئے ہیں۔ مومن اس پر تکیہ لگائینگے اور
کہینگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا
اللّٰهُ۔ پس جب خاوند اپنی بیوی کے ساتھ ملیگا۔ ایک ندا کرنے والا ندا کریگا۔
اے اہل جنت تم اس میں ہمیشہ کے لئے رہو گے اور کبھی نہ مرو گے۔ اور اس میں اقامت
رکھو گے۔ اور کبھی یہاں سے سفر نہ کرو گے اور تم صحیح و تندرست رہو گے اور کبھی
بیمار نہ ہو گے۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ تمام اہل جنت کی عمر تینتیس
سال کی ہونگی۔ اُن کے رنگ سفید آنکھیں سرمگین اور بے ریش و مونچھ ہونگی۔ اپنے
اپنے گھروں میں بڑے اطمینان اور آرام سے رہینگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جنت کی نہریں
یاقوت اور زبرجد کی پٹڑیوں پر چلتی ہونگی۔ اُن کی خشک مٹی زعفران کی اور ان

کا کیچڑ مشک اذخر کا ہوگا۔ جس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پہنچتی ہوگی۔
اور یہ بھی فرمایا کہ جنتی لوگوں کے لئے جنت میں گھوڑے اور اونٹ ہونگے۔
جن کے کجاوے اور باگیں اور زینیں یاقوت کی ہونگی۔ جن پر سوار ہوکر وہ اور
ان کی مومنہ بیویاں اور حورعین سیر کیا کرینگی۔ اور ان سب کے اخلاق تمام
برائیوں سے پاک اور ان کے اجسام تمام میل و تغیر سے صاف ہونگے۔ اور
حدیث میں ہے کہ کوئی شخص جنت کا میوہ نہ توڑیگا۔ کہ اس کے منہ تک پہنچتے
ہی اس کی جگہ اللہ تعالیٰ ایک اور میوہ پیدا کر دیگا۔ اور جنت کے میوے
کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے شخصوں کو خود بخود پہنچ جایا
کرینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا یعنی جنت کے میوے
تابعدار کئے گئے ہیں۔ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ یعنی تر و تازہ باغیچوں میں بلند
مجلسوں پر تکیہ لگائے ہونگے۔ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ یعنی ریشم و دیبا کے فرش عمدہ عمدہ
ان کے لئے بچھے ہوئے ہونگے۔ اور روایت میں ہے کہ جب فرشتے مومن کی
طرف آوینگے۔ اور وہ اپنے محل میں ہوگا تو فرشتے غلمان کو کہینگے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ
کے قاصد ہیں۔ پھر وہ اس کے پاس جانے کے لئے اذن حاصل کرینگے پس داخل
ہوکر اس پر سلام دینگے۔ اور ایک خط اس کے ہاتھ میں دیدینگے۔ جس میں یہ لکھا ہوگا
یہ خط ہے اس زندہ کی طرف سے جو نہیں مریگا۔ میرے بندے میں تیرے دیکھنے کا
بہت مشتاق ہوں۔ آ میری زیارت کر۔ میرے بندے تو کیا مجھ سے راضی ہے یہی
ملک کبیر ہے۔ نیز اہل جنت کو ان تمام نعمتوں اور دائمی ملک کے علاوہ اللہ تعالیٰ
کے دیدار کی کامل خوشی اور فرحت حاصل ہوگی۔ جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہوگا
اور اپنی آنکھوں سے بے پردہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ تر و تازہ اور خوش خوش چہرے
اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ اول ناضرۃ ضاد کے ساتھ
ہے جو نضارت سے مشتق ہے۔ اور دوسرا ظاء کے ساتھ جو نظر سے مشتق ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ان کا تحفہ جس دن کہ وہ اللہ تعالیٰ
کو ملینگے سلام ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے۔ اور اپنی ایسی کلام کے

ساتھ ان پر سلام دیگا۔ جو کسی خلق کی کلام کے ساتھ مشابہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا رب تشبیہ اور تکییف سے منزہ اور پاک ہے لیکن آنکھیں اس معہود اور مالوف دیکھنے سے پاک وصاف اس کو دیکھیں گی۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ اس کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہی سمیع وبصیر ہے۔ اور جس نے دیدار کی نفی کی وہ معطل ہے۔ اور جس نے اس کی مثال بیان کی وہ مجسم ہے۔ اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک آخرت میں دیدار بلا تشبیہ وکیفیت ثابت ہے۔ اور اس بارہ میں احادیث صحیحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت وارد ہیں جن کو بہت سے صحابہ رضہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ اور ابو سعید خدری رضہ نے روایت کی ہے۔ کہ بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھینگے آپ نے فرمایا کیا تم دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں جبکہ اس کے آگے بادل نہ آیا ہو شبہ کرتے ہو۔ یا چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں شک رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے۔ اور کوئی شک وشبہ نہ رہیگا۔ اور حضرت صہیب رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ اور فرمایا کہ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ ایک ندا کرنے والا ندا کریگا کہ تمہارے لیئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک عہد ہے چاہتا ہے کہ اس کو پورا کر دکھائے۔ وہ کہینگے کہ وہ کیا ہے۔ کیا اس نے ہماری میزانوں کو بھاری نہیں کیا۔ کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کیا۔ کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا۔ اور ہم کو آگ سے نجات نہیں بخشی۔ پس حجاب ان کے آگے سے دور کر دیا جاویگا۔ اور اللہ تعالےٰ کو بے پردہ دیکھ لینگے اور اللہ تعالےٰ کے دیدار سے بڑھ کر محبوب چیز ان کے نزدیک کوئی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس گھر یعنی جنت میں رہنے والوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اور اسطرح فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ یعنی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہوں کو بخش اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ وہ صبر کرنیوالے اور قول وفعل میں سچے اور

عبادت کرنے والے اور مال و جان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور صبح و شام استغفار کرنے والے ہیں۔ اول ان کی وصف ایمان کے ساتھ کی ہے پھر گناہوں سے استغفار کرنے کے ساتھ اور استغفار درست نہیں ہوتا۔ جب تک گناہوں سے توبہ نہ کی جاوے۔ پھر عذاب کے خوف کے ساتھ ان کی وصف بیان کی کہ عذاب سے بچنے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔ پھر ان کی وصف صبر کے ساتھ کی ہے اور صبر کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ثواب کی اُمید پر تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کریں یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر سے شہوات محرمہ سے بچنے پر صبر کریں۔ یا اللہ تعالیٰ کے فرائض بجالانے پر صبر کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت مکروہات سے گھیری ہوئی ہے اور آگ شہوات سے گھیری ہوئی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اہل جنّت کی خبر نہ دوں۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا ہر کمزور و ضعیف کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ تعالےٰ اس کی قسم کو پورا کر دکھائے۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تمہیں اہل دوزخ کی خبر نہ دوں عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا ہر ایک سرکش تُند خُو اور متکبّر۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی فرماتے ہیں کہ دُنیا کا ترک ہونا سخت ہے۔ اور آخرت کا فوت ہو جانا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور دُنیا کا ترک کرنا جنت کا مہر ہے۔ اور نیز فرمایا کہ دنیا کی طلب میں نفسوں کی ذلّت اور آخرت کی طلب میں ان کی عزّت ہے۔ پھر اس شخص پر بڑا ہی تعجب ہے جو فانی چیزوں کی طلب میں ذلّت و خواری کو اختیار کرے۔ اور باقی چیزوں کی طلب میں عزت کو چھوڑ دے۔ پھر اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں صدق کے ساتھ ان کی وصف بیان کی۔ اور صدق کے معنے یہ ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالےٰ کے لئے یکساں ہو۔ اور عمل میں لوجہ اللہ اخلاص ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی طاعات میں اسی کا احسان سمجھیں۔ پھر مال و اسباب کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے ساتھ ان کے وصف کی پھر صبح کے وقت استغفار کرنے اور محتاج ہو کر اسکے دروازہ پر کھڑے رہنے کے ساتھ ان کی وصف بیان کی۔ پس جو شخص جنّت کی خواہش رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے موافق اور اپنے احوال کو ان کے احوال کے مطابق بنائے۔ ورنہ وہ مغرور متمنی ہوگا۔ یعنی بے کئے ہوئے جنّت کا

طمع کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دانا وہ شخص ہے۔ جس نے اپنے نفس کو دبایا اور مابعد موت کے لئے عمل کیا۔ اور فاجر وہ ہے۔ جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کیا اور اللہ تعالےٰ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ اور ذوالنّون مصری رح کہا کرتے تھے۔ اے گروہ علماء جنّت کا رستہ باتوں سے طے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سعی اور اہتمام سے طے ہوتا ہے۔ پھر تم کس طرح باتوں ہی باتوں سے جنت میں پہنچنے کا طمع رکھتے ہو۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہم کوئی ایسی شے نہیں جانتے جو دنیا میں کلام کے عوض بیچی جاوے۔ اور کلام کے ساتھ جنّت کا خریدنا ممکن ہے۔ یعنی کلام سے مراد اللہ تعالےٰ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت اور بہتر اور مفید کلام ہے ٭

اور اللہ تعالےٰ نے جنت والوں کے اوصاف اس آیت میں بھی بیان فرمائے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی جانوں کو جنّت کے عوض خرید لیا ہے پس اے مومن دیکھ کہ اللہ تعالےٰ نے تیرا قدر کس قدر بلند کیا ہے۔ یہاں تک کہ تیرے مولا اور خالق نے تجھے خرید لیا ہے۔ اور جنّت کو تیری قیمت بنایا ہے۔ پس وہ جبّار کیسا عمدہ خریدار ہے۔ اور حضرت مصطفےٰ مختار کیسے عمدہ دلال اور رہنما ہیں۔ اور جنت کیسی عمدہ قیمت ہے۔ اے انسان بیع کو اسکے حوالہ کر دے تاکہ تو قیمت کا مستحق ہو جائے۔ اور اس کی تسلیم میں تاخیر نہ کر کیونکہ وہ موجود ہے اور بسا اوقات تسلیم سے پہلے بھی تلف ہو جاتی ہے۔ وہ مالک تجھ سے غنی ہے۔ اُس نے تیرے ہی نفع کے لئے تجھے خریدا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ سورج اور چاند کا نفع تیری طرف ہی عائد ہوتا ہے۔ تیرے مولیٰ نے تجھ کو پہلے ہی سے خرید لیا ہوا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شیطان تجھ پر غالب ہے۔ اور تو اس کا موافق بنا ہوا ہے۔ حالانکہ غاصب کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اور ظالم کے لئے تیرے خریدنے کا کوئی حق نہیں ہے حالانکہ وہ تیرے عیبوں کو جانتا ہے اور عیب کے باعث تجھے اپنی بارگاہ سے رد نہیں کرتا۔ اور وہ اپنی حسن نظر کے ساتھ تیری اصلاح پر قادر ہے۔ اور درزی رفوگر پھٹے پرانے کپڑوں کو خرید کر کہتا ہے کہ میں ان کو اپنی صنعت سے درست کر لونگا اور اپنی حسن معرفت

سے اُس کے عیبوں کو ڈھانپ لونگا۔ اور کوئی امیر جب زمین خریدتا ہے تو اُس کو اپنی جاہ وحشمت سے آباد کر لیتا ہے۔ اور تمام ظالم اس سے بے طمع ہو جاتے ہیں۔ اور تجھے تو تیرے مولا نے خریدا ہے۔ اب اُس کی بلند جائے پناہ کے سوا کوئی عیش و زندگی نہیں۔ اور اسکے حسن رفیع کے سوا کوئی عزت نہیں ہے۔ گویا کہ وہ اس طرح کہتا ہے۔ کہ جس نے مجھے پکارا میں اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جس نے مجھ سے سوال کیا میں اُس کو دیتا ہوں۔ اور جس نے میری اطاعت کی۔ میں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس کو ڈھانپتا ہوں۔ اور جس نے میری طرف التجا کی اس کو پناہ دیتا ہوں۔ اور جس نے مجھ سے مدد مانگی میں اُس کی مدد کرتا ہوں۔ غلام جب اپنے مولا کے دروازہ سے بھاگ جائے۔ تو اُس کا دل اُس کے سوا کسی اور کی خدمت سے قرار و آرام نہیں پکڑتا۔ پس جب مولے اپنے غلام کو اپنے دروازہ کی طرف پرتانے پر قادر ہو۔ اور اس کو منجملہ اپنے دوستوں کے سمجھتا ہو۔ تو اپنے غلام کو لطف و کرم کے ساتھ واپس لے آتا ہے۔ اور احسان و انعام کے ساتھ کھینچ لاتا ہے۔ اے میرے بندے تو مجھ سے بھاگتا ہے اور میری طاعت سے مُنہ پھیرتا ہے۔ حالانکہ میں تجھے اپنی خدمت کی طرف بلاتا ہوں۔ اور تو میرے شکر سے اعراض کرتا ہے حالانکہ میں اپنی پوری پوری نعمتیں تجھے بخش رہا ہوں۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ کسی سفر میں جابر بن عبداللہ کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو خرید لیا۔ اور مدینہ تک جابر ہی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اور جس وقت سے آپ نے اس کو خریدا تمام سواریوں سے آگے آگے چلنے لگا۔ جب مدینہ منوّرہ پہنچے۔ قیمت بھی دیدی اور اونٹ بھی اُسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اُس کے خریدنے سے آپ کا ارادہ یہی تھا کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ پس تجھے بھی تیرے مولا نے تیری ہی اصلاح کے لئے خریدا ہے۔ پس تو مبیع کو اس کے حوالہ کر دے۔ تمام کا تمام سال تیری ہی طرف واپس آجاویگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تمام اہل جہان سے غنی ہے۔ حضرت جنید رح فرماتے ہیں۔ کہ اُس نے مومنین کو اس امر کی خبر دی ہے۔ کہ اُس نے ان کو اس لئے خریدا ہے کہ ان کو تدبیر سے نکالے اور اپنے تمام کام کو

مالک کبیر کے سپرد کریں۔ اور حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ اُن سے اُن کی جانوں کو خرید لیا ہے تاکہ اپنے اعمال و اموال کی طرف اُن کی کوئی التفات نہ رہے۔ اور ابوعثمان رح فرماتے ہیں کہ ان کی جانوں کو خرید لیا ہے۔ تاکہ اُن کے درمیان کسی قسم کا مخاصمہ اور جھگڑا نہ رہے۔ پس جب تیرے نفس اور مال کی قیمت جنت ہے تو جب تک تو اپنے نفس کو اللہ تعالٰے کی طاعات میں اور اپنے مال کو اللہ تعالٰے کی راہ میں خرچ نہ کرے تب تک قیمت کا طلب کرنا درست نہیں ہے بغیر عمل کے جنت کا طلب کرنا صرف امید ہی امید اور سراسر دھوکا ہے۔ اور اس اللہ تعالٰی کا قرب طلب کرنا جس کی تو طاقت نہیں بجالانا بیفائدہ ہے۔ بہشت میں جو دو چشمے بہتے ہیں وہ اُس شخص کے لئے ہیں۔ جس کی دونوں آنکھیں آج اللہ کے ڈر سے بہتی ہیں جنتی خیموں میں چھوٹی چھوٹی آنکھوں والی اور باحیا عورتیں اس شخص کے لئے ہیں جس کی آنکھ آج گناہوں سے کوتاہ ہے۔ پردے اور حجاب اُس شخص کے آگے سے دُور کئے جاوینگے جس نے آج تکبر اور غرور کو ترک کیا ہے۔ جنت کے تروتازہ باغ اُس شخص کے لئے ہیں جس کی آنکھ آج بیدار رہے۔ بلند محل اور خوشبودار میوے اور بڑے لمبے سائے اُس شخص کے لئے ہیں جو آج اللہ کی حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ اس کا دائمی عیش اُس شخص کے لئے ہے۔ جو اللہ تعالٰے پر ایمان لاتا ہے اور راست روی اختیار کرتا ہے۔ پس ہم اللہ تعالٰی سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو اس قول و فعل کی توفیق دیوے۔ جس کو وہ دوست رکھتا اور پسند کرتا ہے۔ اور اس غفلت و سستی اور تعریف سے ہم کو چھڑائے۔ اور ہمارے دلوں کو قیامت کی جھڑک اور خیالات سے امن دے۔ اور قیامت کے دن ہم کو ناامید نہ چھوڑے۔ وہی ہمارا غفور و رحیم اور شکور و حلیم ہے۔

فصل نویں۔ خوف میں

اللہ تعالٰے کا حمد ہے جو اپنی عزت کبریاء میں بصیرت کے ادراک سے بیگانہ ہے اور اپنے وصف بلند میں شبہ و نظیر سے پاک ہے اور اپنے کمال جبروت میں واحد ہے۔ کہ عقل اُس کی تعظیم میں حیران ہے۔ اور اپنی بادشاہی میں یکتا ہے۔ وہی

واحد قاہر اور تمام اول سے اول اور سب آخروں سے آخر ہے۔ اپنی نہایت عجیب و غریب صفت کے لحاظ سے ظاہر ہے۔ پس اُس کے وجود کی دلیل ظاہر ہے۔ وہ باطن ہے اور اس سے دلوں کا کوئی پوشیدہ بھید مخفی نہیں ہے۔ وہ حیّ و علیم و خبیر و سمیع و بصیر اور قادر اور اپنی قدیم کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ جس کے ساتھ وہ برائی سے منع کرتا اور نیکیوں کا امر کرتا ہے۔ اُس کے کمال کی صفتیں ظاہر اور دلائل سے ثابت ہیں جس نے اُس کو بیکار سمجھا وہ منکر ہے۔ اور جس نے اُس کو کسی کے مانند سمجھا وہ ظالم ہے۔ صنعت اپنی صانع کے ساتھ کس طرح مشابہ ہو سکتی ہے اور فطرت اپنی فاطر اور خالق کے ساتھ کیسے مانند ہو سکتی ہے اُس نے عارفوں کے دلوں کو اپنی ہدایت کے نور سے آراستہ کیا جس سے ان کے باطن نورانی ہو گئے۔ اور اُن کی ہمتوں کو اپنی طرف لگا لیا۔ اور توحید کی نسیم نے اُن کو معطر کر دیا۔ تو اپنی معبود کی طلب میں کمر باندھ اور اپنے مقصود کے فوت ہو جانے سے خوف کر۔ اُس کے جود و فضل کی خوشبو کو سونگھ اور اُسکے قہر و عدل کے دبدبہ سے ڈر۔ کیونکہ بہت لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اُس نے اپنے عطاء و احسان کو اُن پر بطور امانت بخشا۔ اور اس کے مکر نے آکر ان کو خیانت پر آمادہ کیا۔ حتّٰے کہ اُن کی خوشی کے باغ سے تر و تازہ شاخ خشک ہو گئی۔ واے محرومی۔ جس کو اس کا مولے اپنی بارگاہ سے دور کر دے۔ وا حسرتا۔ جس کو وہ اپنے دروازہ سے دھتکار دے۔ وائے ذلّت۔ جس کو وہ خوار و ذلیل کرے۔ واے بدقسمتی! جس کو وہ رسوا و خوار کرے۔ اور جس شخص کو اس کا مولا خوار و ذلیل کرے اس کا کوئی مددگار نہیں۔ وہ دل نہایت ہی ذلیل ہے۔ جو اپنے مولیٰ کے سوا غیر کے نزدیک عزت والا ہو۔ وہ بندہ نہایت ہی گمراہ ہے جو اپنے آقا کی خدمت سے روگرداں ہے۔ وہ عمر ہی کچھ نہیں جو اس کی طاعت کے سوا بسر ہو۔ جو شخص اس کے سوا کسی اور سے راضی ہے۔ وہ خیانتی اور بے وفا ہے۔ بدبخت وہی ہے جس کو اس نے محروم کیا۔ اور سعید وہی ہے جس پر اُس نے رحم فرمایا۔ اور مردود وہی ہے جس کو اُس نے اپنی بارگاہ سے رد کیا۔ اور قریب وہی ہے جس کو اُس نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور نادم وہی ہے جس کو اُس نے خوار کیا۔ اور صحیح و سالم وہ شخص ہے

جس کی اُس نے مدد کی۔ وہ دوست و دشمن اور نفع پانے والے اور گھاٹا اُٹھانیوالے کو جانتا ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے سیدھے راستہ کو ظاہر کر دیا اور مومنوں کے لئے ایمان کی نعمت کو پسند فرمایا۔ اور منکرین کے دلوں پر مہر لگائی۔ اسی لئے وہ حق میں لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ اُس کی عظمت ادراک سے برتر ہے اور وہم اُس کے پانی سے درماندہ اور قاصر ہے۔ میں اُس کی ہر دم وارد اور صادر احسان پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس بندے کی سی جو اس کے احکام پر صابر اور اس کی نعمتوں پر شاکر ہے۔ شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کو اُس نے نہایت پاکیزہ عنصر سے پسند کیا۔ اور نہایت شریف قبیلہ سے چُن لیا۔ اور اعلےٰ درجہ کی نعمتوں سے مختص فرمایا۔ اور ان کے دشمنوں پر نہایت ذلت و خواری نازل کی۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جب تک کہ آسمان گردش کریں۔ اور ستارے جوّ میں سیر کریں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا۔ پس جنت اُس کی جگہ ہے)+

اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونے اور حساب و کتاب کا خوف علم اور عمل کی مواومت اور ہمیشگی پر آمادہ کرتا ہے۔ تا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قرب کا درجہ حاصل ہو جائے۔ اور خوف گویا اللہ تعالےٰ کا کوڑا ہے۔ جس کے ساتھ وہ اپنے دروازہ سے بھاگنے والوں کو راہ راست پر لاتا ہے۔ پس جس شخص نے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونے سے خوف کیا۔ اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا۔ تو اس کی جگہ جنّت میں ہے۔ مومن کو لازم ہے کہ ان خوف واہوال کا جو اس کو پیش آنیوالے ہیں بہت فکر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں اور نفس کی بدکاریوں میں اپنے نفس سے محاسبہ کرتا رہے۔ تا کہ یہ خوف دائمی ہو جائے۔ کیونکہ جب خوف دل سے دور ہو جاتا ہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور

سستی اور آرام طلبی اور طاعت میں غفلت اور شہوت کی رغبت نفس پر غالب ہو جاتی ہے۔ اور ان سب باتوں کا علاج خوف ہے۔ اور جس شخص پر یہ خوف یہاں تک غالب ہو۔ کہ اس کو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوسی اور نا امیدی کی حد تک پہنچا دے۔ تو اس کو چاہیئے کہ رجا کے ساتھ علاج کرے اور اللہ تعالےٰ کی وسیع رحمت کو یاد کرے اور خوف و رجا کی مثال گرمی و سردی کی طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک اس قدر غالب ہو جائے کہ مزاج کے بگڑنے اور ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو دوسری کے ساتھ علاج کیا جاتا ہے۔ تاکہ حد اعتدال پر آ جائے اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ اگر مومن کا خوف و رجا وزن کیا جاوے تو وہ برابر برابر ہونگے۔ اور خوف کا فائدہ یہ ہے کہ تقوےٰ اور ورع حاصل ہو۔ پس اگر حد اعتدال سے بڑھ جائے تو قنوط اور نا امیدی میں پڑ جاویگا۔ اور عمل باطل ہو جاوینگے۔ اور خوف کا فائدہ جاتا رہیگا۔ اور جب رجا اور طمع اس کو لاحق ہوگا۔ تو اس کو تقوےٰ اور ورع کی طرف رغبت ہوگی۔ کیونکہ اصل مطلب تقوےٰ کا حاصل ہونا ہے۔ اور خوف و رجا اس کے حاصل ہونے کے لئے دو طریق ہیں ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمام اوّلین و آخرین کو جمع کریگا۔ تو فرماویگا کہ اے لوگو۔ میں نے نسبیں بنائیں اور تم نے بھی نسبیں بنائیں۔ پس تم نے میرے نسبوں کو پست کیا اور اپنے نسبوں کو بلند کیا۔ میں نے تو یوں کہا تھا۔ کہ تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ شخص ہے جو تم میں سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ اور تم نے انکار کیا۔ اور فلاں بن فلاں کی طرف مائل ہوئے۔ اور یوں کہا کہ فلاں فلاں سے غنی ہے۔ پس آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو پست کرونگا۔ اور اپنے نسبوں کو بلند کرونگا۔ کہاں ہیں متقی لوگ؟ پس اُن لوگوں کے لئے جھنڈے لگائے جاوینگے۔ اور وہ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے اپنے اپنے گھروں کی طرف جاوینگے۔ اور بلا حساب جنت میں داخل ہونگے ۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو اللہ تعالےٰ

اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس دن کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک امام عادل دوسرے وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں صرف کی تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ وابستہ ہے یعنی جب مسجد سے نکلتا ہے اُسی کی طرف آنے کا خیال اُس کو لگا رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہو۔ اسی پر وہ جمع ہو۔ اور اسی پر وہ جدا ہوں۔ پانچویں وہ شخص جس کو کوئی خوبصورت عورت اپنی طرف بلائے۔ اور وہ اس کو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ شخص جو اس طرح پوشیدہ صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ اُس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ ساتویں وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور خوف کے مارے اس کی آنکھیں رودیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو آپ کے آنسوؤں کے کی آواز اس طرح سُنائی دیتی تھی جیسے کہ بارش گرتی ہے۔ اور جب کبھی آندھی چلتی تو آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور اپنی اُمت پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے بڑے تردد اور بیقراری میں اندر باہر آتے جاتے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب کبھی جبرئیلؑ میرے پاس آیا۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے ہوئے آیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے ساتھ مکر کیا۔ اور اس پر لعنت کی۔ تو جبرئیلؑ اور میکائیلؑ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف حکم صادر فرمایا کہ تم دونوں کیوں روتے ہو۔ عرض کیا یا اللہ ہم تیرے مکر سے بےخوف نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بیشک تم کو میرے مکر سے امن میں نہ ہونا چاہئے۔ اور حضرت ابراہیمؑ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ کے دل سے اس طرح آواز سُنائی دیتی جیسے کہ ہنڈیا جوش مارتی ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس دن تک سجدے میں پڑے ہوئے روتے رہے اور ایک دم بھی آپ نے سر نہ اُٹھایا۔ حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں کے پانی سے گھاس اُگ آئی۔ پھر ان کو ندا آئی۔ کہ اے داؤد کیا تو بھوکا ہے۔ تاکہ تجھے کھانا دیا جاوے یا تو پیاسا ہے کہ تجھے پانی پلایا جاوے۔ یا تو ننگا ہے کہ تجھے کپڑا پہنایا جاوے۔ یہ بات سُن کر ایک ایسی آہ ماری کہ آپ کے باطن کی گرمی سے گھاس جل گیا۔ اور آپ

جب کبھی کھانے یا پینے کی طرف ہاتھ پھیلاتے۔ اپنے قصور کو یاد کر کے اس قدر روتے کہ اکثر اوقات پیالہ آپ کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ اور مرتے دم تک آپ نے آسمان کی طرف سر نہیں اُٹھایا۔ اور اکثر اس طرح کہا کرتے تھے۔ کہ الٰہی جب مجھے اپنی خطا یاد آتی ہے۔ تو زمین باوجود اس قدر فراخ ہونے کے مجھ پر تنگ ہو جاتی ہے اور جب میں تیری رحمت کو یاد کرتا ہوں تو پھر میری جان میں جان آجاتی ہے۔ اے میرے پاک اِلٰہا۔ میں تیرے طبیب بندوں کے پاس گیا۔ تاکہ وہ میرا علاج کریں پر تمام نے تیری طرف رہنمائی کی۔ پس جو تیری رحمت سے ناامید ہیں۔ اُن کے لئے ہلاکت ہے۔ اِلٰہی میری آنکھ کو آنسوؤں کے ساتھ اور میرے ضعف کو قوت کے ساتھ مدد دے۔ تاکہ میں تیری رضا کو حاصل کر لوں۔ اور حضرت داؤد نے ایک روز قصور کو یاد کیا۔ اور چلا کر اُچھلے اور اپنے ہاتھ کو سر پر رکھے ہوئے نکل گئے۔ حتیٰ کہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ وہاں ان کے پاس تمام درندے آجمع ہوئے۔ حضرت داؤد ع نے اُن کو کہا۔ میرا تم سے کچھ مطلب نہیں۔ تم جاؤ اور مجھے اپنے قصوروں پر رونے دو۔ اور رونے کے سوا میرا کوئی استقبال نہ کرے۔ اور جو شخص خطا کار نہیں ہے وہ داؤد خاطی کے پاس آکر کیا کریگا۔ اور اکثر اوقات رونے کے وقت اپنے آپ کو عتاب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چھوڑو مجھے رو لینے دو۔ پیشتر اس کے کہ رونے کا دن آئے اور پیشتر اس کے کہ ہڈیاں جلیں اور انتڑیوں میں آگ شعلے مارے اور پیشتر اس کے کہ مجھ پر وہ فرشتے امر کریں۔ جو درشت اور سخت خو ہیں۔ اور جو اللہ کے حکم میں نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو امر ہوتا ہے۔ اور جب آپ دیر تک روتے رہے۔ اور آپ کا دل تنگ اور غم بڑھ گیا۔ تو اس طرح کہنے لگے۔ اے میرے رب! کیا تجھے میرے رونے پر رحم نہیں آتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی۔ کہ اے داؤد۔ کیا تو اپنے گناہ کو بھول گیا۔ اور رونا تجھے یاد آگیا۔ عرض کی اے میرے معبود۔ اے میرے سید! مجھے اپنا گناہ کس طرح بھول جائے۔ حالانکہ جب میں زبور پڑھا کرتا تھا۔ تو پانی اور ہوا چلنے سے ٹھیر جاتے اور پرندے میرے سر پر سایہ کئے رہتے۔ اور جنگلی جانور مجھ سے انس پکڑتے تھے۔ اے میرے اللہ! اے میرے آقا! یہ وحشت کب تک میرے اور تیرے

درمیان رہیگی - پھر اللہ تعالٰے نے وحی کی - کہ اے داؤدؑ وہ انس طاعت کا تھا اور یہ وحشت معصیت کی ہے - کیا تو نہیں جانتا - کہ آدمؑ کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا - اور اپنا روح اس میں پھونکا اور فرشتوں سے اس کو سجدہ کروایا - اور اُس کو کرامت کا لباس پہنایا اور عزت و وقار کا تاج اُس کے سر پر رکھا - اور جب اُس نے تنہائی کی شکایت کی - تو اپنی لونڈی حوا کو اُس کی زوجہ بنایا - اور جنت میں اُس کو رہنے کے لئے جگہ دی - پھر اُس نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے اُس کو ننگا اور ذلیل کر کے اپنے پڑوس سے نکال دیا - اے داؤد ! میری باتوں کو غور سے سُن - مَیں سچ کہتا ہوں - جب تک تو ہمارا تابعدار رہا ہم بھی تیرے تابعدار رہے - اور جب تو نے ہماری نافرمانی کی - تو ہم نے تجھ کو مُہلت دی - اب بھی اگر تو اپنی پہلی حالت پر آجاوے - تو تجھ کو ہم قبول کر لینگے ؛

روایت ہے - کہ حضرت داؤدؑ جب اپنے قصور پر رونے کا ارادہ کرتے - تو سات دن پہلے نہ کچھ کھاتے نہ پیتے اور نہ عورتوں کے نزدیک جاتے - پھر اُن کے لئے منبر جنگل میں لیجاتے - اور سلیمانؑ کو فرماتے کہ بلند آواز سے پکار دو - کہ جو داؤد کا رونا سُننا چاہتا ہے وہ آجائے - پس تمام جنگل کے وحشی اور پہاڑوں کے چرند اور پرند نکل آتے - اور اُس دن بہت مخلوقات عورتیں اور مرد جمع ہو جاتے - پھر داؤدؑ منبر پر چڑھ جاتے - اور بنی اسرائیل گروہ در گروہ ان کے گرد احاطہ کر لیتے اور باقی تمام خلق کے لوگ اپنی اپنی قوم کے لحاظ سے الگ الگ جمع ہو جاتے - پھر داؤدؑ اللہ تعالٰے کی ثناء شروع کرتے اور لوگ رونے اور چلّانے لگتے - پھر جنت اور دوزخ کا ذکر شروع کرتے - تو بہت سے لوگ اور وحشی جانور اور چرند و پرند مر جاتے - پھر قیامت کے خوف کو بیان کر کے اپنے نفس پر روتے - اس وقت ہر ایک صف میں سے خلق کثیر مر جاتی - پس جب سلیمانؑ بکثرت مُردوں کو دیکھتے - تو عرض کرتے اے میرے باپ ! تو نے سُننے والوں کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا - اور بنی اسرائیل کے بہت سے گروہ اور وحشی اور چرند و پرند ہلاک ہو گئے - تو پھر دعا شروع کرتے - حتٰے کہ غش کھا کر گر پڑتے اور اُن کو اُٹھا کر اپنے گھر پر لے آتے - اور اُس دن لوگوں میں جنازے بکثرت ہوتے - اور اس طرح کہا جاتا کہ یہ اللہ تعالٰے کے

ذکر کا مقتول ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے خوف کا اور یہ جنت کے ذکر کا اور یہ دوزخ کے ذکر کا قتیل ہے۔ پھر داؤد رح اپنے عبادت خانے میں داخل ہو جاتے اور اس کا دروازہ بند کر دیتے۔ اور یوں عرض کرتے۔ اے داؤد کے معبود برحق۔ کیا تو داؤد پر ناراض ہے۔ اور دیر تک اسی طرح مناجات کرتے رہتے۔ حتےٰ کہ سلیمان ع اذن حاصل کر کے اندر داخل ہوتے اور ایک جَو کی روٹی آگے رکھ کر عرض کرتے۔ اے میرے باپ اس کو کھا لو تا کہ آپ کو رونے پر کچھ طاقت تو ہو۔ پھر اس روٹی میں سے جس قدر چاہتے کھا لیتے۔ پھر بنی اسرائیل کی طرف نکل جاتے ؞

یزید الرقاشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد ع ایک دفعہ اپنے نفس پر رونے کے لئے نکلے اور آپ کے ساتھ چالیس ہزار آدمی تھے۔ جن میں تیس ہزار مر گئے۔ اور دس ہزار زندہ واپس آئے۔ اور جب آپ پر خوف طاری ہوتا۔ تو گر جاتے اور سخت بیقرار ہوتے۔ حتےٰ کہ کوئی شخص ان کے پاؤں پر بیٹھ جاتا۔ اور کوئی ان کے سینے پر۔ تا کہ ان کے اعضاء اور جوڑ الگ الگ نہ ہو جائیں ؞

حضرت عمرو ابن عبدالعزیز رح بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت یحیےٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام آٹھ سال کی عمر میں ایک دفعہ بیت المقدس میں جا نکلے۔ وہاں اُنہوں نے چند بنی اسرائیل کے آدمیوں کو دیکھا۔ کہ انہوں نے صوف اور کمبل پہنے ہوئے ہیں۔ اور اپنے نفسوں کے ساتھ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کو بھی شوق دامنگیر ہوا۔ اور اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اجازت لے لی۔ اور اسی طرح کمبل اوڑھ کر بیت المقدس میں جا رہے۔ اور دن بھر اس کی خدمت کرتے اور رات کو اس میں عبادت کرتے اسی طرح پندرہ سال گذر گئے اس کے بعد وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل گئے۔ اور ان کے والدین انکی تلاش میں نکلے تو ان کو بحیرہ اردن میں جا دیکھا۔ کہ اپنے دونوں پاؤں پانی میں لٹکائے ہوئے ہیں۔ اور پیاس کے مارے جان لبوں پر آئی ہوئی ہے۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ مجھے تیرے عزت و جلال کی قسم ہے۔ میں کبھی ٹھنڈا پانی نہ پیونگا جب تک معلوم نہ کر لوں کہ تیرے نزدیک میرا مکان کہاں ہے۔ ان کے والدین نے ان کو کہا کہ اس جَو کی روٹی سے افطار کر اور پانی کو پی لے۔ اور ہمارے ساتھ واپس

چل۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف بِر کے ساتھ کی ہے۔ اور فرمایا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (یعنی اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے والا) پھر بیت المقدس میں واپس آ گئے۔ اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو روتے تھے حتیٰ کہ تمام درخت اور مٹی آپ کے ساتھ روتے۔ اور ان کا رونا دیکھ کر زکریا ؑ بھی رو پڑتے۔ اور اس قدر روتے رہے۔ کہ ان کے رخسارے آنسوؤں کے پانی سے چھل گئے۔ تو ان کے باپ نے کہا اے بیٹا میں نے تجھ کو اللہ تعالیٰ سے سوال کر کے لیا ہے تاکہ تیرے ساتھ میری آنکھ ٹھنڈی ہو۔ پھر تو کیوں روتا ہے۔ عرض کیا اے باپ جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ جنّت اور دوزخ کے درمیان ایک جنگل ہے۔ جس کو رونے والوں کے سوا کوئی قطع نہ کر سکیگا۔ پھر زکریاؑ نے کہا اے بچے پھر رونا رہ۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہایت کثرت سے رویا کرتے تھے۔ ایک دن جبرئیلؑ نے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ کیا آپ نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست سے خوف کرتا ہو۔ فرمایا۔ اے جبرئیلؑ۔ جب مجھے اپنی خطا یاد آتی ہے۔ تو دوستی بھول جاتی ہے۔ مرسلین کے خوف کا یہی حال تھا۔ حالانکہ وہ تمام مخالفات سے بچے ہوئے تھے۔ اور تمام لغزشوں اور قصوروں سے پاک وصاف تھے۔ اور ان کی خطائیں بلحاظ نظر کے مباح اور بلحاظ لفظ کے بظاہر مکروہ اور باطن میں بہتری پر مبنی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑا اور کہا کہ یہ کام ان میں سے بڑے نے کیا ہے۔ یعنی تمہارے خیال کے مطابق تاکہ اپنی قوم سے خصومت کریں اور ایسے بتوں کی عبادت میں جو کچھ قدرت وطاقت نہیں رکھتے ان پر اپنی حجت ظاہر کریں۔ اور نیز فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ یعنی میرا دل تم سے بیمار اور بیزار ہے۔ تاکہ ان کے ساتھ کھیل کود میں نہ نکلیں۔ اور اپنی بیوی حضرت سارہ رضؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ میری بہن ہے یعنی اسلام میں تاکہ ظالموں کے پنجے سے چھڑائیں۔ اور ان باتوں میں کچھ گناہ اور خطا نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت داؤدؑ نے اپنے ہمسایہ کی

عورت کی طرف اول بار نظر کی۔ پھر اپنی آنکھ کو اُس کی طرف سے ڈھانپ لیا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ پھر آپ نے یہ خواہش کی۔ کہ وہ عورت آپ کی بیوی ہوتی بطریق حلال کے۔ پھر اُس کا خاوند جہاد میں گیا۔ اور قتل کیا گیا بغیر اس امر کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس کے قتل کی کوشش کرتے۔ اسی قدر آپ کے قصے میں وارد ہے اور جو اس سے زیادہ طول طویل قصے تھے سب باطل۔ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اُسکو کہا تھا کہ اسے طلاق دیدے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ اس عورت کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی ہوئی تھی۔ اور آپ نے اُس کو کہا تھا۔ کہ اس کی منگنی کا خیال چھوڑ دے۔ ان باتوں میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ وہ لوگ زیادہ عالم باللہ اور اسکی عزت وعظمت سے زیادہ ڈرنے والے تھے اس لئے ان کے لئے اس قدر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی اللہ تعالےٰ کے خوف اور جلال کے باعث بڑی بڑی دکھائی دیتی تھیں۔ پس کسی جاہل مسکین کو ان بزرگوار کی معاصی کا حال سنکر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ بلکہ اس کو چاہئے۔ کہ اپنے گناہوں سے بہت ڈرے اور بہت خوف اس کو لاحق ہو۔ اور اس امر میں نظر کرے کہ باوجود ان کے بلند قدر ہونے اور خفیف لغزش ہونے کے ان کو کس قدر خوف رہا۔ تو پھر خیال کرنا چاہئے۔ کہ جس شخص کو اپنے انجام کی کچھ خبر نہیں۔ اس کا دل کس طرح اطمینان پاسکتا ہے۔ یا جس نے اپنی تمام گذشتہ عمر کو مخالفات میں ضائع کر دیا ہے۔ اس کی بیقراری کس طرح دور ہوسکتی ہے۔ پس ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ ہم کو اپنی رحمت اور احسان میں ڈھانپے۔ وہی ہمارا غفور ورحیم ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ (مومن وہی لوگ ہیں۔ کہ جب ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کا دل دہل جاتا ہے۔ اور جب اُس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں۔ تو ان کے ایمان زیادہ ہوجاتے ہیں۔ اور ہر حال میں اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتے ہیں)

مومن سچا وہی ہے جس میں یہ صفتیں ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے وقت کانپ

جائے اور اُس کی کتاب کو سن کر اُس کے دِل میں خشوع پیدا ہو۔ اور اللہ تعالےٰ پر توکل کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طاعت کو لازم پکڑے۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اس کو دیا ہے اُس کو اُسی کے راہ میں خرچ کرے ؂

حدیث صحیح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالےٰ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ حتّٰی کہ دودھ پستان میں واپس داخل ہووے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آنکھ جو اللہ تعالےٰ کے محارم سے بند رہے۔ اور وہ آنکھ جو اللہ تعالےٰ کے خوف سے روئے۔ آگ میں داخل نہ ہوگی ؂

ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ نے سورہ اِذَا کُوِّرَتْ کو پڑھا۔ جب وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچے۔ غش کھا کر گر پڑے۔ اور ایک دفعہ آپ نے سنا۔ کہ کوئی پڑھنے والا سورۂ والطور کو پڑھ رہا ہے۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ (تیرے رب کا عذاب ضرور آنے والا ہے جس کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے) تو ایک گھڑی تک ایک دیوار کے سہارے کھڑے رہے پھر اپنے گھر چلے گئے۔ اور ایک مہینے تک بیمار رہے۔ اور لوگوں کو کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ آپ کی بیماری کا کیا باعث ہے ؂ اور حضرت سفیان ثوری رح جب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تو اس طرح خوف کرتے۔ اور ڈرتے ہوئے بیٹھتے تھے گویا آگ نے ان کو گھیرا ہوا ہے۔ اور فرقد سنجی بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے پانچسو جوان عورتیں بیت المقدس میں داخل ہوئیں۔ جن کے لباس صوف کے تھے۔ اور اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کے ثواب وعقاب کا تذکرہ کیا۔ اور سب کی سب ایک ہی دن میں مرگئیں ؂

حضرت زرارۃ بن اوفیٰ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب یہ آیت پڑھی فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ (جب کرنا پھونکی جاویگی تو یہ دن کافروں پر نہایت ہی دشوار اور سخت ہوگا) تو مُردہ ہو کر گر پڑے ؂ جب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (دوزخ ان سب کا وعدہ گاہ ہے) حضرت سلمان فارسی رضہ سخت چلائے اور تین دن

تک اپنے ہاتھ کو سر پر رکھے ہوئے حیران و سرگردان پھرتے رہے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص کہا کرتے تھے ۔ کہ اے لوگو رویا کرو ۔ اور اگر تمہیں رونا نہ آوے تو رونیوالوں کی صورت بنالو ۔ اللہ تعالے کی قسم ۔ اگر تم میں سے ہر ایک کو رونے کا حال معلوم ہوتا ۔ تو ایسا چلاتا کہ اس کا دم بند ہو جاتا ۔ اور اس طرح نماز پڑھتا کہ اُس کی پیٹھ ٹوٹ جاتی ۔

چند اصحاب حدیث ایک دن حضرت فضیل رح کے پاس آئے ۔ وہ ایک کونے سے روتے ہوئے اور کانپتے ہوئے ان کی طرف آ نکلے اور فرمایا قرآن کو لازم پکڑو نمازوں کو لازم پکڑو ۔ اور یہ گریہ وزاری اور دعا کا وقت ہے ۔ جیسے کہ کوئی ڈوبتا ہوا پکارتا ہے ۔ اب وقت ہے کہ اپنی زبان کو سمبھالو ۔ اور اپنے مکان میں چھپ رہو ۔ اور اپنے دل کا علاج کرو ۔ اور جس چیز کو بہتر جانتے ہو اُس کو لے لو ۔ اور بری بات کو چھوڑ دو اور یہ سب باتیں حضرت فضیل رح عقبہ بن عامر کی حدیث سے اخذ کی ہیں ۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ اختلاف کا ذکر کیا ۔ تو اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ نجات کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو بند رکھ ۔ اور اپنے گھر کو لازم پکڑ ۔ اور اپنی خطا پر رو ۔ اور ایک دن حضرت فضیل رح چلے جا رہے تھے ۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں ۔ فرمایا مجھے معلوم نہیں ہے اور خوف کے مارے آپ کانپ رہے تھے ۔

چند آدمی ایک عابد کے پاس جا نکلے جو رو رہا تھا ۔ لوگوں نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں ۔ فرمایا اس ڈر کے مارے جو ڈرنے والے اپنے دلوں میں پاتے ہیں ۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کونسا خوف ہے فرمایا ۔ اس ندا کا خوف ہے ۔ جو اللہ تعالے کے سامنے حاضر ہونے کے لئے کی جاوے گی ۔

حضرت خواص رح رویا کرتے اور عرض کیا کرتے الٰہی میں بوڑھا ہو گیا ۔ اور میرا جسم تیری خدمت سے کمزور ہو گیا ہے اب تو مجھے آزاد کر دے ۔ عمر بن عبدالعزیز رح کی ایک لونڈی نے اُن کے پاس آ کر بیان کیا کہ میں خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ پل صراط کو جہنم کے اوپر رکھا گیا ہے اور دوزخ اپنے اہل دوزخ پر چلاتی ہے اور پھر اس نے بیان کیا کہ میں نے اکثر ایسے لوگ دیکھے کہ وہاں سے گذرتے وقت آگ نے اُن کو پکڑ لیا اور اے امیر المومنین میں نے دیکھا کہ تجھ کو بھی وہاں لے آئے ہوئے ہیں ۔ یہ سنتے ہی امیر المومنین غش کھا کر گر پڑے ۔ اور دیر تک بیقرار پڑے رہے

رہے۔ اور وہ ان کے کانوں میں زور سے چلاتی تھی ۔ کہ اللہ کی قسم اے امیر المومنین تو سلامت رہا تو نجات پا گیا ٭

حضرت طاؤس رح اپنا فرش بچھاتے۔ اور اُس پر لیٹتے۔ تو اس پر اس طرح بیقرار ہو کر پہلو بدلتے۔ جیسے کہ دانہ بھٹی میں اُچھلتا ہے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور اُس کو لپیٹ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔ اور اس طرح فرماتے۔ کہ دوزخ کے ذکر نے خائفین کی نیند کو دور کر دیا ٭

حضرت حسن بصری رح جب بیٹھتے تو اس طرح بیٹھتے گویا قیدی ہیں۔ کہ گردن مارنے کے لئے لائے ہوئے ہیں۔ اور چالیس سال تک آپ کبھی نہیں ہنسے۔ اور ایک شخص نے کسی نیکوکار آدمی سے عرض کی۔ کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ فرمایا اے بھائی اگر تجھ سے ہو سکتا ہے تو اس شخص کی طرح ہو جا۔ جس کو درندوں اور ڈسنے والے جانوروں نے گھیرا ہوا ہو۔ اور اس کو ہر وقت اس بات کا ڈر لگا ہو۔ کہ اگر میں غافل ہوا۔ تو مجھے درندے پھاڑ جاوینگے۔ یا کیڑے کاٹ کھاوینگے۔ پس وہ ہر وقت ڈرتا اور خوف کرتا رہیگا اور اس کا دل کانپتا رہیگا۔ اور اس کا یہ حال ہوگا۔ کہ تمام رات وہ خوف میں گذار دیگا جبکہ مغرور لوگ امن و آرام میں سوئے پڑے ہونگے۔ اور تمام دن غم والم میں بسر کریگا جبکہ بطّال اور جھوٹے لوگ خوشی خوشی اپنے کام کاج میں لگے ہونگے۔ پھر اُس نے عرض کی۔ کہ اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا۔ کہ پیاسے شخص کو تھوڑا پانی بھی کافی ہے ٭

حضرت عطار رح جب اپنی کثرت گریہ وزاری میں عتاب کئے گئے۔ تو عرض کیا کہ جب میں دوزخ والوں کو یاد کرتا ہوں تو اپنے آپ کو بھی انہی میں پاتا ہوں۔ پھر میں کیونکر نہ روؤں ٭

حضرت ابو طارق رح فرماتے ہیں کہ میں نے تیس آدمیوں کو دیکھا کہ ذکر کی مجلس کی طرف چلاتے ہوئے آئے۔ اور ان کے دل اللہ تعالےٰ کے خوف سے پھٹ گئے۔ اور سب کے سب ایک ہی مجلس میں مر گئے۔ شعر

تَصُوْرُ عَلٰی حَدِیْثَ مَنْ قُتِلَ الْھَوٰی ۔۔۔ اِنَّ التَّاسِّیَ رُوْحُ کُلِّ حَزِیْنِ

ترجمہ (مجھے ان لوگوں کی باتیں سناؤ جو عشق و محبت میں قتل ہوئے۔ کیونکہ غم والم ہر غمناک کا روح رواں ہے) ٭

حضرت منصور بن عمار رح فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کوفہ کی گلیوں میں اندھیرے جارہا تھا۔ کہ ایک گھر کے اندر سے ایک شخص کے دردناک رونے کی آواز سنائی دی۔ جو اس طرح کہ رہا تھا۔ الٰہی مجھے تیری عزت و جلال کی قسم ہے۔ میرا ارادہ اپنی معصیت سے تیری مخالفت کا نہیں ہے۔ لیکن اپنی جہالت سے میں نے تیری نافرمانی کی۔ اب تیرے سوا اور کون ہے جو مجھے تیرے عذاب سے چھڑائے۔ اور تیرے سوا اور کس کی رسی کو جا پکڑوں اگر تو اپنی رسی کو مجھ سے توڑ لے۔ واذلوباہ داغوثاہ یا اللہ۔

منصور بن عمار فرماتے ہیں کہ اس کے اس کلام نے مجھے بھی رلا دیا۔ اور میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ اور اس آیت کو پڑھا۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ اس آیت کو سن کر اس شخص پر نہایت اضطراب لاحق ہوا۔ اور اس کے چلانے کی آواز سنائی دی۔ میں کچھ دیر وہاں ٹھیرا رہا۔ حتےٰ کہ اس کا آواز بند ہو گیا۔ پھر میں چلا گیا۔ جب صبح ہوئی۔ میں اس گھر کی طرف آیا۔ دیکھا کہ وہ شخص مر چکا تھا۔ اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ایک بڑھیا رو رہی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ اس کی ماں ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور اس کا حال پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تمام دن روزہ رکھتا اور تمام رات عبادت میں کھڑا رہتا۔ اور حلال کماتا تھا۔ اور اپنی کمائی کے تین حصے کرتا تھا۔ ایک حصے سے افطار کرتا تھا۔ اور ایک حصہ میرے خرچ کے لئے رکھتا اور ایک حصہ خیرات وصدقہ کر دیتا۔ آج کی رات کوئی شخص قرآن پڑھتا اس راہ سے گذرا۔ اور اس نے ایک آیت سن کر دنیا سے کوچ کیا۔

مرزوق بن محمد نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا (اس دن ہم متقین کو رحمٰن کی طرف گروہ در گروہ حشر کرینگے اور مجرمین کو پیاسوں کی طرح دوزخ کی طرف ہانکیں گے) یہ سنتے ہی ایسے زور سے چیخے کہ آخرت کی طرف سدھارے۔

صالح مری فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت ابن السماک آئے اور فرمانے لگے۔ کہ مجھے بعض عجیب بندے دکھاؤ پس میں ان کو حضں میں ایک شخص کے پاس لے گیا۔

جب ہم اجازت لیکر اندر داخل ہوئے۔ تو وہ حوض بنا رہا تھا ہیں نے یہ آیت پڑھی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيَاتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتَابِ وَبِمَا اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ (کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو جو اللہ تعالےٰ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ کس طرف لوٹائے جاوینگے۔ وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور اس چیز کو جو ہمارے رسول لیکر آئے جھٹلایا۔ وہ عنقریب جان لینگے جبکہ زنجیر اُن کی گردنوں میں ہونگے۔ اور کھینچ کر گرم پانی میں ڈالے جاوینگے اور پھر آگ میں جلائے جاوینگے) یہ سُن کر وہ شخص بہت چلّایا اور غش کھا کر گر پڑا۔ پھر ہم وہاں سے نکلکر دوسرے شخص کے پاس گئے۔ اور اس کے پاس بھی یہی آیت پڑھی۔ وہ بھی غش کھا کر گر پڑا۔ پھر ہیں ان کو تیسرے کے پاس لے گیا۔ اُس نے ہم کو کہا کہ اگر تم مجھے اپنے رب سے غافل نہ کرو۔ تو اندر آجاؤ۔ ہم اُس کے پاس گئے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ الخ وہ بھی غش کھا کر گر پڑا۔ اسی طرح میں ان کو چھ شخصوں کے پاس لے گیا۔ جس کے پاس جاتے اس پر غشی طاری ہو جاتی۔ پھر ہم ساتویں شخص کی طرف گئے وہ شیخ فانی تھے اور اپنے مصلّے پر بیٹھے تھے۔ ہم نے اُن کو سلام کیا۔ لیکن اس نے ہمارے سلام کو معلوم نہ کیا۔ پھر ہیں نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔ کہ کل قیامت کو تمام مخلوقات اللہ تعالےٰ کے روبرو حاضر ہوگی۔ یہ بات سُن کر وہ چلّایا اور اپنا مُنہ کھولے ہوئے حیران پریشان پڑا رہا۔ اور بہت ہی نرم آواز سے چلّاتا رہا۔ ہم اس کو اسی حال میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اُس کے بعد ہیں نے ان سب کے حالات کی نسبت دریافت کیا۔ تو لوگوں نے بیان کیا کہ ان میں سے تین تو اسی دم مر گئے۔ اور شیخ تین دن تک اسی حال پر رہا۔ اُس کے بعد اُس کو ہوش آگیا +

حضرت یحییٰ نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے اور روتے سنا وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ (اور اگر تو دیکھے کہ جب وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے) اُس کو سُن کر یحییٰ رح ایسے چلائے کہ چار مہینے تک بیمار پڑے رہے اور بصرہ کے اطراف کے لوگ ان کی بیمار پرسی کرتے رہے +

جاننا چاہیئے کہ خائفین کے کئی مراتب ہیں۔ عارفوں کا خوف اجلال و تعظیم کا خوف

ہے۔ کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالےٰ کا عظمت وجلال غالب رہتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اس کے اعمال میں غور وفکر کریں۔ یہ انبیاء اور ملائکہ اور خاص اولیاء کا خوف ہے اور اکثر مومنین کا خوف یہ ہے کہ جب وہ وعدہ وعید اور قیامت کے احوال کو یاد کرتے ہیں۔ اور اپنی خطاؤں اور گناہوں میں غور وفکر کرتے ہیں۔ اور اپنے نفسوں کو باطنی امراض وآفات کے سبب جو ان کو ظاہر معاصی مثل عُجب وریا وحسد وتکبّر وغیرہ پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ ملامت کرتے ہیں۔ تو اس وقت ان کو خوف لاحق ہوتا ہے۔ اور سابقہ اور خاتمہ کے خوف سے ان کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ کیونکہ کسی بندے کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں اسکے نام پر سعادت لکھی ہے یا شقاوت۔ اور خاتمہ اسی طرح ہوگا جس طرح روز ازل سے اُس کی تقدیر میں ہے۔ پس جس کے لئے اللہ تعالےٰ کے علم میں سعادت ہے اس کا خاتمہ ایمان سے ہوگا۔ اور جس کے لئے اللہ تعالےٰ کے علم میں شقاوت ہے۔ اس کا خاتمہ خواری اور رُسوائی سے ہوگا ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ جان لو کہ اللہ تعالےٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے ؛

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ صُبح کے وقت آدمی مومن ہوگا۔ اور شام کو کافر ہوجاویگا۔ اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوجاویگا۔ اور اکثر اس قسم کا مکر موت کے وقت بدعتیوں اور باطنی امراض والوں اور ان ظالموں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو کھلم کھلا معاصی پر دلیر ہوتے ہیں۔ پس جس کا ظاہر صلاح سے آراستہ ہوگا اُس کے ساتھ امراض باطنی کے سبب اس طرح کا مکر ہوگا ؛

لکھا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحؒ کے اصحاب میں سے ایک جوان فوت ہوگیا حضرت فضیل رحؒ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ مکر کیا گیا۔ اور میں یہودی ہو کر مرا۔ پوچھا کس سبب سے۔ عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو آپ کے دوستوں میں سے افضل خیال کرتا تھا۔ اور اُن پر تکبر کیا کرتا تھا۔ اور مجھ میں ایک باطنی مرض تھا۔ جو مجھے ہر سال ایک پیالہ شراب پی لینے پر آمادہ کرتا تھا ؛

حکایت۔ دو شخص بہت مُدت تک عبادت میں ایک دوسرے کے مصاحب رہے

پھران میں سے ایک الگ ہو کر چلا گیا اور مدت تک اس کا پتہ نہ ملا۔ کچھ مدت کے بعد جب مسلمانوں کی لڑائی روم والوں کے ساتھ شروع ہوئی۔ تو روم کے لشکر میں سے ایک بہادر جنگ لڑائی کے لئے نکلا اور اس نے تین ہم جنگ مسلمانوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد یہ عابد اُس کی لڑائی کے لئے نکلا۔ جب آمنے سامنے ہوئے تو اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی عابد ہے جو عبادت میں اُس کے ساتھ رفیق تھا۔ عابد نے اسکی طرف نگاہ تعجب سے دیکھ کر کہا کہ یہ کیا حال ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ تجھ سے جدا ہو کر میں اسلام سے مرتد ہو گیا اور ایک رومی عورت کے ساتھ شادی کرلی اور اُس کے بعد میرا مال و اولاد بکثرت ہو گیا۔ عابد نے اُس کو کہا کہ تو پھر اسلام میں آجا لیکن اُسنے انکار کیا پھر عابد نے اس سے کہا کہ تو قرآن مجید پڑھا کرتا تھا اُسنے کہا کہ آج اس کا ایک حرف بھی مجھے یاد نہیں ہے پھر عابد نے اس کو کہا کہ تو واپس چلا جا۔ آگے تو نے تین آدمیوں کو قتل کر دیا ہے وہ مرتد واپس پھرا۔ اور وہ عابد بھی اُسکے پیچھے پیچھے ہو چلا۔ اور موقعہ پاکر اس کو قتل کر دیا۔ افسوس کہ باوجود اس قدر عبادات اور مجاہدات کے اس کا خاتمہ اسلام پر نہ ہوا۔ ایسے بہت لوگ ہو گذرے ہیں جو اپنے احوال پر فریفتہ اور مغرور تھے۔ اور آخر ان کا معاملہ برعکس ہو گیا۔ اور ان کی شامت اعمال اپنا کام کر گئی۔ اور اُن کا وہ اُنس وحشت کے ساتھ بدل گیا۔ اور قرب کے بجائے غیبت وبُعد ان کو نصیب ہوا۔ جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہے **شعر**

اَحْسَنْتَ ظَنَّكَ بِالْاَيَّامِ اِذْ حَسُنَتْ	وَلَمْ تَخَفْ سُوْءَ مَا يَأْتِيْ بِهِ الْقَدَرُ
وَسَالَمَتْكَ اللَّيَالِيْ فَاغْتَرَرْتَ بِهَا	وَعِنْدَ صَفْوِ اللَّيَالِيْ يَحْدُثُ الْكَدَرُ

(ترجمہ) اپنے دنوں کے اچھا ہونے کے سبب تو اپنے اوپر حسن ظن کرتا رہا۔ اور قضاء و قدر کی بُرائی سے نہ ڈرا۔ اور اپنی راتوں کی صحت وسلامتی پر تو مغرور ہو رہا اور نہ سمجھا کہ رات کی صفائی کے بعد ہی سیاہی آجاتی ہے ؂

حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن باہر کو جا رہے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں سے ایک عابد آپ کے ساتھ تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک گنہگار شخص بھی چل پڑا۔ عابد نے اس کو دیکھ کر بُرا مانا۔ اور کہا یا اللہ تو اس عاصی کو اور مجھ کو جمع نہ کیجیو۔ اس گنہگار شخص نے یہ سنکر کہا۔ یا اللہ تو میرے گناہوں کو بخشدے۔ پس اللہ تعالےٰ نے حضرت

بیٹے ؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہم نے ان دونوں کی دُعا کو قبول کر لیا۔ یعنی اس نیکوکار کو مردود کر دیا۔ اور اس محروم کو بخشدیا ؛

اور حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ صدیقین کا خوف یہ ہے کہ ہر خطرہ اور حرکت کے وقت وہ اپنے خاتمہ کی بُرائی سے خوف کرتے ہیں ؛

حضرت سفیان ثوری رح بہت روتے اور جزع فزع کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اے ابو عبداللہ ناامید نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا عفو آپ کے گناہوں سے بڑھکر ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ میں اپنے گناہوں پر نہیں روتا ہوں۔ مجھے اپنے خاتمے کا ڈر ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں توحید پر مرونگا۔ تو میں گناہوں کی کچھ پرواہ نہ کرتا۔ خواہ وہ پہاڑوں کے برابر ہوتے ؛

ایک عارف بیمار ہوگیا۔ اپنے کسی دوست کو کہا۔ کہ میرے مرنے تک میرے سرہانے بیٹھا رہ۔ اگر میں توحید پر مرا۔ تو میرے تمام مال و منال کو بیچکر بادام اور شکر خرید لائیو۔ اور شہر کے تمام چھوٹے لڑکوں کو بانٹ دیجیئو۔ اور یوں کہیو کہ یہ فلاں شخص کا عُرس ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ میرا خاتمہ ایسا نہ ہوا۔ تو لوگوں کو آگاہ کر دیجیو کہ میرے جنازہ پر مغرور نہ ہو دیں۔ پس وہ دوست اس عارف کے پاس بیٹھا رہا۔ حتیٰ کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اُس نے بادام اور شکر خرید کر لڑکوں کو بانٹ دئے۔ پس جس شخص کو ایسا خوف لاحق ہوا وہ ایمان سلامت لے گیا۔ اور جو شخص اپنے ایمان کے سلب ہونے سے نہیں ڈرتا۔ اس کا معاملہ خطرناک ہے ؛

انبیاء اللہ میں سے کسی نبی نے بھوک اور فقر کی شکایت کی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی طرف وحی کی۔ اے میرے بندے۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے۔ کہ میں نے تیرے دل کو اس امر سے بچا رکھا ہے کہ تو میری ناشکری کرے۔ حتیٰ کہ تو مجھ سے دُنیا طلب کرتا ہے۔ یہ بات سُن کر اُس نبیؑ نے خاک اپنے سر پر ڈال کر عرض کی۔ اے میرے رب میں تجھ سے راضی ہوں ؛

اللہ تعالےٰ اہل جنت کے حال کی نسبت خبر بیان کرتا ہوا فرماتا ہے کہ اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ (اس سے پہلے ہم اپنے اہل میں ڈرتے تھے) بعض نے اس کے معنے اس طرح بیان کئے ہیں۔ کہ ہم دنیا میں اپنے اہل و عیال کے درمیان خاتمہ کی بُرائی

سے ڈرتے تھے۔ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (ہم پر اللہ نے احسان کیا اور ہم کو عذاب سموم سے بچایا) یعنی ہم پر اللہ تعالےٰ نے بڑا احسان کیا۔ کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر کیا +

علی بن ابو انجم روتے اور عرض کرتے الٰہی تو مجھے اور جس معصیت میں مبتلا کرنا چاہے کرے۔ لیکن تو مجھے اس معصیت میں مبتلا نہ کر کہ میں تیرا انکار کردوں جس کے باعث تو مجھے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالدے +

حضرت حبیب عجمیؒ روتے اور کہتے جس کا خاتمہ لاالہ الااللہ پر ہوا۔ وہ جنت میں داخل ہوا۔ پھر روتے اور کہتے۔ میرا اس بات پر کون مددگار ہے کہ میرا خاتمہ لاالہ الااللہ پر ہو +

حامدرح فرماتے ہیں کہ جب فرشتے مومن کی روح کو لیکر اوپر چڑھتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ شخص اس گھر میں کیسے سلامت رہا۔ جس گھر میں ہم سے اچھے اچھے فرشتے فتنے میں مبتلا ہوئے +

حضرت سفیان ثوری رح بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کعبہ کے غلاف کو پکڑے ہوئے یہ کہتا ہے۔ کہ یا اللہ تو مجھے بچا یا اللہ تو مجھے سلامت رکھ میں نے اس کو کہا کہ تیرا کیا ماجرا ہے۔ اس نے بیان کیا۔ کہ ہم چار مسلمان بھائی تھے۔ ہم میں سے تین ایسے حال میں فوت ہو چکے ہیں۔ کہ ہر ایک موت کے وقت فتنہ میں ڈالا گیا۔ اب صرف میں رہ گیا ہوں۔ نہیں معلوم۔ میرا خاتمہ کس طرح ہوگا +

کفن چرانے والے شخص نے توبہ کی۔ لوگوں نے اس کی توبہ کا سبب پوچھا۔ تو اس نے بیان کیا۔ کہ میں نے ستر آدمیوں کو ان کی قبروں میں دیکھا کہ ان کے چہرے قبلہ کی طرف سے پھر گئے ہوئے تھے +

حضرت حسن رح فرماتے ہیں کہ کوئی فقیر روم کے کسی شہر میں جا نکلا۔ اور ایک خوبصورت عورت کو دیکھ کر اس پر مفتون ہو گیا۔ اس سے شادی کی درخواست کی۔ اس کے والدین نے کہا۔ کہ جب تک تو نصرانی نہ ہوگا۔ شادی نہ ہوگی۔ اس نے اس بات کو قبول کرلیا۔ انھوں نے جھٹ اپنے راہب کو بلایا۔ اور اس نے اس کو نصرانی بنالیا اس کے بعد اس عورت نے نکلکر اس فقیر کے منہ پر تھوکا۔ اور کہا تیرا ستیاناس ہو جب تو نے شہوت فانی کے لئے دین حق کو ترک کردیا۔ تو میں ہمیشہ کی نعمت کے لئے

دین باطل کو کیونکر نہ چھوڑوں۔ اور اسی وقت پڑھ دیا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ ؁

ایک صالح شخص بیمار ہو گیا۔ لوگ اس کے علاج کے لئے نصرانی طبیب کو لے آئے۔ وہ اس کو دیکھ کر چلایا اور کہا کہ اس طبیب کو مجھ سے دور کر دو۔ پھر کہا الٰہی مجھے اپنی عزت کی قسم ہے۔ کہ اگر تو دنیا کی تمام آفات و بلیّات کو مجھ پر نازل کر دے تو میں کچھ پرواہ کروں۔ لیکن کفر کے ساتھ تو مجھے عذاب نہ دے۔ جس کا خاتمہ بخیر ہوا۔ حقیقت میں سلامتی اسی پر ختم ہوئی اور کرامت اُسی کے حق میں تمام ہوئی۔ عمروں کے ختم ہونے سے آدمی کامل نہیں ہوتا۔ بلکہ آدمی وہی ہیں جن کے چہروں کا رنگ جدائی کے خوف سے زرد رہتا ہے اور انجام کے خوف سے ان کے آنسو بہتے ہیں۔ اے اپنے احوال پر غرور رہنے والے اور اپنے اعمال پر فخر کرنے والے۔ تجھے نہیں معلوم۔ کہ کونسے نقیب کے سامنے تو پیش کیا جاویگا۔ اور کونسے دیوان میں تیرا نام لکھا ہوا ہے۔ اور کونسی ندا کے ساتھ تو پکارا جاویگا۔ جس شخص کا حال اس سے پوشیدہ ہو۔ اس کو لازم ہے۔ کہ ہر وقت ڈرتا اور خوف کرتا رہے۔ اور اپنے مالک کے سامنے شرم و حیاء اور شرمندگی کے ساتھ جھکا رہے ؁

حضرت یحییٰ بن معاذ رہ روتے اور کہتے۔ الٰہی میں اپنے گناہوں پر نہیں روتا۔ خواہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں۔ بلکہ میں اس حالت سے روتا ہوں کہ میں نہیں جانتا۔ کہ تیرے نزدیک میری کیا حالت ہوگی۔ الٰہی میں تیرے ذکر کے ساتھ تیرے مکر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیرے قدر کے ساتھ تیرے قدر پر مدد مانگتا ہوں۔ یا اللہ تو میرے دل کو فراق میں مبتلا نہ کر۔ کیونکہ وہ فراق کی تاب نہ لانے سے نہایت ہی عاجز اور ضعیف ہے۔ یا اللہ تو ایمان کو ہمارے لئے چراغ بنا۔ اور اس کو ہمارے لئے استدراج نہ بنا۔ اور اس کو ہمارے لئے اپنے جنت کی طرف جانے کے لئے سیڑھی بنا۔ اور اپنی مشیّت کی طرف اس کو ہمارے لئے مکر نہ بنا۔ تو ہی حلیم و غفور ہے۔ وَصَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ؁

فصل دسویں - رجاء میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس کی عمدہ عمدہ صنعت اور عجیب و غریب مملکت اس بات کو ظاہر کر رہی ہے۔ کہ وہ ایجاد و انشاء میں یگانہ ہے۔ اور اس کی عظمت وہیبت اور قہر و غلبہ کے آگے بڑے بڑے جباروں کی گردنیں پست ہیں۔ اور اس کی معرفت کی حقیقت اور اس کی کمال بے نیازی سے بڑے بڑے عقلمندوں کے فہم گنگ ہیں۔ اور اس کی ربوبیت اور وحدانیت کے صفات اس قدر بلند ہیں کہ بڑے بڑے فصحاء کی بلاغت اُنکے احاطہ و شمار سے عاجز ہے۔ وہ تمام اشیاء کی ابتداء سے پہلے ہی اپنی قدامت میں اول ہیں اور اپنی عزت و ملک اور بقاء کے ساتھ آخر ہے۔ اور اختراع و ابداع اور قہر و کبریا میں ظاہر اور احاطہ سے باطن ہے۔ فہم اس کے جلال کے ادراک سے عاجز اور زبانیں اُس کی ثناء کی حقیقت سے قاصر ہیں۔ وہ قدوس اور تمام خلق سے غنی ہے۔ اور عرش و کرسی اور پانی اور ہوا اور آسمان کے وجود سے پہلے بھی غنی تھا۔ وہ واحد اور احد اور قیوم اور صمد اور حی اور زندوں کی مشابہت سے منزہ ہے۔ وہ علیم اور سمیع اور بصیر ہے کہ کوئی دل کی پوشیدہ بات اس سے مخفی نہیں ہے۔ وہ اپنے دربار سے بھاگنے والوں کو اپنی طرف واپس لانے اور منقطع نہ ہوتے ہوؤں کو ملانے اور بعید کو قریب کرنے پر قادر ہے ضرر و نفع اور مصیبت و بلا کا آنا اور اس کا دور کرنا اور پست و بلند کرنا سب اُسی کے ارادہ سے ہے اور اسی کی قضاء حکم کے موافق جاری ہوتا ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اور تشبیہ اور کیفیت اور انتہا سے منزہ ہے۔ اہل تشبیہ کی بصیرت اور فکر اُس کے تنزیہ کی معرفت سے قاصر ہیں۔ اسی واسطے وہ بدعتوں اور ہوائے نفسانی میں غرق ہیں۔ اور معطلین کی آنکھیں اللہ تعالےٰ کا نور حاصل کرنے سے اندھی ہیں۔ اسی لئے وہ کفر کے اندھیروں میں ڈانواں ڈول اور اندھوں کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ پس بہت ہی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے وجود کی دلیلوں کو ظاہر کر دیا۔ اور محققین کو پردہ کے دور ہو جانے سے خاص کیا۔ اور ان پر اپنی عطا فرما کر اپنے احسان کو ان پر کامل کیا۔ اور اپنے طالبوں کے لئے

سخاوت کا دروازہ کھولا۔ اور امید کا بچھونا بچھایا۔ اور مومنین کے لئے اپنے احسان کے وسیلے دسترخوان بچھایا۔ اور سعادت مندوں کے دلوں کو امر کے قبول کرنے اور ذکر میں مشغول ہونے کے لئے کھول دیا۔ اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنی خدمت کی توفیق دی۔ اور بڑے بڑے جزاء کا ان کو وعدہ دیا۔ اور انہوں نے اسکی مناجات میں لذت حاصل کی۔ اور انہوں نے جان لیا کہ وہی قریب اور دعا کو سننے والا ہے میں اُس کے اس فضل و رحمت اور نعمتوں پر جو اُس نے ہم پر بخشیں۔ اس کا حمد کرتا ہوں اور ایسی شہادت کے ساتھ کہ جس کو اُس نے قیامت کے دن کے لئے نجات کا سرمایہ بنایا ہے۔ شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اُسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور تمام رسولوں اور نبیوں کے خاتم اور تمام نجباء اور اولیاء و اصفیاء کے سردار ہیں۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جو صدق و صفا کے مالک ہیں اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ فجر پھوٹ کر زمین و آسمان کے درمیان کو روشن کرتی رہے۔ اور ہجر کی آگ بھڑک کر دوستی کو صفائی بخشتی رہے ؞

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (یا رسول اللہ میرے ان بندوں کو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہدو کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ تمام گناہوں کو بخشدیگا وہ غفور و رحیم ہے) ؞

اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم اسلام لے آئیں۔ تو کیا خدا تعالےٰ ہمارے پہلے گناہوں کو جو ہم سے ہوتے رہے ہیں یعنی کفر اور قتل کے بخشدیگا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ؞

ثوبان رض فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ آیت میرے لئے دنیا و ما فیہا سے بڑھ کر محبوب ہے اور اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جس نے توبہ کی۔ اللہ تعالےٰ اُس کے تمام گناہوں کو بخشدیگا ؞

حضرت علی بن ابی طالب رض فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سب سے اُمید بھری آیت

یہی ہے ۔ اور بعض نے زیادہ رجا والی آیت یہ بیان کی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (اللہ تعالےٰ شرک کو نہیں بخشیگا۔ اور اس کے سوا اور تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہے بخش دیگا +

بعض نے ارجیٰ آیت یہ بیان کی ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (جس نے کوئی برائی کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر اس نے اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگی۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو غفور رحیم پاویگا +

حضرت زین العابدین رح فرماتے ہیں۔ کہ ارجیٰ آیت یہ ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (اللہ تعالےٰ آپ کو وہ کچھ عطا کریگا کہ آپ راضی ہو جاوینگے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تک اُن کا ایک اُمتی بھی آگ میں ہوگا۔ کبھی راضی نہ ہونگے۔

قرآن مجید میں رجا کی آیتیں بہت کثرت سے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل ورحمت سے نا امید ہونے والوں کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ کہ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا) ۔ اور رجا گویا طاعت کی قبولیت میں جسکی اُس نے توفیق بخشی ہے۔ اور گناہوں کی مغفرت میں جن سے توبہ کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ حسن ظن ہے۔ لیکن طاعات کے ترک کرنے اور مخالفات پر اڑے رہنے کے باوجود اطمینان وتسلی رکھنا بیفائدہ امن وغرور ہے جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (یعنی شیطان تم کو اللہ تعالےٰ پر مغرور نہ کردے کیونکہ وہ برائیوں کو بھلائی کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ اور اکثر اوقات اسی سبب سے اللہ تعالےٰ کے عفو وکرم کی اُمید دلاتا ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل ورحمت پر اُمید رکھنے والوں کی تعریف بیان کی ہے اور فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ (وہ لوگ جو کتاب اللہ کو پڑھتے اور نمازوں کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشا ہے۔ ظاہر و پوشیدہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کی اُمید رکھتے ہیں۔ جس میں کوئی خسارہ نہیں ہے) +

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے

اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کروگے اور بخشش نہ مانگوگے۔ تو خدا تعالےٰ تمہیں دُنیا سے اُٹھا لیگا اور اور لوگوں کو پیدا کریگا جو گناہ کریں۔ اور اس سے بخشش مانگیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے گناہوں کو بخشے +

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ جن وانسان اور چارپاؤں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ جس کے سبب سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور محبت کرتے ہیں۔ اور وحوش اپنے بچوں پر نرمی کرتے ہیں اور باقی ننانوے حصے رحمت کے ساتھ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرماویگا +

حضرت عمر بن خطاب رضؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کے پاس کچھ قیدی پکڑے آئے۔ جن میں ایک عورت بھی تھی۔ جو اپنے بچے کو قیدیوں میں تلاش کرتی تھی۔ اُس نے بچے کو اپنے کلیجے سے لگایا۔ اور اُس کو دودھ پلایا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے۔ ہم۔ نے عرض کیا یارسول اللہ ہرگز نہیں۔ یہ عورت ہرگز اپنے بچے کو آگ میں ڈالنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جس قدر کہ یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے +

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک شخص نے کوئی نیک عمل نہ کیا ہوا تھا۔ اپنے اہل کو کہا کہ جب میں مرجاؤں۔ مجھے جلا کر آدھا حصہ جنگل میں اُڑا دو اور آدھا سمندر میں پھینک دو۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے نہایت ہی سخت عذاب دیگا۔ جو تمام اہل جہان میں سے کسی کو نہ ہوگا۔ پس جب وہ مرگیا اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے جنگل کو حکم دیا۔ اُس نے بھی اُس کی مٹی کو جمع کردیا۔ اور سمندر کو بھی حکم دیا۔ اُس نے بھی اُس کی راکھ کو اکٹھا کردیا۔ اور اس کو زندہ کرکے اپنے سامنے حاضر کیا۔ اور اسکو فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرے ڈر کے مارے میں نے ایسا کیا تھا تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے پس اللہ تعالےٰ نے اُس کو بخشدیا +

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ یارسول اللہ مجھ سے ایک گناہ صادر ہوا ہے۔ آپ مجھ پر حد لگائیں آپ یہ سُنکر خاموش ہو رہے۔ اس شخص نے تین دفعہ بار بار اپنے کلام کو دہرایا۔ اتنے میں نماز کی اقامت کا وقت آگیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور فارغ ہوکر گھر کو چلے تو وہ شخص بھی آپ کے پیچھے ہو چلا۔ اور پھر وہی کلام کی۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا گھر سے نکلکر تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا۔ عرض کیا یارسول اللہ ہاں میں نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوا۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے حد اور گناہ کو معاف فرمایا۔ اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلم کو ایک ایک یہودی یا نصرانی دیدیگا اور فرماویگا کہ یہ تیرا آگ سے فدیہ ہے

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہوتا ہوں جیسے کہ اس کا مجھ پر گمان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ کہ مجھے دوست رکھ۔ اور اس شخص کو بھی دوست رکھ جو مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور میری خلق کی طرف میری محبت کو ظاہر کر۔ عرض کیا۔ یا اللہ میں کس طرح تیری محبت کو خلق کی طرف ظاہر کروں۔ فرمایا کہ حسن جمیل کے ساتھ میرا ذکر کیا اور میری نعمتوں اور احسان کو بیان کر۔ کیونکہ وہ مجھ سے سوائے جمیل کے اور کچھ نہیں پہچانتے اور حضرت ابو عثمان رح رجا کے بارہ میں بہت کلام کیا کرتے تھے۔ مرنے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ تو اللہ تعالےٰ کے سامنے کس طرح حاضر ہوا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس سے میرا ارادہ یہ تھا کہ تیری محبت تیری خلق کی طرف ظاہر کروں۔ پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ جا میں نے تجھے بخشدیا +

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامیدی دلاتا۔ اور ان پر سختی کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُسکو فرمادیگا۔ کہ آج میں تجھ کو اپنی رحمت سے اسی طرح ناامید کرتا ہوں۔ جس طرح تو میرے بندوں کو میری

رحمت سے نا امید کرتا تھا۔ اور روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دو شخصوں کو دوزخ سے نکالکر فرماویگا کہ بتلاؤ تم نے اس اپنی خوابگاہ اور برے مقام کو کس طرح پایا۔ وہ دونو عرض کرینگے یا اللہ بہت ہی بری خوابگاہ اور نہایت ہی برا مقام ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کو فرماویگا۔ یہ سب کچھ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور میں ہرگز اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ ان کو فرماویگا۔ کہ جاؤ دوزخ میں چلے جاؤ۔ ان میں سے ایک جلدی اس کی طرف چلا جاویگا۔ اور دوسرا اسکی طرف جانے میں توقف کریگا۔ پھر اللہ تعالےٰ اُس شخص کو جو اس کی طرف جلدی جلدی جاویگا فرماویگا۔ جو کچھ تو نے کیا اُس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا۔ وہ عرض کریگا اس لئے کہ میں دُنیا میں تو نا فرمانبردار رہا۔ قیامت میں بھی تیری نافرمانی کروں۔ اور پھر دوسرے کو جو دوزخ کی طرف لیجانے میں توقف کریگا فرماویگا کہ تجھے توقف پر کس چیز نے برانگیختہ کیا۔ وہ عرض کریگا یا اللہ اس حسن ظن نے جو میں تجھ پر رکھتا تھا۔ کہ جب تو نے مجھے دوزخ سے نکال دیا ہے۔ پھر اُس میں داخل نہ کریگا۔ پھر اللہ تعالےٰ ان دونوں پر رحم کریگا۔ اور جنت کا امر فرماویگا۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ نے اپنی اُمت کے بارہ میں اللہ تعالےٰ سے سوال کیا اور رو پڑے۔ پس اللہ تعالےٰ نے جبرئیل ؑ کو فرمایا کہ محمدؐ کی طرف جاؤ اور کہو کہ ہم تم کو اُمت کے بارے میں راضی کرکے چھوڑینگے۔ اور ہرگز خوار نہ کرینگے۔ اور حضرت ابراہیم رحؒ بن ادہم فرماتے ہیں کہ ایک رات طواف کی جگہ میں میرے سوا اور کوئی نہ رہا۔ میں اکیلا ہی طواف کرتا تھا اور کہتا تھا۔ کہ یا اللہ مجھے بچا۔ یا اللہ مجھے بچا۔ پس غیب سے مجھے آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم تم سب ہی مجھ سے عصمت کا سوال کرتے ہو۔ اگر میں تم سب کو بچا رکھوں تو پھر میں اپنی کرامت کس پر ظاہر کروں گا۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ایسی مغفرت سے بخشش فرماویگا۔ جو کسی انسان کے دل پر نہ گذری ہوگی۔ اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی مغفرت سے بخشش فرماویگا۔ کہ ابلیس بھی یہ امید کریگا۔ کہ اس بخشش سے مجھے بھی حصہ ملیگا۔ اور ابو یعقوب فارسی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اویس قرنی رحؒ کو خواب میں دیکھا۔ اور عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی محبت

کے وقت اس سے رحمت طلب کر اور اس کی معصیت کے وقت اس کے بدلہ لینے سے ڈر۔ اور اس حالت سے نا امید نہ ہو۔ مالک بن دینار رح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مسلم بن یسار کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ مرنے کے بعد آپ پر کیا گذری فرمایا اللہ کی قسم۔ بڑے سخت ہول اور زلزلے پیش آئے۔ میں نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہوا۔ جواب دیا۔ تو جانتا ہے۔ کہ کریم کا کام یہی ہے کہ وہ کرم کرتا ہے۔ ہماری نیکیوں کو اس نے قبول فرمایا۔ اور برائیوں اور لغزشوں کو معاف کیا۔ بیان کرنیوالے بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر مالک سخت چلا اٹھا اور غش کھا کر گر پڑا۔ اور چند دن کے بعد مر گیا۔ اور لوگ دیکھتے تھے کہ اس کا دل پھٹ گیا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے تو کس حال میں حاضر ہوا۔ بیان کیا کہ بہت سے گناہوں کے ساتھ۔ لیکن اللہ تعالےٰ پر میرے حسن ظن نے وہ سب کے سب گناہ مٹا دئے۔ اور حضرت فضیل رح نے عرفہ کے دن لوگوں کی طرف نظر کی جبکہ وہ کھڑے ہو کر رو رہے تھے اور سخت عاجزی کر رہے تھے۔ اور ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر یہ سب لوگ کسی دولت مند کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک دانگ طلب کریں۔ تو بتلاؤ۔ وہ ان کو خالی پھیر دیگا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہرگز نہیں۔ پھر حضرت فضیل رح نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بخشش تمہاری ایک دانگ سے بھی زیادہ آسان اور سہل ہے ؀

روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی۔ کہ تحمل کرنیوالے جو میرے واسطے تحمل کرتے ہیں۔ اور تکلیف اٹھانے والے جو میری رضامندی کی طلب میں تکلیف اٹھاتے ہیں سب میری آنکھ کے سامنے ہے۔ کیا تو دیکھتا ہے۔ کہ میں ان کے عملوں کو بھول گیا ہوں۔ حالانکہ میں اپنی خلق پر مہربان ہوں۔ اور اگر میں عذاب کے ساتھ کسی کا علاج کرنے والا ہوتا۔ تو اپنی رحمت سے نا امید ہونے والوں کا معالجہ کرتا۔ اور اگر میرے مومن بندے دیکھتے کہ میں کس طرح ان کو اس شخص سے جس پر انہوں نے سختی کی ہے معافی دلاتا ہوں۔ پھر اس شخص کے لئے جس نے ان کو معافی دی ہے اپنے پڑوس میں ہمیشہ کے رہنے کا حکم دیتا ہوں۔ تو وہ میرے کرم و فضل کو تہمت نہ لگاتے۔ اور ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے تو

میری رحمت سے کیوں نا امید ہوتا ہے۔ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے تجھ کو ظاہر کیا۔ اور اپنی عبادت کے لئے تجھے طاقت دی۔ تجھے کیا ہوا۔ کہ تو مجھ سے ایسا غافل ہے۔ گویا کہ تو مجھے پہچانتا ہی نہیں اور تو مجھ سے اس طرح کنارہ کرتا ہے۔ گویا کہ تو مجھ سے بیگانہ ہے۔ میرے بندے اگر تو ہمارے سامنے توبہ کریگا تو ہم تیری توبہ کو قبول کرینگے۔ اور اگر تو ہماری طرف ارادہ کریگا۔ تو ہم تجھے اپنے قریب کرینگے۔ اور اگر تو راہ بھول جاویگا تو ہم تجھے راستہ دکھائینگے۔ اور اگر تو ہماری محبت میں اپنے نفس سے دشمنی کریگا۔ تو ہم تجھ کو اپنا دوست بنا لینگے۔ اور اگر تو بیماری سے بچنے کے لئے ہمارے سامنے رو دیگا تو ہم تیرا علاج کرینگے۔ اور اگر تو کسی مرض کے لئے ہمارے سامنے رو دیگا۔ تو اس مرض سے ہم تجھ کو شفا دینگے۔ اور اگر تو ہمارے خوف سے رو دیگا تو ہم تجھ کو امن دینگے اور اگر تو ڈر کے مارے رو دیگا۔ تو ہم تیرے پاس حاضر ہونگے۔ اور اگر تو ہمارے حقوق کے ضائع کرنے پر افسوس کر کے رو دیگا۔ تو ہم تجھ کو اس کا عوض دینگے۔ تم میری رحمت سے نا امید نہ ہو۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ جو سب طرف سے مُنہ موڑ کر ہماری طرف آیا ہو۔ وہ ذلیل ہوا ہو۔ یا جس نے میرے لئے پرہیز کی ہو وہ بیمار ہُوا ہو۔ یا جس نے میرے قرب کے باغ سے خوشبو سونگھی ہو۔ اس کو خلل پہنچا ہو۔ یا جس نے میری فتح و نصرت کے جھنڈوں کو دیکھا ہو۔ اُس کو شکست آئی ہو۔ یا جس نے میرے ذکر کی حلاوت پائی ہو۔ اُس کو غفلت آئی ہو۔ گویا کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے تو میری رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ کیا ہُوا۔ اگر تو بیوفائی کے ساتھ موصوف ہے۔ میں تو جود کے ساتھ معروف ہوں۔ اور اگرچہ تو خطا کار ہے میں تو عطا کرنیوالا ہوں۔ اور اگرچہ تو جفا کار ہے۔ میں تو وفادار ہوں۔ اور اگرچہ تو بُرائی کرنیوالا ہے۔ میں تو تیری توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ اور اگرچہ تو غفلت و سہو کرنیوالا ہے۔ میں تو معاف کرنے والا ہوں۔ اور اگرچہ تو ڈرنے والا ہے۔ میں تو قبولیت و اجابت والا ہوں۔ اس ذات پاک کی رحمت سے نا امید نہ ہو جس نے کئی ہزار جادوگروں پر اپنی بخشش و مغفرت فرمائی۔ اور ان سب کو نیکو کاروں میں سے بنا دیا۔ بعض صالحین کا ذکر ہے کہ وہ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اس طرح کہا کرتا۔ الٰہی تو نے اسی جگہ کا مجھے وعدہ دیا ہے۔ اور اسی جگہ تو نے مجھے بُلایا ہے

کیا تو مجھے آگ میں ڈالیگا۔ حالانکہ تیری توحید میرے دل میں ہے۔ میں نہیں گمان کرتا کہ تو ایسا کرے۔ اور اگر تو ایسا کرے بھی۔ تو مجھے ان لوگوں کے ساتھ جمع نہ کرنا جن کے ساتھ میں نے تیرے لئے دشمنی و عداوت کی۔ اور ایک اعرابی نے موقف میں لوگوں کی طرف نظر کی۔ اور یہ شعر پڑھے۔ شعر

بَرَزُوا لِوَجْهِكَ يَا كَرِيْمُ بِدَعْوَةٍ اَلْفَاظُهَا شَتّٰى بِمَعْنًى مُفْرَدِ
يَصِفُوْنَ بَحْرَكَ يَا عَزِيْزُ وَمَا عَسٰى اَنْ يَّبْلُغُوْا مِنْهُ بِوَصْفٍ مُجْهِدِ
فَاسْمَحْ بِمَغْفِرَةٍ تَكُوْنُ لِسَفَرِنَا زَادًا اِلَيْكَ غَدًا لِيَوْمِ الْمَشْهَدِ

(ترجمہ) اے کریم یہ تمام لوگ تیرے ہی لئے اس دعوت کے ساتھ آئے ہیں۔ جس کے الفاظ مختلف ہیں۔ اور معنی ایک ہی ہیں۔ اے عزیز یہ سب تیرے بحر مغفرت کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب ملکر اس کی تھوڑی سی تعریف بھی بیان نہیں کرسکتے۔ یا اللہ تو ایسی مغفرت کے ساتھ ان کے قصوروں سے درگذر کر جو قیامت کے دن کے لئے ہمارا سفر خرچ ہو ؂

ایک اور اعرابی کا ذکر ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہم نے سن لیا (آپ کے فوت ہونے کے تین دن بعد) اور جو احکام آپ نے ہم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچائے۔ اُن کو ہم نے قبول کر لیا۔ اور منجملہ ان احکام کے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اور تیرے پاس آکر مغفرت مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنیوالا اور بخشنے والا پاوینگے۔ اور اب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اور بخشش مانگنے کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ پس ہمارے لئے بخشش مانگو (تو آپ کی قبر سے ندا آئی کہ جاؤ ہم نے تمہارے لئے بخشش مانگی اور تم بخشے گئے) یہ اس کتاب میں نہیں ہے۔ پورا حال اسی طرح ایک اور کتاب میں دیکھا ہے۔ اسکے مطابق لکھدیا ہے (مترجم) فتح موصلی رہ اس طرح کہا کرتے۔ میری خطائیں اس قدر زیادہ اور بڑی ہیں۔ کہ انہوں نے مجھے اللہ تعالےٰ کی عظیم عفو سے مایوس کر دیا ہے۔ پھر فرماتے۔ کیا میں تجھ

سے مایوس ہوں حالانکہ تو تمام خیر و برکت کا مالک ہے کیا میں تجھ سے نا اُمید ہوں حالانکہ تجھ سے تمام فضل واحسان کی امید ہے کیا میں تجھ سے مایوس ہوں حالانکہ تو ہر ایک مصیبت کے وقت فریاد سننے والا ہے اسی طرح میں تجھ سے مایوس ہوں میں تجھ سے نا اُمید ہوں کہتے کہتے غش کھا کر گر پڑتے۔

فصل گیارھویں توبہ میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو غفور، وودُود اور کریم اور مالک معبود ہے۔ وہ قدیم وجود والا اور عام بخشش والا اور مثال واشکال اور جہت وحد سے برتر ہے۔ وہ حی اور علیم اور سمیع وبصیر ہے۔ کہ سیاہ رات میں سیاہ چیونٹی کی رفتار بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور لکڑی کے درمیان کیڑے کی حس کو سنتا ہے۔ اور جلمود کے باطن میں پانی کے چلنے اور سانس کے اندر باہر آنے جانے کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ وہ قادر ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے سب اُس کی قدرت سے موجود ہے۔ قضا وقدر اسی کے ارادہ کے موافق جاری ہوتے ہیں۔ اور بدبختی اور سعادتمندی اسی کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو غیر متناہی اور لا محدود ہے۔ اسکی صفات قدیمہ ہیں۔ اور عقل ونقل کے ساتھ ثابت ہیں۔ جس نے اُس کو صفات سے خالی سمجھا وہ منکر ہے۔ اور شبہ و مانند سے اس کی پاکیزگی ہر ایک کو معلوم ہے۔ جس نے اُس کو کسی چیز کی مانند سمجھا وہ یہودیوں کے مذہب پر ہے۔ کیف کا ہاتھ لنجا اور تشبیہ کا دروازہ بند ہے۔ اور عقل کی دلیل مقبول اور وہم کی خیالی باتیں مردود ہیں۔ اور تابعدار اس کا مقرب اور بدعتی اس کے دروازے سے مطرود اور مقہور ہے۔ وہ مالک اپنے بندوں سے غنی ہے۔ نہ ہی مطیع اُس کو کچھ نفع دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی منکر و کافر اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اُس نے اپنے دبدبہ سے قوم نوح کو تباہ کر دیا اور عاد اور قوم ہود کو ہلاک کیا۔ اور عاد کے بعد قوم ثمود کو آفات وبلیات میں مبتلا فرمایا۔ اور اپنی قدرت سے ایک ضعیف مچھر کو نمرود پر مسلط کیا۔ اور فرعون اور اس کی قوم کو موجوں کے تلاطم میں غرق کر دیا۔ اور منکروں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ پس اس کی گردنوں میں زنجیر اور ان کے پاؤں میں قیدیں ہونگی۔ اور جن لوگوں نے اس کے ساتھ کفر کیا۔ ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جاوینگے۔ اور ان

کے سروں پر اُبلتا ہوا گرم پانی ڈالا جاویگا۔ جس سے ان کے باطن اور ظاہری پوست پگھل جاویگا۔ اور اُس نے سعادتمندوں کے سینوں کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھولا اور دشمن کے مکر نے ان کو کچھ ضرر نہ دیا۔ اور حاسد کبھی مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے بہکانے میں بہت کوشش کی۔ مگر آخر کو خود ہی ہانکا گیا۔ اور نصیحت کے ظاہر کرنے سے اُس کے ساتھ مکر و فریب کیا۔ لیکن دائمی جنت اُسی کے نصیب ہوا۔ اور وہ حسد کی آگ میں جلتا رہا۔ اور کچھ نہ کرسکا۔ اکثر لوگوں نے قرب کے طلب کرنے میں کوشش کی۔ اور حد سے بڑھ کر تکلیف اُٹھائی لیکن کوشش کرنے والے کے ساتھ جب تک توفیق رفیق نہ ہو۔ کچھ نہیں کرسکتا۔ پس پاک ہے وہ ذات جو ایک کو قریب کرتا اور ایک کو بعید کرتا ہے۔ اور ہر ایک کے حال کو جانتا اور ہر ایک چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور وہ شاہد ہے اور اس کے ماسوائے سب کچھ مشہود ہے۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں اور وہی حمد و شکر کے لائق ہے اور ایسی شہادت کے ساتھ جس کا کہنے والا قیامت کے دن کامیاب ہوگا شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جو لواء مقصود اور حوض مورود کے مالک ہیں۔ اُن پر اُن کی آل و اصحاب پر جو رکوع و سجود کرنیوالے ہیں قیامت کے دن تک ہر دم اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اے مومنو! سب اللہ تعالےٰ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم نجات پاجاؤ۔ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ اے ایمان والو سب اللہ تعالےٰ کی طرف خالص توبہ کرو امید ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری سب برائیوں کو معاف کردیگا۔ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے مومنین کو توبہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اور ان دو آیتوں میں توبہ قبول کرنے کا وعدہ دیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ (کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا اور صدقات اُن سے لیتا ہے اور دوسری آیت یہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو

عَنِ السَّیِّئَاتِ (وہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا اور اُن کی برائیوں کو معاف کرتا ہے۔ اور ان دو آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے توبہ کرنیوالوں کو مغفرت کا وعدہ دیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (میں بخشنے والا ہوں اس شخص کے لئے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے اور ہدایت کے راستہ پر چلا۔ اور دوسری آیت یہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ۔ گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا اور سخت عذاب والا اور بڑی بخشش والا ہے اور اکثر آیتوں میں توبہ کرنیوالوں کا ذکر کیا ہے۔ جیسے کہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ یعنی توبہ کرنے والے اور عبادت کرنے والے۔ غرض قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں۔ جن میں توبہ کا ذکر ہے اور صحیح مسلم میں اعرج مدنی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو اللہ کے سامنے توبہ کیا کرو۔ میں ایک دن میں سو دفعہ توبہ کیا کرتا ہوں۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے توبہ کی۔ پیشتر اس کے کہ مغرب کی طرف سے سورج نکلے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ کو قبول کریگا۔ اور بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گناہ کا اقرار کرکے پھر اللہ تعالےٰ کے آگے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی توبہ کو قبول کرلیتا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ گویا کہ اُس نے گناہ کیا ہی نہیں اور جب اللہ تعالےٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے۔ تو گناہ اس کو کچھ ضرر نہیں دیتی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ توبہ کرنیوالوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ توبہ کی کیا علامت ہے آپ نے فرمایا کہ ندامت۔ اور نیز انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوان توبہ کرنیوالے سے بڑھ کر زیادہ عزیز اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کسی اپنی کتاب میں

فرماتا ہے۔ کہ اے ابن آدم۔ تجھ پر کوشش لازم ہے اور مجھ پر اس کا پورا کرنا۔ اور تجھ پر صبر لازم ہے اور مجھ پر جزا دینا۔ اور تجھ پر سوال کرنا لازم ہے اور مجھ پر اُس کے مطابق دینا۔ اور تجھ پر دُعا کرنا لازم ہے اور مجھ پر اس کا قبول کرنا اور تجھ پر لازم ہے شکر کرنا اور مجھ پر زیادہ نعمت کا بخشنا۔ اور تجھ پر لازم ہے توبہ کرنا۔ اور مجھ پر تیری توبہ کو قبول کرنا۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ توبہ کرتا ہے۔ میں اسکے اعضاء کو اس کا عمل اور جگہ جہاں کہ اس نے عمل کیا ہے بھلا دیتا ہوں۔ اور اس کے محافظ فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کو بھی اس کا عمل فراموش کرا دیتا ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن اس پر گواہی نہ دیویں۔ اور حسن بصری رہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم ع کی توبہ کو قبول کیا۔ تو حضرت جبرئیل ع اور میکائیل ع اور دردائیل ع ان کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اب تیری آنکھوں کو ٹھنڈک ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تیری توبہ کو قبول کر لیا۔ حضرت آدم ع نے جواب دیا اے جبرئیل ع اگر اس توبہ کے بعد بھی مجھ سے کچھ سوال ہوا۔ تو پھر میرا کہاں ٹھکانا ہو گا۔ پس اللہ تعالےٰ نے وحی کی۔ کہ اے آدم ع کہ تو نے اپنی اولاد کو رنج و تعب کا وارث بنایا اور میں نے ان کو توبہ کا وارث بنایا۔ ان میں سے جو شخص مجھے تیری طرح بلاویگا۔ میں اس کی توبہ کو اسی طرح قبول کرونگا جس طرح تیری توبہ کو قبول کیا۔ اور جو مجھ سے مغفرت مانگیگا۔ میں ہرگز اس پر بخل نہ کرونگا جیسے کہ تجھ پر میں نے بخل نہیں کیا۔ کیونکہ میں قریب اور مجیب ہوں۔ اے آدم ع۔ توبہ کرنے والوں کو میں ان کی قبروں سے خوشی کرتے ہوئے اور ہنستے ہوئے اُٹھاؤنگا۔ اور ان کی دُعاؤں کو قبول کرونگا۔ روایت ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب منہی عنہ درخت کا دانہ کھایا اور جنت کا لباس اُن سے اُتار لیا گیا۔ تو بھاگے اور پتوں کے ساتھ اپنا ستر ڈھانپنے لگے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو پکارا کہ اے آدم تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ عرض کیا نہیں بلکہ مجھ کو تجھ سے حیا آگیا ہے پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے آدم کیا میں نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا۔ اور فرشتوں سے تجھے سجدہ نہیں کروایا۔ اور اپنا روح تجھ میں نہ پھونکا۔ اور جنت میں تجھ کو انہی کے لئے جگہ نہ دی۔ پھر تو نے کیوں میری نافرمانی کی۔ میرے پڑوس سے نکلجا۔ کیونکہ جو ہماری نافرمانی کرے وہ ہمارے پڑوس میں رہنے کے لائق نہیں۔ پس آدم ع نے یہ کلمات کہہ کر توبہ کی۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً اَوَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَعَمِلْتُ سُوْءً ا فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ وہ کلمات ہیں جو آدم ع نے اللہ تعالےٰ سے سیکھے تھے اور حسن رح فرماتے ہیں۔ کہ وہ کلمات یہ ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ اور حضرت ابن عباس اور قتادہ فرماتے ہیں کہ آدم ع نے اس طرح عرض کیا۔ کہ اے رب اگر میں توبہ کروں۔ تو تو میری توبہ کو قبول کر لیگا۔ فرمایا ہاں۔ پھر آپ نے توبہ کی اور اللہ تعالےٰ نے انکی توبہ کو قبول کر لیا اور اہل نقل کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِيْ۔ اس کے بعد آپ کی توبہ قبول ہو گئی۔ اور ان کلمات میں کوئی تناقض نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آدم ع نے یہ سب کلمات کہے ہوں۔ اور ان سب کے کہنے سے اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا ہو۔ اور بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے بیس سال تک اللہ تعالےٰ کی عبادت کی پھر بیس سال یونہی ضائع کر دئے۔ ایک دن آئینہ میں نظر کی اور اپنی ڈاڑھی میں سفید بالوں کو دیکھ کر غمناک ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اے میرے اللہ کہ اگر میں توبہ کروں۔ تو تو مجھے قبول کریگا۔ تو غیب سے اُس کو آواز سُنائی دی۔ کہ اے شخص! جب تک تو ہماری طاعت کرتا رہا ہم تیرے مشکور رہے پھر جب تو نے ہماری عبادت کو ترک کر دیا۔ تو ہم نے تجھے مہلت دی۔ اب پھر اگر تو ہماری طرف آجائے۔ تو ہم تجھے قبول کرینگے۔ پھر اس نے توبہ کی طرف رجوع کی۔ اور ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ کہ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ صوف کا جبہ پہنے ہوئے مستانہ اور فاخرانہ چال سے چل رہا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے۔ الٰہی یہ اُس شخص کی چال ہے جو تیرے غیر کے ساتھ فخر کرتا ہے اور تیرے سوا کسی اور کے ساتھ عزت حاصل کرتا ہے تو پھر اس شخص کی رفتار کیسی ہوگی جس کا تیرے سوا کوئی محبوب نہیں ہے میں نے اس سے پوچھا کہ میرے دوست کا کیا حال ہے اُس نے جواب دیا کہ اے چچا اس نوجوان کو دیکھ کہ وہ کس طرح تکبر اور فخر کے ساتھ چل رہا ہے اور خیال ہے کہ میں امیر مکہ کا غلام ہوں۔ ذوالنون رح فرماتے ہیں۔ کہ میں یہ بات سُن کر ذرا آگے بڑھا۔ تو واقعی ایک جوان کو دیکھا۔ کہ اپنے ازار کو زمین پر کھینچتا ہوا بڑے تکبر و غرور کے ساتھ جا رہا ہے میں نے اس کو کہا۔ اے

نوجوان تو اس لئے فخر سے چل رہا ہے کہ تو امیر مکہ کا غلام ہے۔ اور یہ فقیر تیرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ اور تو نہیں جانتا کہ یہ زمین و آسمان کے بادشاہ کا غلام ہے۔ تو پیچھے ہٹ جا اور اس کو آگے آگے چلنے دے۔ کیونکہ وہ ایسی چال چلنے کا تجھ سے زیادہ مستحق ہے۔ وہ نوجوان میری اس بات کو سن کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور ساتھ ہی اُس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور فقیر کو کہنے لگا کہ آگے آگے چل۔ کیونکہ آگے آگے چلنے کے لائق تو ہی ہے۔ تیرے جیسا شخص نہایت ہی خوش نصیب ہے۔ پھر وہ طواف پورا کر کے اپنی گردن جھکائے چلا گیا۔ لیکن میں نے جان لیا۔ کہ میری باتوں نے اس میں اثر کیا ہے۔ پس وہ اپنے مالک کے پاس آ گیا۔ اور اپنا آپ اس سے خرید لیا۔ اور اپنا تمام مال و اسباب صدقہ کر دیا۔ اور ایک صوف کا جبہ پہن کر تیسرے دن مجھے بیت اللہ شریف میں آ ملا۔ اور کہنے لگا اے شیخ۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ اس قدر بڑے گناہوں کے بعد خدا تعالیٰ مجھے قبول کر لیگا۔ میں نے کہا تجھے مبارک ہو۔ تو تو اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جب وہ ان لوگوں کو جو اس کی طرف سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ اپنی طرف بلاتا ہے۔ تو پھر کس طرح وہ ان لوگوں کو قبول نہ کریگا جو اُس کی طرف توجہ کریں۔ تو اپنی نیت کو خالص رکھ وہ تجھے قبول کر لیگا۔ پھر اس نے کہا اے چچا خدا تجھے جزا دے۔ تو نے بہت عمدہ نصیحت کی۔ کہ میرا دل غم کے مارے پھٹا جاتا تھا۔ اب اُس کو تسکین ہو گئی۔ پھر وہ نوجوان چلا گیا۔ سات دن نہ گذرنے پائے تھے۔ کہ ایک شخص نے مجھے خبر دی۔ کہ اس نوجوان کے بارہ میں خدا تعالیٰ تجھے بڑا اجر دیوے۔ وہ تو مر گیا ہے۔ میں نے اُس کو کہا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو اُس کا چہرہ دائرہ قمر کی طرح تھا۔ پھر میں نے اس کا حال دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس نے اس مکان میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں کو گردن کے گرد باندھ لیا۔ اور محراب کو لازم پکڑ کر اپنے نفس پر روتا رہا۔ آج جب لوگوں نے اُسکو دیکھا تو مرا ہوا پایا۔ ذوالنون رح بیان کرتے ہیں کہ میں اُس کے جنازہ پر حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ شائد ہی کوئی مکہ میں رہ گیا ہوگا جو اس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا ہوگا۔ پس میں نے اسی رات اس کو خواب میں دیکھا کہ مستانہ ٹہل رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ کہ دونوں چالوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

پھر میں نے اس سے پوچھا میرے دوست اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اُس نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ یعنی متقین لوگ اپنے زبردست بادشاہ کے پاس مقصد صدق میں باغوں اور نہروں میں خوشی خوشی رہینگے۔ اور ذوالنون رح فرماتے ہیں۔ کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمین باوجود فراخ ہونے کے تجھ پر تنگ ہو جاوے۔ حتیٰ کہ تجھے قرار و آرام نہ آئے اور زندگی دشوار ہو جائے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ کے حق میں جبکہ وہ غزوہ بتوک۔ سے پیچھے رہ گئے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے ان کو پچاس دن تک اپنے سے جدا کر دیا۔ ان کی توبہ کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰىٓ اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ۔ یعنی ان تینوں پر جو پیچھے رہ گئے حتیٰ کہ زمین باوجود فراخ ہونے کے اُن پر تنگ ہو گئی۔ اور اُن کا جینا دشوار ہو گیا۔ یعنی توبہ کرنے والا ہمیشہ اپنے حال پر افسوس کرتا رہتا ہے۔ اور اپنے ہمسروں کے درمیان دُبلا پتلا پہچانا جاتا ہے۔ حضرت جنید رح فرماتے ہیں کہ توبہ کے تین رُکن ہیں۔ اول گذشتہ پر نادم ہونا۔ دوسرے یہ ارادہ کرنا کہ پھر ایسا نہ کرونگا۔ تیسرے اللہ تعالےٰ کے مفروضہ حقوق اور لوگوں کے حقوق میں سے جسکی تلافی ممکن ہو۔ اس کے تدارک و تلافی میں کوشش کرنا۔ اور اگر اس کی تلافی ناممکن ہو۔ تو اُس کے پورا کرنے کا ارادہ کرنا اور دشمنوں کے لئے دُعا کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ اے داؤد۔ گناہگاروں کا رونا میرے نزدیک عابدوں کے چلانے سے زیادہ عزیز و محبوب ہے۔ اور ایک شخص نے رابعہ رح کے پاس عرض کی۔ کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ اگر میں توبہ کروں۔ تو کیا خدا تعالےٰ میری توبہ کو قبول کریگا۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اگر وہ تیری توبہ کو قبول کریگا۔ تو تب ہی تو توبہ کریگا۔ اور حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں۔ کہ توبہ کے بعد ایک گناہ کرنا توبہ سے پہلے ستر گناہوں سے بدتر ہے۔ اور توبہ کے اصل معنی لغت میں رجوع کے ہیں یعنی صفات مذمومہ کو چھوڑ کر اوصاف محمودہ کی طرف رجوع کرنا۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈر کر مخالفات سے رجوع کی۔

وہ تائب ہے۔ اور جس نے اس حیا سے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے برائیوں سے رجوع کی وہ منیب ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی طرف نظر کرکے رجوع کی وہ اوّاب ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ کے یہ معنی ہیں۔ کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ معاصی پر عذاب کی وعید نہ بھی دیتا۔ تو بھی وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو دیکھ کر معاصی کو چھوڑ دیتا۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ توبہ کا اول رکن ایک قسم کی بیداری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہے۔ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی افراط و تفریط اور گناہ اور برائیوں کو یاد کرتا اور جان لیتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے کیونکہ ان کے سبب سے دنیا و آخرت کا مطلوب ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ جب انسان کو یہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اس سے ایک حال اس کو حاصل ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ضائع کئے ہوئے حقوق پر اس کو ندامت آتی ہے پھر اس ندامت سے اس کو عمل حاصل ہوتا ہے یعنی خیرات و واجبات کے ادا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے۔ جب یہ تین باتیں حاصل ہوگئیں۔ تو اس کا نام توبہ ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ کے یہ معنی ہیں کہ توبہ کا سب سے بڑا رکن ندامت ہے اور ندامت حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک رکن اول یعنی گناہوں کے ضرر کا علم حاصل نہ ہوئے۔ اور جب ندامت حاصل ہو جاویگی۔ تو اس کے بعد اس کا تیسرا رکن یعنی اصلاح میں عملی طور پر پابند ہونا اس کو حاصل ہو جاویگا۔ اور توبہ کی حقیقت بیان کرنے میں ایسی جامع کلام کسی نے نہیں کی جس میں توبہ کے تینوں ارکان یعنی گناہوں کے ضرر اور ندامت اور عمل فی الاصلاح کا حال بیان کیا ہو۔ کسی نے ایک رکن کو مدنظر رکھ کر کلام کی ہے۔ کسی نے دو رکنوں کو مدنظر رکھ کر توبہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گذشتہ پر ندامت ہو اور آئندہ کے لئے اصلاح کی جاوے۔ اور بعض نے یوں کہا ہے کہ نفس کو خوف کی باگ سے معصیت کی طرف سے موڑ کر رغبت کی نکیل ڈال کر طاعت کی طرف ہانکنا۔ اور بعض نے توبہ کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی دلیری اور

اس کے حلم کا علم ہو جاوے۔ کہ باوجود میرے اس قدر گناہوں کی زمین کو حکم نہیں دیتا کہ مجھے دھنسا دیوے یا آگ کو حکم نہیں دیتا کہ مجھے جلا دیوے۔ پھر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور ارادہ کرے کہ میں پھر اس گناہ کی طرف نہ جاؤنگا۔ جیسے کہ دودھ پھر پستان میں نہیں جا سکتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ توبہ کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنی گزشتہ خطاؤں کو یاد کرکے انسان کا باطن پگھل جاوے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ توبہ جگر میں ایک شعلہ زن آگ ہے اور نہ اچھا ہونے والا دل کا زخم ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ توبہ کے معنی ہیں جفاء کا لباس اتارنا اور وفا کا بستر بچھونا۔ اور سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ توبہ کے یہ معنی ہیں کہ حرکات مذمومہ کو حرکات محمودہ کے ساتھ تبدیل کریں۔ اور یہ بات سوائے خلوت اور خاموشی اور حلال کھانے کے پورے طور پر حاصل نہیں ہوتی۔ اور حدیث میں ہے کہ بندہ ایسا گناہ کرتا ہے جس کے سبب جنت میں داخل ہو جاتا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ گناہ کرنیکے بعد وہ ہر وقت توبہ کرتا اور اس سے بھاگتا ہے حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب ابلیس مردود ہو کر ملعون ہوا اور اس کو مہلت دیگئی تو کہنے لگا اے رب مجھے تیری عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں نے ابن آدم سے اپنا طمع دور کر لیا ہے جب تک اس میں جان ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بھی اس سے توبہ کو نہ روکونگا جبتک کہ اس میں جان ہو۔ پس انسان کو لازم ہے کہ جب اس سے کوئی گناہ صادر ہو تو توبہ میں جلدی کرے اور ان اسباب کو چھوڑ دے جو اس گناہ کا باعث ہوئے ہوں اور ایسے شخص کی صحبت کو ترک کرے جس کی صحبت میں اس گناہ کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہو۔ اور اپنی بگڑی ہوئی حالت کے درست کرنے کا فکر کرے۔ اور نیک عمل بجا لا کر اس گناہ کے اثر کو مٹا دے۔ اور آثار میں وارد ہے کہ گناہ کرنے کے بعد اگر یہ آٹھ باتیں نصیب ہو جائیں۔ تو اس پر معافی کی امید ہو سکتی ہے۔ ان میں چار دل میں ہیں۔ اول توبہ کرنا دوسرے یہ ارادہ کرنا کہ میں پھر یہ گناہ نہ کرونگا۔ تیسرے یہ خواہش ہو۔ کہ اس گناہ کی جڑھ میرے دل سے اکھڑ جائے۔ چوتھی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور اس کی بخشش کی اُمید ہو۔ اور ان میں سے چار باتیں اعضاء و جوارح میں ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ مسجد میں جا کر چار رکعت نماز ادا کرے پھر ستر دفعہ استغفار کہے۔ پھر سو دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے اور کچھ صدقہ دیوے۔ پھر ایک دن روزہ رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ

یُذۡهِبۡنَ السَّیِّـَٔاتِ ذٰلِكَ ذِكۡرٰی لِلذّٰكِرِیۡنَ کہ نیک عمل برائیوں کو دور کر دیتے ہیں اور یہ ذاکروں کے لئے عمدہ نصیحت ہے ۔

فصل بارھویں ۔ گناہوں کی تفصیل

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَیِّاٰتِكُمۡ وَ نُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِیۡمًا یعنی اگر تم گناہ کبیرہ سے بچو تو ہم تمہارے صغیرہ گناہوں کو معاف کر دینگے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کبیرہ گناہوں کے سوا اور تمام صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک سوائے تین گناہوں یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنے اور سنت کے ترک کرنے اور قسم توڑنے کے باقی تمام گناہوں کا کفارہ ہے ۔ اور ایک روایت ہے کہ جب تک کبیروں سے اجتناب کیا جاوے ۔ اور مسلم نے عبدالرحمن بن ابو بکرہ سے روایت کی ہے کہ اس کے باپ نے بیان کیا کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو سب گناہوں سے بڑھ کر کبیرہ گناہ نہ بتلاؤں ۔ وہ تین ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا ۔ اور والدین کی نافرمانی کرنا ۔ اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا ۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو ۔ یاروں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کونسے ہیں آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس نفس کو جس کو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے حق کے سوا قتل کرنا ۔ اور یتیم کا مال کھانا ۔ اور سود لینا ۔ اور میدان جنگ سے بھاگنا ۔ اور بیاہی ہوئی غافل مومنہ عورتوں کو ناحق تہمت لگانا ۔ اور ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے ۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تو کسی کو شریک بناوے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے ۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اور کونسا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بچے کو اس خوف سے قتل کر دے کہ تیرے ساتھ کھانا کھاوے گا پھر اس نے عرض کی کہ اور کونسا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی عورت سے

زنا کرے۔ جس کی تصدیق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں بناتے اور نہ کسی نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے سوائے حق کے قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ معاصی دو قسم پر ہیں۔ اول فریضہ کا ترک کرنا۔ دوسرے فعل محرم اور نہی کا مرتکب ہونا۔ پہلی قسم ابلیس کی معصیت ہے۔ کہ اُس نے فریضہ کو ترک کیا۔ یعنی اُس کو سجدہ کا حکم کیا گیا۔ اور اُس نے نہ کیا۔ دوسری قسم حضرت آدمؑ کی معصیت ہے۔ کہ ان کو اس درخت کے کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے کھالیا۔ پھر معاصی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ حقوق جو بندے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ہیں۔ دوسرے وہ حقوق جو بندوں کے اپنے درمیان ہیں۔ اور پھر معاصی اپنی اپنی اصل کے لحاظ سے چار قسموں میں ہیں۔ ایک بلحاظ ربوبیت کے دوسری بلحاظ شیطانیت کے تیسری بلحاظ بہیمیت کے۔ چوتھی بلحاظ سبعیت کے۔ پس بلحاظ ربوبیت کے معاصی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے اوصاف کے ساتھ اپنے آپ کو مشابہ کرنا۔ یعنی عظمت وکبریا اور رفعت وعزت وغنیٰ وقہر اور غلبہ یہ سب اللہ تعالےٰ کی صفات ہیں۔ جس کسی نے اپنے آپ کو ان صفات کے ساتھ مشابہ کرکے تکبّر اور جبر کیا اور رفعت وبلندی کو طلب کیا۔ اور خلق خدا پر غلبہ وقہر کیا۔ تو گویا اُس نے اللہ تعالےٰ سے ربوبیّت کا حق چھیننا چاہا۔ اور بلحاظ شیطنت کے یہ ہیں کہ اپنے آپ کو شیطان کے مشابہ بنالیں اور اس کی صفات کے ساتھ متصف ہو جائیں۔ اور اُسکی صفات یہ ہیں۔ حسد۔ سرکشی۔ حیلہ۔ مکر وفریب دغا اور نفاق اور معاصی اور بدعت وگمراہی کی طرف بلانا وغیرہ وغیرہ۔ اور بہیمیّہ یہ ہیں کہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت پورا کرنے پر حریص ہو یعنی زنا وچوری اور یتیم کا مال کھانے اور حرام کا مال جمع کرنے کی حرص وہوا غالب ہو۔ اور سبعیّہ یہ ہیں غضب اور حقد اور کینہ اور قتل کرنا اور مارنا اور خلق کو ایذا دینا وغیرہ وغیرہ۔ سب سے اوّل جو معاصی انسان پر غالب آتے ہیں۔ وہ بہیمیّہ ہیں۔ جب یہ مضبوط ہو جائیں اور جڑ پکڑ جائیں۔ تو پھر ان پر سبعیہ داخل ہو جاتے ہیں۔ جب یہ قوی ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے رکنے اور

ہٹنے کی کوئی توفیق نہیں ہوتی۔ تو پھر اس پر صفات شیطانی یعنی مکر و فریب وغیرہ غلبہ پانے لگتے ہیں۔ اس کے بعد ربوبیت کے منازعات اس کو آگھیرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ عظمت میرا ازار اور کبریا میری چادر ہے۔ جس نے ان دونوں میں سے ایک کو مجھ سے چھینا اس کو میں آگ میں داخل کرونگا پھر بلحاظ ضرر و نقصان کے گناہ دو قسم کے ہیں۔ اول کبیرہ جو توبہ سے بخشے جاتے ہیں۔ دوسرے صغیرہ جو نماز وغیرہ سے بخشے جاتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کی حد و تعریف میں لوگوں کا بہت اختلاف ہے بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو محرم ہے وہ کبیرہ ہے لیکن کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے۔ اور چھوٹا یا بڑا ہونا نسبی امر ہے۔ اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ قرآن مجید کی کوئی ظاہر آیت معاصی کے تقسیم ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ اور فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ وہ لوگ جو گناہ کبیرہ اور فواحش سے بچتے ہیں مگر تھوڑی سی آلودگی۔ اکثر مفسرین اس بات پر ہیں لمم سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لمم کے معنی ہیں گناہوں کے نزدیک جانا اور پھر گناہ نہ کرنے سے پہلے جلدی ہی اس سے توبہ کرنا اور مڑ جانا اس کا اصل المام ہے اور اس کے معنے اس طرح کرتے ہیں کہ اَلَمَّ فُلَانٌ بِفُلَانٍ اِذَا زَارَهٗ زِيَارَةً مُرْتَحِلٍ یعنی چلتے چلتے اس کو دیکھ کر گذر گیا۔ اس لحاظ سے تقسیم صحیح ہے۔ پھر صحابہ اور تابعین نے کبیرہ گناہوں کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔

ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ چار ہیں۔ اور ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ سات ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ نو ہیں۔ اور بعض گیارہ بیان کرتے ہیں۔ اور ابو طالب مکی رحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے تمام اقوال سے ان سب کو جمع کیا۔ تو ان میں سے چار کو دل میں معلوم کیا اور وہ یہ ہیں۔ اول اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ دوسرے معصیت پر اصرار کرنا تیسرے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔ چوتھے اللہ تعالےٰ کے مکر سے امن میں ہونا اور چار زبان میں ہیں یعنی جھوٹی گواہی دینا۔ اور نیکوکار غافلہ مومنہ عورت کو ناحق تہمت لگانا۔ اور یمین غموس یعنی جھوٹی قسم کھانا۔ اور وہ یہ ہے کہ قسم کھانے والا جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھاوے۔ اور اس کا نام غموس اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ ایسی قسم اپنی قسم کھانے والے کو آگ میں جھونک دیگی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ قسم ہے جس سے مومن کا مال تلف ہو خواہ

ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو۔ اور جادو کرنا۔ اور ایک کلام ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے۔ کہ جب اس کو استعمال کیا جائے۔ اس کی وہ بری تاثیر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور تین گناہ پیٹ میں ہیں۔ ایک شراب کا پینا۔ دوسرے یتیم کا مال کھانا۔ تیسرے جان بوجھ کر سود کھانا۔ اور دو گناہ شرمگاہ میں ہیں۔ ایک زنا۔ دوسرے لواطت اور دو گناہ ہاتھوں میں ہیں۔ ایک قتل دوسرے چوری۔ اور ایک گناہ پاؤں میں ہے یعنی میدان جنگ سے بھاگنا۔ اور ایک گناہ تمام بدن میں ہے۔ اور وہ والدین کی نافرمانی ہے۔ اور ان کی نافرمانی یہ ہے کہ اگر والدین کے حق میں بیٹے کو قسم دیں تو وہ اس قسم کو پورا نہ کرے یا اگر اس سے کوئی اپنی حاجت طلب کریں۔ تو وہ اس کو پورا نہ کرے یا اگر والدین بیٹے کو گالی نکالیں تو وہ ان کو مارے۔ یا اگر وہ بھوکے ہوں تو ان کو کھانا نہ دے۔ اور گناہ کبیرہ کی حد میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جس سے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں منع فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے۔ اور جس سے رسول اللہؐ نے منع کیا ہے وہ صغیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس پر اللہ تعالےٰ نے دوزخ کا وعدہ فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے۔ اور جس پر باوجود نہی عنہ ہونے کے کوئی وعید یا غضب نہیں آیا وہ صغیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ جس پر شرع میں حد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس پر حد اور کفارہ مقرر ہے وہ کبیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی تحریم پر شرائع متفق ہیں وہ کبیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا شمار کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کی تعداد میں کوئی نص وارد ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ تمام معاصی کو برا سمجھیں تاکہ کبیرہ کے ارتکاب کا خوف لگا رہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تمام گناہوں سے بڑا گناہ معلوم ہے۔ اور ان سب سے صغیرہ نامعلوم ہے۔ اور اس مسئلہ کی توضیح اس طرح پر ہے کہ تو شریعت کے اسرار کی طرف نظر کرے اور تو جان لیوے کہ اللہ تعالےٰ نے کتابوں کو نازل فرمایا اور پیغمبروں کو خلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ اس پر ایمان لاویں۔ اور اس کی عبادت کریں جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ اور میں نے جن و انس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور بعض نے لیعبدون کے معنی لیعرفون کئے ہیں یعنی تاکہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ اور یہی اصل مقصود ہے۔ پس سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک و کفر کریں۔ اور اس کی کتابوں کو باطل سمجھیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان احکام میں جو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہیں

اور جن کا جاننا اور اُن پر عمل کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت اور معرفت ہے۔ جیسے لائیں۔ اس کے بعد وہ رذائل صفات پیدا ہوتے ہیں جو اس مقصود کا نقیض ہیں مثلاً اللہ تعالےٰ کے مکر سے بے غم ہونا جو اللہ تعالےٰ کے قہر و غلبہ سے غافل ہونا ہے۔ اور گمراہ کرنے والی بدعتوں کا صادر ہونا جو حقیقت میں اللہ تعالےٰ کی صفات سے جاہل ہونا اور اللہ تعالےٰ کے جلال و تنزیہ کو قرآن مجید میں وارد ہے جھٹلانا ہے۔ پھر اس کے بعد تکبر و عجب پیدا ہوتے ہیں جو گویا اللہ تعالےٰ کے احسان کو فراموش کر دینا ہے۔ اور نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کا ترک کرنا اسی قسم سے ہے۔ کیونکہ اس سے اصل مقصود کے ایک رکن کا ابطال لازم آتا ہے۔ یہی وہ سر ہے جس سے کبیرہ سے کبیرہ گناہ معلوم ہو سکتا ہے۔ پھر تو جان کیونکہ گناہوں میں تفاوت ہے۔ اور پھر تجھے یہ بات بھی معلوم ہو جائے۔ کہ فقط ایمان اور عبادت ہی سے اصل مقصود پورا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ نفس اور عقل اور مال کہ جن پر ایمان و عبادت کا مدار ہے سلامت نہ ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ نے مومن اور معاہد کا ناحق قتل کرنا حرام کیا ہے۔ کیونکہ قتل میں وجود کے قطع ہونے کے باعث مقصود کا بطلان ہے۔ اور ضرب یعنی مارنا اور زخم لگانا اور پہلو کا کاٹنا وغیرہ جو قتل تک نوبت پہنچا دیتے ہیں سب اس میں شامل ہیں۔ ہاں لڑائی کرنیوالے کافر کا قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کے قتل میں مسلمانوں سے ضرر کا دفع کرنا مقصود ہے۔ اور محصن زانی کا قتل بھی جائز ہے تاکہ آئندہ کے لئے فساد بند ہو جائے۔ ایسے ہی جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا قصاص میں قتل کرنا جائز ہے تاکہ آئندہ قتل واقع نہ ہو۔ گویا قصاص کے طور پر قتل کرنے میں قتل کی کمی ہے۔ اور یہی معنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول کے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ اے دانا لوگو قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تاکہ تم بچ جاؤ اور اللہ تعالےٰ نے لواطت کو حرام کیا ہے اس لئے کہ اس سے قطع نسل اور وجود انسانی کا رفع ہونا لازم آتا ہے جو وجود کے قطع ہونے کے قریب قریب ہے۔ اور زنا کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام کیا ہے تاکہ نسبیں خلط ملط نہ ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ میل جول اور رشتہ داری اور میراث منقطع نہ ہو جائے۔ اور لوگوں کے درمیان غیرت کی آگ بھڑک کر قتل اور ہرج تک نوبت نہ پہنچ جائے۔ اور مال کا ناحق لینا اللہ تعالےٰ نے اس لئے حرام کیا ہے کہ اس میں لوگوں کی بہتری اور مصلحت ہے۔ لیکن کسی مال میں

ضرر زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں کم۔ اور جو مال ظاہراً لیا جاوے۔ اس کا تدارک اور فیصلہ بادشاہ یا حاکم کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اور اکثر اس سے اس طرح بھی بچ سکتے ہیں۔ کہ انسان اپنے مال کو محفوظ رکھے۔ لیکن جو مال پوشیدہ یا غلبہ کے ساتھ لیا جاوے۔ اس کا ضرر سب سے بڑھ کر ہے۔ جیسے کہ چوری۔ کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور نہ ہی پتہ مل سکتا ہے۔ تاکہ پورا حق واپس لیا جاوے۔ اور یتیم کا مال کھانا خاصکر اس کے ولی کے لئے ایسا ہی ہے۔ اور جھوٹی گواہی سے کسی کا مال تلف کرنا یا حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال کھا جانا اور سود لینا اور جوا کھیلنا سب اسی قسم سے ہے۔ کیونکہ جوے میں باطل حجت کے ساتھ مسلمان کے مال کو کھاتے ہیں جس کا عوض پورا نہیں دیا جاتا۔ اور غصب یعنی زبردستی کسی کا مال چھین لینا اور امانت میں خیانت کرنا اسی کے متعلق ہے۔ اور کسی کی بےعزتی اور بدنامی کرنا اس واسطے حرام کیا ہے کہ قطع تعلق اور مخالفت تک نوبت نہ پہنچ جائے اور اکثر اوقات اس میں قتل تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ اور تمام مُسکر یعنی نشہ والی چیزوں کا پینا اور کھانا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال سے عقل میں فساد برپا ہوتا ہے۔ جس کے سبب سے انسان شرعی امور کا مکلف ہے۔ گویا مستی کے وقت یہ بھی قطع وجود کی طرح ہے۔ یہ سب کبیرہ گناہوں کے مراتب ہیں۔ اور جس قدر بڑا گناہ ہو گا۔ اسی قدر ایمان وعبادت کے کم کرنے میں اس کا ضرر ہو گا۔ اور گناہ صغیرہ کا یہ حال ہے کہ مواظبت اور اصرار کے ساتھ وہ بھی کبیرہ ہو جاتے ہیں صغیرہ گناہوں میں سے بعض یہ ہیں۔ بیگانی عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنا اور اس کو شہوت سے ہاتھ لگانا۔ اور اس کا بوسہ لینا اور معاصی کی طلب میں قدم اُٹھانا اور شراب اور لہو ولعب کی مجلس میں حاضر ہونا اور مردوں کو ریشمی لباس اور سونے کا پہننا اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پینا اور ناپاک طعام کا کھانا اور بدکاروں کے ساتھ میل جول رکھنا اور اپنی شرمگاہ کو ننگا کرنا۔ یہ سب ایسے گناہ اور معاصی ہیں کہ ان پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ کے قریب ہے جس طرح کہ کسی مباح کھیل پر مداومت کرنا جس میں کچھ فائدہ نہ ہو صغیرہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پس جو شخص تقوےٰ حاصل کرنا چاہے۔ اُس کو چاہیئے کہ فضول مباحات سے بھی پرہیز کرے۔ تاکہ اس کا نفس مباحات کا عادی ہو کر شہوات کی طرف مائل نہ ہو جائے۔ اور شہوات سے نکلکر شبہات میں اور شبہات میں پڑکر محرّمات

ہیں نہ جا پڑے۔ اور گناہ کا پہلا عذاب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے دل میں ایسی سیاہی اور غفلت چھا جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی عظمت و حرمت کو دل سے دور کر دیتی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس سے بڑے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کیچڑ میں پھنس جاوے اور اس پر قیمتی کپڑے ہوں۔ اور ان کو کیچڑ سے بچانے کے لئے اٹھا کر لے اور ان کو محفوظ رکھے۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ کیچڑ میں گر جائے اور اس کے کپڑوں کو کیچڑ لگ جائے۔ تو پھر وہ ان کو مہمل چھوڑ دیگا اور سب کے سب لتھڑ جاوینگے۔ اور وہ ان کو ہرگز محفوظ نہ رکھ سکیگا۔ اسی واسطے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ طاعت وہی ہے جو طاعت کا اول ثواب ہے اور گناہ وہی ہے جو گناہ کا اول عذاب ہے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ چھ چیزیں جب صغیرہ گناہوں کے ساتھ مل جائیں۔ ان کو کبیرہ کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور جب کبیرہ کے ساتھ مل جائیں۔ ان کو زیادہ بڑا بنا دیتی ہیں۔ اول اصرار یعنی بار بار اسی قسم کے گناہ کرنے کا ارادہ کرنا۔ اسی واسطے فرماتے ہیں کہ گناہ صغیرہ اصرار کے ساتھ صغیرہ نہیں رہتا۔ اور گناہ کبیرہ استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا۔ اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جھوٹوں کی طرح زبان سے استغفار کیا جاوے بلکہ استغفار سے مراد یہ ہے کہ دل کے ساتھ توبہ کی جاوے۔ اور اس پر ندامت حاصل ہو۔ اور دل سے گناہ کی محبت دور ہو جانے کا ارادہ ہو۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے زاری اور التجا ہو۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا ہی کبائر کا مرتکب ہونا ہے اور انسان سے کوئی کبیرہ گناہ صادر نہیں ہوتا۔ جبتک کہ پہلے وہ گناہ صغیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ مثلاً زنا متصور نہیں ہوتا جب تک پہلے نظر و لمس وغیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ گناہ کو حقیر اور چھوٹا سمجھے۔ اور جس قدر اس گناہ کو حقیر و صغیر جانیگا اسی قدر اس کی برائی بڑی ہوگی۔ کیونکہ گناہ کو حقیر جاننا اللہ تعالیٰ کے امر کو حقیر جاننا ہے۔ اور گناہ کو بڑا جاننے میں اللہ تعالیٰ کے امر کی بڑائی اور عظمت ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ مومن اپنے گناہ کو اس طرح دیکھتا ہے۔ گویا ایک پہاڑ اس کے سر پر گرا چاہتا ہے اور منافق اپنے گناہ کو اس مکھی کی طرح جانتا ہے جو اس کے چہرہ پر بیٹھی ہو۔ جس کو وہ جھٹ اڑا دیتا ہے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کا یہ کہنا کہ جو گناہ میں نے

کیا ہے وہ اسی جیسا ہے۔گناہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔اور اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی۔کہ ہدیہ کی کمی کی طرف نہ دیکھ۔بلکہ اُس بڑائی کی طرف دیکھ جس کی طرف تو ہدیہ دے جارہا ہے۔اور خطا کو چھوٹا نہ دیکھ بلکہ اُس ذات کی بلندی اور کبریا کی طرف دیکھ۔جس کے تو روبرو ہونے والا ہے۔اور حضرت ابوسعید خدری رح فرماتے ہیں کہ تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو جو تمہارے نزدیک بال سے زیادہ باریک ہیں لیکن ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ان کو مہلکات سے شمار کرتے تھے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالےٰ کی عظمت وجلال ورعب وداب ہر وقت چھایا رہتا تھا۔تیسرے گناہ پر خوش ہونا۔کیونکہ جس قدر گناہ پر خوش ہوں اسی قدر دل سیاہ ہوجاتا ہے۔روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے گناہ سے توبہ کی اور چند سال خدا تعالےٰ کی عبادت میں لگا رہا۔پھر ایک پیغمبر کی خدمت میں جاکر عرض کی کہ میرے لئے دعا کرو تاکہ خدا تعالےٰ میری توبہ کو قبول فرمائے اللہ تعالےٰ نے اُس نبی کی طرف وحی کی کہ اگر تو تمام زمین وآسمان والوں کو ساتھ لیکر بھی اُس کی سفارش کریگا۔تو بھی قبول نہ ہوگی۔جب تک کہ گناہ کی لذت وحلاوت اس کے دل میں ہے۔اور عاصی وبدکار کی مثال اس شخص کی سی ہے جس پر دشمنوں نے غلبہ پاکر اس کو آگ میں ڈال دیا ہو۔اور اس کو اس میں اپنے ہلاک ہونے کا خوف نہ ہو۔اُس کو تو لازم ہے کہ اس پر غم وافسوس غالب ہو۔اس کا یہ خوش ہونا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گناہ پر خوش ہو۔وہ اس مریض کی طرح ہے جو اپنے دوائی کے برتن کو اس کراہت کے باعث کہ اگر میں اس کو استعمال کرونگا۔تو مجھے شفا کی اُمید نہیں توڑ کر خوش ہوتا ہے۔چوتھی یہ کہ اللہ تعالےٰ کے اس احسان کے جاننے میں جو اس پر پردہ ڈالتا اور اس کو مہلت دیتا ہے حتٰے کہ دنیا میں اس پر عذاب نازل نہیں کرتا سستی اور غفلت کرتا ہے۔اور نہیں ڈرتا کہ اس کی یہ پردہ پوشی ایک قسم کی سزا ہے۔اور یہ مہلت دینا اس لئے ہے۔کہ گناہ زیادہ بڑھ جائیں اور اسی دھوکے پر اُس کو دنیا سے اٹھائیگا۔پانچویں یہ کہ گناہ کرکے اُس کو کھلم کھلا ظاہر کرنا اور فخر کے ساتھ لوگوں میں اس کا بیان کرنا۔اس میں بارگاہ الٰہی کے سامنے بڑی گستاخی اور بے ادبی اور اللہ تعالےٰ کی نعمت کی بے حرمتی ہے۔کیونکہ نیکی کو

ظاہر کرنا اور بُرائی کو چھپانا اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت ہے۔ اور گناہ کے ظاہر کرنے میں اس امر کی تحریک ہے کہ سننے والے بھی اسی گناہ پر آمادہ ہوں۔ اور خبر میں ہے۔ کہ اور سب لوگ معاف کئے جاوینگے۔ مگر اپنے گناہ کو کھلم کھلا اور ظاہر کرنے والے معاف نہ کئے جاوینگے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ گناہ نہ کر۔ اور اگر تو کرے تو کسی اور کو اُس پر ترغیب نہ دے۔ کیونکہ دو گناہ تیرے ذمے ہونگے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَامُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ یعنی منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو بُرائی کا حکم کرتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ ایک مومن کا دوسرے مومن کی بے حرمتی کرنا اُس کو اللہ تعالےٰ کی معصیت پر مدد دینے سے زیادہ گناہ ہے۔ چھٹے یہ کہ گناہ کرنے والا ایسا عالم ہو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں۔ جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ جس نے کوئی بُری سنت جاری کی اُس پر اس کا اور اُس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا۔ اور ان کے گناہوں میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَاٰثَارَهُمْ۔ اور آثار سے وہ عمل مراد ہیں جو عمل کے بعد باقی رہتے ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں۔ کہ اس عالم کے لئے اُس کے تابعداروں سے ہلاکت ہے جو لغزش کرکے خود تو اس سے توبہ کرلے۔ لیکن اُس کے تابعدار لوگ اُس پر عمل کرکے اطراف میں چلے جاویں۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ عالم کا حال کشتی کی طرح ہے کہ جب وہ غرق ہو جاتی تو کشتی والے بھی غرق ہو جاتے ہیں۔ اور روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عالم کسی بدعت کا پابند رہا۔ پھر اس نے اس سے توبہ کی۔ اور بہت مدت تک اسکی اصلاح میں کوشش کرتا رہا۔ تو اللہ تعالےٰ نے انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کی طرف حکم بھیجا۔ کہ اس عالم کو کہدو کہ اگر تیرا یہ گناہ صرف میرے اور تیرے درمیان ہوتا تو میں معاف کرتا اور بخش دیتا۔ لیکن ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جن کو تو نے گمراہ کردیا۔ اور تیرے گمراہ کرنے کے باعث میں نے ان کو دوزخ میں داخل کردیا۔ اور جس طرح برائیوں میں عالم کا گناہ زیادہ ہے اسی طرح طاعات میں بھی اس کا اجر بڑھ کر ہے۔ اور ایک باسناد حدیث میں رسول اللہ صلعم سے ہم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فقہا پیغمبر وں

کے امین ہیں۔ جب تک کہ دنیا کو طلب نہ کریں اور بادشاہوں کی تابعداری نہ کریں۔ لیکن جب وہ ایسا کریں تو تم ان سے بچو۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے کسی گناہ سے توبہ کی۔ اور سات دفعہ اس کے ترک کرنے پر اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ اس گناہ سے اس کو ہٹا دیتا ہے۔ اور جس نے گناہ سے توبہ کی۔ اور سات سال تک اس کو ترک رکھا۔ اللہ تعالےٰ اس کی شہوت کو اس کے دل سے دور کر دیتا ہے۔ اور خواجہ حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر مومن گناہ نہ کرتا۔ تو ہوا میں اڑتا پھرتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کو گناہ میں غرقاب کر دیا ہے۔ اور نیز حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ کہ بندے اور اللہ کے درمیان معاصی کی حد ہے۔ جب بندہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ جس سے پھر اس کو نیکی کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ اور حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے خضر ع سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان غیب کی باتوں پر جو آپ نے بتلائی ہیں۔ کس عمل کے باعث اطلاع بخشی انہوں نے جواب دیا۔ اس سبب سے کہ میں نے اللہ تعالےٰ کی خاطر معاصی کو ترک کر دیا۔ اور روایت ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن سیر کر رہے تھے۔ اور ہوا ان کے تخت کو اٹھائے ہوئے تھی۔ اسی اثناء میں سلیمان ع نے اپنے کپڑے پر نظر کی اور اس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ اس بات سے ہوا نے ان کو نیچے رکھ دیا اور کہا کہ جب تک تو اللہ تعالےٰ کی طاعت کرتا رہا میں بھی تیری اطاعت کرتی رہی۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یعقوب ع کی طرف وحی کی کہ اے یعقوب ؑ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے اور تیرے بیٹے کے درمیان کیوں جدائی ڈالی۔ عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا کہ تمہاری اس بات کے کہنے سے جبکہ تم نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے۔ اور تم اس سے غافل پڑے رہو۔ تم کو بھیڑئے کا خوف یاد آگیا اور میری امید و رجا بھول گئے۔ اور تم نے اُن کے بھائیوں کی غفلت پر نظر کی اور میری حفاظت کی طرف نہ دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم نے قربانی کی تھی اور تمہارے پڑوس میں یتیم تھے۔ اُن کو تم نے نہ کھلایا۔ اس کے بعد حضرت یعقوب ع صبح و شام کے وقت پکارا کرتے کہ جو شخص کھانا کھانا چاہتا ہے۔ وہ آل یعقوب ؑ کی طرف آجائے۔ اسی واسطے بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو۔ اس کو اُس کے مقابلہ میں اسی قسم کی بھلائی اور نیکی کرنی چاہیئے۔ اور حدیث میں ہے

کہ بندے پر اس کے گناہوں کے سبب اسباب تنگ ہو جاتے ہیں۔ اور روایت ہے۔ کہ جس وقت کوئی شخص گناہ کرتا ہے۔ اس وقت اُس کی عقل اس سے نکل جاتی ہے۔ اور پھر اس کی طرف کبھی نہیں آتی۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ کسی شخص کو قرآن مجید نہیں بھولتا جب تک اس سے کوئی گناہ صادر نہ ہو۔ اور بعض سلف فرماتے ہیں کہ لعنت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ منہ کالا اور مال کا نقصان ہو۔ بلکہ یہ ہے کہ تو ایک گناہ سے نکلنے نہ پائے۔ کہ اس جیسا یا اس سے بڑا گناہ اور کر دیوے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ بدکار کا عذاب یہی ہے کہ صالحین کے دل اُس کو دشمن جانتے ہیں۔ اور حضرت جنید رح کے یاروں میں سے ابی عمرؓ بن علوان کی نسبت حکایت کرتے ہیں۔ اُس نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ رقہ میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے جماع کی خواہش غالب ہوئی۔ حتیٰ کہ اسی فکر و سوچ میں مجھے غسل کی حاجت ہو گئی۔ اس واقعہ کے بعد میرا تمام جسم سیاہ ہو گیا۔ اور تین دن تک گھر میں چھپا رہا اور پوشیدہ ہی پوشیدہ حمام میں جا کر صابون کے ساتھ اپنے بدن کو دھوتا مگر جوں جوں دھوتا تھا اُس کی سیاہی بڑھتی جاتی تھی۔ پھر وہ سیاہی تین دن کے بعد خود بخود دور ہو گئی۔ اُس کے بعد حضرت جنید رح نے میری طرف پیغام بھیجا۔ اور وہ اس وقت بغداد میں تھے۔ جب میں حاضر ہوا۔ تو فرمانے لگے۔ تجھ کو اللہ تعالےٰ سے حیا نہ آیا۔ کہ ایک شہوت نے تجھ پر ایسا غلبہ پایا کہ اس نے تجھ کو اللہ تعالےٰ کے دربار سے نکال دیا اگر میں تیرے لئے دعا نہ کرتا اور تیری طرف سے توبہ نہ کرتا تو اسی رنگ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتا ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں کہ گناہ کے سوا کسی سے کوئی نماز باجماعت فوت نہیں ہوتی۔ اور خبر میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ادنےٰ معاملہ جو میں اپنے بندے کے ساتھ کرتا ہوں جبکہ وہ میری طاعت پر شہوت کو اختیار کر لیتا ہے یہ ہے کہ میں اُس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ اور حضرت فضیل رح فرماتے ہیں۔ کہ زمانہ کے تغیر اور دوستوں کی جفا سے جو کچھ برائی تجھے پہنچی ہے۔ وہ سب تیرے گناہوں کی وجہ تجھ کو پہنچی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں سے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں کا بادشاہ ہوں اور تمام بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ جو شخص میری اطاعت بجا لاتے ہیں ان کو اس پر مہربان کر دیتا ہوں۔ اور جو کوئی میری نافرمانی کرے ان کو اس کا دشمن بنا دیتا ہوں۔ پس تم اپنے دلوں کو بادشاہوں کے برا بھلا کہنے کی طرف نہ لگاؤ۔ بلکہ تم میری

طرف توبہ کرو تاکہ میں اُن کو تم پر مہربان کردوں۔ اور حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے طاعت کا امر کیا ہے اور اس پر اعانت فرمائی ہے اور اس کے ترک کرنے میں کوئی عذر نہیں چھوڑا۔ اور معصیت سے منع کیا ہے۔ اور اس سے بے پروائی ظاہر فرمائی ہے اور اُس کے اختیار کرنے میں کوئی حجت نہیں چھوڑی۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ کو پہچان کر پھر میری نافرمانی کرتا ہے۔ میں اُس پر ایسا شخص حاکم بناتا ہوں۔ جو مجھ کو نہیں جانتا۔ اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں۔ کہ خلقت کے اعمال ایسے نہیں ہیں کہ اس کو راضی کریں یا غضب میں لائیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جن لوگوں پر وہ راضی ہے ان کو رضا کے اعمال کی توفیق دی ہے۔ اور جن لوگوں پر وہ غضبناک ہے۔ اُن کو غضب کے اعمال میں لگا دیا ہے۔ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بغیر مال کے دولتمندی اور بغیر سلطنت کے ہیبت اور بغیر قبیلہ کے عزت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرے کیونکہ اللہ تعالےٰ سوائے اپنے نافرمان کے کسی کو ذلیل و خوار نہیں کرتا۔ اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے مغفرت ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے حیا بھی مجھے اپنے کئے پر غمناک کردیگا۔ اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں اللہ تعالےٰ کی طاعت کرتے کرتے دوزخ میں چلا جاؤں۔ تو میرے نزدیک اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ اس کی نافرمانی کرکر جنت میں داخل ہوں۔ اور حضرت صالح بن عبد الجلیل رح فرماتے ہیں کہ اطاعت کرنیوالے لوگ دُنیا اور آخرت کی پاکیزہ اور لذیذ زندگی حاصل کرکے چلے گئے۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ فرمادیگا۔ کہ تم دنیا میں میری خلقت سے مُنہ موڑ کر میرے ساتھ راضی رہے اور اپنی خواہشوں پر میری تابعداری کو پسند رکھا۔ آج کے دن تم میری کرامت سے خوش ہو جاؤ۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ میں نے جنت کو تمہارے ہی لئے بنایا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچو۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے۔ جو کسی وادی میں اُترے ہوئے ہوں۔ اور ان میں سے ہر ایک شخص ایک ایک لکڑی جمع کرکے اپنی روٹیاں پکالیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں۔ کہ جو شخص چاہتا ہے۔ کہ عابد مجتہد سے سبقت

لے جائے اس کو چاہئے کہ اپنے نفس کو گناہوں سے روکے۔ کیونکہ ترک گناہ سے زیادہ بہتر کسی چیز کے ساتھ تم خدا تعالیٰ سے نہ مل سکو گے۔ اور ابو عاصم انطاکی فرماتے ہیں۔ کہ ایک برائی کا ترک کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار نفلی حجوں سے افضل ہے۔ اور حضرت یحییٰ بن معاذ رض فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم شیطان سے ڈر۔ کیونکہ وہ پرانا ہے اور تو نیا ہے اور وہ فارغ ہے اور تو مشغول۔ اور اس کی ہمت ایک ہی تھی۔ جو اس کی ہلاکت کا موجب ہو گئی۔ اور تیری ہمتیں بہت ہیں۔ اور شیطان تجھے دیکھتا ہے اور تو اس کو نہیں دیکھ سکتا اور تو اس کو بھول گیا ہے لیکن وہ تجھے نہیں بھولا۔ اور تیرا نفس اس کا معاون ہے۔ اور اس کا نفس تیرا معاون نہیں ہے۔ اور جو حرص و ہوا کا مغلوب ہوا۔ وہ رسوا و خوار ہوا۔ اور عامر بن عبداللہ بن قیس فرمایا کرتے تھے۔ الٰہی تو نے میرے دشمن کو میرے ساتھ اس طرح پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میرے خون کے ساتھ ساتھ میری رگ و ریشہ میں چلتا ہے۔ اور وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور پھر تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ گناہ سے ہٹا رہ۔ بھلا میں کس طرح ہٹ سکوں جب تک تو مجھے نہ ہٹائے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سخت بیماری لگ گئی۔ جس نے مجھے نہایت ہی دردناک کر دیا۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ پس میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ اے محمد بن ادریس اس طرح کہہ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ نَفْعًا وَّ لَا مَوْتًا وَّ لَا حَیَاۃً وَّ لَا نُشُوْرًا وَّ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَ لَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَ الْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ (یا اللہ میں اپنی جان کے لئے ضرر و نفع و موت و حیات و نشور کا کچھ بھی مالک نہیں ہوں اور نہ ہی کسی چیز کے لینے کی طاقت رکھتا ہوں سوائے اس چیز کے جو تو نے مجھے عطا کی ہے۔ اور نہ ہی میں بچ سکتا ہوں جب تک تو نہ مجھے بچا دے۔ یا اللہ تو عافیت کی حالت میں مجھے اس قول و عمل کی توفیق دے جس کو تو چاہتا اور پسند کرتا ہے) امام شافعی رح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اسی طرح کہا اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بخشی۔

فصل بارھویں تقوے میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو اپنی عزت و جلال میں یکتا اور کبریا و کمال میں یگانہ ہے۔ اور اشباہ واشکال سے برتر ہے۔ اُس کی معرفت کے دلائل روشن ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہے جس نے اُس کے غیر کے پاس عزت حاصل کی وہ نہایت ہی ذلیل ہؤا۔ اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اس کی رگ و ریشہ اور ہڈی اور جوڑ و اعضاء کو ترکیب دیا۔ اور جن کو بھڑکنے والی آگ سے پیدا کیا۔ اور وہ تکبر کرنے کے سبب سے مردود اور بارگاہ سے دور ہؤا۔ اور وصال سے محروم رہ گیا۔ اور اپنے تابعداروں پر نہایت شفقت و مہربانی فرمائی۔ کہ دنیا میں ان کو اپنی معرفت اور خدمت کی نعمت عطا کی۔ اور عقبے میں ان کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اور اعراض کرنے والوں کو فانی لذتوں میں مشغول کرکے اپنی عام بخشش اور دائمی نعمتوں سے اُن کو محروم رکھا۔ اس نے روز ازل سے سب کچھ تقسیم کر دیا ہے۔ اُس کے سامنے نہ کوئی حیلہ پیش جاتا ہے اور نہ ہی اس پر کسی کا حق ہے جس نے اعتزال کی میزان سے اُس کے احکام کو تولا۔ وہ سراسر محروم رہا۔ کسی کی مجال نہیں ہے۔ کہ اس سے پوچھے کہ یہ کام اس طرح کیوں کیا۔ لیکن وہ اپنے بندوں سے پوچھ سکتا ہے کہ تم نے یہ کام کیوں کیا۔ بھلا اُس مالک قادر پر کس طرح سوال عائد ہو سکتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی بادشاہی ہے۔ اس کے امر کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس کے حکم کو ٹال سکتا ہے۔ وہ خالق جو چاہے کر سکتا ہے وہ اول و آخر و ظاہر و باطن اور کبیر متعال ہے۔ اور عرش پر بغیر کیفیت اور تشبیہ و صعود و انتقال کے متمکن ہے۔ نہ وہم و خیال اس کو پا سکتے ہیں۔ نہ فکر کی وہاں تک رسائی ہے۔ اس کی صنعت کے رنگا رنگ باغوں میں فکر و عمل سے کام لے۔ کیونکہ اس کی عزت و جلال میں فکر کی کوئی مجال نہیں ہے۔ اہل تشبیہ اس کی تنزیہ اور تقدیس کے راستہ سے گمراہ ہو کر ہلاک ہو گئے اور اہل تعطیل بیہودہ اور باطل گفتگو کے جنگلوں میں بھٹک کر جنگ جدال میں تباہ ہو گئے اور عارف لوگ نقل و عقل کو جمع کرکے طریق اعتدال پر چلے۔ اسے فقیر اپنے مولا کے سامنے ذلیل ہو۔ اور بڑی عاجزی کے ساتھ اُس کے دروازہ کو کھٹکھٹا۔ وہی حکیم اور کریم اور رؤف و رحیم ہے۔ اور اس کے دروازے سے

کوئی ناامید نہیں جاتا۔ وہ بندہ کے دلی پوشیدہ راز اور مخفی باتوں کو جانتا اور ریگ پر چلتے وقت پاؤں کی دھسک اور آوازوں کی سنسناہٹ کو سنتا ہے۔ اور جنگل میں چیونٹی اور سمندر میں موجوں کے وقت آبی جانوروں کی حرکت کو دیکھتا ہے۔ اے ناچیز بندے تجھے حیاء و شرم نہیں آتی۔ کہ بُرے فعل کر کر کے اس زبردست بادشاہ کا تو مقابلہ کرتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ تو اسی کے قبضہ میں ہے۔ اور تیرے تمام احوال پر اس کی نظر ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تو لوگوں کو نصیحت کرتا ہے حالانکہ ان کی نسبت تجھے نیک عملوں کی زیادہ ضرورت وحاجت ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ نامرد مردوں کے سامنے آئے اور راندھا و چندھا اپنے ہمسروں میں اپنی خوبصورتی اور ناز و کرشمہ دکھائے۔ پس کیسی بابرکت ہے وہ ذات جس نے جس کسی کو اپنی خدمت کے لائق دیکھا اس کو اس کی توفیق بخشی۔ اور آدمی آدمی میں فرق ہے۔ پس اُس کے تمام فضل و کرم پر اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ ہی اُس کے ملک کے لئے کوئی زوال ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کو اُس نے معجزات ظاہرہ اور آیات باہرہ کے ساتھ مدد دی۔ اور اعلےٰ درجہ کی عمدہ خصلتوں سے آراستہ فرمایا۔ اور نہایت بلند مقام تک ان کو سیر کرایا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اور ان کو جمال کی خلعت سے سرفراز فرمایا ان پر اور اُن کی آل و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے صبح سے شام اور شام سے صبح تک ہمیشہ صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور نیک کام کرنے والے ہیں۔ یعنی جس بات سے اللہ تعالےٰ نے منع کیا ہے اس سے بچتے ہیں اور جس کا حکم کیا ہے اس کو کرتے اور بجالاتے ہیں۔ اور صحیح حدیث میں ہے جس میں کہ جبرائیل ؑ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ احسان کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو یہ خیال کرے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے علم و قدرت میں اپنی تمام خلق کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ سب کے حال کا عالم اور

سب پر قادر ہے۔ جیسے کہ وہ خود فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تم جہاں جاؤ اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنی حفاظت اور نصرت کے لحاظ سے مومنوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ تم کوئی غم نہ کرو۔ تم ہر حال میں اعلےٰ ہی ہو۔ اور فرماتا ہے وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا اپنے خاص عارفین کے ساتھ رہنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ ان کو اپنے ذکر کے لئے الہام دینا اور اپنی دائمی حضور کی لذت سے انکے باطنوں کو خوش کرتا ہے۔ بعض صالحین کا ذکر ہے کہ اس کی موت کے وقت لوگوں نے اس سے عرض کی۔ کہ ہم کو آپ کوئی وصیت کریں۔ اُس نے فرمایا کہ سورہ نحل کی یہ اخیر آیت پڑھا کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تقوے اختیار کرو کیونکہ یہ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔ اور جہاد کیا کر کیونکہ یہ مسلمانوں کی رہبانیت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا کر اور اس کی کتاب کو پڑھا کر اس سے تجھ کو زمین میں نور حاصل ہوگا اور آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا۔ اور نیک بات کے سوا اپنی زبان کو محفوظ رکھ کہ اس سے تو شیطان پر غالب آویگا۔ اور حدیث میں ہے کہ تین عمل سب عملوں سے بڑھ کر ہیں۔ اول اپنے نفس سے لوگوں کا انصاف دینا۔ دوسرے اپنے مال سے یاروں کی غمخواری کرنا۔ تیسرے ہر حال میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنا اور سہل بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ تمام بھلائی چار خصلتوں میں جمع ہے۔ اور انہی خصلتوں کے ہونے سے ابدال کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے یعنی بھوک، بیداری، خاموشی اور خلوت۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص چالیس رات تک خالص نیت سے جاگے اس پر ملکوت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ ع کی طرف وحی کی۔ اے موسیٰ میرے دیدار کے لئے تو ایسے حال میں مستعد ہو۔ جبکہ تو نے بھوک کا کرتہ پہنا ہوا ہو اور موسم گرما کی دوپہر کی پیاس نے تیرے گلے کو گھٹا ہوا ہو۔ اے موسیٰ بھوک میری طاعت کی کنجی اور میری طرف پہنچنے کا سبب ہے۔ اے موسیٰ پیاسوں کے پاس بیٹھ میں اپنی نعمت کو تجھ پر ہمیشہ کیلئے دونگا۔ اور بھوکوں کی مجلس اختیار کر یہ وہ لوگ ہیں۔ جن سے تمام سیاہیوں کو میں نے دور کر دیا ہے۔ اور ان کو میں نے اپنی محبت کا مزہ چکھایا ہے۔ اے موسیٰ بھوک تمام

نیک نفسوں کی لذت اور تمام روشن دلوں کا چراغ ہے۔ اے موسےٰ روزہ کو لازم پکڑ کیونکہ روزہ بہت ہی اچھا دوست ہے۔ اور رات کے اندھیرے میں جبکہ تمام لوگ سوئے پڑے ہوں۔ تو میرے سامنے کھڑا ہو۔ اے موسےٰ روزہ ایک نور ہے جس کو میں نے اپنے تابعداروں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ اور ایک لباس ہے جس کو میں نے پرہیزگاروں کے دلوں کو پہنایا ہے۔ روزہ میری خدمت کی کنجی اور میری اول عبادت ہے۔ اور حضرت حاتم اصم رح فرماتے ہیں کہ تین چیزیں تین چیزوں کی دوا ہیں رات کا قیام دل کی سختی کا علاج ہے۔ اور صدقہ حرص کی دوا ہے۔ اور نوافل معاصی کا علاج ہیں۔

دس کلموں کا بیان جو حضرت موسےٰ کی طرف نازل ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ کتاب ہے جو مالک جبار اور عزیز قہار کی طرف سے اس کے بندے اور رسول موسےٰ بن عمران کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اے موسیٰ میری تسبیح پڑھ اور پاکیزگی بیان کر۔ میرے سوائے اور کوئی تیرا معبود نہیں ہے۔ تو میری ہی عبادت کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ اور میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر۔ تو میری طرف ہی مڑ کر آنے والا ہے۔ میں تجھے پاکیزہ زندگی دونگا۔ اور اس نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے قتل نہ کر ورنہ تجھ پر زمین و آسمان باوجود اس قدر فراخ ہونے کے تنگ ہو جاوینگے۔ اور میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم نہ کھا کیونکہ جو کوئی میرے نام کی تعظیم نہیں کرتا۔ میں اس کو کبھی پاک و صاف نہ کرونگا۔ اور جس بات کو نہ تیرے کانوں نے سنا ہے نہ تیری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اور نہ تیرا دل اس سے واقف ہے اس کی گواہی نہ دے۔ کیونکہ میں قیامت کے دن تمام گواہی دینے والوں کو اپنی اپنی گواہی پر واقف کراؤنگا۔ اور ان کی نسبت ان سے پوچھونگا اور لوگوں کے فضل و رزق پر جو میں نے ان کو دیا ہے حسد نہ کر۔ کیونکہ حاسد میری نعمت کا دشمن اور میری قسمت پر ناراض ہونے والا ہے۔ اور نہ چوری کر۔ اور نہ زناء کر۔ ورنہ میں اپنا چہرہ تیری طرف سے ڈھانپ لونگا۔ اور تیری دعا کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دونگا۔ اور میرے سوائے کسی اور کے لئے ذبح نہ کر۔ کیونکہ

زمین کی کوئی قربانی جب تک کہ اس پر میرا نام نہ لیا جاوے۔ مجھ تک نہیں پہنچتی۔ اور اپنے ہمسایہ کی عورت سے بیوفائی مت کر یعنی زنا نہ کر کیونکہ اس امر کو میں بہت بُرا گناہ جانتا ہوں۔ اور لوگوں کے لئے بھی اسی بات کو پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور ان کے لئے بھی اس بات کو بُرا سمجھ جس کو تو اپنی جان کے لئے بُرا سمجھتا ہے۔ یہ سب امور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کی اس آیت میں جمع ہیں۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ الخ اور ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب موسےٰؑ میقات کی طرف چلے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ ہدایت۔ فرمایا۔ اے موسیٰ تم نے اس کو پالیا ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ کونسا بندہ تجھے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا وہ شخص جو مجھے یاد کرتا ہے اور کبھی نہیں بھلاتا۔ پھر عرض کیا کہ زیادہ منصف بندہ تیرا کون ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ شخص جو میرے حق کو ادا کرتا ہے اور حرص و ہوا کے تابع نہیں ہوتا۔ پھر عرض کیا تیرا کونسا بندہ زیادہ علم والا ہے۔ فرمایا کہ وہ شخص جو لوگوں سے علم کو اپنے عمل کے لئے حاصل کرتا ہے۔ تاکہ کوئی ایسی بات سنے جس سے اس کو ہدایت حاصل ہو۔ یا اس کو بُری بات سے روک سکے۔ اور ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ موسےٰؑ نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور پوچھا کہ یا اللہ یہ کون شخص ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہ میرا بندہ ہے جو لوگوں کے فضل و مال پر جو میں نے ان کو دیا ہے حسد نہیں کرتا۔ اور اپنے والدین سے احسان کرتا ہے۔ اور لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی چغلی نہیں کرتا۔ موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ کونسا عمل تجھے زیادہ پسند ہے تاکہ میں اس پر پابند رہوں۔ فرمایا مجھے یاد کر اور مجھے نہ بھلا۔ پھر عرض کیا کہ تمام بندوں میں سے نیک عمل والا شخص کون ہے۔ فرمایا کہ وہ شخص جو زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ اور اس کا دل بدکاری نہ کرے۔ اور اس کی شرمگاہ زنا نہ کرے وہی اچھے خلق والا مومن ہے۔ پھر عرض کیا۔ کہ یا اللہ سب سے زیادہ بدکار شخص کون ہے فرمایا کہ وہ بدخلق فاجر جو رات بھر مُردار کی طرح پڑا رہے۔ اور دن بھر مکر و فریب میں گزار دے ❖

کسی مرید نے اپنے شیخ کی خدمت میں اس امر کی شکایت کی۔ کہ مجھے نیند بہت

آتی ہے۔ تو شیخ نے جواب دیا۔ کہ رات اور دن میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بیدار دلوں پیاس کی معرفت کی ہوا کے جھونکے پہنچتے رہتے ہیں۔ اور خفتہ دل ان سے محروم رہتے ہیں۔ پس ان نفحات کے لئے اپنے دلوں کو بیدار رکھو۔ اس مرید نے عرض کیا کہ اے استاد آپ نے مجھے وہ نصیحت کی ہے کہ میں دن رات میں نہ سویا کرونگا۔

اور حضرت ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ حامل قرآن کے لئے لازم ہے کہ وہ پہچانا جاوے اپنی رات کے ساتھ جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اور اپنے دن کے ساتھ جبکہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں زیادتی کرتے ہوں اور اپنے غم کے ساتھ جبکہ لوگ خوش ہوتے ہوں اور اپنے رونے کے ساتھ جبکہ لوگ ہنستے ہوں اور اپنی خاموشی کے ساتھ جبکہ لوگ بیہودہ گفتگو میں مشغول ہوں۔ اور اپنے خشوع کے ساتھ جبکہ لوگ اکڑتے ہوں اور حامل قرآن کے لئے لازم ہے کہ حوصلہ والا اور نرم اور بردبار ہو۔ اور جفاکار اور ریاکار اور چلانے والا اور تند خو اور درشت نہ ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصایا میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے اول غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ اور فراغت کو شغل سے پہلے اور دولتمندی کو محتاجی سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔ اور حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے لڑکے یا اے میرے بیٹے کیا میں تجھے ایسی باتیں نہ بتاؤں جن کا تجھے اللہ تعالےٰ نفع دیوے میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو اللہ تعالےٰ کی حفاظت کر اللہ تعالےٰ تیری حفاظت کریگا۔ تو اللہ کی حفاظت کر تو ہر حال میں اللہ تعالےٰ کو اپنے سامنے پاویگا۔ تو اللہ تعالےٰ کو خوشحالی میں پہچان وہ تجھے تنگ حالی میں پہچانیگا۔ اور جب تو پکارے تو اللہ تعالےٰ کو پکار۔ اور جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالےٰ سے مانگ۔ کیونکہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ وہ پہلے ہی سے قلم نے لکھ دیا ہے۔ اگر تمام مخلوقات جمع ہو کر تجھے کسی طرح کا نفع پہنچانا چاہیں جو خدا کی طرف سے تیرے مقدر میں نہیں ہے۔ تو ہرگز کسی طرح کا نفع تجھے نہ پہنچا سکینگے۔ اور اگر تجھے ضرر دینا چاہیں۔ جو خدا نے تیری قسمت میں نہیں کیا۔ تو ہرگز تجھے کسی قسم کا ضرر نہ دے سکیں گے۔ اور یقینی طور پر شکر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے لئے نیک عمل کر اور جان لے کہ صبر میں

جس کو تو برا جانتا ہے بہت بھلائی ہے۔ اور صبر کے ساتھ فتح اور مصیبت کے ساتھ کشایش اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی منزلہ کتابوں میں سے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم میں نے تجھے اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں تجھ سے فائدہ اُٹھاؤں بلکہ اس لئے کہ تو مجھ سے فائدہ حاصل کرے۔ تجھے لازم ہے کہ تمام چیزوں کے بدلے مجھے اپنا دوست بنائے۔ کیونکہ میں تیرے لئے سب چیزوں سے بہتر ہوں۔ اور حضرت عیسےٰ ؑ نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ اگر تم میرے یار اور بھائی ہو۔ تو تم اپنے نفسوں کو لوگوں کی دشمنی اور بغض پر برانگیختہ نہ کرو۔ میں تم کو اس واسطے علم سکھاتا ہوں کہ تم عمل کرو اور اس واسطے نہیں سکھاتا تاکہ تم فخر و غرور کرو۔ جب تک کہ تم ان باتوں پر جن کو تم برا جانتے ہو صبر نہ کرو گے۔ تب تک اپنی امیدوں کو نہ پاؤ گے۔ اور جب تک اپنی خواہشات کو ترک نہ کرو گے۔ تب تک اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو گے۔ جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو بیہودہ نظر سے بچاؤ۔ کیونکہ اس سے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی نظر والے کے لئے فتنہ ہی کافی ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کی آنکھ اُس کے دل میں لگی ہو۔ اور اس کا دل اُس کی آنکھ کی طرف نہ لگا ہو۔ اور ابن شبرمہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو بیماری کے ڈر کے مارے کھانے اور پینے میں تو پرہیز کرتا ہے لیکن دوزخ کے ڈر کے مارے گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ اور سلیمان بن عبد الملک جب خلیفہ ہوا۔ تو ایک دفعہ ابو حازم رہ اُس کے پاس آئے۔ سلیمان بن عبد الملک نے شیخ ابو حازم کو کہا کہ ہم موت کو کیوں برا جانتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا۔ اس لئے کہ تم نے دنیا کو آباد کیا۔ اور آخرت کو اُجاڑ دیا۔ اس لئے تم آبادی کو چھوڑ کر اُجاڑ کی طرف جانا نہیں چاہتے۔ پھر خلیفہ نے پوچھا کہ آپ بتلائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے کس طرح حاضر ہونا ہوگا۔ فرمایا اے امیر المومنین نیکوکار آدمی اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح آویگا۔ جیسے کہ کوئی غائب اپنے اہل و عیال کی طرف خوشی خوشی آتا ہے۔ اور بدکار آدمی اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح آئیگا جس طرح کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا اور غم کرتا ہوا آتا ہے۔ پھر عرض کی کہ کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا کہ فرائض کا ادا کرنا اور محرمات سے پرہیز کرنا پھر عرض کیا کہ کونسی دعا افضل ہے۔ فرمایا کہ مصیبت زدہ شخص کی دعا اس شخص کے حق میں جو اس کے ساتھ احسان کرے۔ پھر عرض کی کہ کونسا صدقہ زیادہ پاک کرنیوالا ہے۔ فرمایا کہ مفلس کنگال

کا جو بلا بہت تکلیف ہو۔ پھر عرض کیا۔ کہ کونسا شخص زیادہ عادل ہے فرمایا کہ وہ شخص جو ایسے آدمی کے سامنے حق بات کہے۔ جس سے لوگ ڈرتے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ سب سے زیادہ دانا شخص کون ہے فرمایا۔ کہ وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کی طاعت بجا لائے۔ اور لوگوں کو بھی اس طرف رہنمائی کرے۔ پھر عرض کی کہ سب سے زیادہ جاہل شخص کون ہے۔ فرمایا۔ کہ وہ شخص جو آخرت کو دُنیا کے عوض بیچ ڈالے۔ پھر عرض کیا کہ مجھے کچھ اور نصیحت کرو مگر مختصر فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کو پاک و بزرگ جان اور سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جہاں سے اُس نے تجھے منع کیا ہے اور تجھے پاتا ہے۔ جہاں کہ تجھے حکم دیا ہے۔ یہ سُن کر امیرالمومنین رو پڑا۔ اور اُس کے ہمنشینوں میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ تو نے امیرالمومنین کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ ابو حازم رحمۃ نے فرمایا۔ چپ رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء سے وعدہ لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق حق بیان کریں۔ اور اس کو نہ چھپائیں۔ یہ کہہ کر ابو حازم رحمۃ وہاں سے چلے گئے امیرالمومنین نے اُن کی خدمت میں کچھ مال بھیجا۔ لیکن اُنہوں نے واپس پھیر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ جب میں اس مال کا تمہارے پاس ہونا پسند نہیں کرتا۔ تو پھر میں کس طرح تم سے لیلوں اور عامر بن عبداللہ بن قیس فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا چار چیزیں ہیں۔ مال اور عورتیں اور کھانا اور سونا۔ ان میں سے مال اور عورتوں کی تو مجھے حاجت نہیں ہے۔ اور کھانے اور سونے کو بھی حتی المقدور اپنے آپ سے روکونگا۔ اور تمام غموں کا ایک ہی غم بناؤنگا۔ اور ابو درداؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر دنیا میں تین چیزیں نہ ہوتیں تو میں ایک دم بھی اس میں رہنا پسند نہ کرتا گرم دوپہر کی سخت پیاس اور اندھیری رات کا سجدہ اور ان لوگوں کی مجلس جو پاکیزہ کلام کو اس طرح چن لیتے ہیں جیسے کہ کھجوروں میں سے عمدہ عمدہ کھجوریں چُن لیتے ہیں۔ اور کسی مجتہد کو لوگوں نے کہا کہ تو اپنے بدن کو اس قدر کیوں تکلیف دیتا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اس سے میں اس کی عزت وکرامت زیادہ کرتا ہوں۔ پس اے نافرمانی پر مداومت کرنیوالے وہ وقت کب آویگا۔ جبکہ لوگ کہینگے۔ کہ فلاں شخص نے توبہ کی تیرے گناہوں کی کثرت تجھ کو توبہ سے نہیں روکتی۔ اخلاص دل سے توبہ کر اور اپنے اللہ سے مغفرت مانگنے میں جلدی کر۔ کسی صالح شخص نے اپنے غلام کو مرنے کے وقت کہا۔ کہ مجھے مزبلہ[لہ] پر پھینکدو تاکہ میں وہاں مروں شاید میرا مولےٰ میری اس ذلت وخواری کو دیکھ کر مجھ پر رحم فرمادے پس اے وہ شخص کہ جس کا دل طاعت کی طرف مائل ہے۔ ذرا اپنے گذشتہ ضائع

لہ مزبلہ (کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ)۔

ہوئے ہوئے وقت کی طرف بھی نظر کر۔ ہمارے لئے تیری جُدائی حد سے بڑھ گئی ہے۔
اب ہمارے جنگل میں آجا اور ان لوگوں کے ساتھ جو ہمیں پکارتے ہیں۔ ہم کو پکار اور ہماری
محبت کے سوا کوئی مذہب اختیار نہ کر۔ صبح کا قیام تجھے وحشت میں ڈالتا ہے۔ اور دن کے
روزوں کی نسبت تجھ سے سوال کیا جاویگا۔ اور وہ ال کی راتیں تجھے عتاب کرتی ہیں۔ کیا تجھے
ہجر تکلیف نہیں دیتا یا تو وصل کا مشتاق نہیں ہے۔ دوستوں کی جدائی مہلک مرض ہے۔ لوگوں
سے زیادہ راستہ کا واقف وہ شخص ہے۔ جو اس پر چلا ہو۔ جب تو مکہ کی منزلوں کا ذکر کرتا ہے
تو حاجی لوگ خوش ہوتے ہیں۔ جب آدم ؑ نے جنت کا آرام اور مناجات کی لذت حاصل کر کے
پھر ہاتھ سے کھودی۔ تو ان کے آنسو نہر کی طرح بہنے لگے۔ شعر

عَوَّدُوْنِی الْوِصَالَ وَالْوَصْلُ عَذْبٌ ۔۔۔ وَرَمَوْنِی بِالْهَجْرِ وَالْهَجْرُ صَعْبٌ
لَا وَحَقِّ الْخُضُوْعِ عِنْدَ التَّلَاقِی ۔۔۔ لَيْسَ لِلْقَوِیِّ عَلَی التَّبَاعُدِ قَلْبٌ

(ترجمہ) مجھ کو اُنھوں نے وصل کا وعدہ دیا اور وصل نہایت ہی شیریں ہے۔ اور مجھے اُنھوں
نے جدائی میں پھینک دیا۔ اور ہجر نہایت دُشوار ہے + نزدیکی کے وقت مجھے خضوع
کی قسم ہے کہ جدائی پر دل ہرگز قوت نہیں پاتا +
حضرت آدم ؑ نے عرض کی کہ اے رب اگر میں توبہ کروں اور نیک بن جاؤں تو کیا پھر
مجھے تو جنت میں لیجاویگا۔ فرمایا کہ ہاں۔ اس سے ان کے دل کو تسکین ہوگئی۔ شعر

وَاِنَّا لَيُرْضِيْنَا رُجُوْعُ وِصَالِكُمْ ۔۔۔ فَرُدُّوْا لَنَا ذَالِكَ الْوِصَالَ كَمَا كَانَا
وَكُنَّا نُغَطِّی فِی الَّذِی نُوْغِسُ اَمْرَنَا ۔۔۔ وَلٰكِنَّهُمْ مَا نَلْقٰی قُبَانَ مَا بَانَا

(ترجمہ) ہم کو تمہارے وصال کا رجوع پسند ہے۔ پس اس وصال کو جیسے کہ پہلے تھا ہمارے
لئے واپس لاؤ۔ اور ہم تمہارے نزدیک اپنے عشق اور ہجر کی تکلیف کو چھپاتے تھے لیکن
اب جو کچھ ظاہر ہونا تھا ہو گیا + اور کچھ آدمی کرز بن وبرہ کے پاس آئے۔ اور ان کو روتے
دیکھ کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ جواب دیا کہ آج رات کی نماز میں نے
نہیں پڑھی۔ اور یہ کسی گناہ کی شامت سے ہے جو مجھ سے صادر ہوا ہے۔ ہائے اس
شخص کا حال کیسا ہی افسوسناک ہے جو بُعد اور جُدائی میں مبتلا ہو۔ اور وہ شخص کیسا ہی
بدنصیب ہے جو قرب اور وداد سے محروم ہو۔ خدا تعالےٰ حرمان و نا امیدی کو ہمارے
نصیب نہ کرے۔ اور گزشتہ گناہوں کے بدلے ہم کو اپنے دربار سے نہ ہٹائے۔ وہی

غفور ورحیم اور رؤف اور حلیم اور منّان ہے ✤

ماہ رجب کا بیان اور اُسکی فضیلت

ماہ رجب اللہ تعالےٰ کا مہینہ ہے اس مہینے میں توبہ کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور عمل کرنیوالوں پر قبولیت کے انوار کا فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ مہینہ ان بزرگ مہینوں میں سے ہے جن کا اللہ تعالےٰ نے بڑا قدر و مرتبہ بیان فرمایا ہے۔ ایک الگ مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ یعنی بارہ مہینوں میں سے چار مہینے نہایت بزرگ ہیں۔ اور اُن کی حرمت کی تاکید سے مراد یہ ہے۔ کہ اگر ان میں کوئی نیک کام کیا جاوے تو اس کا ثواب دُگنا تگنا ہوتا ہے اور اگر کوئی بُرا کام کیا جاوے۔ تو اس کا گناہ بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ اور وہ بزرگ مہینے یہ ہیں۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب۔ ان میں سے پہلے تین ایک دوسرے کے بعد متصل ہیں۔ اور رجب ان سے الگ ہے۔ اور اس کو اصم کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اس لئے کہ اس میں لڑائی کا آواز سُنائی نہ دیا کرتا تھا۔ اور جاہلیت میں اس کی بڑی عزت و حُرمت کرتے تھے۔ اور اس میں لڑائی سے باز رہتے تھے۔ اور ان کی دعائیں اس مہینے میں قبول ہوجایا کرتی تھیں۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا۔ اور آپ نے واقعۂ بدر سے دو مہینے پہلے اپنا ایک سریہ بطن نخل کی طرف بھیجا۔ اور ان کو کہا کہ تم کو ایک قریش کا قبیلہ ملیگا۔ اُس کو ضرور پکڑ لینا۔ اُس وقت جُمادی الاُخریٰ کا آخیر تھا۔ اسی اثنا میں رجب کا ہلال بھی چڑھ گیا۔ لیکن ان کو معلوم نہ ہُوا۔ اور رجب کی پہلی تاریخ میں مشرکوں کے ساتھ لڑائی کی اور ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ اور غنیمت کا بہت سا مال لیکر مدینہ کی طرف واپس آگئے۔ اس کے بعد مشرکوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ اور اس پر مسلمانوں کو عار دلائی اور کہلا بھیجا کہ تم نے شہر حرام میں لڑائی کو جائز و حلال کر دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (یعنی ماہ رجب میں لڑائی کرنے کی نسبت آپ سے پوچھتے ہیں) قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ (کہ یا رسول اللہ اس میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے) وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ (یعنی مشرکوں کو کہدو کہ اللہ

کے رستہ سے بند کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور مسجد حرام کے ساتھ کفر کرنا اور وہاں کے رہنے والوں کو اس سے نکلیف دیکر نکالنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماہ رجب میں لڑائی کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے) پھر اس کے بعد ماہ رجب میں لڑائی کا حرام ہونا اس آیت سے منسوخ ہو گیا۔ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (مشرکوں کو جہاں دیکھو وہیں قتل کر دو) اور صرف طاعت کے اجر اور برائی کی سزا کے زیادہ ہونے میں اُس کی حرمت و فضیلت باقی رہ گئی۔ اور لفظ رجب ترجیب سے مشتق ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اور روایت ہے کہ ان چاروں بزرگ مہینوں کے ایک دن کا روزہ دوسرے مہینوں کے تیس دن کے روزہ کے برابر ہے۔ اور ماہِ رمضان کے ایک دن کا روزہ ان چار مہینوں کے تیس روزوں کے برابر ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ جب جاہلیت میں لوگ اس مہینے میں اپنی زبانوں کو بند کرتے اور لڑائی کرنے سے باز رہتے تھے۔ تو پھر مسلمان کیونکر اپنی زبانوں کو دوسروں کی عزت سے نہ روکیں۔ کیونکہ بسا اوقات زبان کا زخم تیز تلوار کے زخم سے بڑھ کر تکلیف دیتا ہے۔ اور سفیان ثوری رحمہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تو کسی انسان کو تیر مارے تو یہ اُس کے حق میں زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تو اُس کو زبان کا تیر مارے۔ کیونکہ تیر تو کبھی خطا بھی ہو جاتا ہے لیکن زبان کا تیر کبھی خطا نہیں جاتا۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ رجب ترک جفا کے لئے ہے اور شعبان عمل و وفا کے لئے۔ اور رمضان صدق و صفا کے لئے ہے رجب کھیتی بونے کا مہینہ ہے اور شعبان کھیتی کو پانی دینے کا۔ اور رمضان کھیتی کاٹنے کا مہینہ ہے۔ پس اے لوگو خدا تم پر رحم کرے رجب میں تجارت کرو۔ کیونکہ وہ تجارت کا موسم ہے۔ اور اپنی اوقات کو آباد کرو۔ کیونکہ اب آباد کرنے کا وقت ہے۔ اور جو شخص گناہوں کا مریض ہے اُس کے لئے دوا کا موسم نزدیک ہے۔ اور روایت ہے کہ جو شخص رجب کے سات روزے رکھے۔ اس پر دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور جو اس کے دس روزے رکھے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے وہ اُس کو دیگا۔ اور جنت میں ایک محل ہے جس کے مقابلہ میں تمام دُنیا ایک چھوٹے سے جانور کے گھونسلے کے برابر نظر آتی ہے۔ اس میں رجب کے روزہ داروں کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ اور وہب بن

فرماتے ہیں کہ ماہ رجب میں اُس کی عظمت کے سبب دُنیا کی تمام نہریں زمزم کی زیارت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کی کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں صبح و شام کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگے۔ اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَتُبْ عَلَیَّ ستر دفعہ کہے اُس کے بدن کو دوزخ کی آگ ہرگز نہ لگیگی۔ اور تمام سال کی راتوں میں سے اُنتیس ۲۹ راتیں افضل ہیں۔ جن میں سلف صالحین تمام رات عبادت کیا کرتے اور اللہ تعالےٰ سے فضل و کرم کی اُمید رکھتے تھے۔ اخیر رمضان کی دس راتیں۔ اور رمضان کی ستارھویں رات جس کی صبح کو جنگ بدر واقع ہوا۔ اور ذی الحجہ کی اول دس راتیں۔ اور عید فطر اور عید قربانی کی دو نو راتیں۔ اور محرم کی پہلی اور دسویں رات اور رجب کی پہلی اور پندرھویں اور ستائیسویں رات جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ اور شعبان کی پندرھویں رات۔ اور تمام سال کے دنوں میں سے یہ دن افضل ہیں۔ رمضان کا چھٹا دن اور جمعہ کا دن اور عید فطر اور عید قربان کا دن۔ اور ایام تشریق یعنی عید قربان سے بعد کے تین دن +

وہ عمل جن پر سلف صالحین محافظت کیا کرتے تھے

نماز تسبیح۔ یہ نماز نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو بتلائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ جس شخص نے اس نماز کو پڑھا اُس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور آپ نے وصیت کی تھی۔ کہ اس کو ہر روز پڑھا کرو۔ اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیا کرو۔ اس حدیث کو ابو داؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت ادا کرے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں الحمد شریف اور بیس آیتوں سے زیادہ دراز سورۃ پڑھے پھر اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پندرہ بار پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور اس میں اس کو دس بار پھر رکوع سے جب سر اُٹھائے تو دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر سجدہ کر کے جب بیٹھے دس بار پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پھر جلسہ استراحت میں دس بار پڑھے۔ اور چاروں رکعتوں کو اسی طرح ادا کرے

ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ نماز تسبیح کے بارہ میں اس حدیث سے زیادہ کوئی صحیح نہیں ہے۔ اور ابن مبارک کی روایت میں اس طرح ہے کہ قرأت سے پہلے پندرہ بار اور قرأت کے بعد دس بار پڑھے۔ اور جلسہ استراحت اور تشہد کے وقت نہ پڑھے۔ اُن کو مقررہ نمازوں کی طرح ادا کرے۔

حضرت انس رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص مغرب کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے پھر اُس کے بعد دو رکعتیں ادا کرے اور اس کے بعد دُنیا کی کوئی کلام نہ کرے اور پہلی رکعت میں سُورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی اوّل بیس آیتیں اور دو آیتیں اُس کے درمیان کی یعنی وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے لیکر یَعْقِلُوْنَ تک ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورہ بقر کا آخیر یعنی للہ ما فی السموات سے آخیر تک۔ اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار پڑھے۔ اللہ تعالےٰ اس شخص کے لئے جنت عدن میں ہزار شہر موتی اور یاقوت سے بناتا ہے۔

اور کرز بن وبرہ سے جو منجملہ ابدال کے تھے روایت ہے اُنہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے ایک دفعہ خضرؑ سے ملاقات کی میں نے ان کو کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ۔ جس کو میں آج کی رات کروں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جب تو مغرب کی نماز پڑھ چکے تو عشا تک دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتا رہ۔ اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھ۔ اور کسی سے کلام نہ کر۔ پھر عشا کی نماز ادا کرکے بغیر کسی کے ساتھ کلام کرنے کے گھر آجا۔ اور گھر میں دو رکعت نماز پڑھ۔ اس طرح کہ ہر ایک رکعت میں فاتحہ اور سورہ اخلاص سات مرتبہ پڑھے۔ اور جب تو سلام پھیر چکے تو سجدہ میں چلا جا۔ اور سجدہ میں سات بار استغفار اور سات بار درود شریف اور سات بار باقیات الصالحات کے ساتھ تسبیح پڑھ۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اپنے دونو ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھا۔ اور یہ دُعا پڑھ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ یَا اِلٰهَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ۔ پھر اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے کھڑا ہو جا۔ اور اس دُعا کو پڑھ کر پاک جگہ میں طہارت کے ساتھ رو بقبلہ ہو کر درود شریف پڑھتا ہوا سو جا۔ اور اُنہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ خضرؑ فرماتے تھے کہ جس وقت حضرت جبرئیلؑ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ عمل بتایا تھا۔ میں اس وقت موجود تھا۔ اور اُس کی

بڑی فضیلت بیان کی تھی۔ پس اے گناہوں کی میل کچیل سے آلودہ ہوئے ہوئے اب غسل کا وقت ہے۔ جلدی کر۔ اور اپنے آپ کو پاک وصاف کر لے۔ دُنیا کی زندگی تجھے بیشک بہت شیریں معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس پر محاسبہ زقوم سے بھی زیادہ کڑوا ہے +

حکایت کرتے ہیں کہ ایک دودھ بیچنے والا دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا سیلاب آیا کہ اس کے تمام مال مویشی کو بہا لیگیا۔ وہ روتا تھا اور اس طرح کہتا تھا۔ مَیں نے اس کو قطرہ قطرہ کر کے جمع کیا تھا۔ اور آج سیلاب ہو کر بہ گیا۔ پس اے انسان غافل دُنیا تیرے پیچھے ہے اور آخرت تیرے سامنے۔ اور جو چیز پیچھے رہ جائے اُس کا طلب کرنا ہزیمت ہے۔ اور قدم آگے بڑھانا عزیمت ہے۔ اور فرصت کو غنیمت جاننا حزم و ہوشیاری ہے اور وقت کا گذر جانا غم وغصہ ہے۔ اے اپنی مرادوں کو امید کے دھاگے سے باندھنے والے یہ دھاگا بہت ہی کمزور اور ضعیف ہے۔ اگر تو بیداری کی آنکھ کھول کر دیکھے تو تجھے معلوم ہو جاویگا۔ کہ تیری عمر کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں تجھے چاہئے کہ اپنی عمر کی بربادی پر روئے جبکو صالحین علم وعمل کے ساتھ مضبوط کر کے چلے گئے۔ اور وہ باتیں جو عمر کو تباہ کرتی ہیں چھوڑ دے۔ اور رات دن اُس کے حال سے آگاہ رہ۔ یا اللہ تو اپنی معرفت اور ہدایت کے نُور کے ساتھ ہمارے دلوں سے غفلت کی سیاہی کو دُور کر دے۔ اور ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جن کو تو اپنے غیر کی طرف سے موڑ کر اپنی درگاہ کی طرف لے آیا۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مُسلمانوں کو بخش۔ آمین +

فصل تیرھویں تشمیر اور سفیانؒ کے ذکر میں

سب قسم کی تعریف اُس اللہ کے لائق ہے جو ایسا غفور ہے کہ ستر جمیل کے ساتھ اپنے بندوں کے گناہوں کو ڈھانپتا ہے اور جو ایسا شکور ہے جس کی عام بخشش ہر ایک کے شامل حال ہے اور جو ایسا رحیم ہے۔ جس کا احسان مومنوں پر کامل اور پورے طور پر ہے۔ اور جس نے اس کے کرم پر بھروسہ کیا وہ اپنے حسن تائید کے ساتھ اُس کے لئے کافی ہے۔ وہ واحد و احد اور قدوس و صمد اور اول اور اپنی عزت و کمال میں یگانہ ہے۔ اور اُس کی عزت میں کسی قسم کا نقص وعیب نہیں ہے۔ وہ حی اور علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر اور

و بدا اور خبیر اور اپنی ازلی اور قدیم کلام کے ساتھ جو تغیر و تبدل سے پاک ہے متکلم ہے۔ اس کی صفات قدیمہ ہیں جس نے اُن کو خلق کی صفات کے ساتھ مشابہ کیا۔ وہ سراسر جھوٹا اور باطل ہے۔ اس کی صفات پر روشن دلیلیں شاہد ہیں۔ جس نے اُس کو صفات سے معطل جانا۔ اُس نے ایک نہایت محال بات کہی۔ وہ ذات پاک این و کیف اور ظلم و حیف سے برتر ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اُسے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ حکم اُسی کا حکم اور امر اُسی کا امر اور ملک اسی کا ملک ہے۔ جس کو اُس نے اپنی خدمت کے لائق دیکھا۔ اُس کو اس کی توفیق دی اور اُس پر بڑی مہربانی فرما۔ اور عنایت فرمائی۔ اور جس کو اُس نے اپنے دروازہ سے دُور کر دیا اور نہایت دردناک عذاب میں مبتلا کیا۔ اس کے حق میں بھی عدل و انصاف کیا۔ اور اس مالک پر کسی قسم کا الزام اور ملامت نہیں ہے۔ جو شخص حزب رحمٰن میں شامل ہوا۔ اس پر شیطان غلبہ نہیں پا سکتا۔ اور جس کو اس کا مولیٰ دوست بنا لیوے وہ کیسے اکیلا ہو سکتا ہے۔ اگر بندہ اُس کو بھول جاوے تو اُس کو یاد دلاتا اور ہدایت فرماتا ہے۔ اور اگر وہ لغزش کھا جاوے۔ تو اُس کی دستگیری کرتا ہے۔ اور اگر ذلیل ہو جاوے۔ تو اُس کی مدد کرتا ہے۔ پس اے انسان۔ تو اُس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور اس کے دروازے کو لازم پکڑ۔ تو اُس کے دروازے کو چھوڑ کر کدھر جاتا ہے۔ اور اُس کو چھوڑ کر غیر کے پاس نہ جا۔ کیونکہ اُس کے سوائے اور سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ اور اپنے مولیٰ کے سامنے دل کے حضور کے ساتھ رو رو کر عاجزی کر۔ کیسی ہی پاک ہے وہ ذات کہ جو اُس کی طرف مڑ آیا۔ اور اُس پر اُس نے جود و احسان کا مینہ برسایا۔ اور بدکار کی لغزش کو دیکھ کر اُس پر پردہ ڈالا۔ اور اپنی رحمت کے ساتھ اس سے درگذر کی۔ اور اُس کو آئندہ کے لئے مہلت دی۔ اور دُعا کے قبول کرنے اور بخشش فرمانے کے لئے وقت مقرر کئے۔ تاکہ خطاکار اپنے ضائع کئے ہوئے وقتوں کا تدارک کر لیں میں اُس کے انعام و اکرام و افضال پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس بندے کی سی جو اس کی ہیبت و خوف کے مارے گردن جھکائے ہوئے ہو شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں جن کی طرف اُس نے اپنی

کتاب اور وحی نازل فرمائی۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ جب تک کہ راتیں اپنی سیاہی کے ساتھ آتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا اُس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے بنایا تاکہ لوگ اس کا ذکر اور شکر ادا کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے رات کو دن کا خلیفہ اور دن کو رات کا خلیفہ بنایا تاکہ جس کا رات کا وظیفہ اور عبادت رہ جائے۔ اس کا تدارک دن میں کر لے۔ اور جو شخص دن بھر اپنے مولے کی خدمت سے غافل رہے۔ وہ رات کو خلوت میں اس کی تلافی کر لیوے۔ آثار میں وارد ہے کہ جس شخص کا رات کا ورد فوت ہو جائے۔ وہ چاشت اور ظہر کے درمیان ادا کرے۔ تو ایسا ہے گویا اُس نے اپنے وقت ہی میں ادا کیا۔ اور خبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو مجھے ایک ساعت صبح کے بعد اور ایک ساعت عصر کے بعد یاد کرے۔ تو میں تجھے تمام دن کے لئے کفایت کروں گا۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر کرنا چاہے۔ اُس کے لئے رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں نہایت ہی عبرت اور نصیحت ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جب کبھی جماعت کے ساتھ نماز فوت ہو جاتی۔ تو آپ تمام رات عبادت میں گزار دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے مغرب کی نماز دیر سے پڑھی۔ حتّٰے کہ دو ستارے آپ کو روشن ہوئے ہوئے نظر آنے۔ اُس کے عوض آپ نے دو غلام آزاد کر دئے۔ اور ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نماز با جماعت فوت ہو گئی۔ اس کے عوض آپ نے اپنی زمین جس کی قیمت ایک لاکھ درم تھی خیرات وصدقہ کر دی۔ اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے بندوں کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ کہ تم نے میرے عبادت گذار بندوں کو کیسے دیکھا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ جس چیز سے تو نے ان کو ڈرایا وہ ڈرتے ہیں۔ اور جس چیز کی طرف تو نے ان کو شوق دلایا ہے وہ اُس کے مشتاق ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے مجھے دیکھ لیں۔ تو پھر ان کا کیا حال ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ بہت ہی عبادت وطاعت میں کوشش کریں۔ اور باقی تمام کام کو چھوڑ دیں۔ اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے اور اُن کی صحبت میں

بھی رہا ہوں۔ کہ اگر ان کے پاس کوئی دنیا کی چیز آجاوے تو اُس پر خوش نہیں ہوتے تھے۔ اور اگر کوئی چیز دُنیا کی اُن سے چلی جاوے تو اس پر غم و افسوس نہ کرتے تھے۔ اور دُنیا ان کے نزدیک مٹی سے زیادہ بے قدر و قیمت تھی۔ ان میں سے ہر ایک صرف ایک ہی کپڑے میں زندگی بسر کر دیتا اور اُس کے پاس کوئی زائد کپڑا ایسا نہ ہوتا جس کو وہ زمین پر بچھاتا۔ میں نے انہی لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا عامل پایا۔ جب رات آجاتی تو قیام اور عبادت میں صبح کر دیتے۔ اور شوق اور خوف کے مارے ان کے آنسو اُن کے رخساروں پر بہتے اور دوزخ سے اپنی گردنوں کو آزاد کرنے کے لئے اپنے رب کے آگے مناجات کرتے رہتے۔ اور اگر کوئی نیک کام کرتے تو اُس پر خوش ہوتے۔ اور ہمیشہ کے لئے اُس کا شکر ادا کرتے رہتے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کی قبولیت کی دعا مانگتے رہتے اور اگر اُن سے کوئی بُرائی سرزد ہوتی تو اُس پر غمناک ہوتے اور توبہ کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کی بخشش کا سوال کرتے۔ ہمیشہ اُن کا یہی حال رہا۔ اور اسی طرح گناہوں سے سلامت رہے۔ اور اسی طرح مغفرت کے ساتھ نجات پا گئے۔ اور خلیفہ عمرؓ بن عبدالعزیز رحہ کی مرض موت میں چند لوگ اس کی عیادت کے لئے آئے ان میں ایک نوجوان نہایت دُبلا پتلا تھا۔ عمرؓ بن عبدالعزیز رحہ نے اس کو دیکھ کر کہا اے نوجوان تجھے کیا ہے۔ کہ تو ایسا لاغر ہو رہا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ اے امیرالمومنین بیماریوں نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔ پھر عمرؓ نے اس کو کہا کہ تجھے اللہ کی قسم جو کچھ میں پوچھتا ہوں سچ سچ بیان کر دے۔ اس جوان نے عرض کیا۔ کہ اے امیرالمومنین! میں نے دُنیا کی حلاوت کو چکھا۔ تو میں نے اُس کو کڑوا پایا۔ اس لئے اس کی تر و تازگی اور حلاوت میری آنکھوں میں حقیر دکھائی دی۔ گویا میں اللہ تعالےٰ کے عرش کو ظاہر دیکھ رہا ہوں۔ اور لوگ جنت یا دوزخ کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔ پس میں دنوں کو پیاسا رہا۔ اور راتوں میں جاگتا رہا۔ اور اللہ تعالےٰ کے ثواب و عتاب کے مقابلہ میں اس کو حقیر و قلیل جانا۔ اور علقمہ بن قیس بڑے ریاضت کش تھے۔ لوگوں نے ان کو کہا کہ آپ اپنے نفس کو اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تو اُس کی عزت و کرامت بڑھاتا ہوں۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور تمام لوگ ایک میدان میں جمع ہونگے۔ تو ایک ندا کرنے والا ندا کریگا۔ کہ تمام اہل موقف جان لیویں۔ کہ

آج عزت وکرامت کے زیادہ مستحق کون ہیں۔ آج متقین کہاں ہیں۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو اللہ تعالی سے زیادہ ڈرنیوالا ہے۔ اور اللہ تعالے کی کسی منزلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اے ابن آدم اگر تو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے۔ کہ تیری عمر کس قدر باقی ہے۔ تو اپنی طول امل میں کوتاہی کرے۔ اور نیک اعمال میں زیادہ رغبت کرے۔ اگر آج تیرا قدم پھسلا تو کل اللہ تعالے کے سامنے۔ تجھے ندامت اٹھانی پڑے گی۔ پھر نہ ہی تو دُنیا کی طرف لوٹ کر آویگا اور نہ ہی عمل کا موقعہ ملیگا۔ اور بعض صالحین سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اپنا ورد کس وقت پڑھا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ جب انسان جنت و دوزخ کا حال سُن چکے۔ پھر اس پر ایسی گھڑی گذرے جس میں وہ اپنے ورد کو نہ پڑھتا ہو۔ بعض صالحین فرماتے ہیں۔ کہ کسی جنگل میں مجھے ایک شخص ملا۔ میں نے اس کو کہا کہ تو کہاں سے آرہا ہے۔ اُس نے کہا کہ ان لوگوں کے پاس سے جن کو بیع اور تجارت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا کہ ان لوگوں کی طرف جن کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں۔ اور ان کے دلوں کی سواریاں ایسے اسباب سے لدی ہوئی ہیں۔ جو بادشاہ کے سوائے کسی اور کے لائق نہیں ہے۔ اور جب رات کا اندھیرا اُن پر چھا جاتا ہے۔ تو وہ سواریاں چلتی ہیں کیا تو جانتا ہے کہ وہ کونسی گھاٹی میں پکڑے گئے یا تو جانتا ہے کہ وہ کس رستے گئے۔ دُنیا سے اُنہوں نے تھوڑے پر قناعت کی اور حرص وہوا کے جنگل کو کوشش کے قدموں سے طے کر گئے۔ اور تھوڑی ہی مدت میں سفر دراز کو قطع کر گئے حتٰی کہ راحت نے ان کے ساتھ معانقہ کیا۔ اور وصل کے شہروں میں جا داخل ہوئے۔ اور اس سفر دراز کی مشقت ان پر آسان ہوگئی۔ اور اُنہوں نے جان لیا۔ کہ ہمارا مقصد کہاں ہے۔ ان کے لئے وہ دن مبارک ہے۔ جس دن ان کو یہ ندا ہوگی۔ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ آج تمہارے لئے وہ دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔

لوگوں نے ذوالنون مصری رح سے حاملین قرآن کی نسبت پوچھا۔ اُنہوں نے

جواب دیا۔ وہ وہ لوگ ہیں جن پر غموں کے بادل برسے اور ان کے بدن اور جسم رنج و الم کا نشانہ ہوئے۔ اور انہوں نے خوف و حزن کا کرتہ پہنا اور یقین کا شراب پیالے بھر بھر پیا۔ اور اپنے نفسوں کو متقین کی سی ریاضت سے درست کیا۔ اور اپنی آنکھوں میں بیداری کا سرمہ ڈالا۔ اور بیہودہ نظر سے ان کو ڈھانپا۔ اور عبرت کو لازم پکڑا اور فکر سے کام لیا۔ راتوں کو جاگتے اور خوف کے مارے روتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کے بدن لاغر اور ان کے رنگ متغیر ہو گئے۔ اور اپنے لاغر بدنوں اور خشک ہونٹوں اور بہنے والے آنسوؤں اور قاتل آہوں کے ساتھ قرآن مجید کی صحبت اختیار کی۔ اور قرآن مجید ان کے اور دولتمندوں کی نعمت کے درمیان حائل ہو گیا۔ اور رغبت کرنے والوں کے طمع سے ان کو ہٹا رکھا۔ اور اس کی وعید سن کر ان کے آنسو بہے اور اس کے خوف سے ان پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوئے۔ انہوں نے دوزخ کی بھڑک کو قدموں کے پیچھے اور وعید کو دلوں کے سامنے رکھا۔ اور مٹی کو اپنی پیشانیوں کا تکیہ اور قرآن مجید کو اپنا صراط مستقیم بنایا جس نے ان کو خیرات کی طرف بلایا اور ان کی نجات کے لئے رہنما ہادی بنا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالے نے ہدایت دی ہے۔ اور یہی لوگ دانا ہیں۔ اے غفلت دنیا میں گرفتار ہوتے ہوئے ان لوگوں کی تعریف کو سن لے۔ اور حضرت ایوب سختیانی رح تمام رات جاگتے رہتے اور صبح کے وقت اپنا آواز اس طرح بلند کرتے جس سے معلوم ہوتا کہ ابھی بیدار ہوئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم لیثی رح بیس سال تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے رہے۔ اور حضرت رابعہ رح تمام رات جاگتی رہتیں۔ اچھے اچھے اور بہتر لوگ چلے گئے۔ اور بستروں کے ہمنشین رہ گئے۔ ہائے وہ پاک روح کہاں گئے۔ ان نیک صورتوں پر اللہ کی سلام ہو۔ اور حضرت سری سقطی رح سر شام سے لیکر صبح تک کھڑے رہتے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ اور فجر کے طلوع ہونے تک روتے رہتے۔ وہ لوگ باوجود طاعات کے روتے تھے۔ اور تم اپنی غفلت و سستی پر ہنستے ہو۔ سفر ان پر سفر آسان ہو گیا۔ جبکہ انہوں نے جان لیا۔ کہ بادشاہ ان کو دیکھتا اور ان کی آوازوں کو سنتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وہ تجھے دیکھتا ہے جب کہ تو کھڑا ہوتا ہے۔ پیاس اور مصیبت سے

لذت و مزہ پانا جنت کے سہرکی اول نقدہے۔ اور حسان بن ابو سفیان رح اس قدر دُبلے ہوگئے تھے کہ کوڑے کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم بن ادھم رح سیخ کی طرح نظر آتے تھے۔ اور حضرت رابعہ رح ایسے ہوگئی تھیں جیسے کوئی بوسیدہ لکڑی پڑی ہوتی ہے اور حضرت سری رح کا یہ حال تھا کہ ان کے بدن کا چمڑا ہڈیوں کے ساتھ خشک ہوگیا تھا شعر

جَزَی اللہُ الْمَسِیْرَ اِلَیْکَ خَیْرًا ۔۔۔ وَاِنْ تَرَکَ الْمَطَایَا کَالْمَزَادِیْ

(ترجمہ) تیری طرف آنے والے کو اللہ تعالیٰ نے جزاے خیر دیوے۔ اگرچہ سواریوں کو مبری مراد کی طرح چھوڑ دے) اور حضرت داؤد طائی رح رات کو اس طرح پکارا کرتے تھے۔ الٰہی تیرے غم نے مجھے تمام غموں سے بیکار کر دیا ہے۔ اور تیرا غم میرے اور میری نیند کے درمیان حائل ہوگیا ہے۔ اور تیرے دیدار کا شوق میرے اور میری تمام لذتوں کے درمیان حائل ہوگیا ہے۔ اور اے کریم میں تیرے قید خانہ میں ہوں۔ حضرت عیسےٰ ع سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ کے وہ دوست کونسے ہیں جن پر کوئی خوف اور غم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کے باطن کی طرف نظر کی جبکہ لوگوں نے اُس کے ظاہر کو دیکھا۔ اور اُنھوں نے باقی کی طرف دیکھا جبکہ لوگوں نے فانی کی طرف دیکھا۔ اور مرنے سے پہلے ہی مر گئے۔ اور تمام خواہشات کو ترک کر دیا۔ اس بات کو جان کر کہ عنقریب سب کچھ چھوڑنا پڑیگا۔ اور بہت میں سے تھوڑا اختیار کر لیا جو ان کو قوت لا یموت پر مدد دیوے۔ اور دُنیا کے غم والم سے جو اُن پر پہنچتے ہیں خوش ہیں۔ دُنیا ان کے نزدیک پُرانی ہوگئی۔ اور وہ اُس کو نیا نہیں بناتے اور دنیا ان کے نزدیک خراب ہے۔ جس کو وہ آباد نہیں کرتے۔ اور دُنیا اُن کے دلوں میں مرگئی اور وہ اس کو زندہ نہیں کرتے۔ وہ لوگ دُنیا کو برباد کر کے آخرت کو آباد کرتے اور دنیا کو بیچ کر آخرت کو خریدتے ہیں۔ اور دنیا کو اپنے پاس سے دور کر کے اس پر وہ خوش ہیں۔ اور اہل دنیا کو غرق ہوئے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور ان سے پہلے اس قسم کے لوگ بہت گذر چکے۔ اُنھوں نے موت کے ذکر کو زندہ کیا اور دُنیا کی زندگی کے ذکر کو مار دیا۔ وہ لوگ اللہ اور اس کے ذکر کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اس کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ ان کی خبر عجیب ہے۔ اور ان کے پاس بھی سب سے عجیب خبر ہے۔ کتاب اللہ ان کے ساتھ قائم ہے اور وہ اس کے ساتھ

قائم ہیں۔ کتاب اُن کے ساتھ ناطق ہے اور وہ کتاب کے ساتھ ناطق ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے رجاء و اُمید کے سوا اور کوئی امن و آرام نہیں دیکھتے۔ اور خوفِ خدا کے سوا اور کوئی خوف نہیں رکھتے۔ یہی اللہ تعالےٰ کے وہ دوست ہیں جن پر کسی قسم کا خوف وغم نہیں ہے۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں نے رات کے اندھیرے میں دریا کے کنارہ پر ایک دردناک آواز کو سُنا۔ اور اُس کے پیچھے ہولیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص کھڑا ہوا یہ کہ رہا ہے۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اے میرے دل کے سرور کس چیز نے مجھے تیری آنکھ سے گرا دیا ہے۔ مبارک ہے وہ دل جو تیرے خوف سے بھرا ہوا ہے اور تیری محبت اس پر غالب ہے۔ پس تیرا خوف اس ڈر سے کہ تو ناراض نہ ہو جائے اس کو کسی اور مقصد کی طرف جانے نہیں دیتا۔ اور تیری محبت تیرے ذکر کے سوا اور تمام خواہشات اور شہوات کی طرف سے مانع ہے۔ ان لوگوں نے طلب میں صدق ظاہر کیا تو اللہ تعالےٰ کی مدد نے اُن کو آلیا۔ اور اپنے نفسوں کو مغلوب کیا اور پرہیز کے زنجیروں میں اُن کو جکڑ دیا۔ اور دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کا بیج بوکر اس کو پانی دیا۔ اور اپنے مولےٰ کی لذت کو پاکر اُس کے سوائے کسی اور لذت کے طالب نہ ہوئے۔ اور وہ اسی طرح اس لذت کے طالب ہوئے جس طرح تم دنیا کی لذتوں کو چاہتے ہوں۔ اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔ شعر

قَلِّلْ سِقَامًا بِجِسْمٍ اَنْتَ مُتْلِفُهٗ ۔۔۔ وَبَرِّدْ دَعْرًا مَّا بِقَلْبٍ اَنْتَ مُضْرِمُهٗ

وَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى بُعْدِ الدِّيَارِ اِلٰى ۔۔۔ صَبْرِ الضَّعِيْفِ فَصَبْرِيْ اَنْتَ تَعْلَمُهٗ

تَلَفُ قَلْبِيْ فَقَدْ اَرْسَلْتُهٗ قَدَمًا ۔۔۔ اِلٰى لِقَائِكَ وَالْاَتْوَاقُ تَقْدُمُهٗ

(ترجمہ) اس جسم میں جس کو تو تلف کرنیوالا ہے بیماریوں کو کم کرے۔ اور دل کی آتش کو سرد کردے جس کا تو بھڑکانیوالا ہے اور تو مجھ کو اپنے دروازہ سے دور کرکے صبرِ ضعیف کے حوالہ نہ کر کیونکہ تو میرے صبر کو جانتا ہے تو میرے دل کو پالیگا۔ میں نے پہلے ہی اس کو تیرے دیدار کے لئے آگے بھیجدیا ہے اور شوق اُس کو آگے آگے بڑھانے لئے جا رہا ہے ؂

ابو جعفر صفار فرماتے ہیں۔ کہ ایک جنگل میں مجھے رستہ بھول گیا۔ اور پیاس کے مارے نہایت ضعیف و ناتوان ہوگیا۔ اسی اثناء میں میں نے ایک شخص کو مُنہ کھولے کھڑا ہوا دیکھا۔

میں نے اس کو کہا تو ایسا کیوں کھڑا ہے۔ اس نے کہا تجھے اس سے کیا تو بندے اور اُس کے مالک کے درمیان کیوں دخل دیتا ہے۔ پھر اُس نے اپنے ہاتھ سے رستہ کی طرف اشارہ کیا میں اُس کے اشارہ پر تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو روٹیاں اور گوشت گرم اور سرد پانی کا ایک کوزہ بھرا پڑا ہے۔ میں نے کھانا کھایا۔ اور پانی پیا۔ اور پھر اس کی طرف واپس آ گیا۔ اور اس سے کہا کہ یہ عجیب تصرف ہے۔ وہ اس بات سے مسکرایا اور کہا ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا۔ پھر اس نے موج ماری اور پھر پیرا۔ جب خوف نے ان کو بیقرار کیا تو انہوں نے گریہ وزاری کی۔ اور جب شوق نے ان کو بے آرام کیا تو وہ چلائے اور جب محبت نے اُن کو مدہوش کیا تو مشتاق ہوئے اور جب عشق نے اُن پر غلبہ پایا تو وہ زیادہ شائق ہوئے

شعر۔ وَحُرْمَةِ الْوُدِّ مَالِی عَنْكُمْ عِوَضٌ ۔۔۔ وَلَیْسَ لِی فِی سِوٰی تَقْبَالِكُمْ غَرَضٌ

وَمِنْ جُنُوْنِی بِكُمْ قَالُوْا بِهٖ مَرَضٌ ۔۔۔ فَقُلْتُ لَا زَالَ عَنِّی ذٰلِكَ الْمَرَضُ

ترجمہ۔ میرے پاس تمہاری محبت کا کوئی عوض نہیں ہے۔ اور تمہارے دیدار کے سوائے مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ اور تمہارے جنون کے سبب لوگ کہتے ہیں کہ مجھے مرض ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مرض مجھے ہمیشہ لگا رہے +

لوگوں نے کسی شخص کو ہوا میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور پوچھا کہ تو نے یہ مرتبہ کس طرح پایا۔ اُس نے کہا اس سبب سے کہ میں نے اپنی حرص و ہوا کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھا۔ پس اللہ تعالے نے اپنی ہوا کو میرے تابع کر دیا +

حضرت ابراہیم بن ادہم فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیت المقدس کے اطراف میں سیر کر رہا تھا۔ کہ مجھے سات آدمی ملے۔ میں نے ان کو سلام دی اور کہا کہ مجھے کوئی فائدہ کی بات بتلاؤ جس سے اللہ تعالے مجھے نفع دیوے۔ انہوں نے کہا۔ کہ دیکھ جو چیز تجھے اللہ کی طرف سے قطع کرنے والی ہے تو اس کو اپنے پاس سے قطع کر دے۔ پھر میں نے کہا۔ خدا تم پر رحم کرے کچھ اور فرماؤ۔ انہوں نے کہا اللہ تعالے کے سوا کسی سے اُمید نہ رکھ۔ اور اُس کے سوا کسی سے خوف نہ کر۔ میں نے عرض کی کچھ اور فرماؤ۔ انہوں نے کہا۔ کہ جس کو اللہ تعالے دوست رکھتا ہے تو بھی اُس کو دوست رکھ۔ اور جس کو اللہ تعالےٰ دشمن جانتا ہے تو بھی اُس کو دشمن جان۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمائیں۔ انہوں نے

کہا تجھے لازم ہے کہ دُعا اور عاجزی کرتا رہے۔ اور تنہائی میں رونا رہے۔ اور تواضع اور خشوع اور مومنوں کے لئے شفقت اور نصیحت کرتا رہے۔ پھر میں نے کہا کچھ اور فرماؤ۔ انہوں نے یوں کہا۔ یا اللہ تو ہمارے اور اس کے درمیان پردہ ڈال دے کہ اس نے ہم کو تیری طرف سے ہٹا دیا ہے۔ پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور میں نے ان کو نہ دیکھا۔ اے رات کو نیند میں اور دن کو بیہودہ بکواس میں گزارنے والے تو کیسے سابقین کو پا سکیگا۔ ان لوگوں کی ہمتیں اپنے مولے کی رضامندی میں تھیں۔ اور تیری ہمت تیری حرص وہوا کی موافقت میں رہتی ہے۔ تمہاری کوششیں جدا جدا ہیں۔ نمازیں انکے حق میں خلوتیں تھیں اور غافلوں کے نزدیک مفت کی چٹی اور تاوان۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ایک رات صبح تک کھڑے رہے۔ اور اللہ تعالٰے کا خوف اور اجلال اس قدر آپ پر غالب ہوا۔ کہ زبان سے اللہ تعالٰے کا ذکر نہ کر سکے۔ شعر

وَمَا تَذَكَّرْتُكُمْ اِلَّا نَسِيْتُكُمْ	نِسْيَانَ اِجْلَالٍ لَا نِسْيَانَ اِهْمَالٍ
اِذَا تَذَكَّرْتُ مَنْ اَنْتُمْ وَمَنْ اَنَا	اَجْلَلْتُ ذِكْرَكُمْ بَالِيْ عَلٰى بَالِيْ

(ترجمہ) میں نے جو تم کو یاد نہیں کیا تو تمہارے اجلال کے باعث تمہیں بھول گیا ہوں یہ نہیں کہ میں تم سے غافل ہو گیا ہوں۔ جب میں یاد کرتا ہوں کہ تم کیسے ہو اور میں کیسا ہوں۔ تو تمہارے ذکر سے میرے دِل پر خوف و اجلال چھا جاتا ہے + وہ لوگ نیند سے جاگتے تھے اور ہم سو رہے اور وہ کوشش کرتے تھے اور ہم پیچھے رہ گئے اور انہوں نے اپنی مرادوں کو پالیا۔ اور ہم محروم رہ گئے۔ اے یہ بات کہنے والے کہ جب چاہونگا توبہ کرلونگا۔ توبہ کرنے کا وعدہ آج ہی ہے۔ کل توبہ کا وعدہ اور موقعہ نہ ملیگا۔ اندھیری راتوں میں جاگ لے۔ لغزش میں تجھے مدد دیگا۔ اور اپنے رخساروں کے صفحوں پر آنسوؤں کی سیاہی سے ترک محرمات کی انگلیوں کے ساتھ موت کا ذکر لکھ اور اپنا قصہ عالم الغیب اور عالم خفیات کے پاس بیان کر۔ اور تمام حالات میں اس پر حسن ظن رکھ کر اس کے سامنے قدموں کے بل کھڑا رہ۔ اے قوت سے بےفکر ہو کر گھر میں بیٹھنے والے آج کمانے اور خوشہ چننے کا دن ہے اے مجبور نیند کے بعد دو رکعتوں کا ادا کرنا تیرے لئے ہزار تجارتوں سے بہتر ہے اے حرص وہوا کی قید میں پڑے ہوئے تو یوسف مقصد کی خوشبو کیسے سونگھیگا۔

اے توبہ کرنیوالو اپنے وعدوں کو پورا کرو اور خیال کرو۔ کہ کس کے ساتھ تم نے عہد باندھا ہے اور اپنے عہدوں اور قسموں کو پکا کرکے پھر نہ توڑو۔ اے نفس کے غلبہ سے مغلوب ہوئے ہوئے ۔ اس پر عزیمت کا کوڑا لیکر حملہ کر اور اس کو مباح شہوات سے روک کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ محرمات میں جا پڑے۔ اور اگر وہ شہوات کی طرف مائل ہے تو اُس کے مُنہ میں تقوٰے کی لگام دے۔ اور اگر وہ طاعات سے مُنہ پھیرے تو مجاہدہ کے کوڑے سے اس کو ہانک۔ بخدا جب تک تو دوائی تلخی کا مزہ نہ چکھیگا۔ تب تک تجھے ذرہ عافیت حاصل نہ ہو گی۔ اور نفس حریص کُتے کی طرح ہے کہ جب وہ سیر ہو جائے تو سو رہتا ہے اور اگر بھوکا ہو۔ تو دُم ہلاتا ہے۔ شعر

تَعْصِی الْاِلٰہَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّہٗ ۔۔۔ ھٰذَا مُحَالٌ فِی الْفِعَالِ بَدِیْعٌ

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَہٗ ۔۔۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

(ترجمہ) تو اللہ کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور پھر اُس کی نافرمانی کرتا ہے۔ یہ بات محال اور عجیب فعل ہے ۔ اگر تیری محبت صادق ہوتی۔ تو تو اُس کی تابعداری کرتا۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے ۔

اے بندو تم پر ایسا مہینہ گذر رہا ہے جس کی برکتیں مشہور ہیں۔ اور اس کی خیرات بیشمار ہیں۔ اسمیں توبہ کرنا تمام اچھی غنیمتوں میں سے بڑھ کر غنیمت ہے۔ اور اس میں طاعت کرنا تمام فائدہ مند تجارتوں سے فائدہ دینے والی تجارت ہے۔ اور وہ ماہ شعبان ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مقدمہ فرمایا ہے۔ اور اس مہینہ میں توبہ کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے امن کا وعدہ دیا ہے۔ جس شخص نے اپنے نفس کو اس مہینے میں کوشش و اجتہاد کا عادی بنایا۔ وہ رمضان میں بہت اچھی طرح کامیاب ہوا۔ اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلعم اکثر تمام شعبان میں روزہ رکھتے اور شاید ہی کسی دن افطار کرتے۔ اس مہینے کی نصف یعنی پندرھویں تاریخ کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اجلوں کو تقسیم کرتا۔ بعد ان میں قرب و بعد کا حکم فرماتا ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات کو اس شخص کا نام جس کو اس سال پیدا ہونا ہو اور مرنا ہو اور عرفہ میں کھڑا ہونا ہو۔ یا کسی شخص کو کسی عورت سے شادی کرنی ہو۔ اور مکان بنانا ہو سب لکھا جاتا ہے اور مرنیوالوں کا نام مردوں کے دیوان میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ سوائے

ظالم اور کھلا معصیت کرنے والوں کے اور تمام مسلمان اہل رات کو جو کچھ اللہ تعالیٰ سے
مانگیں اُن کو دیتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات
آتی ہے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ہر ایک دروازہ پر فرشتے
کھڑے ہو کر مسلمانوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ اور ہر ایک فرشتہ ہر ایک مسلم کے لئے
سوائے اس شخص کے جو کبیرہ پر مصر ہو بخشش مانگتے ہیں۔ اور سلف صالحین کا قاعدہ
تھا کہ اس رات کو سو رکعت ادا کرتے تھے۔ اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص
دس دفعہ پڑھتے تھے۔ حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے تیس اصحابی نے
میرے پاس حدیث بیان کی کہ جس نے یہ نماز پڑھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ستر دفعہ نظر
رحمت کرتا ہے اور ہر ایک نظر کے بدلے اُس کی ستر حاجتوں کو برلاتا ہے جن میں
سے ادنےٰ مغفرت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ ایک رات میری باری
میں جناب رسول اللہ ﷺ میری خوابگاہ پر تشریف لائے۔ میں سو گئی۔ جب جاگی تو آپ کو
نہ پایا۔ میں جلدی سے اُٹھی تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ہلکا سا قیام کیا
پھر رکوع کیا پھر سجدہ میں چلے گئے۔ اور آدھی رات تک سجدہ میں پڑے رہے۔ پھر
دوسری رکعت کے لئے اٹھے۔ اور اسی طرح قیام اور رکوع اور سجدہ کیا۔ اور تیسری رکعت
میں اس قدر دیر تک سجدہ کیا کہ فجر ہونے کو آگئی۔ اور میں نے گمان کیا۔ کہ شاید آپ
کی رُوح نکل چکی ہے۔ جب میں نے آپ کے قدموں پر ہاتھ رکھا۔ تو آپ نے اپنا پاؤں
ہلایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائی۔ میں نے سُنا کہ آپ اس طرح کہہ رہے تھے۔ سَجَدَ
لَكَ سَوَادِي وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِي هٰذِهٖ يَدَايَ الَّتِي جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي
الذَّنْبَ الْعَظِيمَ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ
وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ
عَلٰى نَفْسِكَ (میرے وجود نے تیرے لئے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا یہ میں
میرے ہاتھ جن کے ساتھ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا میرے بڑے گناہوں کو بخش کیونکہ
رب عظیم کے سوا اور کوئی گناہ عظیم کو نہیں بخشتا۔ میں تیری رضا کے ساتھ تیرے غصہ سے اور
تیری بخشش کے ساتھ تیرے عذاب سے اور تیرے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں میں تیری
تعریف نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے) جب آپ

نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کونسی رات ہے یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالے تمام مومنوں کو بخشتا ہے سوائے اس شخص کے جو شراب پر مداومت کرنیوالا ہو یا زنا اور سود پر اصرار کرنے والا ہو یا ماں باپ کا نافرمان ہو۔ یا مصور یا فتنہ برپا کرنے والا ہو۔ دیکھو کہ اولین و آخرین کے سردار اور حبیب رب العالمین کس طرح اپنے مولے کے آگے عاجزی کرتے ہیں۔ اور کس طرح اس کے کرم و فضل کے ساتھ وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں۔ حالانکہ معلوم ہے کہ حضور کا درجہ کس قدر بلند اور مرتبہ کس قدر عظیم ہے۔ پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ جس کو اپنا انجام معلوم نہیں ہے۔ اور نہیں جانتا کہ میرے اعمال مردود ہیں یا مقبول۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں تم سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور تم سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔ اور بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص توبہ نہ کرے۔ ایسے حال میں کہ وہ ڈرتا ہے وہ عارف نہیں ہے۔ شعر

مَنْ لَمْ يَتُبْ وَالْبَيْنُ يَقْرَعُ قَلْبَهٗ　　لَمْ يَدْرِ كَيْفَ تَفَتَّتَ الْاَكْبَادُ

(ترجمہ) جس شخص نے توبہ نہ کی حالانکہ جدائی اسکی دل کو کھٹکھٹا رہی ہے۔ اس نے معلوم نہیں کیا کہ جگر کیسے پھٹتے ہیں ؂

بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح موصلی کو ایک دن اس طرح روتے دیکھا کہ ان کے آنسوؤں کے ساتھ خون کے قطرے گر رہے ہیں۔ میں نے ان کو کہا آپ کو اللہ کی قسم۔ آپ کیوں خون روتے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر تو مجھے قسم نہ دیتا۔ تو میں تجھے کبھی نہ بتاتا۔ آنسو تو میں اس واسطے رو رہا ہوں کہ اللہ تعالے کا حق واجب مجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ اور خون اس ڈر سے رو رہا ہوں کہ یہ آنسوؤں کا رونا سچا بھی ہے یا نہیں۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جب فتح موصلی فوت ہوگئے۔ میں نے خواب میں ان کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالے نے آپ سے کیا معاملہ کیا فرمایا کہ مجھے بخشدیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے آنسوؤں کے عوض آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے قرب کا درجہ عطا کیا اور اللہ تعالے نے مجھے فرمایا اے فتح تو آنسو کیوں روتا رہا میں نے عرض کی یا اللہ تیرے حق واجب سے خلاف ورزی پر۔ پھر فرمایا کہ تو خون کس واسطے روتا رہا میں نے عرض کیا کہ اس ڈر سے کہ یہ آنسو میرے صحیح بھی ہیں یا نہیں پس اللہ تعالے

نے فرمایا اے فتح مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ تیرے محافظ فرشتے چالیس سال تک تیرا عملنامہ میرے پاس لاتے رہے۔ میں نے اس میں کوئی خطا نہ دیکھی + الٰہی یہ سائل تیرے در پر کھڑا ہے اس پر وہ مہربانی فرما جیسے کہ تو نے اپنے دوستوں پر فرمائی ہے۔ الٰہی محتاج و فقیر تیرے در خزانے پر کھڑا ہے۔ اس کو اپنے عذاب سے نجات دے۔ الٰہی تیرا ناچیز بندہ تیرے دروازہ پر آیا ہے۔ اس کو اپنے حجاب کا عذاب الیم نہ چکھا۔ الٰہی تو نے بدکار سے درگذر کرنے کا ہمیں امر کیا ہے۔ پس اپنے جمیل کرم کے ساتھ ہماری برائیوں سے درگذر فرما اور اپنی نعمتوں کے فائدوں سے ہم کو محروم نہ رکھ۔ شعر

اِلَیْکَ جِئْنَا وَاَنْتَ جِئْتَ بِنَا   وَلَیْسَ شَیْئٌ سِوَاکَ یُغْنِیْنَا
بَابُکَ رَحْبٌ فِنَاءُہٗ کَرَمٌ   تَؤْوِیْ اِلٰی بَابِکَ الْمَسَاکِیْنَا

(ترجمہ) ہم تیری طرف آئے ہیں اور تو ہی ہم کو اپنی طرف لایا ہے اور تیرے سوا اور کوئی شے ہم کو غنی نہیں کر سکتی۔ تیرا دروازہ فراخ اور اس کا میدان کرم سے بھرا ہوا ہے۔ تیرے دروازہ میں مساکین آکر پناہ لیتے ہیں +

الٰہی اگر تو ہم کو قبول کرلے تو پھر کسی اور کے رد کرنے سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ اور اگر ہم پر تو راضی ہو جائے تو پھر کسی اور کی ناراضگی کی ہم کچھ پرواہ نہیں کرتے ہم نے تیری ہی طرف منہ کیا ہے اور تیرے ہی دروازہ پر آئے ہیں۔ اور تیری ہی جائے پناہ میں ہم نے پناہ لی ہے اور تیرے ہی احسان کے ہم طالب ہیں۔ شعر

شَادَ الْمُلُوْکُ بِنَاءَھُمْ وَتَحَصَّنُوْا   مِنْ کُلِّ طَالِبِ حَاجَۃٍ اَوْ رَاغِبٍ
عَجَبًا لِمِسْکِیْنٍ تَذَلَّلَ سَائِلًا   لِسِوَی الْاِلٰہِ وَطَالِبٍ مِنْ طَالِبٍ
مَالِیْ سِوَاکَ وَاِنْ اَضَرَّ بِیَ الْاَسٰی   فَبِبَابِ جُوْدِکَ قَدْ حَطَطْتُ رَکَائِبِیْ
وَلَاَنْتَ اَعْلَمُ بِالسَّرَائِرِ وَالَّذِیْ   اُخْفِیْہِ فَاسْمَعْ لِیْ بِنَیْلِ رَغَائِبِیْ

(ترجمہ) بادشاہوں نے ہر ایک طالب حاجت اور رغبت کرنے والے سے اپنی عمارتوں اور قلعوں کو پختہ بنایا۔ اس مسکین پر بڑا تعجب آتا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کا سائل ہو کر ذلیل و خوار ہوا۔ اور اس طالب پر جو کسی طالب کا طالب ہوا + تیرے سوا کوئی میرا نہیں ہے۔ خواہ مجھے کس قسم کی تکلیف پہنچے میں نے تو تیرے ہی دروازہ پر ڈیرا ڈال دیا ہے + اور تو ہی میرے پوشیدہ اور مخفی راز کو جانتا ہے۔ میرے مقصود کو پورا کر اور مجھ سے

درگذر کر +

ہم تیرے دروازہ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہیں جاتے۔ کیونکہ ہم تیرے سوا کسی اور سے خوش نہیں ہوتے۔ ہم کو تجھ سے چارہ نہیں اور نہ ہی تیرے بغیر ہم صبر کر سکتے ہیں شعر

عَلٰی بُعْدِكَ لَا يَصْبِرُ مَنْ عَادَتُهُ الْقُرْبُ

وَلَا يَقْوٰى عَلٰی هَجْرٍ كَمَنْ اَسْقَمَهُ الْحُبُّ

اِذَا مَا كُنْتَ لِيْ مَوْلٰی حَلَا لِي اللَّوْمُ وَالْعَتْبُ

وَاِنْ لَمْ تَرَكَ الْعَيْنُ فَقَدْ شَاهَدَكَ الْقَلْبُ

(ترجمہ) جو شخص قرب کا عادی ہو۔ وہ تیرے بُعد اور جدائی پر صبر نہیں کر سکتا ، اور جس کو محبت نے بیمار کر دیا ہو۔ وہ ہجر پر طاقت نہیں پا سکتا، جب تو میرا مولیٰ اور دوست بن جائے تو لوگوں کے عتاب و ملامت کی مجھے کیا پرواہ ہے۔ کیا ہوا اگر آنکھ تجھ کو نہیں دیکھ سکتی میرا دل تو تیرا مشاہدہ کر رہا ہے +

اے وہ ذات کہ جس نے طالبوں کے لئے اپنے دروازہ کو کھول دیا۔ اور رغبت کرنیوالوں کے لئے اپنے غنا کو ظاہر کیا۔ اور اپنی طرف آنے والوں کی زبانوں کو سوال کے لئے گویا کیا۔ اور اپنی کتاب مبین میں اس طرح فرمایا اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ تم مجھے پکارو میں تمہاری دُعا کو قبول کرونگا۔ وہ لوگ جو میری عبادت اور دُعا سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہونگے +

یا اللہ تو ہم کو اپنے متقی دوستوں اور نجات پانے والے گروہ سے بنا۔ اور قیامت کے دن کی سخت گھبراہٹ سے ہم کو امن دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ +

فصل چودھویں۔ تقدیم اور رمضان کے آنے میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس نے عاملین کو طاعت کی توفیق دی اور اُنہوں نے اپنی کوشش کو مشکور پایا۔ اور امید واروں کی امیدوں کو اپنی رحمت سے پورا کیا۔ اور اُن پر بڑی بخشش فرمائی۔ اور توبہ کرنیوالوں کے لئے کرم کا بچھونا بچھایا۔ اور ان کے گناہوں

کو بخشدیا۔ اور اپنے طالبوں پر اپنی نعمتوں کا مینہ برسایا۔ اور راغبین کے لئے ہمیشہ کے واسطے اپنے دروازوں کو کھولدیا۔ وہ ایسا واحد ہے کہ جس نے اُس کے سوا اور کا قصد کیا وہ گمراہ ہوا۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ جس نے اُس کے سوا کسی اور کے پاس عزت پائی وہ ذلیل ہُوا وہ ایسا کبیر ہے کہ جس نے اس کے کبریا میں اس کے ساتھ جھگڑا کیا۔ وہ تباہ اور برباد ہوا۔ وہ ایسا عظیم ہے کہ اپنی صفات کمال میں یگانہ اور سب سے بزرگ اور بلند ہے۔ فکر اس کی کبریا کا ادراک نہیں کرسکتی۔ اور تمام خیرات اسی کی عطا کی ہوئی بخششیں ہیں۔ وہ ایسا مہربان ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت سا فضل عطا کرتا ہے۔ اور اپنے فضل سے ستر جمیل کے ساتھ بڑے گناہوں کو ڈھانپتا اور بھاری گناہوں کو بخشتا اور توبہ قبول کرتا ہے۔ اور لمبی راتوں میں ذلیل ہو کر جھکنے والے کو دیکھتا اور غمناک دل کے ساتھ گناہگاروں کے رونے کو سنتا ہے۔ جب عبادت کرنے والے رات کے اندھیرے میں کھڑے ہوتے ہیں اور پاکیزہ کلام سے لذت پاتے ہیں۔ اور توبہ کرنے والے اپنے نفس پر عتاب و ملامت کرکے اپنے قصوروں پر روتے اور اپنی لذیذ نیند کو حرام کرتے ہیں۔ تو ان کو نیکوں کے ساتھ ملاتا اور اُن کے برے افعال کو بخشتا ہے۔ وہ ایسا مشفق مولیٰ ہے جو صالحین کو اپنی خدمت کی توفیق دیتا اور نیکوکاروں پر اپنی رحمت برساتا ہے۔ اور ہمارے جرموں پر مطلع ہو کر بھی اپنا فضل ہم سے دور نہیں کرتا۔ اور ہماری خطاؤں کے باوجود ہم پر اپنا کرم و احسان فرماتا ہے۔ پس پاک ہے وہ کریم جس کے کرم کے دروازہ پر ہماری منزل ہے۔ اور جس نے اپنی تمام مخلوقات پر اپنی رحمت و عطاء کو عام طور پر نازل فرمایا۔ اور اپنے دوستوں کو اپنی محبت و معرفت سے مخصوص کیا۔ اور حسن ثناء کے ساتھ مناجات کے بچھونے پر اُن کے اسرار کو آرام دیا۔ اور اپنے بلند اسماء کے میدان میں اُن کے سینوں کو کھولا۔ پس وہ اُس کی محبت کے فراخ باغ میں تمام عمر آرام سے بسر کرتے رہے۔ اس نے ان کو اپنی طرف بلایا۔ اور انہوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا۔ اور اُس نے اُن کو دوست رکھا اور وہ اُسی کی طرف مڑ آئے۔ اور اُس نے اُن کو وعدہ دیا۔ اور انہوں نے اس میں کچھ شک نہ کیا۔ اور اُن کو اپنے حضور میں حاضر کیا۔ اور وہ اس سے غائب نہ ہوئے اور انہوں نے اپنے معبود حقیقی کا مشاہدہ کرلیا۔ اُن کے سینے ایمان سے پُر ہیں۔ اور

ان کے باطن اس کے ذکر سے مسرور ہیں۔ اور اُن کی زبانیں اُس کے شکر میں گویا ہیں
اُن کے نفس اسکی امر ونہی میں مشغول اور ان کے دِل اس کے وعید ومکر سے کانپتے
ہیں۔ اُن کے اعضاء ساکن اور اُن کی زبانیں قاصر ہیں خلوت مع اللہ ان کا انس
اور مناجات ان کی روح درواں اور اللہ کا ذکر ان کا میوہ وگلزار اور قرآن کی تلاوت
ان کی نعمت ہے۔ اور وہ تمام کاروبار سے منہ موڑ کر اسی اشتغال میں لگے ہوئے ہیں
جو شخص اپنے مولیٰ کے سامنے آیا وہ اُس کے لئے کافی ہوا۔ اور جس نے اپنی بیماری کی
دوا اس سے چاہی اُس کو شفا حاصل ہوئی۔ اور جس پر وہ راضی ہوا۔ اُس کے دل کو اپنے
ذکر میں مشغول کیا۔ اور جس کو دور کرنا چاہا۔ اُس کو اپنے دروازہ سے ہانک دیا۔ نہ عاملین
کی طاعت سے اس کی رونق بڑھتی ہے۔ اور نہ ذاکرین کے ذکر سے اُس کی زینت زیادہ
ہوتی ہے۔ اور نہ ہی سائلین کا عجز و نیاز اس کو بیقرار کرتا ہے۔ اور نہ ہی غافلوں کی
روگردانی اس کے ملک کو کم کرتی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین
وآسمان میں ہے وہ بھی اور صف بستہ پرندے سب اُسی کی تسبیح کہتے ہیں۔ اور ہر ایک
کو اس کی صلوٰۃ اور تسبیح کا علم ہے۔ میں اس کا اس بات پر کہ حمد کی توفیق بخشی حمد کرتا
ہوں اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اور
عزت وبزرگی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ
حضرت محمدؐ اسکے بندے اور رسول ہیں۔ جن کی ذات پاک کو اپنی محبت ودوستی
سے پاک کیا۔ اور ان کے حق میں اس طرح فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ
اُن پر اور اُن کی آل واصحاب پر جنہوں نے اللہ ہی کے لئے اخلاص اور خاص اُسی
کے لئے نصیحت ظاہر کی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا
ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ اے ایمان والو
اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور ہر نفس کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا
ہے۔ یعنی اس سے ڈرو اور اس کی تابعداری کرو۔ اور سمجھ لو کہ اس کو تمہارے ظاہر و
باطن کی سب خبر ہے۔ اور تمہارے دلوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور اپنے
نفسوں کی حالت کو بڑے غور سے دیکھو۔ اور اللہ تعالےٰ کے مکر سے ڈرتے رہو۔ اور

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر کو ترک کر دیا۔ اور اس کے ذکر کو بھلا دیا
پھر ان پر اس طرح کی غفلت چھائی۔ کہ اپنی تمام بہتریوں کو بھول گئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ
کی دائمی نعمتوں کو فانی شہوتوں کے بدلے بیچ دیا۔ اور باقی ناز و نعمت کو چھوڑ کر چند روزہ دنیا
کی لذتوں پر راضی ہو گئے۔ سعادتمند وہی ہیں۔ جنہوں نے اپنے معاد کا فکر کیا۔ اور زاد آخرت
کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کو
دبایا۔ اور مابعد الموت کے لئے عمل کیا۔ اور عاجز یا احمق وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو
حرص و ہوا کے تابع کیا۔ اور بے کئے اللہ تعالیٰ پر امید رکھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت
یحییٰ نے ایک رات سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور نیند کے سبب ورد سے غافل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ
نے وحی کی۔ کہ اے یحییٰ کیا تو نے دنیا کے گھر کو میرے گھر سے بہتر معلوم کیا ہے۔ یا تو نے
میرے پڑوس سے کوئی بہتر پڑوس پا لیا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ اگر تو
فردوس پر تھوڑی سی بھی اطلاع پا لے تو شوق کے مارے تیرا جسم پگھل جائے۔ اور تیرا نفس
بے اختیار ہو جائے۔ اور اگر تو جہنم پر ذرا سی بھی اطلاع پا لے۔ تو خوف کے مارے تیرا جسم
پانی پانی ہو جائے۔ اور آنسوؤں کی بجائے روتے روتے پیپ بہنے لگے۔ اور نرم کپڑے چھوڑ
کر لوہے کے سے سخت کپڑے پہن لے۔ اور جب عتبہ غلام عبادت میں مشغول ہوا۔ کبھی
کھانے اور پینے کو مزہ سے نہ کھایا۔ اس کی ماں نے اسے کہا کہ اے بیٹا اپنے نفس پر
نرمی کر۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے حق میں نرمی ہی تو چاہتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دے
تاکہ میں آج تھوڑا سا رنج اٹھاؤں اور کل اس کے عوض بہت سی خوشی پاؤں۔ حضرت ثابت بنانی رح
فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جن میں سے ہر ایک اسقدر نماز پڑھتا رہتا
کہ اپنے فرش پر صرف ایک لحظہ ہی لیٹتا۔ اور صفوان بن سلیم رح کا اس قدر ریاضت و مجاہدہ بڑھا
ہوا تھا۔ کہ اگر ان کو کہا جاتا کہ کل قیامت ہے۔ تو اس سے زیادہ نہ ہوتا۔ اور اکثر اس طرح کہا کرتے
تھے کہ یا اللہ میں تیرے لقاء کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی میرے لقاء کو دوست رکھ۔ اور سجدہ میں
فوت ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن اسود کے ایک پاؤں میں کوئی بیماری ہو گئی۔ اور تمام رات
ایک ہی قدم کے بل کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے
اے وہ شخص کہ تیری ہمت ہمہ تن عورتوں کی طرح عمدہ کھانے اور لباس کی صفائی میں لگی
ہوئی ہے۔ مردانہ علامات کہاں ہیں۔ تجھ سے ایک دن ضائع ہو جائے تو تو روتا ہے

اور تیری عمر ضائع گزر رہی ہے۔ اور تو ہنس رہا ہے۔ اپنی حرص کا پیمانہ تو پورا کئے جاتا ہے اور نمازوں کا پیمانہ کم کرتا جاتا ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (کم تولنے والوں کے لئے ویل و ہلاکت ہے) مکتب تعلیم میں تجھے پچاس سال ہوئے ابتک تو نے ابجد نہیں پڑھا۔ کل لوح عمل کے پیش ہونے کے وقت زجر و تنبیہ اٹھا دیگا۔ اور یوں پکارا جاویگا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ کیا ہم نے تم کو عمر نہ دی تھی۔ کہ اتنی مدت میں نصیحت حاصل کرنیوالے نصیحت حاصل کرنیوالے نصیحت حاصل کرلیں۔ اور تمہارے پاس ڈرانے والے بھی آئے۔ اے مجنون یا عزت کا شفاخانہ اور رحمت کی قید اور تقویٰ کے زنجیر اور نیکوں کا ساتھ ہو گا یا جہنم کے ہسپتال میں ابلیس کا ساتھ ہو گا۔ اے غافل تیرا دل نیر ہے اور نفس نمکین و کڑوا ہے پس ان دونو کے درمیان تقویٰ کو برزخ بنالے۔ اگر تو اس چیز کا قدر جانتا جو تجھ کو عطا ہوئی ہے۔ تو تو اپنے دل کا جوہر حرص و ہوا کے کوڑے میں نہ پھینکتا تمام موجودات تیرے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تاکہ تو دنیا میں کھیتی کر لے۔ اور آخرت میں وطن بنالے۔ فرشتوں سے تیرے باپ کو سجدہ کروایا گیا تو اُذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ کا قدر اور يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کی قیمت اور اَنَا اِلٰى لِقَائِهِمْ اَشَدُّ شَوْقًا کا مرتبہ نہیں جانتا۔ جب فرشتے ذکر کی مجلس سے فارغ ہو کر اوپر چڑھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ حالانکہ خود زیادہ جانتا ہے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کے پاس سے جو تیری تسبیح اور تقدیس اور حمد و مجد بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کو فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو کہ جو کچھ وہ مانگتے تھے میں نے ان کو دیا۔ اور جس سے کہ وہ ڈرتے تھے میں نے ان کو امن دیا۔ اے وہ پاک ذات جو اپنے طالبوں کا حال پوچھتا ہے جبکہ تو ان کے لئے ایسا مولےٰ اور دوست ہے تو پھر ان لوگوں کا کیوں نہ مولےٰ ہو گا۔ جن کے دلوں میں خوف بھرا ہوا ہے اور ڈر کے مارے ان کے دل پگھل رہے ہیں۔ شعر

وَكَمْ نَاحِلٍ بَيْنَ تِلْكَ الْخِيَا ۔۔۔ مِ تَحْسَبُهٗ بَعْضَ اَطْنَابِهَا

ترجمہ۔ ان خیموں میں بعض ایسے لاغر جسم والے ہیں جن کو تو خیال کرے کہ یہ خیمہ کی طنابیں ہیں۔ وہب بن ورد عبادت کے سبب اس قدر لاغر ہو گئے تھے۔ کہ ان کے پیٹ کے چمڑے سے ساگ کی سبزی دکھائی دیتی تھی۔ اور یوسف بن سباط ایسے حال میں فوت ہوئے کہ ان کی ہڈیوں پر سوائے چمڑے کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

وَ خَیَالُ جِسْمٍ لَمْ یُخَلِّ لَہُ الْھَوٰی لَحْماً فَیُبْلِیْہِ السِّقَامُ وَ لَا دَماً

(ترجمہ) دیکھنے کو تو جسم دکھائی دیتا ہے مگر عشق نے اس میں گوشت اور خون باقی نہیں چھوڑا کہ بیماریں اس کو لاغر کر سکیں ۔ اور اسود بن یزید اس قدر روزہ رکھتے کہ زرد سبز ہو جاتے ۔ اور فرماتے ۔ اے نفس تو ریاضت کی سختی سے روتا ہے ۔ تو بادشاہ کی صحبت کے وقت آرام و راحت پاویگا ۔ حضرت ابو یزید رح فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہانکا ایسے حال میں کہ وہ روتا تھا ۔ حتیٰ کہ وہ اس کی طرف آخر کو ہنستا ہوا چلا گیا ۔ جو شخص مجاہدہ کے جہاز پر سوار ہوا وہ مشاہدہ کے کنارہ پر جا اترا ۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (جن لوگوں نے ہمارے راہ میں کوشش کی ۔ ہم ان کو اپنا رستہ دکھاتے ہیں ۔ اور اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے) اور جو صبر کے گھوڑے پر سوار ہوا ۔ اجر کے کنارہ پر جا پہنچا اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلا حساب پورا دیا جاویگا ۔ اور جو شخص فنا کی کشتی پر چڑھا ۔ اس نے اپنی تمام امیدوں کو پا لیا ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (نفس نہیں جانتا کہ اس کے لئے کیا کیا ہم نے چھپا رکھا ہے ۔ جس میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ ان کے عملوں کی جزا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی ۔ کہ اپنے نفس کو دشمن جان کیونکہ میری مملکت میں اس کے سوا اور کوئی میرے ساتھ جھگڑا کرنے والا نہیں ہے ۔ اور حدیث میں ہے ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسا تمہارا دوست بتاؤں کہ اگر تم اس کو بھوکا رکھو ۔ اور اس کی اہانت کرو ۔ تو تمہاری عزت بڑھے ۔ اور اگر تم اس کی عزت و کرامت کرو تو تم کو نہایت ذلت و خواری حاصل ہو ۔ یاروں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا دوست تو بہت ہی برا دوست ہے ۔ رسول اللہ نے فرمایا ۔ مجھے اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ۔ ایسے دوست تمہارے اپنے نفس ہیں جو تمہارے پہلوؤں میں ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب رض فرماتے ہیں کہ تمام نیک اعمال امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے قطرہ دریا کے مقابلہ میں ۔ اور امر معروف اور نہی منکر جہاد فی سبیل اللہ کے آگے ایسے ہیں جیسے قطرہ دریا کے آگے اور جہاد مجاہدہ نفس کے آگے ایسا ہے جیسا قطرہ دریا کے آگے ۔ حضرت ابراہیم ادہم رح فرماتے ہیں کہ آدمی جب تک چھ گھاٹیوں سے نہ گذر جاوے تب تک صالحین کا درجہ نہیں پاتا ۔ نعمت کا دروازہ بند کر کے شدت کا دروازہ کھول دے ۔ عزت کا دروازہ بند کر کے ذلت کا دروازہ کھول دیوے

راحت کا دروازہ بند کر کے محنت کا دروازہ کھولے۔ نیند کا دروازہ بند کر کے بیداری کا دروازہ کھولے دولتمندی کا دروازہ بند کر کے فقر کا دروازہ کھولے۔ اور تمام امیدوں کا دروازہ بند کر کے موت کا دروازہ کھولے۔ حضرت ابو حفص فرماتے ہیں جس نے مجاہدہ پر تھوڑا بھی صبر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان کا دروازہ کھولا اور اسکے دل کو محبت کی حلاوت سے بھر دیا۔ اور پھر اس پر تمام مشکلات کو آسان کر دیا + مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے نفسوں سے اس طرح لڑائی کرو جس طرح تم دشمنوں سے لڑتے ہو۔ اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ کے بندو ہمیشگی کرو۔ اے اللہ کے بندو ہمیشگی کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت کے سوا کسی عمل کا وقت مقرر نہیں کیا + حماد بن سلمہؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ خیر گزری۔ مجھے اللہ نے فرمایا۔ کہ جس قدر تو اپنے نفس کے ساتھ رنج اٹھاتا رہا۔ آج اسی قدر تجھے آرام ملیگا۔ اور دنیا کی طلب میں رنج اٹھانیوالوں کا آرام تو کسی گنتی میں نہیں ہے۔ محمد بن کعبؒ کی والدہ کہا کرتی تھی کہ اے میرے بیٹے اگر میں تجھے بیگناہ اور چھوٹا بچہ نہ جانتی تو میں گمان کرتی۔ کہ تو مہلک گناہ کر رہا ہے۔ اس سبب سے کہ میں دیکھتی ہوں جو کچھ تو رات اور دن میں اپنے نفس کے ساتھ کر رہا ہے۔ اس نے عرض کی کہ اے ماں مجھے یہ بات امن و چین نہیں دیتی۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ میرے حال سے اطلاع پائے ایسے وقت میں کہ میں کسی گناہ میں ہوں۔ اور وہ مجھ پر ناراض ہو جاوے اور فرماوے کہ جا میں تجھے نہیں بخشوں گا باوجودیکہ قرآن کے عجائبات مجھے اپنی کاموں سے مانع ہیں۔ حتےٰ کہ رات گذر جاتی ہے۔ اور میں ابھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہوتا۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے اپنے نفس کا اکرام کیا اس کا دین سست ہوا۔ نصر آبادی فرماتے ہیں کہ تیرا قید خانہ تیرا اپنا نفس ہے۔ اگر تو اس سے نکل گیا تو ہمیشہ کے آرام میں جا پڑا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جنت کا رستہ سوائے تکلیف و مشقت کے قطع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے لَتُبْلَوُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (تمہارے مالوں اور جانوں میں تمہارا امتحان ہوگا اور تم ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی اور مشرکوں سے بڑی اذیت پاؤ گے اور اگر صبر کرو اور ڈرو تو بڑی بہادری کا کام ہے۔ اور فرماتا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ۔ ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا ہے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی دنیا و آخرت کے کاموں

بس رنج برداشت کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ ع فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں کہ اگر ایک راضی ہو تو دوسری ناراض۔ اور عون بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میزان کے دو پلوں کی طرح ہیں۔ کہ جس قدر ایک پلہ بھاری ہوگا اسی قدر دوسرا ہلکا ہوگا۔ ابن سماک رح فرماتے ہیں کہ جس نے دنیا کی طرف مائل ہو کر اس کا میٹھا مزہ چکھا۔ آخرت اس سے منہ موڑ کر اس کو کڑوا گھونٹ پلائیگی۔ ابو مالک رح نے ابو ایوب رح کو فرمایا کہ اپنے نفس سے ڈر۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا میں مومنین کے غم پورے نہیں ہوتے۔ اور اگر آخرت بھی خوشی کے ساتھ نہ آئی۔ تو ان پر دنیا اور آخرت کے غم جمع ہونگے۔ اس نے عرض کی کہ کس طرح آخرت خوشی کے ساتھ نہ آوے گی۔ جبکہ مومن دنیا میں اللہ ہی کے لئے عمل کرتا ہے۔ فرمایا جب تک قبول نہ ہو سلامتی اور نجات نہیں حاصل ہو سکتی۔ بہت لوگ ایسے ہونگے کہ جن کا بظاہر حال اچھا ہے۔ لیکن قیامت کے دن ان کے تمام اعمال کو جمع کر کے ان کے منہ پر مار دینگے۔ وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں۔ کہ توریت میں لکھا ہے کہ ہم نے تم کو شوق دلایا مگر تم مشتاق نہ ہوئے۔ اور ہم نے تم کو ڈرایا مگر تم نہ ڈرے اور ہم نے تم کو رلایا۔ مگر تم نہ روئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر روز ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے چالیس سال کی عمر والو تمہاری کھیتی کے کاٹنے کا وقت نزدیک آگیا۔ اے پچاس سال والو حساب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اے ساٹھ سال والو تم نے کیا کچھ آگے بھیجا۔ اور کیا کچھ پیچھے چھوڑا۔ تمہارا کوئی عذر نہیں سنا جائیگا۔ اے ستر سال والو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ کاش کہ خلقت پیدا ہی نہ ہوتی۔ جب پیدا ہو گئی تو اس کو معلوم ہوتا کہ کس لئے پیدا کی گئی ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم اپنے بچاؤ کا فکر کرو۔ اے انسان تو سوچ کہ کس لئے تو پیدا کیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو دین میں سمجھ عطا کرتا ہے۔ نفس خوشی سے تیرے موافق نہیں ہوگا۔ اس کے سامنے لڑائی کا آلہ لیکر ہو۔ کیونکہ دانا وہی ہے جس نے اپنے نفس کو دبایا۔ اگر نفس تجھ سے کسی قسم کی فروگذاشت محسوس کرتا ہے۔ تو پھر زیادہ طمع میں پڑ جاتا ہے۔ پس تو اپنی ریاست کے سر سے ہیبت کی چادر نہ اتار۔ اور اپنے اہل سے اپنی لاٹھی کو نہ اٹھا۔ اور اگر وہ تجھ پر قوت پالے تو اسکے پیدا کرنیوالے سے ذکر۔ اگر اس نے حکم مان لیا تو اس کے ساتھ نرمی کر۔ یہی دین متین ہے۔ شعر

كَيْفَ تَرْضَى بِمُقْلَةٍ تَأْلَفُ النَّوْ — مَ وَدَمْعٍ يُصَانُ فِي الْآمَاقِ
وَزَمَانُ الصِّبَاءِ مَرَّ فَشُدَّ — الْفَقْ إِتْيَامَهُ زَمَانَ الْفِرَاقِ

وَاللَّیَالِی تَمْضِیْ سِرَاعًا وَمَا یُقْبِلُ مِنْهَا حَوَالَةً فِی الْبَاقِیْ

(ترجمہ) اس آنکھ سے جس کی الفت نیند سے ہے۔ اور اس آنسو سے جو گوشہ چشم میں محفوظ ہے۔ تو کس طرح راضی ہے۔ اور بچپن کا زمانہ گذر گیا۔ اور اس کے دن فراق میں کٹ گئے اور راتیں جلدی جلدی گذرتی جاتی ہیں اور آئندہ کے لئے ان میں سے کوئی دن پیش آئیگی۔

ایک عابدہ عورت کا ذکر ہے۔ کہ رات کو بہت تھوڑا سویا کرتی۔ اس پر اس کو عتاب ہوا۔ کہنے لگی۔ کہ اب مجھے قبر میں دیر تک سونا ہے کافی ہے۔ شعر

اَیُّهَا الْعُذَّالُ لَا تَعْذِلُوْا اِنَّمَا النُّصْحُ لِمَنْ یَقْبَلُ

وَارٰی لَیْلِیْ لَا یَنْقَضِیْ طَالَ لَیْلِیْ وَالْهَوٰی اَطْوَلُ

(ترجمہ) اسے ملامت کرنے والو ملامت نہ کرو۔ نصیحت اس شخص کے لئے ہوتی ہے جو اس کو قبول کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری رات نہیں گذرتی۔ کیونکہ میری رات لمبی ہے لیکن حرص اس سے بھی لمبی ہے۔

بعض صالحین کو زیادہ رونے کے بارہ میں عتاب ہوا۔ پس کہنے لگا کہ بخدا میں ضرور روؤنگا اور ضرور روؤنگا۔ اگر اس رونے سے مجھے بہتری حاصل ہوئی تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اور اگر معاملہ دگر گوں ہوا۔ تو پھر جو کچھ میرا حال ہوگا اس کے مقابلہ میں یہ رونا کیا ہے۔ اور حضرت حسنؒ دن رات روتے رہتے اور کہتے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے آگ میں ڈال دیوے اور میری کچھ پروا نہ کرے۔ اور محمد بن منکدر بہت رویا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا فرمایا کہ قرآن مجید کی ایک آیت نے مجھے رلا دیا ہے وہ یہ ہے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ (گذشتہ میں فکر کرنا روح کو بیقرار کرتا ہے اور دلوں کو پگھلاتا ہے)۔ ابو بکر زاہدرہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہوات کو اس قدر روکا کہ ان کا روکنا ہی میری خواہش ہوگئی۔ یعنی ان کے ترک کرنے میں مجھے لذت آنے لگی۔ اے میل کچیل سے بھرے ہوئے انسان صرف ظاہر بدن پر توبہ کا پانی گرانے پر قناعت نہ کر۔ بلکہ اچھی طرح بالوں کو بھگو اور خوب بدن کو صاف و پاک کر۔ خطاؤں کے زخموں کو اچھی طرح بھر دینے والی مرہم ندامت ہے۔ اور توبہ کرنے والے کا اچھا لباس انکسار ہے۔ اور رحمت کو کھینچنے کے لئے زیادہ نفع دینے والے الفاظ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہیں۔ اور آثار میں ہے کہ ہر دن آسمان سے ایک فرشتہ اس طرح کہتا ہے۔ کہ کاشکے مخلوقات پیدا نہ ہوتی۔ دوسرا کہتا ہے کہ کاشکے

جب وہ پیدا کئے گئے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ہم کس لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر پہلا فرشتہ کہتا ہے کاشکے جب جانتے کہ ہم کس لئے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اس کے لئے عمل کرتے۔ دوسرا کہتا ہے کاشکے جب وہ عمل نہ کرتے تو پھر توبہ ہی کرتے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ عمر قیمتی سرمایہ ہے اور اس کو اللہ تعالےٰ کی طاعت میں بسر کرنا اس کا نفع ہے۔ اللہ تعالےٰ اس شخص کے حق میں جو اس کی طرف سے غافل ہو کر اور اس کی طاعات سے منہ موڑ کر بلند درجوں کی اُمید رکھتا ہے۔ فرماتا ہے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کیا وہ لوگ جو بُرائیاں کماتے ہیں۔ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح بنا دینگے۔ جو ایماندار اور نیک عمل کرنیوالے ہیں۔ اے اللہ کے بندو۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں نہایت نفع والی تجارت کی طاقت دی ہے اور تمہارے لئے اس کا وقت اور موسم فراخ کر دیا ہے۔ اور اس نے اعمال صالحہ کا بجالانا تمہارے لئے آسان کر دیا ہے اور ان کے نشان تمہیں تبلا دئے ہیں۔ اور خیرات میں رغبت دیکر ان پر زیادہ اجر دینے کا وعدہ دیا ہے۔ اور اس نے تم کو بلند درجوں کی طرف بُلایا ہے۔ اور اُن کے حاصل کرنے کے ذریعے تم پر عنایت فرمائے ہیں۔ پس اس کا شکر کرو۔ کہ اس نے تم کو اسلام کی سی بڑی اعلےٰ نعمت عطا کی۔ اور اس دولت پر کہ اس نے تم کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مخصوص کیا۔ اس کا ایسا شکر ادا کرو۔ جو تمہارے فکروں کو ایسا مستغرق کر دے کہ تمہارے مالوں کے نقصان کی طرف تمہاری نظر پڑے اور تمہارے دنیاوی حالات سے تمہارا فکر اُٹھ جاوے۔ کیونکہ سب نعمتوں سے بڑھ کر اسلام کی نعمت ہے اور تمام مصیبتیں طرد و حرمان کی مصیبت سے کمتر ہیں۔ ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے فکروں کو اپنی طرف لگائے۔ اور ہماری ہمت کو ان کاموں میں مصروف کرے جو قیامت کے دن اُسکے سامنے نفع دیں۔ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ اور جان لو کہ شعبان کا اکثر حصہ گزر گیا۔ اب اس کے کوچ کا وقت قریب ہے۔ وہ نیکو کاروں پر گواہ ہے جو کچھ وہ اس میں اعمال صالحہ بجالائے اور فائدہ مند تجارت میں اخلاص سے کام لیا۔ اور وہ مفرطین اور بدکاروں کا بھی جو کچھ کہ اُنہوں نے گناہ کئے اور اپنی جانوں پر ظلم کئے۔ گواہ ہے۔ اب تم پر ایسا موسم اور مہینہ آتا جاتا ہے۔ جو غنیمت و سعادت میں اس سے بڑھ کر ہے اور نیکیوں کے طلب کرنے اور اعمال صالحہ کا زیادہ ذخیرہ کرنے کے لئے اس سے کئی درجے

اعلےٰ و افضل ہے +

پس وہ ماہ رمضان ہے۔ جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور جو ہدایت کے نشانات والا اور حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔ اس مہینے میں بہشتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو زنجیر ڈالے جاتے ہیں۔ پس اس کے آنے کے لئے تیاری کرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے سوال کرو۔ کہ اس کی تکمیل کی توفیق بخشے۔ اور نیک عملوں کے بجا لانے میں غفلت و سستی کو چھوڑ دو۔ اس میں صالحین کا ارادہ اس بات پر ہوتا ہے کہ دن کو روزہ رکھیں۔ اور رات کو قیام کریں۔ اور فضول کلام اور تمام گناہوں سے بچیں اور اللہ تعالےٰ کے ذکر میں مشغول رہیں۔ اور غافل لوگ ہمہ تن طرح طرح کے کھانوں میں مصروف رہتے۔ اور غفلت و نیند میں اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ کل فیصلہ کے دن بخوبی واضح ہو جاویگا۔ کہ کونسا گروہ بہتر اور فائدہ مند ہے۔ الٰہی ہمارے دل تیرے صدق وعدہ پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ہمارے نفس ان نعمتوں کے طامع ہیں۔ جو تو نے ان کے لئے تیار کی ہیں۔ تو نے ہم کو اپنے وجود کی معرفت عطا کی۔ اور اپنے کرم و جود سے ہمارے ساتھ معاملہ کیا۔ اور صدق توحید کے ساتھ تو نے ہمیں آراستہ کیا۔ اور اپنی تمجید اور تقدیس اور تحمید کے ساتھ ہم کو گویا کیا۔ اور تمام خلق میں سے بہتر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی تصدیق کرنے سے ہم کو عزت و کرامت بخشی۔ اور اپنے حق کے بعد باقی تمام حقوق سے اعلےٰ و اعظم ان کے حق کو بنایا۔ یا اللہ تو ہمارے ایمانوں کو حسن توفیق بخش۔ اور ہمارے باطنوں کو تحقیق سے آراستہ کر۔ اور ہم کو مخالفت اور نافرمانی سے بچا۔ اور غفلت و سستی اور نسیان کے آفات سے ہم کو محفوظ رکھ۔ جس طرح کہ تو نے ہم کو اپنے کرم کے ساتھ مہلک فکروں کی خواہشوں اور متفرقہ بدعتوں کی ہواؤں سے محفوظ رکھا ہے۔ تو ہی بلند برتر بزرگ متکبر اور عزت و جلال اور کرم و مجد و کمال والا ہے۔ تیرے جلال کے وصف میں عقلیں حیران ہیں۔ اور فہم تیرے کمال کے احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ تو با وجود اپنی عزت و جبروت کے ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے اور فقیر پر اپنی رحمت سے رحم کرتا ہے۔ اور ذلیل حقیر کو جب وہ تیری بارگاہ میں پناہ لیوے عزت دیتا ہے اور سائل مسکین کو جبکہ وہ تیرے دروازے پر آجاوے غنی کرتا ہے۔ تو بڑا بادشاہ اور محسن دوست ہے۔ ہم بھی تیرے دروازہ پر آئے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں تیرے

سوا کسی اور کی رغبت نہیں ہے جس کی طرف ہم جائیں۔ ہماری رغبت تیرے ہی طرف ہے۔ اور تیرے سوا ہمارا کوئی رُکن نہیں جس پر ہم اعتماد کریں۔ ہمارا اعتماد تجھی پر ہے الٰہی ہمارے نفسوں نے اپنی بُرائیوں اور تمام حیلوں کے منقطع ہونے کا اقرار کیا۔ اور ہمارے دلوں نے حسن امل اور جمیل رجا کا وثوق کیا۔ الٰہی قبولیت اور اجابت کے ساتھ ہم پر فضل کر اور ہم کو بھی توبہ عطا فرما اور ہم کو اُن لوگوں میں سے بنا جنہوں نے تیری طرف رجوع کیا اور تو نے اُنکی عزت کو بڑھایا۔ تو ہی اپنی عنایت سے اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے ؂

فصل پندرھویں استعانت اور رمضان شریف کے ذکر میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جو قدم اور بقاء اور عظمت و کبریا میں یگانہ ہے وہ ایسا برتر ہے کہ کوئی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ایسا صمد و بے نیاز ہے کہ عقل اُس کی مثال بیان نہیں کرسکتی۔ اور نہ ہی فکر اس کا پتہ لگا سکتا ہے۔ اور نہ فہم اس کا ادراک کرسکتا ہے۔ وہ ایسا قدوس ہے کہ تمام صفات حدوث سے پاک و منزہ ہے۔ اور عوارض جسمانی سے موصوف نہیں ہوسکتا۔ وہ تمام مخلوقات سے غنی ہے۔ اور تمام علوی اور سفلی اور انس و جن اور عرش و کرسی سب اُسی کے محتاج ہیں اور وہ ہمیشہ کے لیے غنی ہے۔ وہ زبان سے پہلے ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب سے ہے مکان کو اسی نے پیدا کیا ہے اور نہیں کہا جاتا کہ وہ کہاں تھا تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال و اکرام والا ہے۔ وہ حی اور علیم اور قدیر اور سمیع و بصیر اور مدبر اور خبیر اور اپنی ازلی اور قدیم کلام کے ساتھ جس کی مانند اور کوئی کلام نہیں ہے متکلم ہے۔ اس کی صفات بھی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ پھر بحث و جھگڑے کی کیا وجہ ہے معطل نے اس کی صفات کمال کو جو بطریق نقل ثابت ہیں ترک کر دیا اس لئے وہ سرگردان اور حیران ہلاک ہوا۔ اور مشبہ اس کی صفات جلال سے جن پر عقل شاہد ہے جاہل رہا اس لئے وہ گمراہی کے اندھیرے میں پھنسا رہا۔ اور اہل تحقیق عقل و نقل کو جمع کرکے اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا۔ اور اس پر استقامت اختیار کی۔ اور اس کی عظمت و جلال نے اس کی ذات میں فکر کرنے سے اس کو روک دیا۔ اور اس نے اپنے مولےٰ کی مناجات کی لذت پائی۔ اور اس کے لئے اپنی لذیذ نیند کو چھوڑ دیا۔ اور وہ ان رفیقوں کے ساتھ ہوا جن کے پہلو قیام کی رغبت کے لئے اپنی خوابگاہوں

سے الگ رہتے ہیں۔ پس اگر تو ان کو دیکھنا چاہے۔ تو ان کے قافلے رات کے اندھیروں میں چلتے ہیں۔ ایک اپنی لغزش کی معافی کا سوال کرتا ہے۔ ایک طاعت کی توفیق طلب کرتا ہے ایک اس کے عذاب سے پناہ مانگتا ہے۔ کوئی اس سے بہتر ثواب کی اُمید رکھتا ہے۔ کوئی اپنی سوزش عشق کی شکایت کرتا ہے۔ اور کوئی سوال سے ہٹ کر اس کے ذکر میں مشغول ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو بیدار کیا اور باقی تمام لوگ سوئے پڑے ہیں۔ شعر

لِلّٰهِ مَا اَطْيَبُ ذَالِكَ السُّهَادُ ۔ وَمَا اَلَذَّ الْقُرْبُ بَعْدَ اِبْعَادِ

وَمَا اَشَدَّ الْهَجْرُ مِنْ بَعْدِ مَا ۔ قَدْ كُنْتَ مِنْ جُمْلَةِ اَهْلِ الْوِدَادِ

يَا نَاسِيًا لِلْعَهْدِ عَامَلْتَنَا ۔ ثُمَّ نَقَضْتَ بِطِيبِ الرُّقَادِ

ثُمَّ تَشَاغَلْتَ وَاَيْنَ الَّذِي ۔ حَصَّلْتَ كَلَّا بَلْ حُرِمْتَ الْمُرَادِ

فَازَ الَّذِي عَامَلَنَا بِالرِّضَا ۔ وَحَصَّلَ الزَّادَ لِيَوْمِ الْمَعَادِ

شَمِّرْ مِنَ النَّوْمِ وَدَعْ مَا مَضٰى ۔ وَكُنْ فَقِيرًا مَا مَضٰى لَا يُعَادِ

(ترجمہ) اللہ کی قسم یہ بیداری کیسی عمدہ ہے۔ اور جدائی کے بعد قرب کیسا لذیذ ہوتا ہے۔ اور اگر تو پہلے دوست بن کر پھر جدا ہو جائے۔ تو یہ جدائی اور ہجر کیسا کٹھن اور سخت معلوم ہوتا ہے۔ اے عہد کو بھلا دینے والے تو نے ہمارے ساتھ دوستی کا معاملہ کیا۔ پھر تو نے لذیذ نیند کے سبب وعدہ کو خلاف کیا۔ پھر تو اور کاروبار میں مشغول ہوا۔ اب وہ بات کہاں گئی جو تجھے حاصل تھی۔ ہائے افسوس تو اپنی سب مرادوں سے محروم رہا۔ وہی شخص کامیاب ہوا جس نے ہمارے ساتھ ہماری رضا سے معاملہ کیا۔ اور قیامت کے دن کے لئے خرچ حاصل کیا۔ اب بھی وقت ہے نیند سے بیدار رہو۔ اور گذشتہ کا خیال چھوڑ دے اور ہمارے سامنے محتاج ہو کر آ۔ گذرا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا ۔

پس کیسا بابرکت ہے وہ مولیٰ جو بخشتا اور معاف کرتا اور عیبوں کو ڈھانپتا اور تمام ظاہر و باطن کو جانتا اور تمام مخلوقات پر اپنے انعام کا مینہ برساتا ہے۔ میں اُس کے تمام اعلےٰ اور وافر نعمتوں پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور نعمت اسلام کی حفاظت کا اس سے سوال کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ ایسا مالک ہے کہ جس نے اس کے نزدیک عزت پائی۔ وہ ہر جگہ عزیز ہوا۔ اور جس نے اس کے حکم سے تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ذلیل و خوار ہوا۔ اور گواہی

دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالےٰ نے اپنا سیدھا راستہ ظاہر کیا۔ اور اُن کی عظمت و شرافت اور تعریف جتلانے کے لئے ان پر اپنی کتاب کو نازل فرمایا۔ اور ہم پر ان کا احسان ظاہر کر کے فرمایا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ (اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب روشن آئی جس سے اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جو اُس کی رضامندی کے تابع ہوں راہ راست کی ہدایت کرتا ہے) اُن پر اور ان کی آل و اصحاب پر قیامت کے دن تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (اے ایمان والو صبر اور نماز کے ساتھ استقامت حاصل کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) یعنی آخرت کے ہولناک جنگلوں کو قطع کرنے اور اس کی سختیوں سے صحیح سلامت بچ جانے کے لئے مکروہات پر صبر کرنے اور اپنے نفسوں کو خواہشات سے روکنے کے ساتھ استعانت حاصل کرو۔ اور نماز زیادہ پڑھو۔ کیونکہ نماز مولائے رحیم کی مناجات کے دروازہ کی کنجی ہے۔ اور اس میں مالک کریم کے ساتھ مخاطب ہونے کے سبب دلوں کی راحت ہے۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور بعض اس طرح فرماتے ہیں۔ کہ دُنیا کی سختیوں کو قطع کرنے پر صبر کے ساتھ استعانت حاصل کرو۔ اور آخرت کی سختیوں کو قطع کرنے پر نماز کیساتھ استعانت پکڑو اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ ادا فرائض پر صبر کے ساتھ اور گناہوں کے مٹانے پر نماز کے ساتھ استعانت حاصل کرو۔ اور مجاہد رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ صبر سے اس جگہ مراد صوم ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ سے اپنی مرادوں کے حاصل کرنے اور خوف و خطر کے دفع کرنے پر روزہ اور نماز کے ساتھ استعانت حاصل کرو۔ حضرت عیسےٰؑ کہا کرتے تھے۔ بخدا تم کبھی اپنے مطلب کو نہ پاؤ گے۔ جب تک تم اپنی خواہشوں کو ترک کرو گے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ عاقل کی شہوت اس کے فکر کے پیچھے ہوتی ہے یعنی جب شہوت اُس کے سامنے آتی ہے۔ تو وہ پہلے اُس کے انجام کو سوچ لیتا ہے اور احمق کا فکر شہوت کے پیچھے ہوتا ہے۔ کہ وہ بے سوچے سمجھے شہوت کے درپے ہو جاتا ہے۔ اور نہیں سوچتا۔ کہ اس سے کیا کیا آفات مجھے پہنچینگی جب عملناموں کے پیش ہونے کا دن آویگا۔ سب نفع و نقصان ظاہر ہو جاویگا۔ اور غافل لوگوں کو تو آخرت کا کچھ بھی فکر

نہیں ہے۔ وہ ہمہ تن کھانے پینے اور پہننے میں مشغول رہتے ہیں یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ۔ دنیا کی ظاہر زندگی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور وہ آخرت کی طرف سے روگردان و غافل ہیں۔ وہ اپنے اعمال سے دوزخ کی طرف جا رہے ہیں اور وہ اس امر سے آگاہ نہیں ہوتے۔ حتٰے کہ دوزخ کے گڑھے میں پہنچکر اُن کو افسوس سے کہنا پڑیگا۔ کہ ہائے ان ہول و خوف کا ہم نے کیوں نہ فکر کیا۔ اور اعمال کے پیش ہونے کے لئے ہم نے کیوں تیاری نہ کی۔ اے غافل جب تو خلق کی ملاقات کا ارادہ کرتا ہے۔ تو آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی ملاقات کے لئے اپنے دل کے آئینہ میں کیوں نہیں دیکھتا۔ اے طول امل میں مغرور رہنے ہوئے تیری بصیرت کی نظر کہاں گئی۔ تیرا ستیا ناس ہو۔ اُٹھ اور کچھ کر لے تا کہ تو زبردست پادشاہ کے پاس مقام صدق میں راحت و آرام پا وے۔ اور کوشش کے رستہ پر چل۔ اور حرص و ہوا کے تابع نہ ہو۔ کہ تو گمراہ ہو جاویگا۔ اے رستہ سے بے خبر کوئی اپنا ساتھی بنا لے۔ اے وطن سے دُور پڑے ہوئے فریاد کرلے۔ اے دور ہانکے ہوئے پکار لے۔ اے مہجور اب افسوس کر لے۔ اے اسیر ہوئے ہوئے کسی سے تعلق لگا لے۔ اب وقت ہے عذر خواہوں کی سی عاجزی کر لے۔ اور محتاجوں کا سا رونا رو لے۔ شعر

يَا رَاقِدًا فِيْ غَفْلَةٍ ... يَا قَاعِدًا عَمَّا اُمِرْ
اَيْنَ الَّذِيْنَ اسْتَبْصَرُوْا ... سَارُوْا اِلٰى مَوْلٰى فَسِرْ
قُمْ فِي الدُّجٰى مُسْتَغْفِرًا ... وَابْكِ بِدَمْعٍ مُنْهَمِرْ
وَانْهَضْ اِلٰى دَرْكِ الْعُلٰى ... حِثًّا بِقَلْبٍ مُضْطَبِرْ

(ترجمہ) اے غفلت کی نیند سونے والے اور اے امر میں سُستی کرنے والے وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے بصیرت سے کام لیا۔ وہ سب مولیٰ کی طرف چلے گئے تو بھی اسی طرف چل۔ اندھیری رات میں اُٹھ اور استغفار کر اور اپنی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو اور بلند درجوں کے حاصل کرنے کے لئے صابر دل کے ساتھ نہایت کوشش کر۔

غمناک کا سا رونا اور مسکین کا سا تعلق اور مجاہدہ کرنے والے کا سا پختہ ارادہ اور گذشتہ لوگوں کے احوال پر غم کھاتا کہاں گیا۔ اے وہ شخص کہ تیرا نفس توبہ کو توقف میں ڈالتا جاتا ہے۔ جان لے کہ تاخیر میں آفات ہیں۔ شعر

هٰذَا زَمَانُ الصُّلْحِ مَا أَقْعَدَكْ ۔۔۔ عَنْ بَابِ مَنْ بِالْخَيْرِ قَدْ عَوَّدَكْ
تَرْجُو الرِّضَا مِنْ غَيْرِ أَبْوَابِهِ ۔۔۔ وَعَنْ طَرِيقِ الرُّشْدِ مَا أَبْعَدَكْ
قُمْ فِي الدُّجَى مُسْتَغْفِرًا بَاكِيًا ۔۔۔ وَاطْلُبْ رِضَا مَوْلَاكَ كَيْ يُرْشِدَكْ
كُنْ رَاجِيًا مُسْتَبْشِرًا خَائِفًا ۔۔۔ مِنْ سَطْوَةِ الْمَوْلَى تَنَلْ مَقْصِدَكْ
فَإِنْ تَمْحُ الْيَوْمَ مَا سَطَّرَتْ ۔۔۔ أَيْدِي خَطَايَاكَ فَمَا أَسْعَدَكْ

(ترجمہ) اے وہ شخص کہ تو اپنے مولے کے دروازہ سے جس نے کہ تیرے لئے سب قسم کی بھلائی جمع کر رکھی ہے پیچھے ہٹ رہا ہے۔ بہتری اور اصلاح کا یہی وقت ہے۔ تو اس کے دروازہ کو چھوڑ کر غیروں کی رضا ڈھونڈھتا ہے اور ہدایت کے رستہ سے بھٹکتا پھرتا ہے۔ اندھیری رات میں اُٹھ اور رو رو کر استغفار کر۔ اور اپنے مولی کی رضا طلب کر۔ تاکہ وہ تجھے سیدھے راستہ پر ہدایت کرے۔ خوشی خوشی اُس کی بخشش کی امید رکھ۔ اور اپنے مولی کے خوف سے ڈرتا رہ۔ تو اپنا مقصد پالیویگا۔ اور اگر اپنی خطاؤں کو جو تیرے ہاتھوں نے لکھی ہیں آج ہی مٹا دے تو نہایت ہی سعادت مند ہوگا۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس پر زمانہ اپنے حادثات کے ساتھ بدلتا رہتا ہو۔ وہ گذشتہ لوگوں سے کیوں نہیں عبرت پکڑتا۔ اور جس کی عمر کے دن پورے ہو چکنے کو ہوں۔ اور گناہوں کی کثرت کا شمار نہ ہو۔ وہ پہلے لوگوں کے حالات سن کر کیوں نصیحت نہیں حاصل کرتا۔ قتیبہ بن مسلم رح حجاج کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے قتیبہ تیری عمر میری عمر کے لگ بھگ ہے اُنہوں نے یہ شعر پڑھنے شروع کئے۔ شعر

إِذَا كَانَتِ الْخَمْسُونَ سِنَّكَ لَمْ يَكُنْ ۔۔۔ لِدَائِكَ إِلَّا أَنْ تَمُوتَ طَبِيبُ
وَإِنَّ امْرَءًا قَدْ سَارَ سَبْعِينَ حِجَّةً ۔۔۔ إِلَى مَنْهَلٍ مِنْ وِرْدِهِ لَقَرِيبُ
إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ ۔۔۔ خَلَوْتُ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيبُ
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ يَغْفُلُ سَاعَةً ۔۔۔ وَلَا أَنَّ مَا تُخْفِيهِ عَنْهُ يَغِيبُ
إِذَا مَا مَضَى الْقَرْنُ الَّذِي أَنْتَ مِنْهُمُ ۔۔۔ وَخُلِّفْتَ فِي قَرْنٍ فَأَنْتَ غَرِيبُ

(ترجمہ) جب تیری عمر پچاس سال کی ہو جائے۔ تو اس وقت تیری بیماری کا سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں ہے کہ تو مر جائے۔ اور جب آدمی ستر سال کا ہو جائے تو اسے خیال کرنا چاہئے کہ اب میرا پیمانۂ عمر لبریز ہونے کو ہے۔ اور جب زمانہ کا ایک دن گذر جائے تو یہ نہ کہہ کہ ایک دن

میں نے گذار دیا۔ بلکہ یوں کہ یہ دن مجھ پر رقیب اور گواہ ہوگیا ہے + اور یہ گمان نہ کر کہ اللہ تعالیٰ تیرے حال سے کسی وقت بھی غافل ہے۔ اور نہ اس سے تیری کوئی شے پوشیدہ ہے + جب اس قرن کے لوگ گذر جاویں جس میں کہ تو ہے اور دوسرے قرن میں داخل ہو جاوے۔ تو سمجھ لے کہ تو بھی کوئی دن کا مہمان مسافر ہے +

حضرت عیسےٰ ؑ جب جوانوں کے پاس سے گذرتے تو فرماتے۔ اے نوجوانوں کے گروہ اکثر کھیتیں کاٹنے کے وقت سے پہلے ہی ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اور جب بوڑھوں کے پاس سے گذرتے تو فرماتے اے بوڑھو۔ جب کھیتی کاٹنے کا وقت آجائے۔ تو پھر دیر نہیں لگتی + حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ کرنے والے جوان سے بڑھ کر زیادہ عزیز چیز کوئی نہیں ہے۔ اور کعب الاحبار فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جوان تو نے میرے لئے اپنی جوانی کو توڑا۔ اور اپنے منہ کو مٹی میں رگڑا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میں تجھے ننانوے صدیقوں کا ثواب دونگا + یزید بن میسرہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے اپنی شہوت کو ترک کرنیوالے اور اپنی جوانی کو میری راہ میں صرف کرنیوالے جوان تو میرے نزدیک ایسا ہے۔ جیسے کوئی فرشتہ۔ عمر بن عبدالعزیز ؓ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی جوان کو دیکھو کہ مسجد کا ملازم ہے تو اس سے بہتری کی امید رکھو۔ اور حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ایک غلام کو دیکھا کہ صوف کا جبہ پہنے صبح کے وقت مسجد کی طرف جا رہا ہے فرمایا اے لڑکے تو نے بہت جلدی کی۔ عرض کیا کہ اے امیرالمومنین تمام پھل پکنے تک نہیں پہنچتا۔ حضرت ثابت بنانی رح فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جوان تھا جو عمدہ عمدہ لباس پہنتا اور خوب آراستہ پیراستہ رہتا۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ تو اس نوجوان نے مجاہدہ شروع کیا۔ اور عبادت میں مستعد ہوا۔ لوگوں نے اس کو کہا کہ اگر تو رسول اللہ ؐ کے زمانہ میں ایسا کرتا تو آپ بہت ہی خوش ہوتے۔ عرض کیا کہ اس وقت میرے لئے دو طرح کا امن تھا۔ ان میں سے ایک گذر گیا۔ اور دوسرا باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (تیرے موجود ہوتے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دیگا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دیگا جب کہ وہ استغفار کرینگے + پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو چکے۔ اب صرف اجتہاد اور استغفار باقی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آدمی چالیس سال تک پہنچ جائے۔ اور اس کا ضمیر شر پر غالب ہو۔

تو اسے اپنے نفس پر رونا چاہئے۔ اور دوزخ کی طرف تیاری کرنی چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ جو جوان کسی اپنے سے زیادہ عمر والے بوڑھے کی عزت و خدمت کریگا۔ اللہ تعالےٰ اس کی اتنی عمر تک پہنچنے کے وقت ایسا شخص مقرر کریگا۔ جو اس کی خدمت و عزت کریگا بعض صالحین نے کسی بوڑھے کو دیکھا کہ لوگوں سے مانگ رہا ہے۔ فرمایا کہ اس شیخ نے اپنے بچپن میں اللہ تعالےٰ کے حق کو ضائع کیا۔ اب اللہ تعالےٰ نے اسکے بڑھاپے کے وقت اس کے حق کو ضائع کیا۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ عبادت اچھی ہے لیکن جوان کی بہت ہی اچھی ہے۔ اور گناہ برا ہے۔ لیکن بوڑھوں کا بہت ہی برا ہے۔ شعر

عَصَیْتُ هَوَی نَفْسِیْ صَغِیْرًا فَعِنْدَمَا ۔۔۔ اَتَتْنِی اللَّیَالِیْ بِالْمَشِیْبِ وَبِالْکِبَرِ

اَطَعْتُ الْهَوٰی عَکْسَ الْقَضِیَّةِ لَیْتَنِیْ ۔۔۔ خُلِقْتُ کَبِیْرًا ثُمَّ عُدْتُ اِلَی الصِّغَرِ

(ترجمہ) میں بچپن میں اپنے نفس کی خواہش کی نافرمانی کرتا۔ لیکن جب بڑھاپے کی راتیں آئیں تو معاملہ کے برعکس میں اپنی خواہشوں کے تابع ہو گیا۔ کاش کہ میں بوڑھا پیدا ہوتا۔ اور پھر بچپن کی طرف عود کرتا + بزرگ فرماتے ہیں کہ رات اور دن دونوں تیری عمر کو قطع کرنے میں اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ تو بھی اپنا کام کئے جا۔ اور اگر تجھ سے کوئی بڑا نیک عمل نہ ہو سکے۔ تو گناہوں کے ترک کرنے اور قصوروں پر غم کرنے میں کوشش کر۔ شعر

اَحْزِنْ عَلٰی اَنَّکَ لَا تَحْزَنُ ۔۔۔ وَلَا تُسِئْ اِنْ کُنْتَ لَا تُحْسِنُ

وَاضْعِفْ عَنِ الشَّرِّ کَمَا تَدَّعِیْ ۔۔۔ ضِعْفًا عَنِ الْخَیْرِ وَقَدْ یُمْکِنُ

(ترجمہ) اس بات پر کہ تو غم نہیں کرتا غم کر۔ اور اگر تو نیکی نہیں کرسکتا تو برائی بھی نہ کر۔ اور جس قدر تو خیر و بھلائی کو زیادہ کرنا چاہتا ہے اسی قدر برائی کو کم کرتا جا + امام زین العابدین رح اپنے نفس کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے۔ اے نفس کب تک تو دنیا کی طرف متوجہ رہیگا۔ اور کب تک تو شہوات میں مشغول رہیگا۔ حالانکہ تجھے زبردست بادشاہ نے نصیحت فرمائی ہے۔ اور ڈرانے والے نے تجھے بخوبی ڈرایا ہے۔ لیکن تو وفاء عہد کو بھول کر غفلت کی نیند میں مزے سے سو رہا ہے۔ شعر

لِرُؤْیَةِ شَیْبِیْ صُمْتُ عَنْ طَلَبِ الصِّبَا ۔۔۔ وَعِیْدُ شَبَابِیْ لَا یَعُوْدُ فَاَفْطُرُ

(ترجمہ) بڑھاپے کو دیکھ کر میں نے بچپن کی طلب سے روزہ رکھ لیا۔ اب نہ جوانی کی عید آئیگی نہ افطار کرونگا۔ بھائیو۔ لوگوں نے یہ جان کر کہ موت اُن کی طرف جلد ہی جلدی آ رہی ہے۔

اپنی عاقبت کا فکر کیا۔ اور عقبے کے آرام کی خاطر میٹھی نیند کو چھوڑ دیا۔ اور آخرت کے خرچ کمانے میں مشغول ہوئے۔ شعر

یَا غَافِلاً مُقْبِلاً عَلٰی اَمَلِہٖ ۔ تَسْلُكُ سَبِیْلَ الْعِزِّ فِیْ مَهَلِہٖ

كَمْ نَظْرَةٍ لِامْرِءٍ یَسُرُّ بِهَا ۔ نَغَّافَهَا عَنْهُ مُنْتَهٰی اَجَلِہٖ

(ترجمہ) اے غافل ہوکر اپنی امید کی طرف بڑھنے والے اپنی اس مہلت کے زمانہ میں عزت کے راستہ پر چل + انسان کی بہت سی ایسی نظریں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور اخیر عمر پر جاکر اس سے دور ہوتی ہیں + حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگا۔ اس سے چار چیزوں کا سوال ہوگا۔ عمر کس طرح بسر کی؟ جوانی کیسے گذاری؟ علم حاصل کرکے کیا عمل کیا۔ مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا +

ایک بادشاہ اپنے وزیر پر ناراض ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ اس کو اپنی خدمت سے ہٹا دے اور اپنی درگاہ سے دور کردے۔ وزیر نے عرض کی۔ کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر مجھے وہ چیز واپس دیدے جو میں نے تیری خدمت میں خرچ کی ہے۔ بادشاہ نے فرمایا وہ کیا چیز ہے۔ وزیر نے عرض کیا۔ کہ اپنی جوانی جو میں نے تیری خدمت میں صرف کی ہے وہ مجھے واپس دیدے بادشاہ یہ سن کر حیران رہ گیا۔ اور اس پر راضی ہوگیا +

بعض صالحین نے عرفہ میں کھڑے ہوکر کہا۔ الٰہی وسیدی ہم میں سے اگر کسی شخص کا کوئی غلام ہو۔ اور وہ اس کی خدمت اور گھر میں بوڑھا ہو جاوے۔ تو پھر وہ اس کو نہ بیچتا ہے نہ کوئی ضرر دیتا ہے۔ اور میں تیرے اس گھر میں بوڑھا ہوا ہوں۔ تو بھی اپنی مہربانی سے میری گردن کو آزاد کردے۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی اسلام میں بوڑھا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں عذاب دینے سے حیا کریگا۔ اے وہ شخص کہ جس کا عملنامہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ آج اپنا تدارک کر۔ کب تک تو ہمسایوں کی نسبت باتیں کریگا۔ کہ فلاں فلاں نے توبہ کی۔ کیا تو جانتا ہے کہ اپنے دنیا سے نکلنے سے پہلے تو اپنے گناہوں سے نکل جاویگا یا دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے اپنی برائی کو عفو سے بدلا لیگا۔ شعر

قُلْ لِلزَّمَانِ صُلْحًا ۔ قَدْ عَادَ لَیْلِیْ صُبْحًا

وَاَعْذِبِ الشُّرْبَ الَّذِیْ ۔ كَانَ اُجَاجًا مِلْحًا

(ترجمہ) زمانہ کو کہ اچھا ہو جا۔ میری رات کی اب صبح ہونے کو ہے۔ اور اس پانی کو میٹھا کردے

جو پھیلا ہوا پڑا تھا + اے گناہگارو اب توبہ کا وقت ہے۔ اے حق سے غافل رہنے والو اس نے اپنے دروازے کو کھولا ہے۔ قبولیت کے لئے تیاری کرو۔ کیونکہ قبولیت کا یہی وقت ہے۔ اے دانشمند و عبرت حاصل کرو کہ تمہارے باپ حضرت آدم ؑ ایک گناہ پر تین سو سال تک روتے رہے۔ اور ان کی آہوں کو سنکر مسافروں کا چلنا بند ہو جاتا تھا۔ جب کبھی فرشتوں کو آسمان کی طرف چڑھتے دیکھتے تو فرماتے ہائے میرا وطن۔ شعر

لَوْ لَا تَذَكُّرُ أَيَّامٍ بِذِي سَلَمٍ   وَعِنْدَ رَاقَةَ أَوْطَارِي وَأَوْطَانِي

لَمَا قَدَحْتُ بِنَارِ الْوَجْدِ فِي كَبِدِي   وَلَا بَلَلْتُ بِمَاءِ الدَّمْعِ أَجْفَانِي

(ترجمہ) اگر مجھے ذی سلم کے دن اور راقہ کے نزدیک وطن کا آرام یاد نہ ہوتا۔ تو میں آتش عشق سے اپنے جگر کو نہ جلاتا۔ اور آنسوؤں کے پانی سے اپنی پلکوں کو نہ بھگوتا۔ اے گناہگارو اس لغزش سے ڈرو جس کے باعث دوست کہیگا کہ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ تمام سفروں سے زیادہ مصیبت و بلا والا سفر اس قافلہ والوں کا ہے جو دوست کے شہر کی طرف جا رہے ہوں۔ اور جاتے وقت ہمیشہ کے لئے الوداع ہو جائیں۔ شعر

إِذَا الرَّكْبُ مَرُّوا بِي عَلَى الدَّارِ أَشْهَقُ   وَلَمْ يَبْقَ عِنْدِي فِي الْهَوَى غَيْرُ أَنَّنِي

(ترجمہ) عشق و محبت کے باعث مجھ میں سوائے اس کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ کہ جب قافلہ والے مجھے یار کے گھر کے پاس سے گذارتے جاتے ہیں۔ تو اس کو دیکھ کر چلاتا ہوں۔ اے وہ شخص کہ جس کا دل پہلے تندرست تھا پھر بیمار ہو گیا۔ اپنی خطا کو یاد کر۔ تیرا دل کیسا اچھا تھا اور تیرا پانی کیسا خوشگوار تھا۔ اپنی اس مصیبت پر واویلا کر۔ اب تیرے سوائے اور کوئی حیلہ باقی نہیں رہا کہ تو طبیب کے دروازہ کو لازم پکڑے۔ اور اگر تو دوا کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر رو۔ کیونکہ رونا فقیر کا راس المال اور سرمایہ ہے۔ اے وہ شخص کہ تیری پیٹھ پر بداعمالیوں کا بھاری بوجھ ہے۔ اب تیری معافی کی صورت یہی ہے کہ تو ندامت سے اپنے گناہوں کو دور کرے۔ جوانی گذر گئی اور بڑھاپا آگیا۔ اور پیری ہر ساعت عمر کی دیوار کو گرا رہی ہے۔ شعر

إِذَا كُنْتَ تُوتِ النَّفْسَ ثُمَّ تَهْجُرُنَهَا   فَلَمْ تَلْبَثِ النَّفْسُ الَّتِي أَنْتَ ذُقْتَهَا

سَتُبْقِي بِتَنَاءِ الضَّبِّ فِي الْمَاءِ أَوْ كَمَا   يُعَيَّشُ بِبَيْدَاءِ الْمَفَازِ حُوتُهَا

(ترجمہ) جب نفس کو خوش کرنے پھر تو اس کو ہجر کرے۔ تو زیادہ دیر تک نہیں ٹھیر سکتا۔ اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے سوسمار پانی میں یا مچھلی جنگل میں + اے انسان گذشتہ

کا جلدی تدارک کر۔ اور بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت جان اور سمجھ لے کہ وعدے کا دن نزدیک آگیا۔ یونس بن عبید ایک دن اپنے یاروں کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ جب اُٹھا کہنے لگا بخدا میری اور تمہاری ایک گھڑی گذر گئی۔ اسے توبہ کو وعدہ اور تاخیر پر ڈالنے والے جلدی کر۔ کیونکہ اب دروازہ کھلا ہے اور دوستوں کے لئے خوشی کی دعوتیں تیار ہیں۔ شعر

تَعَالَ قَدْ اَمْكَنَ الْمَكَانُ ۔۔۔ وَاجْسُرْ عَلَى الْوَصْلِ يَا جَبَانُ
عَجِّلْ فَاِنَّ الزَّمَانَ عَزٌّ ۔۔۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَفْطِنَ الزَّمَانُ

(ترجمہ) اے بزدل آ جو کچھ ہو سکتا ہے کرلے اور وصل کے حاصل کرنے پر دلیری کر۔ جلدی کر۔ کیونکہ زمانہ پیشتر اس کے کہ انسان کو سمجھ آوے۔ دھوکا دے جاتا ہے۔ سچی توبہ گناہوں کے نشان کو مٹا دیتی ہے۔ جب توبہ کرنے والا سچے دل سے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اُس کے گناہ بھلا دیتا ہے۔ اور اس جگہ کو بھی جہاں اُس نے گناہ کیا تھا اس کے گناہ بھلا دیتا ہے۔ اور نامہ عمل سے اُس کے قصوروں کو مٹا دیتا ہے۔ اور قیامت کے دن اس سے کوئی حساب نہ لیگا۔ جب تو نافرمانوں کے پاس دنیا کو فراخ دیکھے تو جان لے کہ اس میں ان کا حظ ہے۔ اور آخرت متقین کے لئے ہے۔ اے وہ شخص کہ تو غافلین کے پنگھوڑے میں سوئے ہوئے غافلین کے ساتھ ملنا چاہتا ہے۔ اپنی غفلت کے وطن کو چھوڑ دے۔ شاید کہ تو سُستی کی مستی سے ہوشیار ہو جائے۔ اللہ کی قسم۔ اگر تو اپنے اصلی وطن کی طرف جانے کا ارادہ کرتا۔ تو تو کبھی اِن وطنوں کی طرف توجہ نہ کرتا۔ اور اگر تو مولیٰ کے ساتھ تنہائی کا مزہ چکھتا۔ تو دوستوں کی ہمنشینی پر تسلی نہ پاتا۔ اللہ کے بندو یہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے فرض کئے اور اس کی عزت و تعظیم تم پر واجب کی۔ اور اُس کی راتوں میں قیام کرنیوالوں کے لئے بڑے ثواب کا وعدہ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔ تاکہ تم بچ جاؤ) یعنی روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ پہلی اُمتوں پر فرض تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ رمضان کے روزے اہل کتاب پر بھی فرض تھے۔ پھر انہوں نے بدل دئے۔ اور لعلکم تتقون یعنی تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اپنے آپ کو

اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ۔ پس جو شخص اللہ تعالٰی کی طاعت بجا لاویگا۔ اس کا نفس اللہ تعالٰی کے عذاب سے بچ جاویگا۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ روزہ تقوے پر مدد دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں نفس اپنی خواہشات سے رکا رہتا ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے آیت کے ابتداء میں ایمان کے ساتھ اس واسطے یاد فرمایا ہے تاکہ نعمت اسلام کا احسان جتلائے اور نفس کو روزوں کا بوجھ ہلکا معلوم ہو۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (تم پر روزے فرض کئے گئے) اور فرماتا ہے كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اللہ تعالٰی نے اپنے نفس پر رحمت فرض کی ہے۔ پس جب تو اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ حالانکہ تو عذر کے ساتھ معروف ہے۔ تو پھر کس طرح اللہ تعالٰی تیرے ساتھ رحمت کے ساتھ معاملہ نہ کریگا جبکہ وہ کرم کے ساتھ موصوف ہے۔ اور جب تو رنج و تکلیف اٹھا اٹھا کر اپنے اقرار کو پورا کریگا۔ تو اللہ تعالٰی بھی اپنے وعدے کو اس طرح پورا کریگا کہ تجھے کوئی تکلیف نہ دیگا۔ اور اللہ تعالٰی سے بڑھ کر زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس نے از روئے ایمان اور احتساب کے رمضان کے روزے رکھے۔ اس کے تمام گذشتہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور رسول اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے از روئے ایمان اور احتساب کے رمضان کے روزے رکھے۔ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ صحیح مسلم میں رسول اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ انسان کے اور تمام عمل اس کے لئے ہیں اور روزے میرے لئے ہیں۔ اور میں ہی اس کی جزا دونگا۔ اور روزے ڈھال ہیں پس جس دن تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو۔ اسے چاہئے کہ اس دن جماع نہ کرے اور نہ گالی گلوچ نکالے۔ اور اگر کوئی اس کو گالی نکالے یا اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے تو وہ کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ مجھے اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالٰی کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور روزہ دار کے لئے ہر روز دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک اس وقت جبکہ افطار کرتا ہے۔ اور دوسری جبکہ وہ اللہ تعالٰی کا دیدار پاویگا۔ اور اللہ تعالٰی کا یہ فرمانا کہ روزے میرے لئے ہیں بعض فرماتے ہیں کہ روزے کی فضیلت اور شرافت کے سبب اللہ تعالٰی نے روزے کو اپنے لئے خاص فرمایا ہے ورنہ تمام اعمال اللہ ہی کے لئے ہیں

جیسے کہ ناقۃ اللہ اور مساجد للہ وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے خاص کیا گیا ہے کہ روزہ بندے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ایک سر ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں۔ کہ اس واسطے خاص کیا گیا ہے کہ روزہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کا تقرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے خاص کیا ہے کہ روزہ کے ثواب کا اندازہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے +

صحیح حدیث میں رسول صلعم سے روایت ہے کہ جب ماہ رمضان آجاتا ہے بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیر ڈالے جاتے ہیں۔ اور ہر رات کو ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے طالب خیر ہماری طرف آ۔ اور اے طالب شر برائی سے باز آ۔ نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ جو روزہ رکھ کر جھوٹ بولنے اور بیہودہ بکنے اور جاہلانہ افعال کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ کعب احبار روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے موسےٰ ع کو فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ ماہ رمضان کے روزہ داروں کی دعا کو رد نہ کرونگا۔ اے موسےٰ ع ماہ رمضان میں تمام زمین و آسمان اور پہاڑوں اور پرندوں اور چرندوں کو الہام کیا جاتا ہے کہ ماہ رمضان کے روزہ داروں کے لئے استغفار کریں۔ اے ماہ رمضان تجھ میں قیام کرنے والے اور راتوں کو جاگنے والے لوگ کہاں گئے۔ اور وہ لوگ کہاں گئے۔ جو اپنی آنکھیں نیند سے بیدار رکھتے اور یہی تمنا کرتے تھے کہ ہمیشہ ہی رمضان رہے۔ ایسے لوگ اکثر چلے گئے۔ اور بہت تھوڑے رہ گئے۔ ان پر ہمارا اسلام ہو۔ وہ لوگ رات کو بہت ہی کم سویا کرتے تھے۔ اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے تھے۔ سائب بن یزید رح فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر خطاب رض نے لوگوں کو قیام رمضان کے لئے جمع کیا۔ اور ابی بن کعب رض اور تمیم داری رض کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے امام بنایا۔ اس وقت قاری دو سو آیت تک پڑھتا۔ اور ہم طول قیام کے باعث اپنی لاٹھیوں کے سہارے کھڑے رہتے۔ اور ہم اس وقت نماز سے فارغ ہوتے جبکہ فجر کی روشنی نمودار ہو جاتی۔ اور عبد الرحمن بن ہرمز فرماتے ہیں۔ کہ قاری سورہ بقر کو آٹھ رکعت میں پڑھتا تھا۔ اور حضرت عبد اللہ بن ابو بکر رض اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ

جب ہم قیام رمضان سے فارغ ہوتے تھے۔ اپنے خادموں کو کہتے تھے کہ جلدی کھانا لاؤ۔ کہیں فجر نہ ہو جائے۔ اور امام شافعی رح رمضان شریف میں ساٹھ ختم قرآن شریف کے کیا کرتے تھے۔ اُن لوگوں نے تھوڑا سا رنج اُٹھایا اور اس کے عوض بہت سا آرام پایا۔ اور رضا کے باغوں میں آرام سے جا سوئے۔ اور وہ شخص مسکین محروم رہا کہ جس نے اُن کے ساتھ ملنے کی کوئی راہ نہ پائی۔ اور سب قسم کا خسارہ اس شخص کو نصیب ہوا۔ جو دُنیائے فانی کی لذتوں پر راضی رہا۔ الٰہی تو ہی ملک کریم ہے اور تیرے سوائے تمام معبود باطل ہیں۔ تیرے قاصد تیری طرف رغبت کرتے اور تیری ہی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ میرے مولے مہربانی فرما اور رحم کر یہ تیرا بندہ تیرے در پر سر جھکائے سوالی کھڑا ہے۔ تیرا احسان وسیع اور عام ہے۔ اور تیری بخشش سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ تیرے طالب تیری معرفت میں حیران ہیں ان کی زبان گونگی اور عقل پریشان ہے۔ وہ شخص کیسا ہی سعادت مند ہے۔ جو سب طرف سے مُنہ موڑ کر تیری طرف آجائے۔ اور تیری بارگاہ میں اسکو بہت اچھی خلوت ہاتھ آئے۔ میرے مولے۔ تو میرے پوشیدہ راز کو جانتا ہے میری فریاد تیری ہی طرف ہے۔ مجھ پر اپنا کرم فرما۔ میں نے تجھ پر توکل کیا ہے۔ تو پادشاہوں کا بادشاہ ہے اور منع و عطا اور نفع و ضرر اور بلندی و پستی اور عزت و خواری اور ہدایت و گمراہی تیرے ہاتھ میں ہے جب تیرے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو وہ تیرے دروازے کی طرف بھاگے آتے ہیں۔ اور تیری طرف تیرے دوستوں کا وسیلہ لاتے ہیں۔ الٰہی ہم بھی تیرے دروازے پر آکھڑے ہیں۔ اور تیرے کرم وجود کو جانتے ہیں۔ اور تیری طرف ہی ہم اپنے دلوں کی بیماری کی شکایت کرتے ہیں۔ تو ہی اُس کو بیمار کرنے والا اور تو ہی اس کو شفا دینے والا ہے۔ اور تجھی سے ہم اپنی غفلت کی دوا مانگتے ہیں۔ اور تو ہی اُس کو دُور کریگا۔ اور نفسوں کے درست کرنے پر تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی سرکشی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور اُنکی شرارت کو دُور کرنے کے لئے تجھ ہی سے التجا کرتے ہیں جو میرا کچھ کرنے کا وقت تھا وہ مجھ سے گذر گیا۔ اب پھر وہ واپس نہیں آویگا۔ شعر

وَكَيْفَ الْتِذَاذِىْ بِالْاَصَائِلِ وَالضُّحٰى — اِذَا لَمْ يَعُدْ ذَاكَ النَّسِيْمُ الَّذِىْ هَبَّا

ذَكَرْتُ بِهٖ وَصْلًا كَاَنْ لَمْ اَفُزْ بِهٖ — وَعَيْشًا كَاَنِّىْ اَقْطَعُهٗ وَثْبًا

(ترجمہ ہمیں صبح اور عصر کی سیر سے کس طرح لذت پاؤں جبکہ وہ ہوائے نسیم جو اس وقت چلتی تھی پھر

نہیں آتی۔ جب میں وصل کو یاد کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا مجھے حاصل ہی نہ ہوا تھا۔ اور اس عیش کو جب معلوم کرتا ہوں۔ تو ظاہر ہوتا ہے کہ گویا میں نے اچھلے کودتے گذار دیا تھا۔ کیا تو جانتا ہے کہ اس پراگندگی کے بعد اللہ تعالےٰ پھر جمعیت بخشیگا۔ یا تو دیکھتا ہے۔ کہ جو کچھ تجھ سے گذر چکا ہے وہ پھر واپس آجاویگا۔ شعر

لَا تُخَیِّبْ قَصْدَ مَنْ جَاءَكَ یَبْغِیْ ۔ مَالَنَا غَیْرُكَ مَنْ یُرْجٰی وَیُدْعٰی

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَمَنْ بِیَدِكَ ۔ فِی الْحَالَیْنِ اِعْطَاءً وَّمَنْعًا

عَبْدُكَ الْمِسْکِیْنُ اَضْحٰی سَائِلًا وَّاَ ۔ تٰی عَلَی الْبَابِ یَبْتَغِیْ مِنْكَ رُحْمٰی

(ترجمہ) جو تیری طرف دوڑتا آوے اُس کو محروم نہ کر۔ تیرے سوائے اور کوئی نہیں ہے جس سے ہم اُمید رکھیں اور پکاریں۔ اے مظلوموں کے فریادرس منع وعطا تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ تیرا مسکین بندہ سائل ہوکر تیرے دروازہ پر آیا ہے اور تیری مہربانی کا طالب ہے۔ یا اللہ تو ہمارے فہموں کی آنکھوں کو غفلت کی رمد سے شفا دے۔ اور ہم کو اپنی رضامندی کی طرف کسی آسان طریقے پر چلا۔ اور ہم کو ان لوگوں میں سے نہ بنا جو دنیائے فانی کے حظ میں مشغول رہے۔ یا ارحم الراحمین صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

فصل سولھویں۔ اجتہاد اور لیلۃ القدر کے ذکر میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس نے اپنے دوستوں کی ہمتوں کو دُنیا کی طرف مائل ہونے سے ہٹا لیا۔ اور نیکوں کے سینوں کو عاقبت کے اختیار کرنے کے لئے کھولدیا۔ وہ اپنے کمال و کبریا اور جلال وبقا اور عزت میں یگانہ ہے۔ وہ بلندی عظمت اور غلبہ کی کیفیت کے سوا عرش پر متمکن ہے اور عرش اُس کو کیسے اُٹھا سکتا ہے۔ اُس کے اُٹھانے والے وہ دل ہیں جو اُس کی صنعت سے اُس کو پہچانتے ہیں۔ اور وہ گردنیں جو اُس کی عزت کے آگے پست ہیں۔ اور وہ عقلیں جو اُس کی تعظیم میں حیران و پریشان ہیں۔ اُس کی صفات قدیمہ ہیں۔ اور مشبہین اور معطلین کے خیالات باطل ہیں۔ وہ حیّ اور علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر اور مدبّر اور خبیر اور اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ جو مثل و مشبہ سے پاک ہے متکلم ہے۔ وہ ملک وکریم ہے کہ جو اس سے بخشش مانگے اُس کو بخشتا ہے۔ اور توبہ اور سائل کے سوال کو قبول کرتا ہے۔ وہ لطیف ہے جو دلوں میں الہام کے خطرات ڈالتا

ہے وہ جلیل ہے جو اپنے بندوں کو اپنی بخشش اور عطا کے ساتھ ڈھانپتا ہے۔ وہ غفور ہے جو اپنے بندوں کی لغزشوں کو دعا کے وقت معاف کرتا ہے۔ وہ قریب ہے جس نے اپنے دوستوں کو اپنے قریب کیا۔ پس انہوں نے معاملہ کی لذّت پالی اور ان کے دل ذکر کے لئے حاضر اور اُن کی آنکھیں اُس کی خدمت کے لئے بیدار اور اُن کے جسم اُس کے ڈر کے مارے لاغر ہوگئے۔ وہ عزیز ہے جس نے اپنے دروازہ سے ہٹ رہنے والوں کو دھتکار دیا اور حجاب کے دردناک عذاب سے ان کو ذلیل و خوار کیا۔ پس اُن کی ہمتیں خیرات کے لئے اُٹھنے سے بھاری ہوگئیں۔ اور حرص نے ان کو ایسا بدمست کیا کہ اس کے خطاب کی لذت ان سے جاتی رہی۔ اور اسرار کے سُننے کے لئے اُن کے کان بہرے ہوگئے۔ اسی لئے وہ اُس کے عذاب و عتاب سے نہیں ڈرتے۔ اور ان کے دل ہمہ تن حظوظ نفسانی میں مشغول ہیں۔ سعید وہی ہے جس کو مولائے کریم اپنے قریب کرے۔ اور مردود وہی ہے۔ جس کو مالک حکیم اپنے پاس سے دور کردے۔ دِل اسکی حکمت و تدبیر سے جاہل ہیں۔ اُس کے افعال پر لما و لا وارد نہیں ہوسکتا۔ اور کیونکر ہوسکے۔ جبکہ اس کے احکام میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے۔ پس تو اعتراض کی زبان کو بند کر اور جھگڑے کے ہاتھ کو روک لے۔ کیونکہ جو کچھ تیرا وہم تصوّر کرتا ہے وہ سب کچھ حادث مخلوق ہے۔ بھلا مفعول اپنے فاعل کے ساتھ کس طرح مشابہ ہوسکتا ہے۔ میں اس کی تمام کامل نعمتوں پر جو اُس نے ہم پر بخشی ہیں اُس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے اس شہادت پر عمل کرنیوالے کے لئے بڑے نفع کا وعدہ دیا ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اُس نے غافل اُمّت کی طرف بھیجا۔ اور ان لوگوں کو کہ جن کا سینہ اسلام کے لئے کھلا صحیح وسلامت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑایا۔ اور شیطان کے لشکر کو بڑے عذاب و تکلیف کے ساتھ ہلاک کیا۔ اور تمام مشکلات کو واضح اور تمام احکام نازلہ کو ظاہر کیا۔ اور آپ کی برکت سے ایمان کا آفتاب چمکا۔ اور بہتان کے ستارے غروب ہوگئے۔ اُن پر اور اُن کی آل و صحاب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ متواتر صلوٰۃ وسلام ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ جس دن ہر ایک نفس اپنی بھلائی اور بُرائی کو سامنے پالیویگا۔ قیامت کے دن عمل کرنیوالوں کا نفع اور قرب و بعد کے آثار ظاہر ہو

جاوینگے۔ جس نے نیکی کی ہوگی وہ اپنی جزا پورے طور پر پالیویگا۔ اور جس نے بُرائی کی ہوگی وہ بھی اپنے عملنامہ میں لکھی ہوئی دیکھ لیگا۔ یہی وہ دن ہے جس سے خائفین کے دل کانپتے ہیں۔ اور ان عابدین کی آنکھیں بیدار رہتی ہیں۔ جو نیک کام کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں یہ جان کر کہ ہم اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔ یعنی طاعت کا حق جیسے کہ چاہیئے بجالاتے ہیں۔ اور باوجود اس کے ڈرتے ہیں۔ اور نذر کو پورا کرتے اور اس دن سے کہ جس کی بُرائی ظاہر ہے ڈرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو اس قدر نماز پڑھا کرتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک کو ورم ہو جایا کرتی تھی۔ اور ورد پڑھنے کے وقت آپ کے آنسو اس طرح گرتے تھے جیسے کہ بارش کے قطرے گرتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم ؑ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے۔ تو آپ کے دل کے دھڑکنے اور جوش کی آواز سنائی دیتی تھی باوجود مراتب بلند کے حبیب اور خلیل کے خوف کا یہ حال ہے تو پھر تعجب ہے کہ اس شخص کا دل کس طرح مطمئن ہو سکتا ہے جس کی پیٹھ پر گناہوں کا بھاری بوجھ ہو۔ کعب الاحبار فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص نے ستر نبیوں کے عمل بھی کئے ہونگے۔ تو وہ بھی قیامت کے دن اس کے خوف د ہول کو دیکھ کر قائم و برقرار نہ رہ سکیگا۔ بعض صالحین کو کثرت گریہ پر عتاب ہوا۔ اس نے جواب میں کہا کہ یہ میرا گریہ ان احوال و خوف کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جن کو غافل لوگ پاوینگے جو نفسانی لذتوں میں مشغول ہو کر اللہ تعالےٰ کے حظ اکبر کو بھول گئے ہیں۔ اور بعض صالحین اس قدر نماز پڑھتے کہ تھک کر بیٹھ جاتے پھر بیٹھ کر نماز پڑھتے اور کہتے مجھے اس مخلوق سے تعجب آتا ہے۔ جو تیرے سوائے کسی اور کا طالب ہے۔ اور تعجب ہے اس پر جو تیرے سوائے کسی اور کے ساتھ اُنس پکڑتا ہو اور حضرت داؤد طائی رح کو لوگوں نے کہا کہ آپ ڈاڑھی کو درست کیوں نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اتنی فرصت نہیں ہے۔ اور آپ افطار کے وقت نتیت یعنی روٹی کو پانی میں بھگو کر اور ملکر پی لیا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا جواب دیا۔ کہ نتیت کے پینے اور چبانے تک پچاس آیتوں کا تفرقہ ہے۔ اور مسروق رحمہ نے حج کیا۔ تو پھر سوائے سجدے کے کبھی نہ سویا۔ اور سلف صالحین کا دستور تھا کہ ان میں سے جب کوئی چالیس سال تک پہنچ جاتا۔ تو اپنا بستر لپیٹ کر رکھ چھوڑتا۔ اور جب ربیع بن خثیم رض کی والدہ نے ان کا بکثرت رونا اور مجاہدہ دیکھا تو کہنے لگی۔ اے بیٹا شاید تو نے کسی کو قتل کیا ہے کہ اس قدر تو اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے۔ عرض کیا ہاں اس کی ماں نے کہا بتلا وہ کون ہے جس کو تو نے قتل کیا!

ہے۔ تاکہ ہم اس کے اہل سے عرض کریں کہ وہ تجھ سے درگذر کریں۔ مجھے اللہ کی قسم اگر وہ دیکھیں جو تو اپنے نفس کے ساتھ کر رہا ہے۔ تو وہ ضرور تجھ پر رحم کھاویں۔ عرض کیا۔ اے اماں وہ میرا اپنا ہی نفس ہے جس کو میں نے اللہ تعالےٰ کے حقوق کی تقصیر میں قتل کیا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھی جب سلام دے چکے۔ تو دائیں طرف مڑ بیٹھے۔ اور آپ کی طبیعت سے رنج کے آثار ٹپکتے تھے۔ آپ سورج کے طلوع ہونے تک اسی طرح بیٹھے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پلٹایا اور فرمایا۔ بخدا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہے آج ان جیسا مجھے کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ صبح کے وقت پراگندہ حال گرد آلود اور زرد رنگ نظر آتے تھے۔ اور رات کو سجدہ اور قیام میں گزارتے۔ اور اللہ تعالےٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اللہ تعالےٰ کے ذکر کے وقت اس طرح جھک جاتے جس طرح کہ ہوا کے سامنے درخت جھک جاتا ہے۔ ان کی آنکھیں اس قدر روتی تھیں کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے تھے۔ پھر جو لوگ آپ کے پاس تھے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ ان سب نے اپنی رات کو غفلت میں گنوایا ہے۔ اور ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ رات کو جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایک کوڑا لٹکا لیتے۔ اور جب کبھی سستی غالب ہوتی۔ تو اس سے اپنے آپ کو مارتے اور فرماتے کہ تو میری سواری کے جانور کی نسبت مار کا زیادہ مستحق ہے۔ اور ابو حازمؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ نہ رمضان کا آنا ان کے عبادہ کو کچھ زیادہ کرتا تھا۔ اور نہ ہی رمضان کا گزر جانا اس کو کم کرتا تھا۔ بعض ہمائین فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کے کسی پہاڑ میں سیر کرتے کرتے ایک وادی میں جا نکلا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دو درختوں کے درمیان کھڑا ہے۔ اور اس آیت کو بار بار پڑھ رہا ہے یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا۔ اسی آیت کو بار بار دہراتا تھا۔ حتےٰ کہ اس نے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑا۔ پھر جب اس کو ایک گھڑی کے بعد ہوش آیا۔ تو اس طرح کہنے لگا میں تیرے ساتھ جھوٹوں کے مقام سے اور بیکاروں کے اعمال سے اور غافلوں کی روگردانی سے پناہ مانگتا ہوں۔ خائفین کے دل تیرے لئے جھکتے ہیں۔ اور خطاکاروں کے اعمال تیری ہی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اور عارفوں کی گردنیں تیری عظمت کے آگے پست ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو جھاڑا اور کہا اے دنیا میرے ساتھ تیرا کچھ تعلق نہیں۔ تیرا تعلق تیرے اپنا جنس اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تیری لذت و نعمت میں مشغول ہیں۔ تو اپنے دوستوں کے پاس ہی جا۔ اور انہی کو

قریب ویرے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پکارا۔ کہ اے عبداللہ میں آج تمام دن تیرا منتظر رہا کہ تو فارغ ہو کر میرے ساتھ کلام کرے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ شخص کس طرح فارغ ہو سکتا ہے جس کا وقت جلدی جلدی گذر رہا ہو اور وہ اپنے نفس پر موت کے ناگاہ آجانے سے ڈرتا ہو۔ اور وہ شخص کیسے فارغ ہو سکتا ہے جس کے ایام گذر چکے ہوں۔ اور گناہ باقی رہ گئے ہوں۔ اس کے بعد اس آیت کو پڑھا وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ پھر اوّل کی نسبت زیادہ زور سے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس کی روح نکل چکی ہے۔ جب قریب جا کر دیکھا تو وہ تڑپ رہا تھا۔ پھر جب اس کو ہوش آئی تو کہنے لگا۔ کہ میں کون ہوں اور کیا میرا خطرہ۔ تو اپنے فضل سے میری برائی کو بخش اور ستر جمیل سے ڈھانپ اور اپنی عزت کی طفیل میرے گناہوں کو معاف کر۔ میں نے اس کو کہا تجھے اس ذات کی قسم ہے جس سے تو اُمید رکھتا ہے کہ تو میرے ساتھ کلام کر۔ اس نے کہا تجھے اس شخص کی باتیں سننی چاہئیں۔ جس کی باتیں تجھے نفع دیں۔ اور اس شخص کے کلام کو چھوڑ دے جس کے گناہوں کا تو یقین کر چکا ہے۔ میں اس جگہ ابلیس کے ساتھ جہاد کرتا تھا۔ اور وہ میرے ساتھ جہاد کرتا تھا۔ آج تک اس کو تیرے سوا کسی نے مدد نہ دی کہ مجھے اپنے ذکر سے غافل کرے۔ مجھ سے دُور ہو جا کہ تو نے مجھے ذکر سے ہٹا دیا ہے اور میرے دل کا ایک حصہ تیری باتوں کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک سفر میں چلتے چلتے ایک درخت کے سایہ میں آرام لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ ناگاہ ایک شیخ میرے پاس آنکلا۔ اور کہنے لگا کہ اٹھ موت کو ابھی موت نہیں آئی۔ پھر اس نے اپنی راہ لی۔ میں نے سنا تو وہ یہ کہہ رہا تھا۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ پھر کہنے لگا اے وہ ذات کہ جس کے چہرے کے آگے تمام چہرے جھکے ہوئے ہیں اپنے دیدار کے ساتھ میرے چہرے کو سفید و روشن کر اور میرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے اب وہ وقت آگیا ہے کہ مجھے تجھ سے حیا آئے۔ اور روگردانی کے بعد تیری طرف رجوع کروں۔ اگر تیرا علم نہ ہوتا تو مجھ پر زندگی دشوار ہوتی۔ اور اگر تیرا عفو نہ ہوتا۔ تو میں اپنی اُمید پر خوش نہ ہوتا۔ وہ لوگ کمربستہ ہو کر عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور اپنے مطالب و مقصود تک پہنچ گئے۔ اور اپنے مولیٰ کے دروازے پر اس قدر کھڑے ہوئے کہ وہ مقبول ہوئے پس خوشخبری ہے اُن کے لئے کہ انہوں نے اپنے کئے کا نیک بدلہ پالیا۔ اور اپنے مطالب و مقصد کے پانے میں تمام رنج و تکلیف کو آسان سمجھا۔ اور حضرت عمرؓ و حضرت عائشہؓ ہمیشہ

روزہ رکھا کرتے۔ اور حضرت ابو طلحہؓ نے چالیس سال تک روزے رکھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ حضر میں کبھی افطار نہ کرتے تھے۔ اور منصور بن معتمرؒ چالیس سال تک دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے رہے۔ ان لوگوں نے سعادت کے نشان دیکھ کر اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور سفر کی درازی کو معلوم کر کے اس کے خرچ کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ ان کو ان کی کوشش پر وہی شخص ملامت کرتا ہے جو بے علم ہے۔ اور ان کے مجاہدے پر وہی شخص ان کو عتاب کرتا ہے جو بے سمجھ ہے۔ میسرہ قیسیؒ کو لوگوں نے کہا کہ اپنے نفس پر نرمی کر۔ فرمایا کہ نرمی ہی تو کرتا ہوں۔ اسی طرح اسود بن یزیدؒ کو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے نفس پر نرمی کریں۔ فرمایا کہ میں اس کے لئے نرمی ہی تو چاہتا ہوں۔ شعر

جَدَّ الزَّمَانُ وَ اَنْتَ تَلْعَبُ وَالْعُمْرُ فِي الْاَشْيَاءِ يَذْهَبُ

كَمْ كَمْ تَقُوْلُ غَدًا اَتُوْبُ وَاللّٰهِ اِنَّ الْمَوْتَ اَقْرَبُ

(ترجمہ) زمانہ بڑی تیزی سے جا رہا ہے اور تو کھیل رہا ہے۔ اور عمر باتوں باتوں میں گذری چلی جا رہی ہے۔ کب تک تو کہیگا کہ کل توبہ کرونگا۔ بخدا موت نزدیک آتی جاتی ہے۔ اور حبیبہ عدویہؒ جب عشاء کی نماز پڑھ چکتیں تو اس طرح کہتیں۔ الٰہی سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے۔ اور ان کے آگے حجاب ڈال دئے۔ اور ہر ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت میں ہوگیا۔ اور دیکھ میں بھی تیرے حضور میں کھڑی ہوں۔ اور صبح کے طلوع ہونے تک نماز پڑھتی رہتی تھی۔ ایک عابدہ عورت بیان کرتی ہے کہ میں خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوگئی ہوں۔ اور تمام اہل جنت کسی کے انتظار میں اپنے دروازوں پر کھڑے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ شعوانہ کے استقبال کے لئے جنت کو آراستہ کیا گیا ہے۔ میں نے ان کو کہا وہ تو میری بہن ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں شعوانہ بہت اصیل گھوڑے پر جو اس کو ہواؤں میں اڑائے لاتا تھا سوار ہوتی ہوئی آگئی جب میں نے اس کو دیکھا تو کہا کہ اے میری بہن! میرے مکان کا بھی تجھے کچھ پتہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کہ مجھے بھی تیرے ساتھ ملا دے۔ اس نے اس بات سے تبسم کیا اور کہا کہ ابھی تیرے آنے کا وقت نہیں ہوا لیکن تجھے دو باتیں کہتی ہوں۔ ان کو یاد رکھنا تا دل یہ کہ تو اپنے دل کو غم سے آباد رکھے۔ دوسرے یہ کہ اپنی خواہش پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو مقدم رکھے۔ پھر تجھے کچھ ڈر نہیں خواہ تو کب مرے۔ اور ابن سیرینؒ کی ایک عابدہ لونڈی تھی۔ جو پندرہ

سال تک اپنی جائے نماز سے سوائے وضو کے باہر نہ نکلی + ایک بڑھیا جو اپنی نظر کو ڈھانپے رکھتی تمام رات بیدار رہتی۔ جب صبح ہوتی تو ایک دردناک آواز سے اس طرح پکارتی۔ عابد لوگ تیری طرف اندھیری راتوں کو قطع کر کے آتے ہیں۔ اور تیرے فضل مغفرت اور رحمت کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ الٰہی میں سب کو چھوڑ کر تیرے آگے سوال کرتی ہوں۔ کہ تو مجھے سابقین کے گروہ میں سے بنا۔ اور میرے درجہ کو مقربین کے درجہ میں بلند کر اور اپنے صالحین بندوں کے ساتھ مجھے ملا۔ تو تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان اور سب بڑوں سے بڑا اور سب کریموں سے زیادہ کریم ہے یہ کہہ کر سجدے میں گر پڑتی اور فجر کے طلوع ہونے تک دردناک آواز کے ساتھ روتی رہتی۔ اور دعا کرتی رہتی۔ حضرت یحییٰ بن بسطام رح فرماتے ہیں کہ ہم شعوانہ کے پاس گئے۔ تاکہ ہم اس کو کہیں کہ اپنے نفس کے ساتھ نرمی کرے اور کثرت گریہ میں اس کو ملامت کریں۔ وہ ہماری باتوں سے زیادہ روئی اور کہنے لگی۔ بخدا میں تو یہ چاہتی ہوں کہ میں اس قدر روؤں کہ میرے آنسو خشک ہو جائیں اور بجائے آنسوؤں کے خون آنے لگے۔ اور پھر اس قدر خون روؤں کہ میرے اعضاء میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ رہے۔ پھر کہنے کہ میں کیوں نہ روؤں کیوں نہ روؤں اس پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عبدالرحمن بن حسن رح فرماتے ہیں کہ میری ایک رومیہ لونڈی تھی۔ مجھے اس کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ ایک رات وہ میرے پہلو میں سوئی ہوئی تھی۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو اس کو نہ دیکھا۔ جب اس کو ڈھونڈا۔ تو دیکھا کہ سجدہ میں گری ہوئی یہ کہہ رہی ہے۔ الٰہی اس محبت کے صدقے جو تجھے میرے ساتھ ہے۔ میرے گناہوں کو بخش۔ میں نے اس کو کہا۔ کہ تو یہ بات کس طرح کہتی ہے کہ اس محبت کے صدقے جو تجھے میرے ساتھ ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اے میرے مولے اسی نے اس محبت کے سبب جو اس کو میرے ساتھ ہے۔ مجھے شرک سے نکال کر اسلام میں داخل کیا۔ اور اسی محبت کے باعث مجھے بیدار کیا۔ اور تمام خلقت سوئی پڑی ہے۔ احمد بن علی رح فرماتے ہیں کہ ہم نے عفیرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اس سے اذن طلب کیا۔ لیکن اس نے دروازہ بند کر دیا۔ ہم دروازہ پر بیٹھے رہے۔ وہ اس بات کو معلوم کر کے اٹھی۔ اور اس طرح کہنے لگی یا اللہ میں تیرے ساتھ ایسے شخص سے پناہ مانگتی ہوں۔ جو آکر تیرے ذکر سے مجھے ہٹا رکھتا ہے۔ پھر اس نے دروازہ کھولا۔ ہم اس کے پاس گئے اور دعا کے لیے التجا کی۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری مغفرت فرمائی۔ پھر کہنے لگی۔ کہ عطا سلمی رح

نے چالیس سال تک اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف اُٹھا کر نہ دیکھا۔ اتفاقیہ ایک دن ان کی نظر اوپر جا پڑی تو غش کھا کر گر پڑے۔ کاش کہ جب عفیرہ کی آنکھ آسمان کی طرف بلند ہوتی تو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کرتی۔ کاش کہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی تو پھر واپس نہ آتی۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میری ایک حبشیہ لونڈی تھی وہ بازار میں میرے ساتھ کسی کام کے لئے گئی۔ میں نے اُس کو ایک جگہ بٹھا کر کہا کہ میرے آنے تک اسی جگہ بیٹھے رہنا۔ جب میں اپنا کام کر کے واپس آیا تو اُس کو وہاں نہ پایا۔ میں غصہ کی حالت میں گھر آیا۔ مجھے اُس نے دیکھ کر کہا اے میرے آقا مجھ پر ناراض نہ ہو۔ تو نے مجھے ایسے مکان میں بٹھا گیا تھا جہاں کوئی اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والا نہ تھا۔ میں ڈر گئی کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ان کو زمین میں دھنسا دیوے۔ اور ان کے ساتھ مجھے بھی زمین میں دھنسا دے۔ میں نے کہا یہ اُمت تو خسف سے محفوظ ہے۔ کہا۔ سے میرے سردار میں ڈر گئی تھی کہ کہیں دلوں کو خسف نہ کر دے تاکہ وہ استقامت سے پھسل جاویں۔ پھر میں نے اس کو کہا کہ جا میں نے تجھ کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔ کہا اے میرے مولیٰ تو نے مجھے بہت سی بھلائی سے محروم رکھا۔ کیونکہ میں اللہ تعالےٰ کی عبادت بھی کرتی تھی اور تیری خدمت بھی بجالاتی تھی۔ اس لئے مجھے دو اجر حاصل تھے + حضرت علاء سعدی رح فرماتے ہیں کہ میرے چچا کی بیٹی بریرہ نام بڑی خدا پرست تھی۔ اور قرآن مجید کو بہت پڑھتی اور اس قدر روتی رہی کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اُس کے چچا زاد بھائی اُس کے پاس آئے۔ اور کہا اے بریرہ کیا حال ہے۔ کہا کہ ہم پردیس میں مسافر مہمانوں کی طرح مقیم ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ کب ہماری دعوت کریں۔ اور ہم قبول کریں۔ ہم نے اس کو کہا تو کب تک روتی رہیگی تیری تو آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری آنکھوں کے لئے خیر گذری تو دُنیا میں اُن کا چلا جانا کچھ ضرر نہیں دیگا۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کے لئے خیر نہ گذری تو پھر ان کو اس سے بھی زیادہ رونا چاہئے۔ پس ہم نے کہا کہ آؤ چلیں یہ ہماری نسبت زیادہ سمجھ کی باتیں کرتی ہے۔ حضرت معاذہ رح کا یہ حال تھا۔ کہ جب دن چڑھتا تو کہتے۔ کہ شاید اسی دن میں ہی مر جاؤں پھر اُس دن روزہ رکھ لیتے۔ اور جب رات ہوتی تو کہتے کہ شاید آج کی رات میں مر جاؤں پس صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔ مرتے دم تک اس کا یہی حال رہا + اور حضرت رابعہ رح تمام رات قیام میں گزار دیتی اور کہتی کہ اس رات کے قیام کے شکرانہ میں اگر جیتی رہی تو کل

کو روزہ رکھونگی۔ اور رابعہ نے اس قدر روزے رکھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا۔ اور اس قدر نماز پڑھتی کہ تھک کر بیٹھ جاتی۔ اور اس قدر روتی رہی کہ اُس کی آنکھیں نابینا ہوگئیں۔ اور روتے روتے اس طرح کہتی کاشکے میرا دُنیا میں نام ونشان بھی نہ ہوتا۔ اور شعوانہ رح اس طرح کہا کرتی۔ الٰہی میں تیرے دیدار کی بہت مشتاق ہوں۔ اور تیری جزا کی بہت امید رکھتی ہوں تو ہی ایسا کریم ہے۔ کہ تیری بارگاہ سے اُمید وار اپنی امید سے محروم نہیں رہتا۔ اور مشتاقوں کا شوق باطل نہیں ہوتا۔ الٰہی اگر میری اجل نزدیک آگئی ہے۔ اور کوئی مقرب عمل مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ تو میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتی ہوں۔ اگر تو نے بخشدیا تو تو اس کے لائق ہے۔ اور اگر تو عذاب دیوے تو یہ تیرا عدل ہے۔ الٰہی میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور اب تیرا حسن نظر اُس کے واسطے باقی ہے۔ پس اگر تیرے حسن نظر نے اس کو سعید نہ کیا۔ تو پھر اس کے واسطے ہلاکت ہے۔ الٰہی جب تو میری زندگی میں مجھ پر احسان کرتا رہا ہے تو مرنے کے بعد بھی مجھ سے اپنا احسان دُور نہ کر۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ جس نے مجھے زندگی میں اپنے احسان کے ساتھ دوست رکھا ہے وہ مرنے کے بعد بھی بخشش کے ساتھ مجھ پر احسان کریگا۔ الٰہی اگرچہ میرے گناہ مجھے ڈراتے ہیں۔ مگر تیری محبت مجھے پناہ دیتی ہے۔ پس میرے کام کا تو ہی ذمہ وار ہو جیسے کہ تو لائق ہے۔ اور اس شخص پر جو اپنی جہالت پر مغرور ہو رہا ہے اپنا فضل کر۔ الٰہی اگر تو میری اہانت کا ارادہ کرتا ہے۔ تو پھر مجھے کیوں ہدایت دیتا ہے۔ اور اگر تو میری رسوائی چاہتا ہے۔ تو پھر کیوں گناہ پر پردہ ڈالتا ہے۔ پس جس کام کی تو نے مجھے ہدایت دی ہے۔ اس سے مجھے فائدہ مند کر۔ اور جس چیز سے تو نے مجھ پر پردہ ڈالا ہے وہ مجھے ہمیشہ کے لئے عطا کر۔ الٰہی میں نہیں گمان کرتی۔ کہ تو میری کسی حاجت کو رد کریگا۔ جس میں میں نے اپنی عمر بسر کی ہے۔ الٰہی اگر میرے گناہ نہ ہوتے تو میں تیرے عذاب سے نہ ڈرتی۔ اور اگر میں تیرے کرم کو نہ جانتی تو تیرے ثواب کی اُمید نہ رکھتی۔ اسی طرح فجر کے طلوع ہونے تک کہتی رہتی اور روتی رہتی۔ ہائے افسوس وہ عورتیں ہوکر بہادروں کی ہمتیں اور کام کر گئیں۔ اور ہم مرد ہوکر مُردوں کے سے حوصلے ہار بیٹھے ہیں۔ گویا مردی کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں۔ وہ معانی تھیں اور ہم نرے صورت کے پتلے۔ اور اللہ تعالےٰ صورتوں اور باتوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ بلکہ دلوں اور عملوں کی

طرف دیکھنا ہے۔ کاش کہ اگر ہم نیکوں کے سے اعمال بجا لانے سے قاصر رہے تھے۔ تو ہم گناہ کرنے سے ہی بچے رہتے۔ کسی شخص نے بعض صالحین کو کہا کہ میں رات کے قیام سے عاجز ہوں۔ اُس نے کہا اے بھائی پھر دن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر۔ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب تو صیام اور قیام پر طاقت نہ پا سکے تو جان لے کہ تو اپنے گناہوں کے باعث محروم ہے۔ جاہل لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے جسموں کے تندرست اور اعضاء کے قوی ہونے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ان کے دل تندرست اور ایمان قوی تھے۔ جن کے باعث اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ وہ اس طرح کھاتے تھے جیسے مریض کھاتا ہے۔ وہ اس طرح سوتے تھے جیسے کوئی غرق سوتا ہے۔ اور کلام اس طرح کرتے تھے جیسے کوئی زبردست بادشاہ کے سامنے ڈر ڈر کر کلام کرتا ہے۔ ان کا ارادہ ایسا ہوتا تھا جیسے کوئی غرق کرنے والے سیلاب یا جلانے والی آگ سے بھاگنے والے کا ہوتا ہے۔ عمران بن عتبہؒ قبرستان میں آتے اور اس طرح کہتے اے اہلِ قبور تمہارے اعمال نامے لپیٹے گئے۔ اور تمہارے اعمال اوپر کو چڑھ گئے۔ پھر صبح کے طلوع ہونے تک نماز پڑھتے رہتے۔ اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ آکر ادا کرتے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا سونے کا کوئی فرش نہ تھا۔ اور علاء بن زیادؒ ہر رات کو ایک ختم کرتے۔ ایک رات سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے اُن کے سر کو آگے کی طرف سے پکڑا اور کہا اے ابن زیاد اُٹھ اور اللہ کو یاد کر وہ تجھے یاد کرتا ہے پھر وہ مرنے دم تک کبھی غافل نہ ہوئے۔ بعض صالحین ایک رات نرم بستر پر سو گئے اور اپنے درد سے غافل ہو گئے۔ اُس کے بعد قسم کھائی۔ کہ فرش پر میں کبھی نہ سوؤنگا۔ سعادتمند متقیوں کے اوصاف اور کامیاب ہونے والے نیکوں کے احوال اسی طرح ہوتے ہیں۔ پھر تجھے کیا ہے کہ ان کے احوال کی طرف تو رغبت نہیں کرتا۔ اور ان کے اقوال کی ہوا تیری ہمت کی ٹہنی کو نہیں ہلاتی۔ تیرے دل کا قفل رومی ہے جو کھلتا نہیں ہے ہائے افسوس تیرا دل نیکی میں مچھر سے کمزور اور وعظ کے وقت پتھر سے زیادہ سخت ہے اور تیری حرص انگارے سے زیادہ گرم اور تیری ہمت برف سے زیادہ سرد ہے۔ پھر تو عقل سے کیسے کام لیگا۔ شعر

وَاَنْتَ کَدُوْدِ الْقَزِّ یَنْسِجُ دَائِمًا وَیَهْلِکُ غَمًّا وَسْطَ مَا هُوَ نَاسِجُهٗ

(ترجمہ) اور تو ریشم کے کیڑے کی طرح ہے جو ہمیشہ ریشم کا تار بنتا ہے اور غم کے مارے اسی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ اے اللہ کے بندو ماہ رمضان سابقین کا میدان اور بہادروں کی غنیمت ہے۔ اس مہینے میں اعمال کا ثواب دگنا اور گناہوں کا بوجھ کم ہوتا ہے۔ اس میں دعا قبول اور استغفار کرنے والے کی بخشش ہوتی ہے۔ اس مہینے کے فضائل بیشمار ہیں۔ یہ مہینا تمام زمانوں کی روشنی اور مہینوں کا چراغ ہے۔ اسی مہینے میں لیلۃ القدر ہے۔ جس کی عبادت اللہ تعالے نے ہزار مہینے کی عبادت سے افضل مقرر کی ہے۔ اور صحیح روایت میں ہے کہ اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائیں۔ آپ کو غم ہوا کہ میری امت کی عمریں ان اعمال سے بہت قاصر ہیں۔ جو اور لوگ اپنی لمبی عمروں میں بجالائے ہیں۔ تو اللہ تعالے نے آپ کو لیلۃ القدر عطاء کی۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اور ہزار مہینے کے تراسی سال چار مہینے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یعنی قرآن مجید لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوا۔ پھر وہاں سے آہستہ آہستہ بیس سال تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ حضرت ابن عباسؓ اسی طرح فرماتے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کا اور صحیح یہی ہے کہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ اور شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کا یہی مطلب ہے۔ اور یہ سب آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ لیلۃ القدر رمضان شریف ہی میں ہے برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ وہ تمام سال میں پوشیدہ ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ع کے صحیفے رمضان کی پہلی رات میں نازل ہوئے اور توریت رمضان کی چھٹی تاریخ کو اور انجیل رمضان شریف کی تیرھویں تاریخ کے بعد اور زبور اٹھارھویں کے بعد۔ اور قرآن مجید رمضان شریف کی چوبیسویں تاریخ کے بعد نازل ہوا۔ اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ میں روح سے مراد اس جگہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب لیلۃ القدر آتی ہے اللہ تعالے جبرئیل ع کو زمین کی طرف اترنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ سدرۃ المنتہی کے رہنے والے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ جن کے پاس ایک ایک جھنڈا ہوتا ہے۔ زمین پر اترتا ہے۔ وہ سب فرشتے اپنے اپنے جھنڈوں کو مسجد حرام اور مسجد نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بیت المقدس اور طور سینا میں گاڑ دیتے ہیں۔ اور جبرئیل ع سبز رنگ کا جھنڈا کعبہ کی پشت پر گاڑ دیتا ہے پھر

تمام فرشتے رُوئے زمین پر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اور ان مومنوں کو جو اس رات نماز پڑھتے یا ذکر کرتے ہیں سلام دیتے اور اُن کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ اور ان کی دُعا کے وقت آمین کہتے ہیں۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت کے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور فجر کے طلوع ہونے تک ان کے واسطے دعا مانگتے ہیں۔ اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ کا یہی مطلب ہے یعنی ہر ایک امر کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے اس سال میں اس رات تک مقدر کیا ہے۔ اور اسی واسطے اس کا نام لیلۃ القدر رکھا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کی قدر عظیم کے باعث اس کا نام لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔ اور اس میں فجر کے طلوع ہونے تک مومنوں پر فرشتوں کی طرف سے سلام نازل ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ سلام سے مُراد سلامت اور برکت ہے جو مومنوں پر برستی ہے۔ حضرت مجاہد رح فرماتے ہیں۔ کہ اس رات کی عبادت ان قیام وصیام والے ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر کو قیام نہ کیا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو تمام رمضان شریف میں مخفی رکھا ہے تاکہ مومن سارے مہینے میں اُس کے لئے کوشش کریں۔ جیسے کہ مومنوں کے درمیان ولی پوشیدہ ہے۔ تاکہ سب کی عزت کریں۔ اور جمعہ کے تمام دن میں ایک ساعت پوشیدہ ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ رات رمضان شریف کے نصف آخر میں ہے بعض کہتے ہیں کہ عشرہ آخر میں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تمام مہینے میں دورہ کرتی ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رات مجھے دکھائی گئی۔ پھر مجھے بھلائی گئی۔ میں نے اُس کی صبح کو دیکھا کہ گویا میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتا ہوں۔ پس تم اُس کو آخر میں اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابو سعید رض فرماتے ہیں کہ آسمان سے مینہ برسا اور مسجد کی چھت ٹپکنے لگی جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مڑے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر اکیسویں رات کی صبح کو پانی اور کیچڑ کے نشان تھے۔ حضرت ابن عمر رض نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ لیلۃ القدر کو سات آخری راتوں میں تلاش کرو۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ اور اس کے تلاش کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اس میں قیام اور دُعا کی اجابت کے ساتھ اس کی برکت طلب کرو۔ تاکہ ثواب و اجر دگنا حاصل ہو۔ پس جو شخص تمام رمضان میں قیام کریگا۔ اس کو اس کا ثواب مِل جاویگا۔ اور اس رات میں کسی خرق عادت کا

دیکھنا فضول بات ہے۔ لوگوں نے ابی بن کعبؓ کو کہا کہ تیرا بھائی ابن مسعودؓ کہتا ہے۔ کہ جس نے تمام سال قیام کیا اس کو اس رات کا ثواب مل گیا۔ تو ابی بن کعبؓ نے فرمایا۔ خدا اس پر رحم کرے وہ چاہتا ہے۔ کہ لوگ آرام نہ پائیں۔ اس کو ہیں معلوم کہ وہ رات رمضان میں ہے۔ اور اخیرہ عشرہ میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر قسم کھائی۔ کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب عشرہ آخیر آجاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی ان راتوں میں جاگتے۔ اور اپنے اہل کو بھی جگا دیتے۔ اور کمر بستہ ہو کر بڑی کوشش سے عبادت میں مشغول ہوتے۔ یا اللہ تو ہم کو اپنی طاعت کا عامل اور ان اعمال کا مقبل بنا جو تجھے پسند ہوں۔ اور ہم کو صادقین کا لباس پہنا۔ اور ہمارے گناہوں کے باعث ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ۔ تو ارحم الراحمین ہے +

فصل ستّرھویں۔ خوشی اور رمضان کی وداع اور عید میں

اللہ تعالے کا حمد ہے جو علیم اور حلیم اور غفار او عظیم اور قہار ہے۔ کہ جس نے اس کی عجیب و غریب مملکت میں اعتبار کی آنکھ سے دیکھا اس پر اس کی معرفت پوشیدہ نہ رہی ۔ وہ قدوس اور صمد اور اغیار کی مشابہت سے برتر ہے۔ وہ تمام موجودات سے غنی ہے۔ اُس کو جہات احاطہ نہیں کرسکتیں۔ وہ کبیر ہے جس کے وصف کبریا میں عقلیں حیران ہیں۔ اور نہ ہی فکر اس کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ وہ واحد واحد اور خلق و اختیار میں یگانہ ہے۔ وہ حی اور علیم ہے۔ اور ظاہر و باطن اس کے علم میں مساوی ہے۔ وہ قادر ہے اور اس نے اپنی قدرت سے تمام اعیان و موجودات کو ایجاد کیا۔ جو مقدم و مؤخر ہے۔ اور قضاء و قدر اسی کے ارادہ سے ہے۔ وہ سمیع و بصیر ہے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں لیکن وہ آنکھوں کا ادراک کرسکتا ہے۔ خواہ کوئی تم میں سے اپنی بات کو پوشیدہ کرے یا ظاہر۔ یا رات کو چھپ کر چلے یا دن کو ظاہر ہو کر اُس کے نزدیک سب برابر ہے۔ اور وہ اپنی قدیم ازلی کلام کے ساتھ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ خواہ درختوں کی قلمیں اور سمندروں کی سیاہی بنائی جاوے۔ متکلم ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ کسی کو حکومت دیتا اور کسی کو معزول کرتا ہے۔ کسی کو مواخذہ کرتا اور کسی کو مہلت دیتا ہے۔ تیرا رب جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سب اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے عارفوں کے دلوں کو اپنے اسرار سے آراستہ کیا۔ اور اُن کے لئے انوار ظاہر کر کے راہ راست کو روشن کر دیا۔ اور ان کے ارادوں کو سرعت و تیزی پر آمادہ کیا۔ پس وہ بھی اپنی طاقت کے بموجب کوشش کے پاؤں پر اُس کے سامنے

کھڑے ہوئے۔ اور اپنے مولیٰ کے سامنے عذر خواہی کی زبانوں کے ساتھ ذلیل وخوار ہوئے اور اپنے مالک کے سامنے صبر کرنیوالے اور سچ بولنے والے اور مال وجان اُس کی راہ میں خرچ کرنیوالے اور صبح کے وقت استغفار کرنے والے بن گئے۔ کیا غافل بدکار یہ طمع کرسکتا ہے کہ ہم اسکو متقین ابرار کے ساتھ ملائیں۔ یا ایمانداروں اور نیک عمل کرنیوالوں کو زمین میں فساد کرنیوالوں کیطرح بنائیں یا متقین کو فاجروں کی طرح کریں۔ بھلا جس کو اس کا مالک اپنی درگاہ سے دُور کردے وہ اس کے خوف سے کس طرح امن میں ہوسکتا ہے۔ یا جس کو اس کا مولیٰ ہانک دے۔ اس کو کہیں قرار مل سکتا ہے۔ اور جس کے لئے وہ اپنے دروازہ کو بند کردے وہ کیسے صبر کرسکتا ہے مغموم اور ملهوف کیونکر افسوس نہ کرے اور کیونکر آنسو نہ بہائے۔ اور کیونکر اپنے رخسار و کو خاک میں نہ رگڑے اور اپنے گذشتہ زمانہ پر کیونکر واویلا نہ کرے۔ اور اپنے سابقین رفقاء سے پیچھے رہجانے پر کس طرح غم نہ کھائے اُمید ہے کہ اس کا مولیٰ اپنے لطف سے اُس کو پناہ دیگا۔ اور اس کی لغزشوں کو معاف کریگا۔ وہی اللہ ہے اور اُس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ملک اور قدوس اور سلام اور مومن اور مہیمن اور عزیز اور جبار ہے۔ میں اپنی کوتاہی کا اقرار کرکے بڑی ذلت وانکسار کے ساتھ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور ایسی شہادت کے ساتھ جس کا کہنے والا دار القرار میں کامیاب ہوگا۔ شہادت دیتا ہوں کہ اُس کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔ وہ واحد ہے۔ اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کو اُس نے قبیلہ مضر بن نزار سے چن لیا اور برگزیدہ کرلیا۔ اور ان کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا جبکہ کفر کی گمراہی کا غبار چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ اور شرک کی آگ کے چنگارے ہر طرف بھڑک رہے تھے۔ اُنہوں نے آتے ہی بہتان کے شعلوں کو رحمت کے مینہ سے بجھا دیا۔ اور آیات بینات کے ساتھ ایمان کے نشانات کو واضح اور روشن کردیا۔ اُن پر اور اُن کی نیک پاک آل و صحابہ پر جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اور اول اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ اُن سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اور اُن کے لئے جنت تیار کئے

جن میں نہریں جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْھِمْ قارون کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جو دُنیا کے ساتھ عبرت حاصل کرنا چاہے بڑی عمدہ عبرت بیان فرمائی ہے۔ اور اس شخص کے لئے بڑی اچھی نصیحت ہے۔ جو کہ دُنیا میں پوری طرح غور و فکر کرے تاکہ اُس کی ناز و نعمت میں مشغول ہو کر اپنے مولےٰ کی طرف سے نہ ہٹ جائے۔ قارون حضرت موسیٰ ؑ پر ایمان لایا تھا جب اس کے پاس مال و دولت بکثرت ہو گیا تو سرکش باغی اور کافر ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو بکثرت مال عطا کیا تھا۔ لیکن اُس نے اللہ تعالیٰ کا حق اس مال سے ادا نہ کیا۔ اور جس مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا جائے اسی کا نام کنز ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (وہ لوگ جو چاندی اور سونے کو جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے) اور قارون کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کی تھیں اور وہ اس قدر بھاری تھیں کہ بہت سے آدمی اُن کو بمشکل اُٹھا سکتے تھے۔ اور تنوءُ کے معنی مُثقَل (بوجھل ہونے) کے ہیں اور عُصبۃ کے معنی ساٹھ آدمی ہیں بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہیں اور بعض دس سے اوپر بتاتے ہیں اِذْ قَالَ لَہٗ قَوْمُہٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ (جب اُس کی قوم نے اُس کو کہا کہ خوش نہ ہو اللہ تعالیٰ خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یعنی دنیا اور اُس کی زیب و زینت پر ایسا خوش نہ ہو کہ تو اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل ہو جائے) کیونکہ جو شخص دُنیا کی خوشی میں آکر اللہ تعالیٰ کے اوامر سے غافل ہو جائے۔ اُس کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (کہہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے خوش ہوں یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔ یعنی ایمان اور اسلام اور قرآن اور توفیق و احسان پر جو اللہ تعالیٰ نے تم کو بخشا ہے اور کامیابی اور بخشش اور جنت کی نعمتوں اور اس کے رضوان پر جس کا اُس نے تم کو وعدہ دیا ہے۔ خوش ہو۔ کیونکہ یہ سب کچھ اس دُنیا کے مال و اسباب سے جن کو تم جمع کرتے ہو اور جن کا انجام تمہارے لئے سراسر وبال ہے کئی درجے بہتر ہے۔ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمت بخشی ہے اس سے آخرت کا ثواب طلب کر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اُس کی طاعت پر مدد حاصل کر اور اس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر اور اللہ تعالیٰ

کے احسان کا شکر نہ بھلا۔ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا (دُنیا سے اپنا نصیب نہ بھلا) یعنی عمل صالح کو نہ چھوڑ کیونکہ تیرا دُنیا سے بے خرچ جانا تیرے حظ کو فوت کر دیگا۔ اور دُنیا سے بندے کا حظ یہی اعمال صالحہ ہیں جو اُس نے کمائے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور ابن زیدؒ کا یہی قول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ دُنیا سے تو حلال مال کے ساتھ زندگی بسر کر۔ کیونکہ دنیا کا یہی ایک تیرا حظ ہے۔ جس میں تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حسنؒ اور قتادہؒ اور مالک بن انسؒ کا یہی قول ہے۔ وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ (احسان کر جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے) یعنی اپنے نفس کے ساتھ اس طرح احسان کر کہ تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول کرے تاکہ اس کو نفع حاصل ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور احسان کے ساتھ احسان کر۔ پس قارون نے تکبر کیا۔ اور اس نے گمان کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے توریت کو زیادہ جاننے کے باعث میں اس کا مستحق تھا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ مجھے سب کچھ اپنے علم کی سبب ملا ہے اور یہی صفت ہے اس مغرور کی جو اپنے علم و عمل سے اللہ تعالیٰ پر احسان جتلائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (تجھ پر اسلام لانے کا احسان جتلاتے ہیں۔ کہہ یا رسول اللہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ ظاہر کرو بلکہ اللہ تعالےٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم سچے ہو) فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ (پس اپنی زیب و زینت میں اپنی قوم پر نکلا۔ دنیا کے طالبوں نے اس کے حال کو جان کر اس کی طرح مال و اسباب کے جمع کرنے میں زیادہ زیادہ کوشش کی۔ اور زاہد اس کے انجام پر نظر کر کے اُس کی کثرت مال پر فریفتہ نہ ہوئے اور کہا کہ ایمانداروں اور نیک عمل کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ثواب اس سے بہتر ہے۔ اور اسی طرح جس شخص نے اس کے انجام کو معلوم کیا اس نے مال کی محبت کو دُور کیا۔ حضرت معروف کرخیؒ نے موت کے وقت فرمایا کہ میری قمیص کو صدقہ کر دو تاکہ میں دُنیا سے ایسا جاؤں جیسے کہ آیا تھا۔ اور اس قمیص کے سوائے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ جب صالحین کے پاس دُنیا آتی تھی وہ اُس کو آخرت کی طرف بھیج دیتے تھے۔ اور قوت لایموت کے سوا کچھ پاس نہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف چار سو دینار بھیجے۔ انہوں نے اسی وقت ان کو تقسیم کر دیا۔ اسی طرح آپ نے حضرت معاذؓ کی طرف کچھ دینار بھیجے۔ تو انہوں نے بھی سب کے سب بانٹ دئیے۔ ان کی

بیوی نے عرض کی۔ کہ واللہ ہم مسکین ہیں ہم کو بھی دو۔ اُس وقت آپ کے پاس دو دینار باقی تھے۔ اُن کو اس کی طرف پھینک دیا۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے اپنا آدھا مال تصدق کر دیا۔ ان لوگوں کا یہی حال تھا کہ وہ فانی کے بدلے باقی خریدتے تھے۔ اور تم اس کے برعکس ہو۔ ہاں سچ ہے بزدل سے شجاعت کرنا بیفائدہ ہے۔ شعر

وَاِذَا بُعِثْتَ اِلَى السِّبَاخِ بِرَائِدٍ ... تَبْغِي الرِّيَاضَ فَقَدْ ظَلَمْتَ الرَّائِدَا

هَيْهَاتَ لَمْ يَرِدِ الْمَطَالِبَ نَائِمٌ ... عَنْهَا وَلَا تَصِلِ الْكَوَاكِبَ رَاقِدًا

(ترجمہ) تو نماز و روزہ بغیر دل کے ادا کرتا ہے اللہ تعالےٰ تمہاری صُورتوں کو نہیں دیکھتا رات کے اندھیرے میں خلوت کا وقت تلاش کر اور ذلت و افلاس کی زبان سے کہ یَا اَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَھْلَنَا الضُّرُّ۔ اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل کو ضرر لاحق ہُوا ہے رونا اور جلنا تیرے لئے ضرور ہے خواہ آج زاویہ عبادت میں اور خواہ کل طرد و لعنت کے ہاویہ میں۔ یا آج اپنے دل کو ندامت و افسوس اور شوق و عشق کی آگ سے جلائے ورنہ پھر نَارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ کَانُوْا یَفْقَھُوْنَ دوزخ کی آگ اس سے زیادہ جلانے والی ہے کاش کہ وہ جانتے۔ اے رات کے قیام سے ملول ہونے والے اور نیند میں مزہ لینے والے اُٹھ۔ کیونکہ اے گھاٹا کھائے ہوئے نیکوں کے تمام فائدے اور نفع تجھ سے فوت ہو گئے۔ اور تجھ کو چھوڑ کر انہوں نے اپنے مولےٰ کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ اور اپنے تمام مطلبوں میں کامیاب ہو گئے۔ اور اسی طرح یہ لوگ دارالسلام کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ روایت ہے کہ جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ کس چیز نے میرے بندے کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ تمام گھر والوں سے الگ ہو کر نماز میں کھڑا ہو گیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں یا اللہ اس چیز کے خوف نے جس سے تو نے اُس کو ڈرایا ہے اور اس چیز کی اُمید نے جس کی تو نے اس کو امید دلائی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو۔ جس سے وہ ڈرتا ہے میں نے اس کو اس سے امن دیا۔ اور جس چیز کی وہ مجھ سے اُمید رکھتا ہے میں نے اُس کو عطا کی۔ حضرت ثابت بنانی رح فرماتے ہیں۔ کہ جب میں سو کر پھر بیدار ہوتا ہوں۔ اور پھر سونا چاہتا ہوں۔ تو میری آنکھیں ہرگز نہیں سوتیں۔ اور اکثر سلف صالحین کے گھروں سے رات کے وقت شہد کی مکھی کی طرح بھنبھنانے کی

آواز آیا کرتی تھی۔ اور حضرت سری سقطی رح نے نوے سال تک اپنا پہلو زمین پر نہ رکھا۔ کاش کہ غافل بھی رات کو جاگنے کا مزہ چکھتا۔ یا اہل صالحین کے قیام کا آواز سنتا جبکہ وہ قدموں کے بل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اُن کی ہمت ہمہ تن قیام میں مصروف ہوتی ہے۔ اور اشرف ذکر اور کلام شیریں کی لذت پاتے ہیں۔ اور صدق کی نہروں کے کنارہ پر خیمے لگاتے ہیں اور اُن کے قافلے شوق کی سواریوں پر سوار ہو کر دارالسلام کی طرف چلتے ہیں۔ جبکہ غافل لوگ غفلت کی نیند میں سوتے ہیں۔ اور اپنے محبوب کی طرف اپنے دردِ عشق کی شکایت کرتے ہیں۔ اور اُنس کی وہ لذت پاتے ہیں جو کسی کے وہم میں نہیں گذری۔ اور جب صبح آتی ہے تو بھوکے کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔ اور کھانا پینا چھوڑ کر دوپہر کی گرمی کو برداشت کرتے ہیں۔ اور گناہوں سے ڈر کر تقوے کی زرہ پہنتے ہیں۔ انہی لوگوں کی طفیل زمین پر مینہ برستا ہے۔ اور انہی کی دعا سے بادل آتے ہیں۔ اور انہی کے سبب گنہگار عذاب سے بچتے اور ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جب ان کی موت آتی ہے تو ان کا کاسۂ مرگ نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔ اور جس زمین میں دفن کئے جاتے ہیں۔ وہ جگہ ان بزرگواروں کے ساتھ فخر کرتی ہے۔ ان لوگوں کے بعد دنیا پر سلام ہے پس پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو میل کچیل سے پاک و صاف کیا۔ اور لوگوں میں سے ان کو اپنی خدمت کے لئے برگزیدہ کر لیا۔ اور اپنی محبت کے پاکیزہ شراب کے پیالے ان کو پلائے۔ اور اُن کے دلوں سے تمام غل و حسد دور کر دیا۔ اور صدق کے میدان میں اپنے وسیع سایہ میں ان کو آرام دیا اور دشمن کی لغزش اور بہلانے سے ان کو بچایا۔ بخدا وہ لوگ چلے گئے۔ اور تو حرص و ہوا کی قید میں گرفتار رہا۔ اور میٹھی نیند نے تجھے ان کے ساتھ ملنے سے روک رکھا۔ اور شانی شہوتوں نے تجھ کو روزہ کے ثواب سے محروم رکھا نماز تجھ کو ایسی بھاری معلوم ہوتی ہے گویا تیرے سینے پر پتھر پڑا ہے۔ اور زکوٰۃ کو احد سے زیادہ ثقیل تجھے معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دنیاوی باتوں میں تیرا سینہ سمندر سے بھی زیادہ وسیع ہے اور عبادت میں نوے عقدہ سے بھی زیادہ تنگ ہے۔ تو اپنی شہوتوں کے پورا کرنے میں تیز رفتار گھوڑے سے زیادہ چالاک ہے۔ اور عبادت میں لنگڑے ٹوٹے سے بھی زیادہ سست قدم ہے۔ اے اپنی نجات پر چینے سے زیادہ سونے والے۔ تو نے موتیوں سے زیادہ قیمتی وقت کو کھو دیا۔ جب گناہ تیرے سامنے آتا ہے۔ تو اس پر پتنگ کی طرح

کو دوڑتا ہے۔ اور جب طاعت کا وقت آتا ہے تو لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ جاتا ہے تو معاملات میں بھیڑئیے کا سا غدر عمل میں لاتا ہے۔ اور اپنی لذت و حظ پر شیر کی طرح دوڑتا ہے اور امانت کے اچک لیجانے میں زچیل کی طرح جھپٹتا ہے۔ صالحین ایسا نہیں کرتے۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جو چیز تجھ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے روک دے خواہ مال ہو خواہ اہل۔ وہی تجھ پر وبال ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خوبصورت جوان کو دیکھا کہ سخت عبا پہنے ہوئے ہے میں نے اس کو کہا کہ یہ کیسا لباس ہے۔ اس نے کہا میرے بھائی میں ایک غلام ہوں اور غلاموں کا سا لباس پہنتا ہوں۔ جب میرا آقا مجھے آزاد کر دیگا تو پھر جو دل چاہیگا پہنونگا۔ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے یاروں کو کہا میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص تم میں سے جنت فردوس کی طلب کرتا ہے اس کے حق میں جو کا کھانا اور کتوں کے ساتھ کوڑے پر سونا بہتر ہے۔ ایک شخص حضرت ابو ذرؓ کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے گھر کو خالی دیکھ کر ان سے اس کی نسبت پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس گھر سے بہتر اور ایک ہمارا گھر ہے۔ جو اچھی چیز ہمارے پاس ہوتی ہے ہم اس گھر میں بھیجتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ اس گھر میں بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ جواب دیا کہ اس گھر والے نے ہم کو یہاں رہنے کے لئے نہیں بلایا۔ روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس پہاڑ کو سونے کا بنا دوں۔ اور جہاں آپ جائیں۔ آپ کے ساتھ ساتھ جائے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیلؑ دنیا اس شخص کے لئے گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو۔ اور یہ مال اس شخص کا مال ہے جس کے لئے کوئی مال نہ ہو۔ اور ان دونوں کو وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ کہ اے محمد اللہ تعالےٰ آپ کو قول ثابت پر ثابت قدم رکھے۔ محمد بن واسع رح کو لوگوں نے کہا کہ آپ بادشاہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا۔ اس لئے کہ مومن لاغر ہو کر میرا اللہ تعالےٰ سے ملنا اس بات سے بہتر ہے کہ موٹا منافق ہو کر اس سے ملاقات کروں۔ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں ہے کہ اے دنیا تو ابرار کے نزدیک کس قدر خوار و ذلیل ہے۔ تو جس قدر چاہے اپنا تصنع اور زینت کرے۔ میں نے ان کے دلوں میں تیرا بغض اور روگردانی ڈالدی ہے تجھ سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی مخلوق میں نے پیدا نہیں کی۔ تیرا ہر شان پست ہے اور تیرا مقام فنا ہے جس روز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ نہ تو کسی کے

ساتھ ہمیشہ رہیگی اور نہ کوئی تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگا۔ خواہ تیرا صاحب حد سے بڑھ کر بخل و کنجوسی کرے ابرار کے لئے مبارک اور خوشخبری ہے جنہوں نے اپنی رضاء دلی اور صدق ارادہ اور استقامت کے ساتھ میری طاعت کی۔ اُن کو مبارک ہو۔ اُن کی جزاء میرے نزدیک یہی ہے کہ جب وہ قبروں سے اُٹھ کر میری طرف آوینگے۔ نور اُن کے آگے آگے ہوگا اور فرشتے اُن کو گھیرے ہوئے میری رحمت کے سایہ میں۔ لے آوینگے۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔ کہ اے بیٹا دُنیا بہت گہرا سمندر ہے اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں۔ تجھے چاہئے کہ تقوے اللہ کی کشتی بنالے اور ایمان باللہ کا سامان اس میں رکھ لے۔ اور توکل علے اللہ کے چپو سے اس کو چلا۔ اُمید ہے کہ تجھے نجات حاصل ہوجاویگی ورنہ نجات محال ہے۔ امام مالک بن انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ دُنیا کی محبت دل سے ایمان کی حلاوت دور کر دیتی ہے۔ کسی بزرگ کو لوگوں نے کہا کہ فلاں آدمی عابد زاہد تھا۔ پھر اُس نے دُنیا کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ اس بزرگ نے فرمایا۔ کہ اس شخص سے تعجب نہ کر جس نے رجوع کیا۔ بلکہ اس شخص سے تعجب کر جو استقامت کرتا ہے۔ حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ دنیا مثل تیرے سایہ کے ہے۔ اگر تو اس کو چھوڑ دے تو وہ تیرے پیچھے آتا ہے۔ اور اگر تو اُس کے پیچھے لگے تو تیرے آگے آگے بھاگتا ہے۔ بعض علماء بعض کی طرف لکھا کرتے تھے۔ کہ جس نے آخرت کے لئے عمل کیا اللہ تعالےٰ نے اُس کو دُنیا کے امر سے کفایت کریگا۔ اور جس نے اپنے باطن کو درست کیا اللہ تعالےٰ اُس کے ظاہر کو درست کردیگا۔ اور جو شخص اپنے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان معاملہ درست رکھیگا۔ اللہ تعالےٰ اُس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کردیگا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اولیاء اللہ کی دشمن اور اعداء اللہ کی بھی دشمن ہے۔ اولیاء اللہ کی اس وجہ سے کہ ان کو غم میں ڈال دیتی ہے۔ اور اعداء اللہ کی اس وجہ سے کہ ان کو دھوکہ دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو۔ جس نے زمانہ کا تصرف دیکھا وہ آگاہ ہوگیا۔ کیا قبر سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو اپنا مال خرچ کرنے سے ڈرتا ہے۔ اور اُدھر اس کی عمر کا پیمانہ بہت تنگ ہے۔ ایک شخص برف بیچتا تھا۔ اُس کے پاس تھوڑی سی خراب برف باقی رہ گئی۔ وہ پکار کر اس طرح کہنے لگا۔ اس شخص پر رحم کرو۔ جس کا راس المال یعنی سرمایہ پگھل جاوے۔ اے اپنی اوقات کو سستی میں ضائع کرنے والے۔ جب تو فقیر ہو کر سست ہو تو پھر غنی کیوں کر سُست نہ ہو۔ اے غافل تو ایک لقمہ کی زیادتی سے رات کا قیام بیچ دیتا ہے اور نیند کا میٹھا پیالہ پی کر ان لوگوں کے ساتھ کھو بیٹھا۔ جن کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے الگ

رہتے ہیں۔ پس تو سمجھ۔ کہ وقت اپنے قصہ کے فرمان پر لکھا پا دیگا رَضُوْا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ
وہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے۔ مجھے اللہ کی قسم اگر تو خلوت کا ایک لحظہ
عمر نوح میں فارون جتنے مال کے عوض بیچے پھر بھی تیرے لئے غبن اور خسارہ ہے۔ اے
غافل تو نے ہم کو چھوڑ کر ایسی چیز کو اختیار کیا جس کا ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں ہے۔ کاش کہ
تو مجھے ایسی چیز کے عوض بیچتا جو قابل قدر ہوتی۔ کیونکہ میں تیری طرف بڑھنے والا ہوں۔ اگر تو میری
طلب کا ارادہ کرے تو اپنے پاس ہی مجھے طلب کر۔ کیونکہ میں اپنے بندۂ مومن کے دل میں ہوتا ہوں
اے غافل تیرے گناہوں سے ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ ہمیں تو تیری ہی سلامتی مطلوب ہے۔ اور
تیری طاعت سے ہمیں کوئی نفع نہیں ملتا۔ بلکہ اس سے مقصود تیری ہی کرامت ہے۔ اسی محبت کے
باعث جو ہم کو تجھ سے ہے فرائض کو ہم نے تجھ پر لازم کیا۔ اور اپنی غیرت کے باعث بدکاریوں کو
تجھ پر حرام کیا۔ جس قدر ہم تجھ کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اسی قدر تو ہم سے بھاگتا ہے۔ اور جس قدر
ہم تجھ پر احسان کرتے ہیں۔ اسی قدر تو انکار کرتا ہے۔ نہ تو نے ہمارے عہد کو مد نظر رکھا۔ نہ تو پورے
طور پر راہ راست پر چلا۔ اے غافل تو نصیحتوں کے سننے کے لئے دل کے حضور سے تیار
ہو جا۔ تاکہ جو کچھ تو سنے تجھے نفع دیوے۔ کیونکہ نہر خواہ پانی سے بھری ہوئی ہو۔ لیکن جب تک
تو اس میں سے نالی کھود کر نہ لادیگا۔ تب تک پانی کھیتی میں نہ پہنچیگا۔ اے تمام رات غفلت
میں سونے والے جب صبح ہو جائے۔ تو جا کر جاگنے والوں کی زیارت کر اور ان سے ان کا
ماجرا پوچھ۔ اور جو کچھ وہ تیرے پاس بیان کریں۔ اس کو تو اپنی آنسوؤں کی سیاہی سے خسارہ
کے صفحہ پر لکھ لے۔ اے کھانے کے بازار روزہ دار کہاں گئے۔ اور اے نیند کے بچھونے
اندھیرے کے جوانمرد کدھر چلے گئے۔ ان کے نشان مٹ گئے۔ اور ان کے خیمے اکھڑ
گئے۔ ان کے ٹیلوں پر میری طرف سے سلام ہو۔ اے آرام کی کشتی میں سوئے ہوئے
اپنے امن و سکون کی طرف نہ دیکھ۔ کیونکہ تو جلدی جلدی گذر رہا ہے اور تجھے معلوم نہیں۔ امام
اوزاعی رحمہ نے کسی دوست کی طرف لکھا اے بھائی جان سن لے کہ تو تمام طرفوں سے گھرا
ہوا ہے۔ اور ہر دن اور رات میں تیری دو منزلیں تیز تیز طے ہو رہی ہیں۔ بس اللہ تعالےٰ سے ڈر والسلام۔

خوشی کا ذکر

اے اللہ تعالیٰ کے بندو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا حقیقی اور اصلی خوشی یہی ہے

اور دنیاوی خواہشوں پر خوش ہونا سراسر دھوکہ اور غرور ہے پس تم اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ کہ تمہارے لئے رمضان کے روزوں کو آسان کیا۔ اور ایمان کی نعمت تمہیں بخشی۔ اور اس ذات پاک نے کہ جس کے نور سے ہدایت پانے والے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ اس کا حکم فرمایا اور اس طرح ارشاد کیا۔ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی تعداد کو پورا کرو اور اللہ تعالےٰ کو بڑائی یاد کرو کہ تم کو اس نے ہدایت دی تاکہ تم شکر کرو۔ اور رمضان کے وداع ہونے کے وقت اپنی کوتاہی سے بکثرت استغفار کرو۔ اور آئندہ کے لئے دائمی کوشش اور استعداد کا ارادہ کر لو۔ خبردار۔ جو کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا۔ تو محمد مر گئے اور جو کوئی محمد کے رب کی عبادت کرتا تھا۔ تو ان کا رب زندہ ہے جو کبھی نہیں مریگا اب رمضان کوچ کر جانے کو تیار ہے۔ اس کا بہت تھوڑا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ بلکہ صرف سات ہی راتیں باقی ہیں اور رات کے جاگنے والے اس کی نعمتوں سے مالامال ہو گئے ایلو! اب تو صرف ایک یا دو رات باقی رہ گئیں۔ اور اس کے نشان مٹ جانے کو ہیں۔ اب صرف ایک ہی رات باقی ہے۔ اور عمل کرنیوالوں نے اس کے تمام فائدے حاصل کر لئے۔ اب صرف اسی دن کا تھوڑا سا حصہ باقی ہے۔ اور تمام مہینہ اس طرح گذر گیا۔ گویا کہ خواب تھا جس کو کوئی نیند میں دیکھتا ہے۔ یہ مہینہ متقین کے لئے خوشی اور انس اور غافلوں کے لئے قید اور حبس اور ابرار کے لئے دل کی تازگی اور اشرار کے لئے زنجیر اور قیدخانہ تھا۔ اس شخص کے لئے مبارک ہے جس نے اس مہینے میں اصرار کی گرہ کو کھولا اور تقوے کے باغ میں فقر و احتیاج کی منزل میں اترا۔ شعر

اَیُّ شَهْرٍ قَدْ تَوَلّٰى	يَا عِبَادَ اللّٰهِ عَنَّا
حَقٌّ اَنْ نَبْكِيْ عَلَيْهِ	بِدِمَاءٍ لَوْ عَقَلْنَا
كَيْفَ لَا نَبْكِيْ لِشَهْرٍ	مَرَّ بِالْغَفْلَةِ عَنَّا
ثُمَّ لَا نَعْلَمُ اَنَّا	قَدْ قُبِلْنَا اَوْ طُرِدْنَا
لَيْتَ شِعْرِيْ مَنْ هُوَ الْمَحْـ	ـرُوْمُ وَالْمَطْرُوْدُ مِنَّا
وَمِنَ الْمَقْبُوْلُ مِمَّنْ	صَامَ مِنَّا فَيُهَنَّا
كَانَ هٰذَا الشَّهْرُ نُوْرًا	بَيْنَنَا يُظْهِرُ حُسْنَا
فَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ عُقْبَا	هُ لَنَا نُوْرًا وَحُسْنَا

ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو۔ کیسا بزرگ مہینہ ہمارے پاس سے گذر گیا۔ اگر ہم میں کچھ عقل ہے تو واجب ہے کہ ہم اُس کے گذرنے پر خون روویں + اور کیونکر ہم نہ روویں کہ وہ مہینہ ہم سے گذر گیا اور ہم اس سے غافل رہے + پھر ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم مقبول ہوئے ہیں یا مردود۔ کاش کہ ہم کو معلوم ہوتا کہ ہم میں سے کون محروم اور مردود اور کون روزہ داروں سے مقبول ہے۔ اور جو مقبول ہوا ہو اس کو مبارک ہو۔ یہ مہینہ سراپا نور تھا۔ جس کی خوبی ہم میں ظاہر تھی۔ یا اللہ تو اُس کے پیچھے بھی ہمارے لئے نور اور حسن بنا + اے ماہ رمضان کے بھائیو! جس قدر ماہ رمضان باقی رہ گیا ہے اس میں خوب کوشش و اجتہاد کرلو۔ اور اپنی کمی اور کوتاہی کا تدارک جس قدر ہوسکتا ہے کرلو۔ کیونکہ اکثر لوگوں نے یوم فطر کی تیاری کی اور روز عید کی صبح کو قبر میں جا بسے اور بہت سے بھائی مفارقت کر گئے اور کئی دوست معدوم ہو گئے۔ وہ لوگ کہاں گئے جو گذشتہ عید میں تمہارے ساتھ تھے اور وہ لوگ کہاں گئے جو اسی طرح گذشتہ عید میں خوش و خرم تھے۔ اُنہوں نے بڑی بڑی امیدیں کیں۔ اور یہ وہم کرکے کہ ہم یہاں ہمیشہ رہینگے۔ نہایت پختہ مکان بنائے۔ اور اسی اثناء میں ان کو موت نے آدبایا۔ اور ان کے تمام نئے نشانات کو پرانا کر دیا۔ اور عنقریب اس کی جدائی کا بھی مزہ چکھینگے۔ دیکھیں کہ اگلے رمضان کو کون پاویگا۔ گویا کہ یہ ایک دوست تھا جو بڑی دیر کے بعد ملا۔ اور ایک خیالی خواب تھا جو میٹھی نیند میں آیا۔ اور دوست کی اُنس نے اُس کو خلق سے الگ رکھا۔ اور وہ خواہش کرتا ہے کہ کاشکے یہ مہینہ ہمیشہ کے لئے رہتا۔ اس نے اس میں اپنی لذیذ نیند کو چھوڑا۔ اور اندھیری رات میں قیام کرتا رہا۔ اور کوئی رمضان کو اپنی خواہشات و شہوات کے پورا کرنے کا اچھا موسم خیال کرتا ہے۔ اور اس کے ایام کو بیہودہ کارروائیوں کو جلدی پورا کرنے کا اچھا وقت گنتا ہے اور کوئی توبہ و انابت میں تفریط اور اجابت اور قبولیت میں کوتاہی کرتا ہے۔ اور رمضان میں بوجھ پر بوجھ اور اُس کے ایام میں گھاٹے پر گھاٹا جمع کرتا ہے۔ اور قیامت کے دن کے لئے کوئی خرچ جمع نہیں کرتا۔ اور اُس کے ہجر اور جدائی پر راضی رہتا ہے۔ اور سعید آدمی روز عید کو وعد و وعید سے نصیحت حاصل کرتا اور اپنے مولیٰ سے زیادتی طلب کرتا ہے۔ پس وہ یہی دن ہے جس میں وہ مالک مجید اپنے غلاموں اور کنیزوں کو آزادی کی فضیلت بخشتا ہے۔ روایت ہے کہ جب لوگ عید کی نماز کے لئے

جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں کو فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو اس شخص کی کیا جزا ہے۔ جس نے اپنا عمل پورا کیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یہ کہ اس کا اجر پورا دیا جاوے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے فرشتو تم گواہ رہو۔ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ فراء فرماتے ہیں کہ عید کو اس لئے عید کہتے ہیں۔ کہ اس میں خوشی دوبارہ آتی ہے۔ لیکن خوشی اور خوشی میں بہت فرق ہے بعض لوگوں کی خوشی اپنے مولےٰ کے ساتھ ہے۔ اور مناجات کے بساط پر کھڑا ہونا ان کے لئے نعمت ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔ کہ یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت پر خوش ہوں۔ یہ ان مالوں سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جو دُنیا کے باطل اسباب پر خوش ہوتے ہیں۔ اور فانی نعمتوں سے لذت پاتے ہیں۔ کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ۔ یہ لوگ دنیا کو بہت دوست رکھتے ہیں پس جب تو عید کے دن لوگوں کو اپنے گھروں سے نکلتا ہوا دیکھے تو یاد کرلے۔ کہ اسی طرح لوگ قیامت کے دن قبروں سے نکلینگے۔ کوئی عمدہ عمدہ کپڑوں سے اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے۔ کوئی اپنی مصیبت پر غمناک ہے۔ کوئی عمدہ خوشبو سے معطر ہو رہا ہے۔ کسی کے گھر سے رونے پیٹنے کی آواز آرہی ہے۔ اور کوئی پیادہ اور کوئی سوار اور کسی کے ساتھ اس کا دوست اور کوئی اکیلا اور کوئی طالب اور کوئی مطلوب ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن نکلینگے۔ کوئی خوشی کرتا ہوا آویگا۔ اور کوئی واویلا پکارتا ہوگا۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ وِرْدًا۔ جس دن متقی اللہ کی طرف گروہ در گروہ ہوکر آوینگے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف دھکیل دینگے۔ اور جب تو مختلف قسم کی مخلوقات کو میدان میں نکلے ہوئے دیکھے تو یاد کر کہ اسی طرح نیکوں کے لئے نشان لگائے جائینگے۔ جبکہ وہ دار السلام کی طرف جاوینگے۔ اور جب تو دیکھے کہ خلقت جمع ہے اور روزون کا آواز سنا گیا ہے۔ تو جان لے کہ اسی طرح مالک حاکم کے سامنے قیامت کو کھڑے ہونگے۔ اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی اور کان حکم سننے کے منتظر اور اللہ تعالےٰ کے لئے آواز پست ہونگے اور جب تو دیکھے کہ لوگ جاتے نماز سے متفرق ہوکر ہر ایک اپنے اپنے گھر کو جارہا ہے۔ تو یاد کر کہ اسی طرح قیامت کے دن لوگ مختلف طور پر اپنے اپنے محل و مقام کی طرف جاوینگے۔ عیدین میں طیب اور خوشبو یہ نہیں کہ تو عود و کستوری سے اپنے آپ کو خوشبوناک بنائے۔ بلکہ اصل خوشبو یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور پھر توبہ کو نہ

توڑے اور سمعت وریا کا لباس اُتار کر ورع اور حیا کا کپڑا پہنے۔ اور صدق و وفا کا عطر لگائے اور دوستی اور صفا کے گھوڑے پر سوار ہووے۔ اور عبادت کے زیور سے آراستہ ہووے۔ اور زہد کی بالی ڈال لیوے اور صیانت و ہوشیاری کا کمربند پہن لے۔ اور امانت کی انگوٹھی ہاتھ میں ڈال لیوے اور برد سے ڈرتا ہوا اور صدود اعراض سے شرمندہ ہوا ہوا تو مصلّے کی طرف چلے اور تو اس بات سے ڈرے۔ کہ شاید تیرے اعمال مردود اور تیری طاعات غیر مقبول ہوں۔ اور تکبیر کے وقت اللہ تعالےٰ کی عظمت و شان کے آگے پست ہو جائے اور تیرا نفس حقیر معلوم ہو۔ اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے خشوع اور حضور دل سے قیام میں کھڑا ہو جائے۔ اور گردن کو جھکائے ہوئے رکوع کرے۔ اور طامع کا سا سجدہ کرے۔ اور خطبہ سُننے کے لئے اس طرح بیٹھے جیسے کہ کوئی حساب کے لئے حاضر کیا گیا ہو۔ اور اس بات کا منتظر ہو کہ اس کو کیا خطاب ہوتا ہے۔ ورنہ سفید کپڑوں سے آراستہ ہونا تیرے لئے کچھ فائدہ مند نہ ہوگا۔ کیونکہ دل دُنیا کے غم سے بیمار ہے۔ اُس کو لباس کی آراستگی کچھ مفید نہیں ہے۔ بعض صالحین چند جوانوں کے پاس سے گذرے جو عید فطر کے دن کھیل کود میں مشغول تھے۔ اس بزرگ نے ان کو فرمایا۔ اے لوگو۔ اگر تمہارے روزے قبول ہو گئے ہوں۔ تو پھر شاکرین ایسا نہیں کرتے۔ اور اگر تمہارے روزے قبول ہو گئے ہیں تو پھر بھی غمناک لوگوں کا یہ کام نہیں ہے۔ اس کلام نے ان میں اثر کیا۔ اور اُنہوں نے اپنی کھیل کو چھوڑ دیا۔ ایک شخص عید فطر کے دن حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک موٹی روٹی کھا رہے تھے۔ عرض کیا یا امیر المومنینؓ عید کے دن آپ اس قسم کی موٹی اور باسی روٹی کھا رہے ہیں۔ فرمایا آج عید اس شخص کے لئے ہے جس کے روزے قبول ہوئے ہوں۔ اور اس کی کوشش مشکور ہو گئی ہو۔ اور اس کے گناہ بخشے گئے ہوں۔ پھر فرمایا آج بھی ہمارے لئے عید ہے اور کل بھی ہمارے لئے عید ہے۔ اور جس دن میں ہم اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کریں۔ اُس دن بھی ہمارے لئے عید ہے۔ شعر

قَالُوْا غَدَ الْعِیْدُ مَاذَا اَنْتَ لَابِسُہٗ ۔ فَقُلْتُ خِلْعَۃُ سَاقٍ حُبُّہٗ جُرْعَا

فَقْرٌ وَصَبْرٌ هُمَا ثَوْبَانِ تَحْتَهُمَا ۔ قَلْبٌ یَرَی اَلْفَہُ الْاَعْیَادَ وَالْجُمَعَا

اَوْلَی الْمَلَابِسِ اَنْ تَلْقَی الْحَبِیْبَ بِہٖ ‏ ‏ یَوْمَ الزِّیَارَۃِ فِی الثَّوْبِ الَّذِیْ خَلَعَا

اَلدَّھْرُ مَاتِمُ لِیْ اِنْ غِبْتَ یَا اَمَلِیْ ‏ ‏ وَالْعِیْدُ مَا کُنْتَ لِیْ مَرْاٰی وَّ مُسْتَمَعًا

لَا کُنْتُ اِنْ کَانَ لِیْ قَلْبٌ یَّحِنُّ اِلٰی ‏ ‏ خَلٍّ سِوَاکَ وَلَوْ قَطَّعْتَنِیْ قِطَعًا

(ترجمہ) لوگ کہتے ہیں کہ کل کو عید ہے تو کیا پہنے گا۔ میں نے کہا کہ وہ خلعت جو اس کی محبت نے مجھے گھونٹ گھونٹ پلائی ہے۔ اور جس خلعت کے فقر اور صبر دو کپڑے ہیں۔ جن کے نیچے دل ہے جو عیدوں اور جمعوں کی اُلفت کو دیکھتا ہے۔ زیارت کے دن سب سے بہتر کپڑا کہ جس سے تو دوست کی ملاقات کرے وہ کپڑا ہے جو اس نے پہنایا ہے۔ اے میری امید اگر تو مجھ سے غائب ہوگئی تو پھر تمام عمر میرے لئے ماتم ہے۔ اور اگر میں تجھے دیکھ لوں یا سُن لوں تو پھر میرے لئے عید ہی عید ہے۔ تیرے سوا کسی اور کی طرف میرا دل ہرگز مائل نہ ہوگا خواہ تو مجھے اپنے پاس سے جُدا کردے یا ٹکڑے ٹکڑے کردے ✦

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن نماز سے فارغ ہوکر کھڑے ہوگئے۔ اور کہنے لگے یا اللہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا حق ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔ پس اگر میں بھی نیکوکاروں میں سے ہوں۔ تو مجھ پر رحم کر۔ اور اگر میں نیکوکاروں میں سے نہیں ہوں تو تو نے فرمایا ہے کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ مومنوں پر مہربان ہے۔ پس مجھ پر رحم کر۔ اور اگر میں مومنوں میں سے نہیں ہوں۔ تو تو تقوے اور مغفرت والا ہے۔ مجھے بخش دے۔ اور اگر میں ان میں سے کسی چیز کا مستحق نہیں ہوں۔ تو پھر میں بڑی مصیبت والا ہوں۔ تو نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔ یا اللہ تو مجھ پر رحم کر ✦ بشر حافی رح عید کے دن لوگوں سے الگ جا بیٹھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان صفوں میں کیوں نہیں بیٹھتے۔ فرمایا کہ سائل ضعیف کی یہی جگہ اچھی ہے۔ جب لوگ واپس چلے گئے۔ تو زور سے پکارا کہ یا اللہ ہم تجھے راضی کرنے کے لئے آئے ہیں کاش کہ ہم تیری نافرمانی نہ کرتے۔ یا اللہ تو ہمارے ارادوں کو درست کردے۔ اور ہمارے دلوں کو غیر کے تعلق سے چھڑا دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو

بخشں۔ آمین۔ آمین۔ آمین

(فصل اٹھارھویں۔ عبودیت اور عشر کے ذکر میں)

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جو اپنی عظمت و کمال کی صفات میں یگانہ ہے۔ اور اپنے کبر و جلال کی عزت میں پاک ہے اور خلق و ابداع میں واحد ہے اور اُس کے افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اس کا عام فضل و کرم تمام مخلوق کو شامل ہے۔ اور اُس نے مومنین کو توحید کے فضل و انعام سے خاص کیا۔ اس کے وجود کے دلائل اور اُس کے جود کے آثار عقلوں پر ظاہر ہیں۔ اور فہم اس کی ذات کے ادراک اور صفات کے احاطہ سے قاصر ہیں۔ اور اسرار اس کی تعظیم میں مدہوش اور حیران ہیں۔ منکر جب اُس کی عجائبات صنعت کو دیکھتے ہیں۔ تو اُس کی حکمت کے ادراک سے تھک کر رہ جاتے ہیں۔ اور ارواح جبکہ ان پر سعادتمندی کی ہوا چلتی ہے۔ تو اُس کی محبت کے باغوں میں چرتے ہیں۔ وہ اپنے قدم و بقا میں اول و آخر اور قہر و کبریا میں ظاہر و باطن ہے۔ وہ قدوس اور صمد اور تمام اشیاء سے غنی ہے۔ وہ واحد اور احد اور شریک و مانند سے پاک و منزہ ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے جس نے اس سے دوستی لگائی۔ اُس کی اُس نے عزت بڑھائی۔ اور جس نے اس کی طرف سے مُنہ موڑا اُس کو اُس نے ذلیل و خوار کیا۔ وہ حی اور علیم ہے۔ اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ظاہر و باطن اُس کے نزدیک برابر ہے۔ وہ مرید اور قدیر ہے۔ اور اُس کی قدرت کے نشان ظاہر ہیں۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ جس کی برکتیں صاف دلوں کو پہنچتی ہیں متکلم ہے۔ اس کی صفات دلیلوں کے ساتھ ثابت ہیں۔ اور سوائے اندھے کے ان سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ تشبیہ کی نفی کرکے اور اُس کی صفات کمال کو ثابت کرکے اپنے رب کی عظمت بیان کر۔ اور مشبہین کی بیوقوفی کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ ان کی سب باتیں وہمی اور خیالی ہیں۔ اور معطلین کے شبہ کی طرف کان نہ لگا۔ کیونکہ گمراہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو جنگ و جدال کے درپے ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں سے ہو جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کی ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ اللہ تعالےٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین

پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو سلام کہتے ہیں سب طرف سے منہ موڑ کر اُس کے ذکر میں لگا رہ اور اس کی کتاب کو مضبوط پکڑ اور اُس کی مناجات سے لذت حاصل کر۔ کیونکہ تیرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ تجھے اپنے دروازہ پر کھڑا ہوا دیکھے۔ کیا تو نے اللہ تعالےٰ نے اس قول کو جس میں وہ اپنے دوستوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ نہیں سنا ہے اُولٰئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ تَحِیَّۃً وَّسَلٰمًا خَالِدِیْنَ فِیْھَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُنکے صبر کا بدلہ جنت دیا جاویگا اور تحفہ اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جاویگا۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور نہایت ہی اچھی اور بہتر جگہ ہے وہ ایسا مولیٰ ہے کہ اگر تو اُس کی تابعداری کرے تو وہ تجھے اپنے نزدیک کرلے۔ اور اگر تو اسی پر کفایت کرے تو وہ تجھے غنی بنا دے۔ اور اگر تو اُس کو بلائے تو لبیک کہے اور اگر تو اس سے پیٹھ پھیرے تو تجھے اپنی طرف بلائے۔ دیکھ وہ اپنے بندوں کے کس قدر جرم وعصیان کو اپنے ستر و احسان کے ساتھ بخشتا اور ڈھانپتا ہے۔ میں اُس کی عام عطا و بخشش پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تمام انبیاء اور رسولوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ اُن پر اور اُن کی آل واصحاب پر جو تمام اُمت میں سے نیک و پاک ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی صلوٰۃ وسلام ہو جس سے ان کی عزت و شرافت اور قرب و اکرام زیادہ ہو۔ جب تک کہ اندھیرے ہماری سونے رہیں اور کلام انتظام پاتی رہے اور کبوتر گاتے رہیں اور بادل روتے اور باغ خوشی سے ہنستے اور کھیلتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ اللہ تعالےٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر بڑی نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے کلام کرتے ہیں تو بڑے حوصلہ سے جواب دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا تمام زمین و آسمان کے رہنے والے اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ان خاص بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو اس کے قرب وداد کے ساتھ مخصوص اور اوصاف عبودیت کے ساتھ موصوف ہیں۔ تو اس آیت کے معنے یہ ہونگے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے یہ اوصاف ہونگے ان کو ان کے

صبر کے بدلے جنت دیجاویگی اور اس میں تحفے اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جاویگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو سلام دیگا۔ اور وہ اُس کی کلام قدیم کو سُن لینگے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اور فرشتے ہر دروازہ سے ان کے پاس آکر اُن کو کہینگے سلام ہو تم پر اس بات کے عوض میں جو تم نے صبر کیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو زمین پر نرمی اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور طیش و تکبر سے اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے۔ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (اور زمین پر اکڑ کر نہ چل تو زمین کو نہیں پھاڑ لیگا۔ اور نہ ہی تو پہاڑوں پر چڑھ جاویگا) یعنی تو نہایت ہی عاجز اور ضعیف ہے۔ تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ زمین کو پھاڑ ڈالے یا تو اپنی بڑائی و تکبر سے پہاڑوں پر چڑھ جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس کے دل میں ایک ذرہ بھر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور رسول اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچتا ہوا چلے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی طرف نظر نہیں کرتا۔ اور حدیث میں ہے کہ مبارک ہو نا اُس شخص کے لئے جس نے بغیر کسی نقصان و عیب کے تواضع کی۔ اور مسکنت کے سوا اپنے نفس میں ذلیل ہوا اور اپنے جمع کئے ہوئے مال کو معصیت کے سوا خرچ کیا۔ اور عاجزوں اور مسکینوں پر رحم کیا اور داناؤں کے ساتھ میل جول رکھا۔ شعر

وَلَا تَمْشِ فَوْقَ الْأَرْضِ إِلَّا تَوَاضُعًا ۔۔۔ فَكَمْ تَحْتَهَا قَوْمٌ هُمُو مِنْكَ أَرْفَعُ
فَإِنْ كُنْتَ فِي عِزٍّ وَجَاهٍ وَمَنْعَةٍ ۔۔۔ فَكَمْ مِنْ قَوْمٍ هُمُو مِنْكَ أَمْنَعُ

(ترجمہ) زمین پر تواضع کے ساتھ چل۔ کیونکہ اس کے نیچے بہت سے لوگ ایسے دفن ہیں۔ جو تجھ سے زیادہ بلند درجے والے تھے۔ اگر تو بڑے عزت و مرتبہ و جلال والا ہے تو کیا ہوا کئی تجھ سے زیادہ مالدار لوگ مر گئے) اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔ جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ اُن کو سلام کہتے ہیں۔ یعنی ایسی کلام کرتے ہیں۔ جس میں وہ گناہ سے بچتے ہیں۔ اور مقابلہ میں نہیں آتے اور نہ تکلیف دینے نہ لیتے ہیں۔ اور یہی عمدہ عمدہ اخلاق ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ مدافعت کر اس بات سے جو اس سے اچھی ہے۔ اور اس سے وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے جیسے کہ دلی دوست۔ یعنی جو تجھ سے بُرائی کرے۔

تو تو برائی کے عوض اس کے ساتھ احسان کرے تاکہ اُس کی عداوت دوستی سے بدل جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص زبردست نہیں ہے جو کشتی میں زبردست ہو۔ بلکہ وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضؓ فرماتے ہیں کہ حلیم کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ لوگ سب اسکے مددگار ہوتے ہیں۔ شعر

وَاِذَا الْمُسِیْئُ جَنٰی عَلَیْکَ جِنَایَۃً ۔ فَاقْتُلْہُ بِالْمَعْرُوْفِ لَا بِالْمُنْکَرِ

اَحْسِنْ اِلَیْہِ اِذَا اَسَاءَ فَاِنَّہٗ ۔ مِنْ ذِی الْجَلَالِ بِمَسْمَعٍ وَّ بِمَنْظَرٖ

ترجمہ ہر جب کوئی برائی کرنے والا تیرے ساتھ برائی کرے تو تو اس کو احسان کے ساتھ قتل کرنہ کہ برائی کے ساتھ۔ اور جب وہ تجھے برائی پہنچائے تو تو اس سے احسان کر کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سُننے والا اور دیکھنے والا ہے) ؛ اور رسول اللہ ؐ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ مدارات میں دُنیا و دین کی سلامتی ہے۔ اور مقابلہ میں دونو کا خطرہ ہے۔ شعر

مَا دُمْتَ حَیًّا فَدَارِ النَّاسَ کُلَّھُمْ ۔ فَاِنَّمَا اَنْتَ فِیْ دَارِ الْمُدَارَاتِ

مَنْ یَدْرِ دَارٰی وَمَنْ لَّمْ یَدْرِ سَوْفَ یُرٰی ۔ عَمَّا قَلِیْلٍ نَدِیْمًا لِلنَّدَامَاتِ

(ترجمہ) جبتک تو زندہ ہے سب لوگوں کے ساتھ مدارات کر کیونکہ تو مدارات کے گھر میں ہے۔ اور جو کوئی مدارات کرتا ہے اس کی مدارات ہوتی ہے۔ اور جو کسی کی مدارات نہیں کرتا وہ ندامت اُٹھاتا ہے ؛ اور جو شخص لوگوں کے ساتھ مدارات کرتا ہے اور اپنے دین کو سلامت رکھنے کی خاطر ان کی اذیت و تکلیف برداشت کرتا ہے۔ وہ بہت ہی دانا ہے۔ کیونکہ جو شخص دیکھتا ہے کہ سب افعال اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ تو وہ کسی پر عتاب نہیں کرتا۔ یہی شخص توحید اور معرفت والا ہے۔ بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو اذیت کو برداشت کرتے ہیں۔ اور اس کو اپنے گناہوں کی جزا جانتے ہیں اور اپنے نفس کی ملامت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے حکم کی فرمانبرداری اور آخرت کا ثواب طلب کرنے کے لئے اذیت برداشت کرتے ہیں + رسول اللہ ؐ سے روایت ہے کہ مومن کی میزان میں قیامت کے دن اچھے خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی ؛ اور حدیث میں ہے کہ آدمی اپنے حسن خلق کے باعث رات کو جاگنے والے اور دوپہر گرم کو پیاسا رہنے والے یعنی روزہ دار کا مرتبہ پالیتا ہے ؛ حضرت احنف بن قیس

کومنیٰ میں ایک شخص آگے سے آملا۔ اور باہم ایک دوسرے سے مزاحم ہوئے۔ وہ شخص گالی نکالنے لگا اور اُس نے معلوم نہ کیا کہ یہ احنف ہے۔ اور بدستور گالی نکالتا رہا حتیٰ کہ جب عرفات میں پہنچے تو احنف نے اُس کی اونٹنی کی باگ پکڑ لی اور کھڑا ہو کر کہنے لگا اے شخص جو کچھ تیرے نفس میں ہے اسی جگہ سب کچھ کہہ لے ایسا نہ ہو کہ میری قوم کا کوئی شخص سُن لے اور تجھے تکلیف دیوے اس وقت اس کو معلوم ہوا کہ یہ احنف ہے۔ اس نے بہت عذر خواہی کی اور شرمندہ ہوا۔ ایک دن کسی شخص نے کہا اے احنف اگر تو مجھے ایک بات کہیگا تو میں تجھے دس سناؤنگا۔ احنف نے اس کو کہا کہ اگر تو مجھے دس سناویگا تو میں تجھے ایک بھی نہ سناؤنگا۔ ایک عورت نے مالک ابن دینار رح کو کہا اے ریاکار۔ انہوں نے کہا اس عورت نے میرا وہ نام بتلایا ہے جو تمام اہل بصرہ سے پوشیدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ اور قیام کرتے گذارتے ہیں یعنی یہ لوگ رات کو زندہ ہوتے ہیں اور تمام لوگ ان کو مُردہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ یعنی وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں صالحین کا یہی دستور تھا کہ رات کو قیام اور دن کو روزہ میں بسر کرتے تھے سنے باتونی اور مدعی نہ ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ انکے دیدار سے وہ فائدہ حاصل ہوتا تھا جو کلام سے نہ ہوتا تھا لیکن جو اپنے حال کے سوائے تجھے نصیحت کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو بیگانہ مال تجھے دیوے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے حال کے سوائے دعوے کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بیگانے مال پر فخر کرے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا عمل ہزار شخصوں میں وہ نفع کرتا ہے جو ایک شخص کی کلام دوسرے کو نفع دیتی ہے۔ رسول اللہؐ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھے ہمیشہ رات کے قیام کی وصیت کرتے رہے۔ حتّے کہ میں نے گمان کیا کہ میری اُمت کے بہتر لوگ کبھی نہ سوینگے۔ حضرت عیسےٰ ؑ فرماتے ہیں کہ زیادہ نہ کھاؤ کیونکہ تم زیادہ پانی پیوگے اور پھر تمہیں زیادہ نیند آویگی اور تم خیر کثیر سے محروم رہوگے بہت سونے میں عمر کا نقصان اور حشر کے دن کا گھاٹا ہے۔ شعر

تَعَوَّذْ مِنْ نِيَامِ اللَّيْلِ ۔۔۔ اِنَّ النَّوْمَ خُسْرَانٌ
وَلَا تَرْكَنْ اِلٰى ذَنْبٍ ۔۔۔ فَعُقْبَى الذَّنْبِ نِيْرَانٌ
وَقُمْ لِلْوَاحِدِ الْمَعْبُوْدِ ۔۔۔ فَلِلْقُرْاٰنِ خُلْدَانٌ
اِذَا مَا جَهَنَّ لَيْلٌ ۔۔۔ فَهُمْ فِي اللَّيْلِ رُهْبَانٌ

يَنَامُ الْغَافِلُ السَّاهِيْ وَمَا فِي الْقَوْمِ وَسْنَانٌ
وَيَلْهُوا الْمُعْرِضُ اللَّاهِيْ وَعِنْدَ الْقَوْمِ أَحْزَانٌ
فَمَا يُلْهِيْهِمْ رَبْعٌ وَلَا أَهْلٌ وَإِخْوَانٌ
هُمْ وَاللّٰهِ فِتْيَانٌ إِذَا مَا قِيْلَ فِتْيَانٌ

(ترجمہ) رات کے قیام کی عادت کر۔ کیونکہ نیند میں سراسر خسارہ ہے۔ اور گناہ کی طرف رغبت نہ کر۔ کیونکہ گناہ کا انجام آگ ہے۔ اس واحد معبود کے لئے کھڑا ہو۔ اور قرآن کے ساتھ دوستی لگا۔ جب رات ان کے لئے آتی ہے۔ تو وہ رات کو جاگتے ہیں۔ اور جو غافل و سست ہو کر سو رہتا ہے۔ وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتا۔ اور جو روگردان ہو کر کھیل کود میں وقت بسر کر دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے نزدیک ہمیشہ غمناک رہتا ہے۔ ان لوگوں کو کسی قسم کا فائدہ یا اہل و عیال اور دوست بھائی اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔ بخدا جب کہیں جوانمردوں کا ذکر آئے تو یہی لوگ جوانمرد ہیں۔ وہ لوگ سوتے ہیں اور یہ قیام میں ہوتے ہیں۔ لوگ نیند میں اور یہ رکوع میں۔ لوگ آرام میں اور یہ سجدے میں ہوتے ہیں۔ لوگ خلق کے ساتھ اور یہ حق کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس شخص کے درمیان کہ جس کا غمخوار اس کا مولائے قریب ہو۔ اور رقیب کے سوائے اپنے دوست کے ساتھ خلوت میں ہو۔ اور اس شخص کے درمیان کہ جس کے اوقات بیہودگی میں گذرتے ہیں۔ اور فانی لذتوں پر خوش ہو رہا ہے۔ اور دن رات بیہودہ اور جھوٹے قصہ کہانیوں میں گذار دیتا ہے بہت فرق ہے۔ شعر

لِلّٰهِ قَوْمٌ أَخْلَصُوْا فِيْ حُبِّهِ فَاخْتَارَهُمْ وَرَضِيْ بِهِمْ خُدَّامَا
قَوْمٌ إِذَا جَنَّ الظَّلَامُ عَلَيْهِمُ أَبْصَرْتَ قَوْمًا سُجَّدًا وَقِيَامَا
يَتَلَذَّذُوْنَ بِذِكْرِهٖ فِيْ لَيْلِهِمْ وَيُكَابِدُوْنَ لَدَى النَّهَارِ صِيَامَا
فَسَيَغْنَمُوْنَ عَرَائِسًا بِعَرَائِسٍ وَيُبَوَّؤُوْنَ مِنَ الْجِنَانِ خِيَامَا
وَتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ بِمَا أُخْفِيْ لَهُمْ وَسَيَسْمَعُوْنَ مِنَ الْجَلِيْلِ سَلَامَا

(ترجمہ) ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی خالص محبت اختیار کی۔ پس اس نے اُن کو پسند کر لیا۔ اور ان کو اپنا خادم بنانے پر راضی ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہ لوگ سجدہ اور قیام میں رات گزار دیتے ہیں۔ اور تمام رات اُس

کے ذکر کی لذّت پاتے اور دن کو روزوں کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور وہ دنیا کے عروسوں کے بدلے عاقبت کی عروسیں پاوینگے۔ اور جنّت کے خیموں میں جگہ لینگے۔ اور ان کی آنکھیں اس چیز کے ساتھ جوان کے لئے پوشیدہ کی گئی ہے۔ ٹھنڈے ہونگے۔ اور اپنے مالک جلیل سے سلام کا آواز سُنینگے) ٭ بعض کہتے ہیں کہ رات مجبوں کے لئے ہر حال میں بیداری ہی بیداری ہے۔ پس جس کا وقت ہجر فراق کا وقت ہو۔ وہ اس طرح کہتا ہے۔ شعر

کَمْ لَیْلَۃٍ قَفَیْتُہَا مَا ھِدًا ۔۔۔ لَمَّا تَوَلّٰی ھِجْرُکُمْ مُعْرِضًا
اَطُوْفُ فِیْ ظُلْمَاتِہَا مُبْصِرًا ۔۔۔ وَلَیْسَ ضَوْءٌ مِثْلَ ضَوْءِ الرِّضَا

(ترجمہ) بہت سی راتوں کو میں نے بیداری میں گزار دیا۔ جبکہ تمہارا ہجر منہ پھیر گیا۔ اور میں ان کے اندھیروں میں آنکھیں کھول کر دیکھتا رہا۔ لیکن رضا کی روشنی جیسی اور کوئی روشنی نہیں ہے ٭ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور لوگ دوزخ کے انگاروں پر ہونگے۔ تو خدا کے بندے رضا کے بچھونے پر۔ اور لوگ بیقراری اور گھبراہٹ میں ہونگے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے بندے قرب ولقا میں ہونگے۔ اور بیداری کے عوض دیدار حاصل کرینگے۔ اور فنا کے بدلے مرادیں پاوینگے۔ شعر

حَجَبْتَ عَیْنِیْ عَنْ رُؤْیَاکَ یَا اَمَلِیْ ۔۔۔ فَلَوْ مَنَنْتَ عَلٰی عَیْنِیْ بِالنَّظَرِ
حَتّٰی اَقُوْلَ لِعَیْنِیْ عِنْدَ رُؤْیَتِہَا ۔۔۔ ھٰذَا جَزَاءٌ لِطُوْلِ الدَّمْعِ وَالسَّھَرِ

(ترجمہ) اے میرے اللہ تونے میری آنکھوں کو اپنے دیدار سے روک دیا ۔ کیا اچھا ہو اگر تو میری آنکھوں پر دیدار کا احسان کرے ۔ حتےٰ کہ میں دیدار کے وقت اپنی آنکھوں کو کہوں کہ یہ لمبی بیداری اور آنسوؤں کا بدلہ ہے ٭ اے غافل رات کے سفر کو وہی شخص برداشت کرسکتا ہے جو بھوک کا عادی ہو۔ تو سُستی کے لشکر کو جمع کرتا ہے اور کم ہمتی کے دامن میں لٹکتا ہے۔ اور نیند کی محبت میں آراستہ اور عمدہ عمدہ فرش کو پیراستہ کرتا ہے ۔ ہاں اگر عزم وارادہ کی آگ سے شعلہ بھڑکائے ۔ اور اس سے تیرے مقصد کا راستہ روشن ہو جائے۔ تو تو بھی یقین کے کانوں سے یہ ندا سن لیگا۔ کہ آیا کوئی ہے مجھ سے مانگنے والا۔ یا کوئی ہے مجھ سے بخشش مانگنے والا۔ یا کوئی ہے میرے آگے توبہ کرنیوالا۔ شعر

تَقْمِتُ اَفْرِشُ خَدِّیْ فِی التُّرَابِ لَہٗ ۔۔۔ ذُلًّا وَاَسْحَبُ اَجْفَانِیْ عَلَی الْاَثَرِ

(ترجمہ) میں اٹھا تاکہ میں اپنے رخساروں کو عاجزی کے ساتھ اس کے لئے زمین پر بچھاؤں۔ اور اپنی پلکوں کو اس کے قدموں پر رکھوں + صبح کی ہوائیں روحوں کو قوت دیتی ہیں۔ اور نسیم کی عبارت کو مشتاق کے سوائے اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اور برق کی حدیث ان دوستوں کے سوا کسی کو اچھی نہیں لگتی۔ جو مناجات کے بچھونے پر دوست کے ساتھ خلوت میں ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو وصل کا لباس پہناتا اور صبح کے غالیہ چھپے معاملہ کی خوشبو ان کو لگاتا ہے۔ اور وہ صبح ایسے حال میں کرتے ہیں کہ قرب کے نشان اُن پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اُن کے کپڑوں سے خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔ اے نیند کے مردار افسوس کر اور اے غفلت میں برہنہ پڑے ہوئے اپنی حالت پر رو۔ ہائے افسوس تو کیا جانتا ہے کہ ان پر کیا گذری۔ اور ان لوگوں کا کیا حال ہوا۔ اور انہوں نے کس طرح رات گزاری وہ لوگ جن کے پہلو صبح دم تک اپنی خوابگاہوں سے الگ رہتے تھے چلے گئے۔ اور نیند کا مارا ہوا اپنی نیند کی قید میں مقید رہا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے اپنی اپنی منزلوں میں جا آرام کیا۔ اور وہ ان کے نشان ڈھونڈھتا ہوا اٹھا۔ شعر

حَمِدَ الْحَمْدَ لِحُوْنَ غبَّ سَرَاهُمْ ۔ وَكَفٰى مَنْ تَاَخَّرَ الْاِبْطَاءُ

(ترجمہ) وہ لوگ حمد کے لائق ہیں جن کے قافلے اندھیرے اندھیرے چلے جاتے ہیں۔ اور پیچھے رہنے والے کے لئے توقف ہی کافی ہے + شعر

حَدِّثْ فَقَدْ نَابَ سَمْعِي الْيَوْمَ عَنْ بَصَرِي ۔ قَنِعْتُ فِي الْحُبِّ بَعْدَ الْعَيْنِ بِالْاَثَرِ

بِاللّٰهِ قُلْ لِي اَحَادِيْثَ الَّذِيْنَ مَضَوْا ۔ اِنْ كُنْتَ مُطَّلِعًا مِنْهُمْ عَلٰى خَبَرِ

(ترجمہ) میرے آگے بیان کر کیونکہ آج میرے کانوں نے میری آنکھوں سے دعدہ لیا ہے کہ میں محبت میں اصل کے بعد نشان سے قناعت کرونگا۔ تجھے اللہ کی قسم کہ گذشتہ لوگوں کی باتیں میرے آگے بیان کر۔ اگر تو ان کے حال سے واقف ہے + ان لوگوں کو شوق نے اس طرح جھکایا جیسے کہ ہوا شاخوں کو جھکاتی ہے۔ اور خوف نے ان کے دلوں کے تنوں کو ہلا دیا۔ پس انکی زبان عاجزی کرتی ہے۔ اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ ان لوگوں نے بقدر کفاف دنیا سے لیلیا۔ اور حرص کو قناعت کے بدلے نوشیرواں کا ملک دیکر بیچدیا۔ تو کس طرح ان میں سے ہو سکتا ہے۔ بھلا سونے والا کس طرح جاگنے والے کی طرح ہو سکتا ہے۔ ان کے اور تیرے درمیان بہت فرق ہے۔

بہادر اور بزدل کے درمیان بہت فرق ہے۔ دوست کی خلوت نے ان کو تمام ناز و نعمت سے ہٹا رکھا۔ اور ہمہ تن اپنے مولیٰ کے دیدار کے مشتاق ہو گئے۔ اور محب پیاسا ہوتا ہے پس جب وہ قیامت میں وارد ہونگے۔ خوشخبری دینے والا ان کو بشارت دیگا کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو بہشت کبھی پاک نہ ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی رحمت و رضوان کی خوشخبری دیگا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ زیادہ قریب کرنیوالا عمل جس سے متقرب لوگ قرب حاصل کرتے ہیں۔ کونسا ہے۔ میں نے کہا وہ عمل خفی جو میزان میں پورا ہو۔ پس وہ فرشتہ یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ بخدا یہ کلام بہت ہی موافق ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ (وہ لوگ جو کہتے ہیں اے اللہ تو ہم سے دوزخ کا عذاب دور کردے) یعنی یہ لوگ باوجود طاعات اور اجتہاد کے اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور ذلت و محتاجی کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے اسرار ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے مولیٰ کے عذاب سے دور ہٹانے کا سوال کرتے ہیں۔ اور عدل و توبیخ اور عتاب کے قائم کرنے سے خوف کرتے اور اس کے قہر و عزت کے دبدبے اور منع و حجاب سے ڈرتے ہیں۔ اور غافل باوجود اپنی کوتاہی اور اعمال میں سستی کرنے کے اپنے حال اور انجام کو نہیں سوچتا۔ ان دونوں فریق میں بہت فرق ہے۔ اور ان دونوں راہوں میں بہت بُعد ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے اسامہ ان خدا کے بندوں کی دعا سے بچیو جن کے گوشت پگھلے ہوئے اور ان کے چہرے پیلے ہوئے اور ان کی آنکھیں ڈھلکی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ جب ان کی طرف دیکھتا ہے تو فرشتوں میں ان کے ساتھ فخر کرتا ہے۔ انہی لوگوں کے ذریعے اللہ تعالےٰ زلزلوں اور فتنوں کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی۔ اور اس کے درمیان اعتدال پر چلتے ہیں یعنی اپنے مالوں کو گناہوں اور کھیل کود اور بیفائدہ کاموں میں خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا حق اپنے مال سے ادا کرتے ہیں۔ اور جہاں جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں بخل نہیں کرتے۔ اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مصلحت میں مناسب طور پر نفقہ کرتے ہیں۔ اور طاعات

اور ضروری مباحات میں صرف کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ اور وہ لوگ
جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے یعنی اُس کو واحد جانتے ہیں اور اپنے ہاتھوں
اور زبانوں کو لوگوں کے خون اور مال اور عزت سے ہٹا رکھتے ہیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو حرام
سے بچاتے ہیں۔ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ
ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا
اور کسی نفس کو کہ جس کا قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ
اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص ایسا کریگا یعنی مذکورہ بالا تین فعلوں میں سے ایک
کریگا۔ اُس کو قیامت کے دن دُگنا عذاب ہوگا جس میں وہ ہمیشہ خوار رہیگا۔ ہاں جس نے توبہ
کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا۔ اور
اللہ تعالےٰ ہمیشہ بخشنے والا اور مہربان ہے وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰہِ
مَتَابًا۔ اور جس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اس طرح کہ پھر ان کو یاد تک نہ کیا اور نیک
عمل بجالایا۔ اللہ تعالےٰ اس کی توبہ کو قبول کریگا اور اسکو نیک جزا دیگا۔ وَالَّذِیْنَ لَا
یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور نہ ہی بیہودہ جگہوں اور فسق کی
مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ اور جب لغو یعنی بیہودہ اور
بیفائدہ کام یا جگہ سے گذرتے ہیں۔ تو بڑی کرامت کے ساتھ وہاں سے گذرجاتے ہیں۔ اور
اپنے آپ کو ان بیہودہ شغلوں میں شاغل نہیں کرتے۔ اور اچھی طرح اپنے آپ کو ایسی مجلس
اور ایسے لوگوں سے بچاتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا
صُمًّا وَّعُمْیَانًا اور وہ لوگ کہ جب اُن کے سامنے اللہ تعالےٰ کی آیات بیان کی جاتی
ہیں تو وہ اُن کو اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں سُنتے یعنی اُن میں غور و فکر کرتے اور سُننے
سے اندھے اور بہرے نہیں ہوتے بلکہ اچھی طرح تدبر و تفکر سے کام لیتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اور
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے اللہ ہماری ازواج و ذریات سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہمیں
بخش۔ اور ہم کو متقین کا پیشوا بنا یعنی اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ اُن کو صادقین
میں سے بنائے تاکہ ان سے وہ لوگ ہدایت پائیں جو متقین کے راستہ کو پہچاننا چاہتے

ہیں۔ حضرت جنید رحمہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کیسے ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ وہ ایسے لوگ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت اُن کی حلاوت اور فقر اُن کی کرامت۔ اور ترک دنیا ان کی لذت اور اللہ کی طرف اُن کی حاجت اور تقویٰ ان کا زاد راہ اور اللہ کے ساتھ ان کی تجارت اور اسی پر ان کا اعتماد اور اسی کے ساتھ ان کا انس اور اسی پر ان کا توکل ہے۔ اور بھوک ان کا کھانا اور حسن خلق ان کا لباس اور سخاوت ان کا پیشہ اور علم ان کا رہنما اور صبر ان کا کھینچنے والا اور ہدایت ان کی سواری اور قرآن انکی باتیں اور شکر اُن کی زینت اور ذکر اُن کی ہمت اور رضا اُن کی راحت اور قناعت اُن کا مال اور عبادت اُن کا کسب اور حیا اُن کا کرتہ اور خوف ان کی عادت اور دن انکی عبرت اور رات ان کی فکر اور حکمت اُن کی سیف اور حق اُن کا محافظ اور زندگی ان کا مرحلہ اور موت اُن کی منزل اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اُن کی اُمید ہے۔ یہ لوگ رحمٰن کے بندے ہیں۔ بعض بزرگ بیان کرتے ہیں۔ کہ عبودیت کے چار ارکان ہیں صحت عقد اور صدق قصد اور وفاء عہد اور حفظ حد۔ صحت عقد کے یہ معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا اور تشبیہ اور تعطیل کے سوا اس پر اپنے اعتقاد کو صحیح و درست رکھنا اور صدق قصد یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص بجالانا اور وفاء عہد کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اوامر کو بجالائیں۔ اور حفظ کی حد کے معنی ہیں۔ کہ اُس کے نواہی سے پرہیز کریں۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ عبودیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جائے جیسے کہ وہ تیرا رب ہے۔ حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ فرماتے ہیں کہ عبودیت میں اعلےٰ مقام اپنی تدبیر اور اختیار کا ترک کرنا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبودیت یہ ہے کہ تو ہمہ تن اپنے آپ کو اسی کے سپرد کر دے اور اپنا سارا بوجھ اسی پر لاد دیوے۔ کسی شخص نے بعض صالحین کو کہا کہ میرے لئے کوئی حیلہ نہیں ہے۔ اب میں کیا کروں فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو کوتاہ کر اور رخساروں کو زمین پر خاک آلودہ کر اور دوری سے ڈرتا رہ ‌٭

عشرہ ذی الحج میں عمل کی فضیلت کا ذکر

اللہ تعالیٰ کے بندو یہ وہ دس راتیں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورہ فجر میں قسم کھائی ہے۔ اور اس طرح فرمایا ہے وَالْفَجْرِ یعنی فجر کی قسم ہے اس سے مراد ہر ایک فجر ہے بعض کہتے ہیں کہ قربانی کے دن کی فجر ہے۔ کیونکہ وہ عرفہ میں کھڑے ہونے کا آخری وقت ہے۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ محرم کے اوّل دن کی فجر ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس سے مراد صبح کی نماز ہے
وَلَيَالٍ عَشْرٍ اور دس راتوں کی قسم ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک ان سے مراد ذی الحج کی دس
راتیں ہیں۔ حضرت جابر رضؓ نے بھی رسول اللہ ؐ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں۔
کہ وہ رمضان کی آخری دس راتیں ہیں بعض کہتے ہیں۔ کہ محرم کی اوّل دس راتیں ہیں حضرت
مجاہد رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ تمام سال کی راتوں میں سے کسی رات کا عمل اس قدر فضیلت والا نہیں
ہے۔ جس قدر کہ ان دس راتوں کا عمل۔ اور یہ دس راتیں وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے
حضرت موسیٰ ؑ کے لئے پورا کیا تھا۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے۔
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عشرہ ذی الحج سے بڑھ کر زیادہ پیارا عبادت
کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہے۔ ان میں سے ہر ایک
دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ہر ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے
قیام کے مساوی ہے۔ حضرت مالک رحؒ نے اپنے موطا میں روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ
نے فرمایا۔ کہ شیطان جس قدر عرفہ کے روز ذلیل وخوار اور حقیر اور غصہ میں جلتا ہوا دکھائی
دیتا ہے اس قدر اور کسی دن میں دکھائی نہیں دیتا۔ اُس کی وجہ ہے کہ جب وہ اس
دن بندوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی۔ اور ان کے بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے
دیکھتا ہے تو اُس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ یا بدر کے دن اسکی ایسی حالت دیکھی
گئی تھی۔ یاروں نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ بدر کے دن اس کی ایسی حالت کیوں ہوئی تھی
آپ نے فرمایا اس سبب سے کہ اس نے دیکھا کہ جبرئیل ؑ فرشتوں کے ساتھ صف باندھے آرہا ہے،
اور صحیح حدیث میں رسول اللہ ؐ سے روایت ہے کہ تمام دعاؤں سے افضل دعا عرفہ کے دن کی
دعا ہے اور میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی افضل کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
ہے مسلم رحؒ نے قتادہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی۔ کہ آپ کس طرح روزہ رکھتے ہیں۔ اُس کی بات سن کر رسول اللہ ؐ غضب میں آگئے
جب حضرت عمر رضؓ نے آپ کا غضب دیکھا۔ کہا ہم راضی ہوئے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ
ہمارا رب ہے اور دین ہمارا اسلام ہے اور نبی ہمارا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتے ہیں حضرت
عمر رضؓ اس کلام کو بار بار کہتے رہے حتٰے کہ آپ کا غصہ دور ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضؓ نے عرض

کیا کہ اس شخص کا کیا حال ہے جو ہمیشہ کے لئے روزہ رکھے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا ہے یا آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی روزہ رکھے اور نہ کوئی افطار کرے۔ پھر عرض کیا کہ اس شخص کا کیا حال ہو کہ جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ آپ نے فرمایا کوئی ایسی طاقت بھی رکھتا ہے۔ پھر عرض کی کہ جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ فرمایا یہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ ہے۔ پھر عرض کیا کہ جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے اس کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی طاقت ہو۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینہ کے تین روزے اور رمضان دوسرے رمضان تک یہ ہمیشہ کا روزہ ہے۔ اور یوم عرفہ کے روزہ کے بدلے اللہ تعالےٰ ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور یوم عاشورہ کے دن کے روزے کے عوض ایک سال پچھلے کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں پس مومن کو لازم ہے کہ اس عشرہ میں عبادت و اجتہاد میں سعی کوشش کرے۔ اور جس چیز کی اللہ تعالےٰ نے حرمت بیان کی ہے اس کی تعظیم بجالائے اور اس عشرے میں سے عرفہ کا دن زیادہ بزرگ اور اشرف ہے۔ اسی دن میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کے احکام اور شرائع کو کامل کیا۔ یعنی پہلے پہل اللہ تعالےٰ نے اس امت پر توحید کی شہادت اور پیغمبروں کی تصدیق اور دن کی اول دو رکعتیں اور دن کی اخیر دو رکعتیں فرض کیں۔ پھر ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے معراج کی رات کو پانچ نمازیں فرض کیں۔ پھر مدینہ میں ہجرت سے ایک سال بعد زکوٰۃ اور رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ پھر ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا۔ اور مدینہ سے لوگ حج کے لئے گئے۔ جن پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضؓ کو امیر بنایا۔ پھر سورہ براءت کی اول آیات نازل ہوئیں۔ جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کے پاس بھیجا۔ اور ان کو حاجیوں کے پیچھے بھیجا۔ اور عرفہ کے دن ان سے ملکر حکم دیا۔ کہ ایک منادی کرنے والا منادی کردے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال حج وداع ادا کیا۔ اور عرفہ کے دن اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اور اس دن جمعہ کا دن تھا۔ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے۔ اب تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا یعنی مشرک یہ چاہتے تھے۔ کہ ہم مسلمانوں پر غالب آکر ان کے دین کو برباد کرینگے۔ اور ان کو وہاں سے نکال دینگے۔ لیکن جب مسلمانوں نے مکہ کو فتح کر لیا اور کفار پر غلبہ پا لیا اور حج وداع ادا کیا اور مشرکوں کو وہاں سے روک دیا۔ تو کفار کا وہ طمع منقطع ہو گیا۔ یعنی آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے آج تمہارے دین کے احکام کامل کر دئے۔ اور تمام مذہبوں کے سوا تم کو حج سے مخصوص کیا۔ اور حج کا وقت معلوم مقرر کیا گیا۔ اور جاہلیت میں دستور تھا۔ کہ ہر سال ایک مہینے میں حج کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں حج کے مہینے ہل جل گئے اور مخفی ہو گئے۔ پس عرفہ کا دن دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے کا دن ہے۔ حضرت ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ جو بندہ ان دعاؤں سے اللہ تعالےٰ کو پکاریگا اور پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کریگا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو جو مانگیگا دیگا۔ سُبْحَانَ الَّذِی فِی السَّمَاءِ عَرْشُہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی فِی الْاَرْضِ حُکْمُہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا حکم زمین میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی فِی الْقَبْرِ قَضَاءُ ہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کی قضا قبر میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا رستہ سمندر میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کی بادشاہی آگ میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنت میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی فِی الْقِیَامَۃِ عَدْلُہٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا عدل قیامت میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِی رَفَعَ السَّمَاءَ (پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو بلند کیا) سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ (پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا) سُبْحَانَ الَّذِی لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجٰی مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ (پاک ہے وہ ذات جس کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے) اور ایام معلومات قربانی کے ایام ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے ذکر کا امر کیا ہے۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔ اور روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ایام معدودات ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور ایام معلومات میں جو شخص اپنی آنکھ کو محرمات سے بند رکھیگا۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے اس قدر ثواب لکھیگا جس قدر کسی شخص نے

بچ کیا۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ۔"

فصل انیسویں قلوب یعنی دلوں میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو علیم و خبیر اور حی اور سمیع اور بصیر اور مجیب اور مجید اور علی و کبیر اور خالق اور بدیع اور قدیر ہے۔ اور وہ اول اور آخر اور ظاہر و باطن اور مالک اور واحد اور احد ہے اُس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے کھڑا کیا اور زمین کو پانی پر بچھونے کی طرح بچھایا وہ باپ بیٹے اور بیوی سے پاک ہے اور اسباب و آلات اور جہات و مکانوں سے غنی ہے۔ اُس نے آسمانوں کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا۔ اور اپنی حکمت کے ساتھ مشرقوں اور مغربوں میں ان کو ایک دوسرے کے مقابل بنایا۔ پس عاصی اس سے اس طرح پیٹھ پھیرنے والا ہے جیسے کوئی شکست کھا کر بھاگتا ہے اور طاعت کرنے والا اس طرح آگے بڑھتا ہے جیسے کوئی جنگجو آگے بڑھتا ہے۔ رات ساکن ہیں ان کے لشکروں کی حرکات کو دیکھ۔ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے جو روئے زمین کو سکون کے بعد پھیلاتا ہے۔ اور اپنی قدرت سے پانی کو نہروں اور چشموں میں تقسیم کر کے چلاتا ہے اور اس سے کھیتی اور دانہ اور میوہ اور گھاس کو اُگاتا ہے۔ اور باغوں سے طرح طرح کے خوشبودار پھول ظاہر کرتا ہے۔ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ یہ ہے اللہ کی خلقت پس دکھاؤ مجھے ان لوگوں کی پیدائش جو اس کے سوا ہیں۔ اس کی توحید کے دلائل ظاہر ہیں۔ لیکن غافل منافق کی عقل سُست ہے۔ اس کے عجائبات صنعت میں تامل کر۔ اور اس کے روشن نشانوں کے صفحوں میں غور کر۔ اور اپنی فکر کو اس کی صفات میں جولان کرنے سے روک عقل کا نہایت ادراک یہ ہے کہ وہ اثبات کے بعد اس کے احاطہ سے عاجز ہے۔ اُس کے جلال کی کوئی غایت نہیں۔ اور نہ ہی اس کے کمال کی کوئی نہایت ہے۔ جس نے اس کو کسی چیز کے مانند سمجھا وہ ملحد ہے اور جس نے اس کی صفات کو اس سے الگ سمجھا وہ منکر ہے۔ مُشَبِّہ حسّی اور خیالی باتوں میں گرفتار ہے۔ اور معطل گمراہی کے جنگل میں سرگردان ہے۔ اور محقق اس کی صفات کمال کو تصدیق کرنے والا اور ادراک جلال سے عجز کا اقرار کرنے والا ہے پس پاک ہے وہ ذات جو عزت و عظمت اور کبریا اور جلال و اکرام والی ہے اُس نے نیکوں

کے دلوں کو نیند سے بیدار کیا۔ اور اپنی عنایت کے ساتھ شقاوت اور عناد سے ان کو سلامت رکھا۔ اور اپنے احسان کے ساتھ ان کو بعد و جدائی کی میل سے پاک کیا۔ اور اپنی رحمت کے دریاؤں سے دوستی کا مینہ ان پر برسایا۔ اور انہوں نے ان نعمتوں کا مزہ چکھا جن کا اللہ تعالےٰ نے ان کو وعدہ دیا ہے۔ فِيْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ان میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی بدبودار نہیں ہوتا۔ اور ان کے باطن اس کی پاکیزہ محبت سے خوش ہیں۔ اور ان کی زبانیں اس کی حمد و ثنا میں گویا ہیں۔ اور ان کے دل اس کی تعظیم و تکریم میں چمکتے ہیں۔ اور ان کی آتش شوق اس کے دیدار کے سوائے نہیں بجھے گی۔ پس اس وقت آج اس سے ڈرنیوالا امن پاویگا۔ اور آج اس سے امن میں ہونے والا خوف کھاویگا۔ اور اس وقت وہ لوگ جو آج غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں بیدار ہو جائیں گے۔ اور بے اعتدالی کرنیوالا دل حسرت کھاویگا۔ اور اپنی عمر کو ضائع کرنے پر ندامت اٹھاویگا۔ اور جب اس کی برائیوں کا حساب لیا جاویگا۔ تو اس کا عذاب و رنج زیادہ ہوگا۔ ہائے افسوس اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ کہ جس کے سپرد امانت کی گئی۔ اور پھر اس کے عملنامہ میں ظاہر ہوگیا۔ کہ یہ خیانتی ہے۔ پس پاک ہے وہ مالک جس نے ہر ایک چیز کو اپنے اپنے اندازے کے موافق تقسیم کیا۔ اور ان میں اپنا حکم و انصاف ظاہر فرمایا۔ اور نور اور اندھیرے کو پیدا کیا۔ اور ندامت کو اپنے بندوں کی توبہ بنایا۔ اور تمام گذشتہ اور آیندہ موجودات کے ذرہ ذرہ حال کو جانا۔ پس اس کے تمام فضل و کرم پر اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اور صفات اور افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جنہوں نے سینوں کی گرمی کو محبت کے میٹھے اور ٹھنڈے پانی سے سرد کیا۔ ان پر اور ان کی آل و اولاد و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ وطن کا ذکر شوق کو ابھارتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس چیز کے لئے جو حق طور پر اتاری گئی ہے جھک جائیں۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلام لانے کے سات سال بعد اللہ تعالےٰ نے اس آیت کے ساتھ ہم کو عتاب فرمایا ہے۔ ایک روایت

ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں سستی آگئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض اہل معانی فرماتے ہیں کہ یہ کلام استبطاء کے مشابہ ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا ابھی خشوع کا وقت نہیں آیا۔ یا ابھی رجوع کا وقت نہیں آیا۔ یا ابھی اپنی کوتاہیوں پر آنسو بہانے کا وقت نہیں آیا۔ یا ابھی ذلت و خضوع کا موقع نہیں آیا۔ اس آیت کے اول میں ایمان کے ساتھ یاد کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان ظاہر فرمایا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ اس کا ثمرہ دیر کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اس ایمان کا ثمرہ یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں خشوع حاصل ہو۔ یا اس ایمان کا ثمرہ یہ ہے کہ تم اپنے گذشتہ گناہوں پر روؤ۔ کیا مومن کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ وہ توبہ اور رجوع کرے۔ اور غافل کے لئے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ وہ اپنی غفلت سے جاگے۔ اور کیا گناہگار کے لئے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ جلدی ہماری طرف رجوع کرے۔ کیا مریض کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ طبیب کے دروازے پر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ میں مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ سے مراد قرآن مجید ہے یعنی جو شخص دل کے حضور سے اللہ تعالیٰ کو یاد کریگا اور باطنی کانوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سنیگا۔ اس کا دل ضرور جھک جاویگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اس میں نصیحت ہے اس شخص کیلئے جس کے لئے دل ہے یعنی عقل اور دل جو موافقت کے نور سے زندہ اور مراقبہ کے بساط پر حاضر اور غفلت کی سستی سے ہوشیار ہو۔ اور جو عبرت و اعتبار کی آنکھ سے دیکھتا ہو۔ اور اغیار کی باتوں میں مشغول نہ ہو اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔ یا اس نے کان ڈالے درانحالیکہ وہ شہید اور گواہ ہے یعنی دل کے حضور سے کان لگا کر سنے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے برتن ہیں خبردار ہو وہ دل ہی ہیں۔ ان میں سے زیادہ قرب والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ دل ہے جو صاف و نرم اور مضبوط ہو۔ حضرت ابو عبد اللہ ترمذی رح فرماتے ہیں۔ کہ رقت سے مراد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو۔ اور صفا سے یہ مراد ہے کہ فی اللہ دوستوں کے لئے صاف ہو (اور ان کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت اس میں نہ ہو) اور صلابت سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں ٹھوس اور مضبوط ہو۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ دلوں کو برتنوں کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی ہے کہ کافر کا دل

اور مدعی کا دل سر نگوں برتن کی طرح ہے جس میں کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی۔ اور منافق کا دل ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہے کہ جو کچھ اوپر سے اس میں ڈالیں نیچے سے گرتا جاوے اور مومن کا دل درست اور معتدل برتن کی طرح ہے کہ جو خیر و بھلائی اس میں ڈالی جاوے اس میں پڑ رہتی ہے۔ لیکن ان لوگوں کے دلوں میں کہ جن کے دل غفلتوں اور لغزشوں کی میل سے پاک ہیں۔ جو کچھ پاک چیز ڈالی جاوے۔ وہ اسی طرح پاک پڑی رہتی ہے اور ان لوگوں کے دلوں میں کہ جن میں تھوڑی سی میل ہے جو پاک چیز ڈالی جاوے وہ میل اس پر غالب آ جاتی ہے۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں میل بکثرت ہے۔ ان میں اگر پاک چیز ڈالی جاوے۔ تو وہ میل اس پر غالب آ جائیگی۔ اور بسا اوقات میل سے اس قدر بھرا ہوتا ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی سمائی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کے حق میں فرماتا ہے ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ نصیحت کر کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔ اور گنہگاروں کو میرا عذاب یاد دلا تاکہ میری مخالفت سے ہٹ جائیں اور طاعت کرنے والوں کو طاعت کا ثواب بتلا تاکہ میری خدمت و طاعت میں زیادتی کریں۔ اور میرے بندوں کو یاد دلا جو کچھ کہ میں نے اپنی بلا و آفت کو ان سے ٹالا ہے اور اپنی عطا ان پر بخشی ہے۔ اور اپنا دیدار ان کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ اپنی اوقات کو میری حمد و ثناء میں بسر کریں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان لوگوں سے مراد یہودی ہیں۔ جب حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فوت ہوئے بہت سا زمانہ گذر گیا۔ اور اسی طرح حضرت عیسےٰ ؑ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیانی زمانہ دیر تک رہا۔ تو نصارےٰ اور یہود کافر ہو گئے۔ اور ان کے دل سخت ہو گئے وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ اور ان میں سے بہت فاسق یعنی کافر ہو گئے۔ اور ان میں سے بہت تھوڑے ایسے نکلے جو ایمان پر قائم رہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو ان میں سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ رب کے مراقبہ سے منہ پھیر لینے کے باعث دل کی قساوت پیدا ہوتی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ شہوات و خواہشات کی تابعداری سے سخت دلی حاصل ہوتی ہے کیونکہ شہوت اور صفوت یعنی صفائی دونوں جمع نہیں ہوتیں۔ اور اول اول جو کچھ دل میں واقع

ہوتا ہے وہ غفلت ہوتی ہے۔ پس اگر اس سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا تو بہتر ورنہ غفلت کے بعد خطرہ چھا جاتا ہے۔ پس اگر خطرات کو اللہ تعالیٰ نے رَدّ کر دیا تو بہتر ورنہ فکرت غالب آ جاتی ہے۔ پس اگر اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا تو بہتر ورنہ پھر گناہ کا ارادہ اور عزم دل میں اُٹھتا ہے۔ پس اگر اس سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا تو بہتر ورنہ پھر معصیت میں جا پڑتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے توبہ نصیب کی اور اس گناہ سے اس کو بچا لیا۔ تو بہتر ورنہ پھر قساوت بڑھ جاتی ہے۔ پس اگر اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے روک لیا۔ تو بہتر ورنہ پھر اُس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اور زنگار کھا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا زنگار غالب آگیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں کہ مومن کا دل آئینے کی طرح پاک و صاف ہوتا ہے کہ جس چیز کو شیطان اُس کے سامنے لاتا ہے۔ اُس کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اگر مومن ایک گناہ کرے۔ تو اُس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ پس اگر اُس نے توبہ کی۔ تو وہ سیاہ نکتہ مٹ جاتا ہے اور اگر پھر اس نے معصیت کی۔ اور توبہ نہ کی۔ اور پھر اور نکتہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اور ہوتے ہوتے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر نصیحت اس میں کچھ اثر نہیں کرتی۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہیں۔ کہ گناہ پر گناہ کرنا دل کو سیاہ اور کالا کر دیتا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ دل ہتھیلی کی طرح ہے ایک انگلی یکے بعد دیگرے پکڑتے پکڑتے پوری مٹھی بن جاتی ہے۔ اور ترمذی رح فرماتے ہیں کہ دل کی زندگی ایمان اور اُس کی موت کفر اور اُس کی صحت طاعت اور اس کی مرض گناہ پر اصرار کرنا اور اُس کی بیداری ذکر اور اس کی نیند غفلت ہے۔ حضرت عمرو بن خطاب رض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے دل سخت ہو جاوینگے۔ اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے اور غلاموں کی طرح اپنے گناہوں میں نظر رکھو۔ اور مالکوں کی طرح لوگوں کے گناہوں کو نہ دیکھو۔ کیونکہ لوگوں میں سے بعض عافیت والے اور بعض بلا والے ہیں۔ پس تم اہل بلا اور مصیبت پر رحم کرو۔ اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اے اللہ کے بندو جلدی کرو عمر گذرنے کو ہے شعر

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ مَتَاعٌ ۔ فَالْجَهُوْلُ السَّفِيْهُ مَنْ يَصْطَفِيْهَا
مَا مَضٰى فَاتَ وَالْمُؤَمَّلُ غَيْبٌ ۔ وَلَكَ السَّاعَةُ الَّتِيْ اَنْتَ فِيْهَا

ترجمہ: دُنیا کی زندگانی چند روزہ ہے وہ شخص بہت ہی بیوقوف اور کمینہ ہے جو اسکو اختیار اور پسند کرے۔ جو کچھ گذر گیا وہ تیرے ہاتھ سے جاتا رہا اور آئندہ کی اُمید نہیں تیری زندگی یہی ایک ساعت ہے جو تجھ پر گذر رہی ہے) ۔ اے غافل سفر نزدیک ہے اپنے عملوں کے بوجھ مضبوط کر کے باندھ لے۔ اور شہر سے اپنا تعلق قطع کرے۔ جب کوچ کا نقارہ بجیگا۔ تجھ کو پہلے چلنا ہوگا۔ تو کب تک عہد کر کے پھر بیوفائی کرتا رہیگا۔ کیا تو ہمارے زجر سے امن میں ہے یا تو ہماری جُدائی پر راضی ہے یا تجھے ہمارے وصل کی حاجت نہیں ہے یا کیا ہمارے کرم کے دروازے تیرے لئے کھلے نہیں۔ اے الست بربکم کے وعدہ کو بھلا دینے والے وعدہ کو ایمان سے اچھی طرح پورا کر۔ اور اپنے وطن کو یاد کر کرونا آدمی کے کرم کی بات ہے کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

يَا عَقِيْدَ اللِّوٰى عَنِ الْخَيْفِ وَالْبَانِ ۔ وَدَارَ قَوْمٍ بِاَكْنَافِ اِلْحِمَا بَانُوْا
وَاَطْيَبُ الْاَرْضِ مَا لِلنَّفْسِ فِيْهِ هَوٰى ۔ سَمُّ الْخِيَاطِ مَعَ الْاَحْبَابِ مَيْدَانُ

ترجمہ: نجد کے عرعر اور بان کیسے خوش تھے۔ اور ان لوگوں کا گھر جو انہوں نے چراگاہ کے اطراف میں بنایا تھا کیسا بھلا معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ زمین کیسی پاکیزہ تھی جس کی محبت دل کو دامنگیر تھی۔ اور سوئی کے ناکے جتنی زمین دوستوں کے ساتھ وسیع میدان معلوم ہوتا تھا۔ اے ہم سے غافل ہونے والے یہ کام تجھے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ کہ خرابہ اور بنجر زمین پر کوئی معاملہ نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور باتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ اے غافل سالکین کی باتوں کو چھوڑ تیرے نزدیک یہ کھیل کود ہے۔ اور مجتہدین اور محنت کشوں کی نسبت کا دعوٰے نہ کر تو اس کے لائق نہیں ہے سمندر کو تیرنے والے کے سوا اور جنگل کو سیّاح کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بھلا مکّار اور فریبی بہادر کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے۔ اور تو کس طرح دوستوں میں سے بن سکتا ہے۔ اور چھلکا مغز کے ساتھ کس طرح برابری کر سکتا ہے۔ اے مسکین بہت ہی بُری بات ہے کہ تو لنگڑے گدھے پر سوار ہو کر میدان میں آئے۔ شعر

هَلْ عِنْدَهٗ مِنْ مُّخْبِرٍ خَبَرٌ ۔ وَكَيْفَ يَعْلَمُ حَالَ الرَّائِحُ الْغَادِيْ

فَاِنْ رَدَّدْتَ اَحَادِیْثَ الَّذِیْنَ مَضَوْا   فَعَنْ نَسِیْمِ الصَّبَا وَالْبَرْقِ اَسْنَادِیْ

(ترجمہ) ہر شام سونے والا صبح تک جاگنے والے کا حال کیا جانتا ہے۔ اور صبح کو چلنے والا شام کے چلنے والے کا کیا پتہ بتا سکتا ہے۔ پس اگر تو گزشتہ لوگوں کی باتیں بیان کرنے لگے تو میرے پاس نسیم صبا اور برق کی اسناد ہے۔ خدا کے بندوں کا ذکر کیسا میٹھا اور زاہدوں کی خبریں کیسی پاکیزہ اور محبت والوں کی ہمنشینی کیسی اچھی اور اہل دنیا کا کھانا لذیذ ہے۔ ان کا کھانا مریضوں کا سا۔ اور ان کا سونا غرق کا سا۔ اور ان کا رونا اس عورت کے رونے کا سا ہے جس کا بچہ مر گیا ہو۔ گھر ان سے خالی اور قبریں ان سے آباد ہیں۔ جب تو قبرستان کی طرف گذرے۔ تو صالحین مثل بشر حافی اور معروف کرخی اور احمد رح کی قبروں کو دل توجہ کے ساتھ۔ تو ان کو آباد اور باقی قبروں کو خراب اور برباد پایا دیکھا بعض سلف صالحین کا دستور تھا کہ چراغ جلا کر صبح تک روتے رہتے اور جب کبھی آگ دیکھتے تو دوزخ کی آگ کو یاد کرتے۔ اور بعض صالحین آگ جلا کر اپنے ہاتھوں کو اس کے نزدیک کرتے۔ اور جب اس کی گرمی محسوس کرتے تو اس طرح کہتے ہائے افسوس میں نے ایسا کیوں کیا۔ اے انسان تو جنت میں پیدا کیا گیا۔ اور زمین میں قید کیا گیا۔ جب تیرا روح اپنے پہلے وطن کے ذکر کو سنتا ہے۔ تو بہت غمناک ہوتا اور روتا ہے۔ اور جب ریاضت کے صیقل سے اس کے باطن کا آئینہ مصفّا ہو جاتا ہے تو اس کا شوق زیادہ بھڑک اٹھتا ہے حضرت ابودرداء فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اللہ تعالے کے اشتیاق کے باعث موت کو دوست رکھتا ہوں۔ اور حضرت ابو عبیدہ رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اس کا کیسا مشتاق ہوں۔ جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور حضرت فتح موصلی کہا کرتے تھے کہ میرا شوق تیری طرف بہت پاکیزہ ہے جلدی کر کہ میں تیری طرف آؤں۔ شعر

وَبِیْ شَوْقٌ اِلَیْكَ اَذَابَ قَلْبِیْ   وَمَالِیْ غَیْرُ وَصْلِكَ مِنْ طَبِیْبٍ

(ترجمہ) ترے شوق نے جو مجھ پر غالب ہے میرے دل کو پگھلا دیا ہے اور تیرے وصل کے سوائے میرا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ جب محبت صحیح و درست ہو جائے۔ تو پھر تو وہ کام کریگا۔ جو اس کو پسند ہو۔ اور جو کچھ وہ کرے تو اس پر راضی ہوگا۔ شعر

اِنْ كَانَ سُكَّانُ الْغَضَا   رَضُوْا بِقَتْلِیْ فَرِضًا

وَاللّٰهِ لَا كُنْتُ لِمَا   یَرْضَی الْحَبِیْبُ مُغْضِبًا

مَنْ لَمْ يَمْرَضْ لَا يَدْرِيْ   اِنَّ الْقُلُوْبَ الْمُمْرِضَا

(ترجمہ) اگر خدا کے دشمن وسے میرے قتل پر راضی ہیں۔ تو مجھے اللہ کی قسم جو میرے دوست کو پسند ہے۔ مجھے اس پر کسی قسم کی ناراضگی نہیں ہے۔ اور جب مریض کو طبیب ہی بیمار کرنے والا ہو تو پھر بیمار کا اور کون ہمدرد ہے۔ ایک عابد بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا میری رگ رگ درد کرتی ہے۔ اور اس کے سوا کسی کو دوست نہیں رکھتی۔ ایک اور عابد کو لوگوں نے اس کی بیماری کی حالت میں پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام پر پالا ہے۔ الٰہی ہمارے عیبوں کو سوائے تیری مہربانی کے اور کوئی چیز نہیں ڈھانپ سکتی۔ اور ہمارے گناہوں کو تیرے الطاف کے سوا اور کوئی نہیں بخشتا۔ اے ہمارے مالک تجھی پر بھروسہ اور تیری طرف ہی زاری ہے اور مصیبت نازل ہونے کے وقت تیری ہی بارگاہ میں شکایت اور التجا ہے۔ اگر غلطی اس سے بھی کئی گنا زیادہ ہو تو پھر بھی تو ہی ان کا متکفل ہے۔ اور کیونکر نہ ہو سکتے جبکہ تو ہماری ... کے لئے غنی ہے۔ الٰہی باوجود خود مسکین ہونے کے تجھ کو بلاتا ہوں۔ کیونکہ تو تمام مساکین کا حاکم ہے۔ اور باوجود اپنی کوتاہی اور تقصیر کے تجھی سے امید رکھتا ہوں جیسے کہ دوست دوست سے امید رکھتے ہیں۔ میں تجھ کو اپنی امید کی زبان سے بلاتا ہوں۔ کیونکہ میرے عملوں کی زبان گونگی ہے۔ اگر تو مجھے قبول کرے۔ تو یہ تیرا فضل ہے۔ اور اگر تو مجھے رد کر دے تو یہ تیرا عدل ہے۔ شعر

أَتَيْتُكَ سَائِلًا فَارْحَمْ عَنَائِيْ   فَعِنْدَكَ يَا كَرِيْمُ دَوَاءُ دَائِيْ
فَلَا أَحَدٌ سِوَاكَ إِلَيْهِ أَشْكُوْ   فَيَرْحَمُ عَبْرَتِيْ وَيَرَى بُكَائِيْ
فَيَا مَوْلَى الْوَرَى جُدْ لِيْ بِعَفْوٍ   وَمُنَّ بِنَظْرَةٍ فِيْهَا شِفَائِيْ
رَأَيْتُ كَثِيْرَ مَا أَهْدَى قَلِيْلًا   لِمِثْلِكَ فَاقْتَصَرْتُ عَلَى الثَّنَاءِ

(ترجمہ) میں سوالی بن کر تیرے پاس آیا ہوں تو میری تنگ دستی پر رحم کر۔ اے کریم میری بیماری کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ جس کی طرف میں اپنی شکایت کروں تاکہ وہ میرے گریہ پر رحم کرے اور میرے رونے کو دیکھے۔ اے تمام جہان کے مولے میرے حال پر عفو فرما اور ایک ایسی نظر سے مجھ پر احسان کر جس میں میری شفا ہو۔ میں تیرے جیسے مالک کے سامنے اپنے بہت ہدیہ کو تھوڑا دیکھتا ہوں۔ اسی لئے صرف ثناء پر بس کرتا ہوں۔ میں عبودیت کی ذلت کا اقرار کر کے تجھ کو بلاتا ہوں۔ اور تو ربوبیت کے کرم کو

اختیار کر کے مجھے جواب دیتا ہے۔ اے تمام مال و منال بخشنے والوں میں سے زیادہ کریم اور اے سب فضل و عفو کرنیوالوں میں سے زیادہ رحیم اپنے لطف و احسان کے ساتھ ہم کو غفلت کی نیند سے جگا۔ اور اپنی عفو و بخشش کے ساتھ ہمارے جرموں سے درگذر کر اور ہم کو ان لوگوں کے ساتھ ملا جن پر تو نے جنت رضوان میں انعام کیا۔ اور جو قرب کی نعمت اور مناجات کی لذت اور صدق محبت۔ تو نے ان کو بخشی وہ ہم کو بھی عطا فرما۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش آمین ؎

فصل بیسویں فرار یعنی بھاگنے میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو موجودات کا بنانے والا اور موت کا پیدا کرنے والا اور آوازوں کا سننے والا اور دعاؤں کا قبول کرنیوالا اور تکلیفوں کو رفع کرنے والا اور اسرار کو جاننے والا اور اصرار کو بخشنے والا اور نیکوں کو نجات دینے والا اور بدکاروں کو ہلاک کرنے والا اور درجوں کو بلند کرنے والا ہے۔ جو علم سکھاتا اور الہام کرتا اور انعام واکرام بخشتا ہے اور اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا اور ان کی برائیوں کو معاف کرتا ہے۔ وہ رب اول ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں۔ اور وہ آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں وہ ایسا صمد ہے جس کو کسی وزیر کی حاجت نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ایسا حیّ وقیوم ہے کہ صفات میں اس کے مانند کوئی نہیں۔ وہ علیم وخبیر اور قوی وقدیر اور سمیع وبصیر اور اپنی تدبیر میں یکتا ہے۔ اُس نے اشیاء کو حالات اور اوقات پر جس طرح چاہا مقدر کیا۔ اور وہ اپنے قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اور اپنی دائمی عزت میں یگانہ ہے۔ وہ تمام نقصانوں اور عیبوں سے پاک اور فتور و خلل سے منزہ ہے۔ اور اوہام و شبہات سے برتر ہے جس نے اُس کی صفات کمال کا انکار کیا اُس نے اس کو نہ پہچانا۔ اور جو شخص اعتزال کے طریق پر چلا اُس نے اس کی طرف ہدایت نہ پائی۔ اور جس نے اُس کو کسی کے مانند جانا۔ اور اپنے وہم وخیال کے تابع ہوا۔ اُس نے اس کو منزہ نہ پہچانا۔ اس کے جلال کے ادراک سے عقلیں قاصر اور عاجز ہیں بھلا قدیم کو حادث کس طرح پا سکتا ہے اس پاک معبود نے اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی معرفت سے روشن کیا۔ اور ان کے باطنوں کو پاک کیا۔ اور انہوں نے اُس کے خطاب کی نعمت حاصل

کی۔ اور بعضوں کو اپنے عدل کے ساتھ رد کر دیا۔ اور اپنے دروازہ سے دور کر دیا۔ اور بعضوں کو اپنے حکم کے ساتھ رد کر دیا۔ اور اپنے حجاب سے اُن کو عذاب دیا۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓءُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ (اللہ تعالےٰ ایمانداروں کا دوست ہے اُن کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو اُن کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ ہائے وہ شخص کیسا ہی محروم ہے جس کی وہ حکیم علیم مدد نہ کرے۔ اور اس شخص کی حالت کیسی حسرت والی ہے جس کو وہ بادشاہ عظیم قبول نہ کرے اور وہ شخص کیسا مصیبت زدہ ہے جس سے اُسکی عام بخشش دور ہو جائے اور وہ شخص کیسا ہی کم بخت ہے جو ہر عتاب کو سنکر پھر بھی اپنی قصوروں پر اسی طرح اڑا ہے۔ اے غافل کیا جس ذات نے تیرے ساتھ بھلائی کی تو اس سے بُرائی کیساتھ پیش آتا ہے اور جس نے تجھ پر اپنا عام فضل کیا۔ تو اُس کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے۔ کیا تو دوستی کے بدلے جُدائی پر راضی ہے۔ اے نادان یہ بہت بُرا بدلہ ہے۔ کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دُنیا کی زندگی پر راضی ہو۔ یاد رکھو۔ دُنیا کی زندگی سے فائدہ مند ہونا قیامت کو کچھ نفع نہ دیگا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم غنیمتوں کے لینے کے لئے حرکت نہیں کرتے اور مخالفات سے نہیں بیٹھتے۔ یاد رکھو بعید قریب کے اور مردود حبیب کے اور خطا کار نیکو کار کے اور محروم زیادہ حصہ والے کے اور اندھا بینا کے اور اندھیرا نور کے اور سایہ گرمی کے اور مردہ زندہ کے برابر نہیں ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی بخشش کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا۔ اور ان کے درمیان اپنی قضا کو جاری کیا۔ اور کوئی اس کے ارادے کو ٹال نہیں سکتا۔ اور اپنے دوستوں پر عنایت و محبت فرمائی اور ان کو اپنی رعایت و کفایت و سعادت کے ساتھ خاص کیا۔ اور قیامت کے دن ان کو تمام مخالفات سے امن دیا میں اس کی حمد سے عاجزی کا اقرار کر کے اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کی عزت و کبریائیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور تمام برگزیدوں کے سردار اور نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جن کو سورہ فتح میں نبات کے ساتھ تمثیل دی۔ اور ان کے ازواج پاک پر جو اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ کا سر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہت بہت صلوٰۃ و سلام ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگو میں تم کو اس سے ڈرانے والا ہوں یعنی شرک کو چھوڑ کر توحید کی طرف اور معصیت کو چھوڑ کر طاعت کی طرف اور غفلت کو چھوڑ کر ذکر اللہ کی طرف اور اپنے نفسوں کی روائیت کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے احسان کی طرف اور خلق کے دروازوں کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے دروازہ کی طرف دوڑو۔ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے یا اس کے سوا کوئی اور قادر و غنی ہے۔ شعر

قُلْ لِلْفَقِيْرِ اِذَا مَا اَنْتَ تُبْتَ اِلٰى ... رَبٍّ تَذْهَبُ عَنْ بَابِهٖ

وَهَلْ اَحَدٌ غَيْرُهٗ يُرْتَجٰى ... بَلِ الْكُلُّ مِنْ بَعْضِ طُلَّابِهٖ

يَلَذُّ التَّذَلُّلُ فِيْ عِزِّهٖ ... وَذَاكَ النَّعِيْمُ لِاَحْبَابِهٖ

يُغَارُ الْمُحِبُّ عَلٰى سِرِّهٖ ... وَبَلْوَاهُ نَعْرِبُ عَمَّا بِهٖ

(ترجمہ) فقیر کو کہدو کہ تو اس کے دروازہ کو چھوڑ کر کہاں جاویگا۔ اور اس کے سوائے اور کون ہے جس سے امید کی جاوے۔ بلکہ تمام اسی کے طالب ہیں۔ اس کی عزت کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل جاننا عمدہ لذت دیتا ہے۔ اور یہ نعمت اس کے دوستوں کے لئے ہے۔ اے فقیر ناچیز اس کے دروازہ پر کھڑا ہو اور شکستہ دل کے ساتھ اسیر کی طرح اس کے سامنے گریہ وزاری کر۔ اور یوں کہ لے الٰہ العالمین اور اے اکرم الاکرمین یہ اندھیروں میں گرفتار رہا ہوا تیرے کرم کے دروازہ پر کھڑا ہے اور تیری رحمت و نعمت کے فائدوں کا منتظر ہے۔ تیری عادت سراسر خیر اور تیرا حکم اٹل ہے۔ اور اپنی رضا کو ہمارا اچھا مطلب اور اپنے دیدار کو ہمارا اعلےٰ مقصد بنا۔ اور ہم کو شہوات سے ہٹا۔ تاکہ ہم تجھ کو اسے حال میں آکر ملیں۔ کہ تو ہم سے راضی ہو۔ شاید کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خفیہ فضل کا تجھے تحفہ ملے اور اسکی جمیل اقبال کا فائدہ پائے۔ کیونکہ جس نے اس کی پناہ چاہی۔ اس نے اس کو پناہ دی اور جس نے اس کی ہدایت سے نور طلب کیا۔ اس نے اس کو ہدایت دی اور جو شخص سب طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف آیا۔ اس کے لئے وہ کافی ہوا۔ اور جس نے اسی کے دروازے پر ڈیرا ڈالدیا اس کو اس نے پناہ دی اور جس نے اس کی طرف سے منہ پھیرا اس نے اس کو اپنی طرف پکارا اور جو اسکی طرف مڑ آیا اس کو اس نے قبول کیا۔ اور جو اپنی حرص و ہوا کی تابعداری میں پڑا رہا اس نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا لے عہد و نکو توڑنے والو دیکھو کہ تم ذکر کس کے

ساتھ عہد باندھا تھا۔ تم میری طرف سے منہ پھیر گئے لیکن میں نے اپنا لطف وکرم تم سے نہ ہٹایا اور تم نے میری خدمت کو چھوڑ دیا لیکن میں نے اپنی نعمت کو تمہاری طرف سے نہ دور کیا۔ شعر

فَلَا تَحْسَبُوا أَنِّي نَسِيتُ وِدَادَكُمْ وَإِنِّي وَإِنْ طَالَ الْمَدَى لَسْتُ أَنْسَاكُمْ

حَفِظْنَا وَضَيَّعْتُمْ وِدَادًا وَحُرْمَةً فَلَا كَانَ فِي هَجْرٍ لَنَا الْيَوْمَ اِغْوَاكُمْ

(ترجمہ) تم یہ گمان کرو کہ ہم تمہاری دوستی کو بھول گئے ہیں۔ اگرچہ مدت دراز گزر چکی ہے لیکن ہم تم کو نہیں بھولے۔ ہم نے تمہاری عزت و دوستی کو محفوظ رکھا لیکن تم نے ضائع کر دیا۔ پس آج ہمارے لئے تمہاری جدائی میں کچھ چارہ نہیں ہے ● میرے رسائل تمہاری طرف منقطع نہیں ہوئے اور میری محبت تمہارے لئے نہیں بدلی۔ اور میرا ذکر تمہاری طرف نہیں دور ہوا میں نے ابلیس کو اسی واسطے مردود کر دیا کہ اس نے تمہارے باپ کو سجدہ نہ کیا۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ تم نے کس طرح اس کے ساتھ دوستی بنالی اور مجھ سے قطع کر لیا۔ شعر

يَا مُعْرِضًا عَنِّي وَمَا لُطْفِي عَنْهُ مُنْفَصِلُ

يَا قَاطِعِي الْيَوْمَ لِمَنْ نَوَيْتَ مِنْ بَعْدِي تَصِلُ

ترجمہ: اے میری طرف سے منہ پھیرنے والے میرا لطف تجھ سے دور نہیں ہوا۔ اے مجھ سے قطع کرنیوالے۔ مجھے چھوڑ کر تو پھر کس سے جا کر ملیگا ● ایک شخص نے مناجات اور طاعت کے لئے اوقات مقرر کئے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے وہ اوقات بدل گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے حال سے نہ بدلیں۔ ایک دن خلوت میں بیٹھا ہوا اس طرح کہہ رہا تھا۔ اے رب میری خدمت بدل گئی لیکن تیری نعمت نہ بدلی۔ تو غیب سے آواز آئی کہ ہمارے پاس تیرے ایام ہیں۔ جن کو ہم نے محفوظ رکھا اور تو نے ان کو ضائع کر دیا۔ شعر

تَعَالَوْا بِنَا نَصْطَلِحْ فَبَابُ الرِّضَا قَدْ فُتِحْ

وَدَاوُوا الْفُؤَادَ الَّذِي بِسَيْفِ الْجَفَا قَدْ جُرِحْ

أَيَا مُدَّعِي حُبِّنَا دَعِ الرُّوحَ ثُمَّ اطَّرِحْ

تَعَلَّقْ بِأَهْلِ الْهَوَى وَقُلْ لِلْعَذُولِ اسْتَرِحْ

ترجمہ: ہماری طرف آؤ تاکہ ہم تم سے صلح کریں۔ کیونکہ رضا کا دروازہ ابھی کھلا ہے اور اس دل کا علاج کرو جو جفا کی تلوار سے زخمی ہو چکا ہے۔ اے ہماری محبت کا دعوے کرنیوالے۔ روح اور جان کو دیدے اور پھر ہماری طرف آ۔ عاشقوں کے ساتھ تعلق

پیدا کر اور ملامت کرنیوالے کو کہدے کہ آرام پانے آئے غفلت کے جنگل میں سابقین کے قافلہ سے پیچھے رہے ہوئے یاد رکھ۔ بھیڑیا اسی بکری کو پھاڑتا ہے جو ریوڑ سے پیچھے رہجائے کوشش کر۔ اور جدائی کی حسرت سے خوف کر۔ شاید کہ تو قوم سے ملجائے تجھے کیا ہوا ہے کہ جدائی کی تکلیف تجھے معلوم نہیں ہوتی۔ اور مایوسی سے تجھے رونا نہیں آتا۔ ذرا اُجڑے ہوئے مکانوں کے ٹیلوں اور نشانات پر کھڑا ہو۔ اور ان کو کہہ کہ اے دوستوں کے گھرو۔ تمہارے رہنے والے کہاں ہیں۔ اور اے صالحین کے منزلو دوست کہاں گئے۔ اور اے شوق کے ٹیلو۔ تمہاری بنیادیں کدھر گئیں۔ شعر

عَلَیَّ لِرَبْعِ الْعَامِرِيَّةِ وَقْفَةٌ　　تُمِلُّ عَلَیَّ الشَّوْقُ وَالدَّمْعُ كَاتِبٌ

وَمِنْ مَذْهَبِیْ حُبُّ الدِّيَارِ لِأَهْلِهَا　　وَلِلنَّاسِ فِيْمَا يَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ

(ترجمہ) مجھ کو ربع عامریہ پر ذرا ٹھیرا دے۔ شوق میرے سامنے حال بیان کر رہا ہے اور آنسو لکھ رہے ہیں۔ ان گھروں اور ان گھر والوں کی محبت میرا مذہب ہے۔ اور لوگوں کے لئے بھی اپنے عشق کے مطابق الگ الگ مذہب ہیں۔ صالحین کی آنکھوں کو کیا ہوا کہ وہ اُجڑ گئیں۔ اور ان عبادت کرنیوالے چہروں کو کیا ہوا جو روشن ہو کر خاک آلودہ ہو گئے۔ اور وہ پیشانیاں کہاں گئیں۔ جو رات کے اندھیرے میں زمین پر پڑی رہتی تھیں۔ شعر

کَفٰی حَزَنًا بِالْوَالِهِ الصَّبِّ اَنْ يَّرٰی　　مَنَازِلَ مَنْ يَّهْوٰی مُعَطَّلَةً قَفْرًا

(ترجمہ) عاشق کے غمناک ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے معشوق کے گھروں کو اُجڑا ہوا اور خالی پڑا ہوا دیکھے۔ جو شخص بشر حافی رح اور معروف کرخی رح کی قبر پر کھڑا ہوگا۔ اس کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ ان میں کیا کچھ خیر و بھلائی تھی ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ ہاں بیداری اور نیند یکساں نہیں ہے۔ خدا پرست اور زاہد لوگ چلے گئے۔ اور سونے والے پیچھے رہ گئے۔ حضرت سعید النخعی رح کی والدہ فرماتی ہیں کہ ہمارے اور داؤد طائی کے درمیان چھوٹی سی دیوار حائل تھی۔ میں تمام رات اس کی آواز کو سنتی رہتی تھی سچ ہے رات کو کھڑا ہونا بہادروں کا کام ہے۔ اور بزدل میدان جنگ میں کب آسکتا ہے۔ ہبنرہ عابدہ جب رات آجاتی اس طرح کہا کرتی تھی۔ یہ اندھیرا قیامت کے اندھیرے کی طرح ہے جس روز تمام لوگ اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونگے۔ پھر کھڑی ہو جاتی۔ اور صبح تک نماز پڑھتی رہتی۔ اور عمر بن المنکدر کی والدہ کہا کرتی اے بیٹا میں چاہتی ہوں۔ کہ

میں کبھی رات کے وقت تجھے سویا ہوا دیکھوں۔ اُس نے کہا اے میری اماں جب رات مجھے آتی ہے تو مجھے ڈرا دیتی ہے۔ اور ایسے حال میں گذرتی ہے کہ میں ابھی اپنا مطلب پورا نہیں کرتا۔ حضرت بشر حافی رح کو جب تک نیند غالب نہ ہوتی۔ تب تک نہ سوتے اور فرماتے ہیں۔ ایک مرد مطلوب ہوں بعض صالحین کا قاعدہ تھا کہ رات کو دو رکعت پڑھتے اور ان میں قرآن مجید ختم کرتے اور باقی رات رو رو کر گزارتے۔ اے غافل! ان لوگوں کو سوائے اس بات کے کہ جس کے واسطے وہ پیدا کئے گئے تھے اور کوئی غم نہ تھا! اور وہ اپنی جانوں کے لئے کچھ اہتمام نہ کیا کرتے تھے۔ آویس قرنی رح برہنہ رہے اور ایک خرقہ کے سوا کچھ نہ پہنا۔ اور بشر حافی رح عہد ان سے ایسے حال میں آئے۔ کہ ایک بوریا لپیٹا ہوا تھا۔ اور حضرت آویس قرنی گٹھلیوں کو چن کر ان سے افطار کے لئے خریدتے اور جب کسی گری پڑی چیز کو پا لیتے۔ اس کو افطار کے لئے رکھتے۔ اور کوڑے کرکٹ کی جگہوں سے پرانے چیتھڑے چن کر ان کو دھو لیتے اور ان کو باہم سی لیتے اور لوگوں سے بھاگتے پھرتے اور کسی کے پاس نہ بیٹھتے۔ آپ جدائی کی قید میں پڑے ہوئے۔ اس شخص سے کہ جس نے تجھے بند رکھا ہے مدد مانگ۔ اور جب تو توبہ کرنیوالوں کے گروہ کو اپنے متصل دیکھے تو تو بھی ان سے تعلق حاصل کر شائد کہ تیرے گناہ بھی اُن کے ساتھ معاف ہو جائیں۔ بخدا کسی حادی نے حدی نہیں پڑھی مگر جب کہ موسم قریب آگیا اور جب تو دروازہ کھلا دیکھے تو بند ہونے سے اول اس میں داخل ہونے کی کوشش کر۔ شعر

اِذَا مَا الدَّهْرُ یَوْمًا تَبَسَّمَتْ … اِلَیْکَ بِبِشْرٍ فَانْتَهِزْ فُرْصَةَ الْبُشْرٰی
رَعَی اللّٰهُ اَیَّامًا حَیِیْنَا ثِمَارُهَا … بِاَیْدِی الْمُنٰی مِنْ بَیْنِ اَوْرَاقِهَا الْخُضْرِ

ترجمہ:- جب زمانہ کے دانت کسی دن تیری طرف خوشی سے ہنسیں۔ تو اس خوشی کے موقع کو غنیمت جان۔ اللہ نے ایسے دنوں کی رعایت کی جن کے میوے امید کے ہاتھوں سے ہم نے چنے درمیان ترو تازہ سبز پتوں کے تھے۔ بلیغ صفائی سنہ نوں کا ذکر عیش کو مکدر کر دیتا ہے اور پچھلے واقعہ کا فکر تشویش کا موجب ہوتا ہے۔ اے غافل بیہودگی سنتا ہے پھر تجھے کیا ہے کہ تیرے آنسو جاری نہیں ہوتے۔ اور اس برائی کو جو تیرے پیش آنے والی ہے جانتا ہے اور پھر توبہ نہیں کرتا۔ جب طبیب نے بیماری کو پہچان لیا تو اس نے اپنی دوا کا نسخہ لکھ دیا۔ کیونکہ حکمت

مومن کی گم ہوئی ہوئی چیز ہے۔ مقبولوں کے ساتھ استغاثہ کر۔ اور مجنوں کی مجلس میں پکار کر۔ اے وصلین جدائی والوں کے حق میں سفارش کرو۔ اے عابدین سے بعید اور اے ساکین سے الگ رہنے والے داناؤں کے لئے دروازہ کھول۔ کیا تیری وہ زبان نہیں ہے جس کے ساتھ تو ہم سے سوال کرے۔ اور تجھے ایسا وقت نہیں ملا جس میں تو ہم سے مناجات کرے۔ اور تجھے ایسا دل نہ دیا جس میں تو ہم کو پالیوے۔ بخدا یہ تیری سخت دلی تیرے لئے بُعد اور جدائی کا نشان ہے۔ ہمیشہ بیقراری اور استغاثہ کرتا رہ یہیں اگر مقصود ہوگیا تو بہتر ورنہ آرام کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ خنساء کو لوگوں نے کہا تو کیوں روتی ہے کہا کہ دوستوں کے گم ہو جانے سے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سب آگ کی طرف چلے گئے۔ کہا اس سے مجھے اور زیادہ غم ہوگیا ہے۔ اے غافل سوائے ایک نفس کے اور کوئی تیری چیز نہیں۔ جب یہ بھی حسرت سے تجھے چھوڑ جاویگا۔ پھر تدارک مشکل ہوگا۔ تو باوجود اپنی دانائی کے نفس کے لئے چاہتا ہے کہ چارپاؤں کی سی زندگی بسر کرے۔ تو سارا دن کھیل میں اور تمام رات سونے میں بسر کرتا ہے۔ حالانکہ سامنے تیرے حساب ہے۔ مرید کی خوراک ذکر میں اور غمناک کا آرام آنسوؤں میں اور عارف کی لذت خلوت میں ہے ہر ایک ذرہ عارف کے ساتھ اللہ کی محبت کی باتیں کرتا ہے اور عاشق کے راز کب چھپے رہتے ہیں۔ اے غافل دل والے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی بات تجھے یاد نہیں رہی۔ تیری اس لغزش پر تُف ہے جس نے تجھ کو ہم سے دور کر دیا۔ تو کب تک ہمارے دروازہ سے پرے رہیگا۔ محب پر سب سے زیادہ مشکل چیز وہ ہوئی ہے۔ جو اس کو اپنے محبوب کے دیدار سے روک رکھے۔ کیونکہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ کی خلوت شرکت کو برداشت نہیں کرسکتی۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے جبل لبنان میں حضرت شیبان سے ملاقات کی۔ اور عرض کی۔ کہ میرے لئے اللہ تعالٰی سے دُعا کرو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے تجھے اپنا قرب دیوے۔ پھر ایک چیخ ماری اور ایسے بیہوش ہو کر گرے کہ تین دن کے بعد ہوش میں آئے + بھلا دل اپنے مساکین یعنی رہنے والے کے ساتھ کیوں کر مشغول نہ ہوں۔ جن دلوں کے حق میں یوں آیا ہے کہ مومن بندے کے دل میں میری سماتی ہے۔ ایک شخص نے داؤد طائی رحہ سے عرض کی۔ کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ بھوک کے ساتھ تو اپنے باطنی زخموں کا علاج کرے۔ اور دُنیا کے جنگلوں کو غموں کے ساتھ قطع کر۔ اور اپنی حرص و ہوا پر

اللہ تعالیٰ کی محبت کو اختیار کر۔ پھر کچھ پرواہ نہ کر خواہ کسی حال میں تو اس سے جا کر ملے۔ وہ لوگ کھڑے ہوئے اور بجھے کس چیز نے بٹھا رکھا۔ اور وہ لوگ جنت کے نزدیک پہنچ گئے اور بجھے کس چیز نے دور کر دیا۔ ان کے لئے دروازے کھل گئے۔ اور بجھے کس چیز نے حیران کر رکھا۔ ان ٹیلوں کے رہنے والے کہاں ہیں۔ اوران خیموں کے خادم کدھر گئے۔ ان سبزہ زاروں کو دیکھ کر آنسو بہا اور ان محلوں کو دیکھ کر اپنی کوتاہی کا تدارک کر۔ اور ان قبروں کو دیکھ کر اپنی سستی کو چھوڑ۔ کیا بجھے صالحین کی ہمراہی کی خواہش نہیں۔ یا تو غافلین کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔ اے وہ شخص کہ جس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے۔ اپنے نفس کو فکر کے ہاتھ سے سزا دے اور مقبروں کی طرف نکل چل۔ اور اہل مقبرہ سے کہہ۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ پس اگر وہ بولیں تو اس طرح کہیں گے کہ ہم تیری عمر کی ایک ساعت چاہتے ہیں اور اپنے نفس کو قیامت کے دن زیادتی کرنیوالوں کے درمیان کھڑے ہوئے سمجھ لے۔ جو افسوس کے آنسوؤں سے وادی کو بھرا ہوا دیکھتا ہے۔ اور اپنے کانوں کو دوزخ کے درمیان قید ہوئے ہوئے لوگوں کے آوازوں کی طرف لگا جبکہ وہ اس طرح کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم کو آنکھیں اور کان دے اور پھر واپس لوٹا تاکہ ہم نیک عمل کریں یہی وہ دن ہے جس نے بندوں کو بیقرار کر دیا ہے اور جگروں کو جلا دیا ہے۔ احمد خزاعی اور حبیب بن محمدؒ دن کے اول حصے میں دو لوٹے اور شام تک دونو روتے رہے۔ محبت نے ان لوگوں سے صرف رونے اور بیداری پر ہی قناعت نہ کی۔ جب تک کہ ان کی جانوں کو ان سے نہ لے لیا۔ بعض صالحین نے قاری کو وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ کو پڑھتے سنا۔ اس پر ایسی بیقراری طاری ہوئی کہ مر گیا۔ اسی طرح ایک اور شخص نے قاری کو وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ پڑھتے سنا اس نے ایسی چیخ ماری کہ اسی وقت مر گیا۔ اور کسی نے وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کو پڑھتے ہوئے سنا اور چیخ مار کر مر گیا۔ اور ایک اور شخص نے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ پڑھتے سنا اور وہیں چیخ مار کر مر گیا۔ شعر

قَضَى اللّٰهُ فِي الْقَتْلٰى قِصَاصَ دِمَائِهِمْ ۔۔۔ وَلٰكِنْ دِمَاءُ الْعَاشِقِيْنَ جُبَارٌ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے مقتولوں کے خون کا بدلہ مقرر کیا ہے۔ لیکن عاشقوں کے خون کا کوئی بدلہ نہیں ہے ✦

اے وہ شخص کہ جس نے اپنے دل کو کھو دیا ہے اس کو ذکر کی مجلسوں میں ڈھونڈ۔ اگر وہاں نہ ملے تو قبروں میں تلاش کر اور اگر وہاں بھی نہ پائے تو پھر جنگل میں جاکر طلب کر۔ اور بدبختی کے گھر سے نکلکر خلوت کے جنگل میں نکل جا اور ذاکر کے سوا کسی سے صحبت نہ رکھ۔ شعر

تَعَرَّضْ لِاحْقَافِ اللِّوٰی غَیْرَ سَاعَۃٍ لَعَلَّکَ اَنْ یَلْقَاکَ قَلْبِیْ فَیَھْتَدِیْ
وَسَلِّمْ عَلٰی مَاءٍ بِہٖ بَرْدُ غُلَّتِیْ فَظِلُّ اَرَاکٍ کَانَ لِلْوَصْلِ مَوْعِدِیْ
وَعِنْدَکُمْ یَا قَاتِلِیْنَ بَقِیَّۃٌ عَلٰی مُھْجَتِیْ اِنْ لَمْ تَمُتْ فَکَانَ قَدِیْ
وَیَا اَھْلَ نَجْدٍ کَیْفَ بِالْغَوْرِ عِنْدَکُمْ بَقَاءُ نَھَارِیْ یَھِیْمُ بِمُنْجِدِ

مالک بن دینار رہ فرماتے ہیں۔ کہ بندے کے لئے سخت دلی سے بڑھکر زیادہ اور کوئی عذاب نہیں ہے۔ اور علی بن بکار کے لئے جب فرش تیار کیا جاتا۔ تو اس کو ہاتھ لگا کر کہتے کہ تو بیشک عمدہ اور اچھا ہے۔ لیکن میں آج کی رات تجھ پر نہ سوؤنگا۔ بنی تمیم میں سے ایک نوجوان تمام رات جاگا کرتا۔ ایک رات اُس کی ماں نے کہا اے بیٹا کچھ سو لیا کر۔ اس نے کہا اے ماں میں آخرت کا آرام چاہتا ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا پھر زندگی تنگ جاگتا رہ۔ اے ہماری طرف سے سُست ہوکر بیٹھنے والو اور ہم کو چھوڑ کر غیروں کے ساتھ راضی ہونے والو۔ اگر تم ہمارے عہدوں کو پورا کرتے تو ہم تم کو کبھی اپنے پاس سے دور نہ کرتے۔ اور اگر تم تاسف کے آنسوؤں سے ہمارے پاس اپنا حال لکھتے تو تمہارے گذشتہ گناہوں کو بخش دیتے۔ شعر

وَلَوْ اَنَّھُمْ عِنْدَ کَشْفِ الْقِنَاعِ وَحَلِّ الْعُقُوْدِ وَنَقْضِ الْعُھُوْدِ
وَخَلْعِھِمْ لِعِذَارِ الْھَوٰی وَلُبْسِھِمْ لِبُرُوْدِ الصُّدُوْدِ
اَتَوْنَا وَقَالُوْا مَضٰی مَا مَضٰی وَبَلُّوْا بِفَیْضِ الدُّمُوْعِ الْخُدُوْدِ
لَقُلْنَا لَھُمْ مَا مَضٰی لَا یُعَادُ کَذَا شَرْطُنَا وَالتَّنَادِی الْبُعُوْدِ

ترجمہ۔ اور اگر وہ پردہ کھولنے اور عقدے کے حل کرنے اور عہدوں کے توڑنے اور حرص کی خلعت پہننے اور اعراض کی چادر اوڑھنے کے وقت ہمارے پاس آجاتے اور کہتے کہ جو کچھ گذرا سو گذرا اور آنسوؤں کے پانی سے اپنے رخساروں کو بھگوتے۔ تو ہم ان کو کہتے کہ گذری ہوئی بات پھر نہیں آتی لیکن دوستی لوٹ آتی ہے۔ اے غافل جو کچھ تجھ سے ضائع ہو چکا ہے اس کی قدر کو پہچان۔ اور اس شخص کی طرح جو غائب کے قدر کو جانتا ہے رو۔ اور عاجزی اور محتاجی کے دروازے پر کھڑا ہوکر صبح کے وقت

اس طرح پکار کر شعر

اِنْ كَانَتْ عُهُوْدُ وَصْلِكُمْ قَدْ دَرَسَتْ ۔ فَالرُّوْحُ مِنْ سِوَاكُمْ مَا اَنِسَتْ

اَغْصَانُ وِدَادِكُمْ بِقَلْبِيْ غُرِسَتْ ۔ مَنُّوْا بِوِصَالِكُمْ وَ اِلَّا يَبِسَتْ

ترجمہ۔ اگرچہ تمہارے وصل کے عہد پُرانے ہو گئے ہیں۔ مگر میری رُوح نے تمہارے سوا کسی اَور سے اُنس نہیں پکڑا۔ تمہاری دوستی کی شاخیں میرے دل میں لگی ہوئی ہیں۔ ان کو اپنے وصل کا پانی دو۔ ورنہ خشک ہو جاوینگی۔ اے عشق میں مست ہونے ہوئے اگر تو صبح کی ہوا سونگھتا تو تجھے مستی سے ہوش آ جاتی۔ اپنے نفس کو نجد کی زمین یاد دلا تا کہ دشوار گھاٹیوں کا عبور تجھ پر آسان ہو جائے۔ اے وصول سے دور پڑے ہوئے عاجزی اور ذلت کے آواز سے اپنی مجلس میں پکار۔ شعر

اَيُّهَا الدَّاخِلُوْنَ فِيْ اَرْضِ نَجْدٍ ۔ وَرِكَابُ النَّوٰى بِهِمْ تَتَرَامٰى

اِنْ اَتَيْتُمْ اَرْضَ الْحَبِيْبِ فَاهْدُوْا ۔ لِحَبِيْبِيْ تَحِيَّةً وَ سَلَامًا

وَاطْلُبُوْا لِيْ قَلْبِيْ الْمَشُوْقَ الْمُعَنّٰى ۔ تَجِدُوْا فِيْهِ مِنْ هَوَاهُمْ سِهَامًا

(ترجمہ) اے نجد کی زمین میں داخل ہونے والو۔ جب تم دوست کی زمین میں آؤ۔ تو میری طرف سے میرے دوست کو تحفہ اور سلام دو۔ اور میرے لئے ایسا دل طلب کرو جو شوق و درد سے بھرا ہوا ہو۔ اور اس میں تم ان کی محبت کا حصہ پاؤ۔

رات کے اندھیروں میں اپنے مالک کے سامنے بیٹھ اور بچوں کے سے کام بجا لا۔ کہ جب اُس کو منع کرتے ہیں۔ تو روتے ہیں۔ مناجات کی باتوں سے آرام حاصل کر۔ مونہہ کے خط اس کی طرف روانہ کر اور اپنے مولیٰ کے پاس فریاد کر۔ کیونکہ تیری مصیبت کو دور کرنے پر وہی قادر ہے۔ اور وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے طاعت کے ساتھ اس کی طرف وسیلہ پکڑا۔ اس پر اپنی نعمت بخشی۔ اگر کوئی اس کی طاعت بجا لائے۔ تو اُس کو قبول کرتا ہے۔ اور اگر اس کی طاعت کو چھوڑ دے تو اس کو مہلت دیتا ہے۔ اور اگر کوئی اپنے قصور کا اقرار کرے۔ تو اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور کوئی اصرار کرے یا اس سے غائب ہو جائے۔ تو اُس پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ نہ تو کوئی اس تک پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اُس کے بغیر تسلی ہو سکتی ہے۔ شعر

اَفِرُّ اِلَيْكَ مِنْكَ وَاِنَّ هٰذَا ۔ لَحَيْرَانٌ عَلَيْكَ بِمَا لَا مَيْكَا

وَاَهْرُبُ عَنْ صَدٍّ وَ دَلِّكَ اَنْتَ رُكْنِيْ   وَاَبْكِيْ مِنْكَ بَلْ اَبْكِيْ اِلَيْكَا

(ترجمہ) میں تجھ سے تیری طرف بھاگتا ہوں۔ اور میرا دل تیری حالت کے باعث تجھ پر حیران ہے۔ اور میں تیرے اعراض سے بھاگتا ہوں۔ اور تو میرے لئے موجب تسکین ہے۔ اور میں تجھ سے روتا ہوں بلکہ تیری طرف روتا ہوں۔

وہ ایسا مالک ہے کہ اُس کے تمام افعال اُس کے جلال پر شاہد ہیں۔ اور اُس کے بہتر فضل و کرم اس کے جمال پر ناطق ہیں۔ اور اُسکی آیات اسکی اثبات پر دلالت کرتی۔ اور اس کی مصنوعات اس کی صفات کی خبر دیتی ہیں۔ وہ ایسا کریم ہے۔ کہ جس نے اُس پر توکّل کیا اُس کے لئے کافی ہوا۔ اور جس نے اس سے مانگا اس کو دیا۔ اور جس نے اس سے پناہ لی۔ اس کو پناہ دی۔ اور جس نے اُس کا قصد کیا۔ اُس کو اپنے قریب کیا۔ اُس نے مومنین پر احسان کیا۔ اور اُن کے دلوں میں ایمان ڈالا۔ اور معرفت کی نعمت سے ان کو مخصوص کیا۔ شعر

وَكَمْ بَاسِطِيْنَ اِلٰى وَصْلِنَا   اَكُفَّهُمْ لَمْ يَنَالُوْا الْمُنٰى

فَقَطَعْنَاهُمْ وَ وَصَلْنَا كُمْ   فَكَانُوْا بَعِيْدًا وَكُنْتُمْ لَنَا

(ترجمہ) بہت لوگ ہمارے وصل کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلانے والے ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنی امیدوں کو نہ پایا۔ ہم نے اُن کو منقطع کر دیا۔ اور تم کو ملا لیا۔ پس وہ بعید ہو گئے اور تم ہمارے ہو گئے۔ ہم کب تک تیری طرف توقف ظاہر کرینگے۔ اور تو ہم سے تجاہل اختیار کریگا۔ اور ہم کب تک تجھے بلائینگے۔ اور تو بہرہ رہیگا۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ آسمان اور زمین میں بہت سے نشان ہیں کہ ان سے مُنہ پھیر کر گذر جاتے ہیں۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ تم کیوں نہیں عقل کرتے اور کیوں نہیں دیکھتے۔ میرے بندے سب تجھ کو اپنے لئے چاہتے ہیں۔ اور میں تجھ کو تیرے لئے چاہتا ہوں۔ اور تو مجھ سے ہی بھاگتا ہے۔ یہ انصاف کی بات نہیں ہے۔ میرے بندے میرا حق ہے کہ میں تیرا محب بنا رہوں۔ پس تجھ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ تو میرا محب بنا رہے۔ تو ہمارے لئے اور ہمارے ساتھ ہو جائے۔ اور جب تو ہمارے لئے ہو جائے۔ تو پھر کسی غیر کے ساتھ شغل نہ رکھ۔ اور اس کو یاد کر جس نے تجھے ایمان بخشا اور شرک سے تجھے بچایا۔ اور اگر وہ تجھے تصدیق عطا نہ کرتا۔ اور تیرے دل

میں تحقیق پیدا نہ کرتا تو تجھ کو ایمان اور اسلام اور طاعت و احسان کہاں سے حاصل ہوتا۔ شعر

سُقْیًا لِعَہْدِكَ بِالَّذِیْ لَوْ لَمْ یَکُنْ — مَا کَانَ قَلْبِیْ لِلصَّبَابَۃِ مَعْھَدًا
قَسَمًا بِحُبِّكَ لَا نَسِیْتُ عُہُوْدَہٗ — کَلَّا وَلَا تَمِیْتُ دُوْنَكَ مَقْصَدًا
اَکْتَمْتُ حَتّٰی ضَاعَ صَبْرِیْ فِی الْھَوٰی — اَنْتَ الْحَبِیْبُ اَنْعِمْ عَلَی الرَّغْمِ الْعِدَا
فَاعْلَمْ بِمَا تَرْضٰی فَاِنَّكَ مَالِکِیْ — فَبِحَقِّ جُوْدِكَ لَا تَکُنْ لِیْ مُبْعِدًا

(ترجمہ) اپنے عہد کو یاد کر کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میرے دل کو محبت و عشق دامنگیر نہ ہوتا۔ مجھے تیری محبت کی قسم ہے۔ کہ میں اس کے عہدوں کو نہیں بھولا ہوں۔ اور نہ ہی تیرے سوا کسی اور کو اپنا مقصد سمجھا ہے۔ میں نے محبت کو اس قدر چھپایا۔ کہ اس عشق میں میرا صبر ضائع ہو گیا۔ تو میرا دوست ہے میرے حال پر مہربانی کر۔ اور جس طرح تو چاہتا ہے حکم کر کیونکہ تو میرا مالک ہے۔ اور تجھے اپنے حق جود کی قسم ہے کہ مجھے اپنی بارگاہ سے دور نہ کر لو۔ الٰہی اگر تو ہماری اہانت چاہتا۔ تو ہم کو کبھی ہدایت نہ دیتا اور اگر تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا تو ہمارے اوپر پردہ نہ ڈالتا۔ یا اللہ جس غرض کے لئے تو نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ اور جس چیز سے تو نے ہم کو عزت و اکرام بخشا ہے اس کو ہم سے سلب نہ کر۔ شعر

اَیَا مَنْ کَسَا قَلْبِیْ مِنَ الْحُبِّ خِلْعَۃً — وَاٰمَنَنِیْ فِی الْبَسْۃِ الدَّھْرِ اَنْ تُبْلٰی
وَیَا عِوَضِیْ مِنْ کُلِّ سَفْرٍ وَحَاضِرٍ — وَیَا خَالِیْ مِنْ کُلِّ صَرَمِ الْحُبْلَا

(ترجمہ) اے وہ ذات کہ جس نے میرے دل کو محبت کی خلعت پہنا دی ہے۔ اور زمانہ کے لباس میں مجھے مصیبت زدہ ہونے سے امن دیا ہے۔ تو ہر سفر و حاضر سے عوض ہے اور مصیبتوں کے وقت تو ہی میرے ساتھ رہنے والا ہے۔ الٰہی تو نے ہم کو اپنی ربوبیت کی معرفت بخشی۔ اور اپنے ذکر و انس کی نعمت عطا کی۔ اور اپنے فضل و رحمت کے بحر میں ہم کو غرق کیا۔ اور اپنے پاک گھر کی طرف تو نے ہم کو بلایا۔ الٰہی ظلم کی سیاہی نے ہمارے نفسوں کو اندھا کر دیا۔ اور غفلت کے سمندروں نے ہمارے دلوں کو ڈبو دیا۔ پس عجز شامل ہے اور حصر حاصل ہے۔ اور تسلیم مناسب ہے۔ اور تو ہمارے حال کو بہتر جانتا ہے۔ الٰہی تیرے عذاب سے جاہل ہو کر یا تیرے عذاب کا مقابلہ کر کے یا تیرے قدر کو خفیف جان کر ہم نے تیری نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ ہمارے نفسوں نے ہم کو

دھوکا دیا۔ اور ہماری بدبختی نے اُن کی اعانت کی۔ اور تیری پردہ پوشی پر ہم مغرور ہوئے اب تیرے عذاب سے تیرے سوا ہم کو کون چھڑائے۔ اور اگر تو اپنی رسی کو ہم سے کاٹ لیوے تو پھر اور کس کی رسی سے پنجہ ماریں۔ ہائے ہم کو کس قدر خجالت ہوگی جب کل کو ہم تیرے سامنے کھڑے ہونگے۔ اور جبکہ ہلکے بوجھ والوں کو کہا جاویگا۔ کہ گذر جاؤ۔ اور بھاری بوجھ والوں کو کہا جاویگا کہ گر جاؤ۔ الٰہی اگر ہم نے اپنی جہالت سے تیری نافرمانی کی ہے۔ تو اب عقل کے ساتھ تجھے پکارتے ہیں کیونکہ ہم نے جان لیا ہے کہ تو ہمارا رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ الٰہی کیا تو اس چہرے کو جو تیرے لیئے نماز پڑھتا ہے یا زبان کو جو نیاز کر کرتی اور تیری طرف بلاتی ہے آگ میں جلائیگا۔ ہرگز نہیں۔ مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے۔ جس نے ہم کو تیری طرف رہنمائی کی۔ اور ہم کو تمام احکام میں تیرے سامنے خضوع کرنے کی ترغیب دی۔ اور ان کا نام نامی حضرت محمدؐ ہے جو تمام نبیوں کے ختم کرنے والے اور تمام اصفیا کے سردار ہیں۔ اور ان کے حقوق تیرے حقوق کے بعد اور تمام حقوق سے بڑھ کر ہیں جس طرح کہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک تمام خلق کے مراتب سے اشرف و اعلیٰ ہے یا اللہ ہمارے سردار محمدؐ اور آنکی آل و اصحاب پر صلوٰۃ اور سلام بھیج۔ اور ان بندوں پر رحم کر جن کو تیری طول مہلت نے مغرور کر دیا۔ اور تیرے کثرتِ فضل نے ان کو طمع میں ڈال رکھا۔ اور تیری عزت و جلال و جمال کے آگے ذلیل ہوگئے۔ اور تیری بخشش کی طلب میں اپنے ہاتھوں کو پھیلایا۔ اور اگر تیری ہدایت نہ ہوتی۔ تو وہ کبھی اس طرف نہ آتے۔ یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ۔

فصل اکیسویں اصطبار میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس کے وجود پر اسکی روشن آیات شاہد ہیں۔ اور اُس کی ظاہری و باطنی نعمتیں اُس کے کرم وجود پر دلالت کر رہی ہیں۔ اور پھرنے والے آسمان اور چلنے والی ہوائیں اور برسنے والے بادل اور تر و تازہ باغ سب اسی کا حمد کر رہے ہیں۔ وہ اول ہے اور اسی کے لیئے خلق اور امر ہے۔ اور وہ آخر ہے اور قیامت کے دن اسی کی طرف رجوع ہے وہ ظاہر ہے اور اسی کے لیئے حکم اور قہر ہے۔ اور وہ باطن ہے اور ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے

زبانیں اس کی کبریائی وصف سے قاصر اور عقلیں اُس کی بے نیازی کے آگے حیران ہیں اور اور اسکی جبروت کے آگے تمام نسبتیں منقطع اور گردنیں اس کی عزّت کے آگے پست اور بڑے بڑے بادشاہ اُس کی ربوبیّت کے آگے ذلیل اور عقول اس کی تعظیم و جلال میں سرگردان ہیں۔ اور قدوس اور واحد اور احد اور حیّ و قیوم اور صمد اور ایسا غنی ہے۔ کہ منکرین کا انکار اس کو کچھ ضرر نہیں دیتا۔ اور وہ ایسا عزیز ہے۔ کہ جو اُس کے آگے ذلیل اور سربسجود ہوا۔ اُس کے چہرہ کو تازگی اور رونق بخشی۔ اور منکرین اور مشبہین کے چہروں کو سیاہ و رسوا کیا۔ اس نے اپنے دوستوں کو اپنے افضال کے بساط سے قریب کیا۔ اور اپنے یمن اقبال سے اُن کو سرور بخشا۔ اور اپنے جمال کے مشاہدہ سے ان کے دلوں کو زندہ کیا اور ان پر اپنی عام بخشش فرمائی۔ اور وہ دنیا ہی میں جنّت کے مزے لے رہے ہیں تمام لوگ غفلت کے بچھونوں میں سوئے ہوتے ہیں۔ اور وہ قیام اور رکوع و سجود اور شوق و دلولہ میں اپنے مولیٰ کے آگے سائل ہوتے ہیں۔ اور وہ اُن پر اپنی مہربانی اور شفقت فرماتا ہے۔ اور اُن کی آنکھیں تمام رات بیدار رہتی ہیں۔ اور غافلوں کے دلوں پر دُنیا کی محبت کا حجاب ڈال دیا۔ اس لئے وہ اُس کی نعمتوں میں نظر کرنے سے غافل ہیں۔ اور اُن کے باطنوں کو اپنی طرف سے پھیر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ معرفت سے بیکار اور مناجات کے انس اور معاملہ کی لذت سے محروم ہیں۔ اور ان کی بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ وہ جسکی طرف دیکھ ہی نہیں سکتی۔ بھلا جس کو وہ اپنے دروازہ سے ہانک دے۔ اُس کا کیا حیلہ ہے۔ اور جس کو وہ اپنے دوستوں سے الگ کر دے وہ کیا کرے۔ اور جس پر کتاب کا حکم صادر ہو جائے اُس کے واسطے کیا وسیلہ ہے۔ اس کو زجر و عتاب بھی کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ لئے وہ شخص کیسا ہی محروم ہے جس کا مولیٰ اُس کا مددگار نہ ہو۔ دوڑو دوڑو۔ سبقت کرنیوالے چلے گئے۔ اور ملو ملو متقین خلاصی پا گئے۔ اور کوشش کرو۔ یہ سکون و آرام کچھ نفع نہ دیگا۔ اور ڈرو ڈرو تم مہمل نہیں چھوڑے گئے۔ اے اللہ کے بندو جلدی کرو۔ عمل کرنیوالو نے تھوڑی سی تکلیف برداشت کی۔ پھر اُنھوں نے ہمیشہ کے لئے اپنا مطلب و مقصد پالیا۔ اور دائمی آرام و استراحت میں امن لیا۔ اور جو کچھ کہ اُنھوں نے پا لیا۔ اُس کے مقابلہ میں ان کا رنج و تعب نہایت ہی کم ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ خبردار ہو۔

اللہ کے دوستوں کو کچھ خوف و غم نہیں ہے۔ اور وہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اس لئے ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ایک کو دیا اور ایک سے روک رکھا۔ اور کسی کو پست اور کسی کو بلند کیا۔ اور کسی کو جدا اور کسی کو ملایا۔ اور اسی کے حکم سے فائدہ اٹھانے والوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور خسارہ پانیوالوں نے خسارہ پایا۔ اس نے کسی کو ہنسایا اور کسی کو رُلایا۔ اور کسی کو زندہ اور کسی کو مردہ کیا۔ اور کسی کو غنی اور کسی کو مفلس کیا۔ کسی کو پیدا کیا کسی کو فنا کیا۔ اور اسی نے اپنے غلبہ سے گذشتہ لوگوں کو تباہ کیا۔ میں اس کی عام اور تمام نعمتوں پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ اپنے بقاء و قدم میں یگانہ ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور حبیب اور خلیل اور عرب و عجم کے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔ ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر جو ہدایت کے روشن ستارے ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے قیامت تک باقی رہنے والی صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۔ یعنی وہ زمین و آسمان اور ان کے درمیانی اعیان و آثار کا مالک ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ پس اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت کے لئے صبر اختیار کر۔ اور کوئی اس کے ہمنام اور مانند نہیں ہے۔ اور کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جس کا نام اللہ ہو۔ پس لائق ہے کہ اس کے سامنے ذلیل ہوں۔ اور اسی کے آگے اپنی حاجتوں کو پیش کریں۔ اور اصطبار کے معنی نہایت صبر کے ہیں یعنی احکام اور اوامر و نواہی پر ظاہر و باطن میں صبر کرنا۔ اور مثل مشہور ہے کہ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہو گیا۔ اور جس نے دروازہ کو لازم پکڑا وہ واصل ہوا۔ شعر

وَقَلَّ مَنْ جَدَّ فِيْ شَيْءٍ يُحَاوِلُهٗ ۔۔۔ فَاسْتَعْمَلَ الصَّبْرَ اِلَّا فَازَ بِالظَّفَرِ

(ترجمہ) اور یہ امر نہایت ہی شاذ و نادر ہے کہ کسی نے کسی چیز کے لئے کوشش کی ہو۔ اور اس نے اس کو نہ پایا ہو۔ اور صبر پر عملدرآمد کیا ہو۔ اور کامیاب نہ ہوا ہو۔ اور جب اس معبود سبحانہ و تعالےٰ کا کوئی ہمنام اور نظیر نہیں ہے۔ تو عابدوں پر واجب ہے کہ اس کی طاعت پورے طور پر بجا لائیں۔ اور اس کی طلب میں حتی المقدور کوئی دقیقہ

فرو گذاشت نہ کریں۔ اور اپنی اس تھوڑی سی کوشش کو اسی عزیز کی طلب میں خرچ کریں۔ اور لائق ہے کہ آنسو اسی کی قربت کے فوت ہو جانے پر گریں۔ اور اسی طرح دلوں کو مناسب ہے کہ اسی کی جدائی کے خوف میں پھٹیں۔ شعر

سَہَرُ الْعُیُوْنِ لِغَیْرِ حُبِّکَ بَاطِلٌ ۔ وَبُکَاءُ ھُنَّ لِغَیْرِ ھَجْرِکَ ضَائِعٌ
اَنْتَ الْحَبِیْبُ فَاِنْ مَنَنْتَ بِنَظْرَۃٍ ۔ اَضْحَتْ کَاَنْ لَّھُنَّ تَدَرُّھُنَّ مَدَامِعٌ

(ترجمہ) تیری محبت کے سوا آنکھوں کا بیدار رہنا باطل ہے اور تیری جدائی کے سوا ان کا رونا ضائع ہے۔ تو میرا دوست ہے اگر ایک نظر سے مجھ پر مہربانی فرمائے۔ تو ان کا حال ایسا ہو گویا ان میں کوئی آنسو نہیں رہا + اے فقیر اپنے مولا کے دروازہ کو لازم پکڑ۔ اور سب طرف سے منہ موڑ کر اسی کا ہو رہ۔ اور تمام احوال میں اسی پر بھروسہ رکھ۔ کس کے لیے تو اپنی کوشش کو جمع رکھتا ہے۔ جبکہ تو اس سے اپنے معبود کو نہیں پاتا۔ کیا تو اس کی صفات جلال میں اس کا کوئی ہمنام یا اس کے افعال میں اس کا کوئی شریک یا اس کے افضال میں اس کا کوئی مانند پاتا ہے۔ اگر تو اس کی تابعداری کرے تو وہ تجھے ثواب دیتا ہے۔ اور اگر تو اس کی نافرمانی کرے تو تجھے مہلت دیتا ہے۔ اور اگر تو اس کی طرف رجوع کرے۔ تو وہ تجھے قبول کرتا ہے۔ اس نے قدم میں تجھے برگزیدہ کیا۔ اور رتبوں کے بعد سے تجھے بچایا۔ اور تجھ کو اپنے جود و کرم کا محل بنایا۔ اور اس کا افتیار تیرے لئے خط واضح سے لکھا ہوا ہے۔ ہاں تیرا استخراج ضعیف ہے۔ اور جب تو اس کو طلب کرنا چاہے تو اس کو اپنے پاس طلب کر۔ وَلْیَکُنْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ۔ اے وہ شخص کہ جس نے ہمارے ساتھ مدت تک معاملہ کیا۔ پھر الگ ہو گیا۔ اور دیر تک ہم سے ملا رہا۔ اور پھر رجوع کی۔ کاش کہ تو ہمیں کسی شے کے بدلے بیچتا۔ شعر

لَقَدْ ضَیَّعْتَ حَظَّکَ مِنْ وِصَالِیْ ۔ وَبِعْتَ بِاَبْخَسِ الْاَثْمَانِ کَنْزًا
فَکَیْفَ رَضِیْتَ یَا ھٰذَا بَدِیْلِیْ ۔ وَقُرْبُکَ مِنْ جَنَابِیْ کَانَ عِزًّا
سَتَعْرِفُنِیْ اِذَا جَرَّبْتَ غَیْرِیْ ۔ وَتَعْلَمُ اَنَّنِیْ لَکَ کُنْتُ حِرْزًا

(ترجمہ) تو نے میرے وصل کا حصہ اور فائدہ ضائع کر دیا۔ اور قیمتی خزانہ کو کم قیمت کے عوض بیچ دیا۔ اے غافل تو میرے سوا غیر کے ساتھ کس طرح راضی ہو گیا۔ حالانکہ میری بارگاہ سے تیرا نزدیک رہنا تیری عزت کا موجب تھا۔ جب تو غیر کو آزمائیگا۔ تو مجھے پہچان لیگا اور

جان لیگا۔ کہ میں ہی تیرے لئے ضرر و اماں ہوں۔ ابن سیرین کہا کرتا تھا۔ کہ میں ایک ظلمت خانہ چاہتا ہوں جسمیں اپنے رب کے ساتھ خلوت میں رہوں۔ اے غافل تُو دن بھر تیرے سرکار کی باتیں تیرے آگے بیان کرتا ہوں تو رات کو اس سے سن۔ اے لباس اور نشان میں زاہدوں سے مشابہ ہونیوالے نہ کہ نیتوں اور وقتوں میں۔ سوائے بنا صومعہ کے جس میں تو بناوٹی چوروں کی طرح رہتا ہے۔ اور کوئی رہبانیت نہیں ہے۔ اے غافل مزبلہ پر راضی ہونا بیوقوفوں کا کام ہے۔ اگر ایک لحظہ بھر تو اپنی حرص سے الگ ہو جائے تو تیرے لئے نشان ظاہر ہو جاویں۔ یہ دوستوں کی سیرگاہ اور چراگاہ ہے تو بھی اسمیں چرلے۔ اور یہ عتاب کا موقف ہے۔ عتاب کو سن لے۔ شعر

أَنْهِضْ فَهٰذِي يَا عَذَبَاتُ رَامَةٍ　　وَمَاؤُهَا الْعَذْبُ الزُّلَالُ الْبَارِدُ

وَانْشُدْ نُهَاكَ لِي فُؤَادًا ضَائِعًا　　لَوْلَا الْهَوٰى مَا ضَلَّ ثُمَّ نَاشِدُ

(ترجمہ) اُٹھ اور چل یہ آگے رامہ کی وادئیں ہیں جن کا پانی بہت میٹھا ٹھنڈا ہے۔ وہاں میرے ضائع ہوئے دل کو ڈھونڈ۔ اگر محبت نہ ہوتی۔ تو ڈھونڈنے والا وہاں گم نہ ہوتا۔ عابد و زاہد اور عارف و محب لوگ کہاں چلے گئے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ خدا کے بندوں کا قحط پڑ گیا۔ ہمارے سلف بزرگ بہت ہی نیکو کار تھے۔ اگر وہ لوگ نہ ہوتے۔ تو متاخرین خوار ہو جاتے۔ رابعہ عدویہ تمام رات بیدار رہتی۔ اس کو احمد بن حواری نے کہا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے۔ جو اول رات سو جاتے تھے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں بلائی جاتی ہوں اور دعوت کو قبول کرتی ہوں۔ ابو سلیمان رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر رات نہ ہوتی۔ تو میں دنیا میں ایک دم باقی رہنا پسند نہ کرتا۔ داؤد بن ابی ہند نے چالیس سال تک روزہ رکھا اور لوگوں کو اور اس کی اہل و عیال کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ وہ روٹی کو لیکر باہر نکل جاتے اور صدقہ کر دیتے۔ لوگوں کو گمان ہوتا کہ گھر میں کھاتے ہیں۔ اور گھر والے خیال کرتے کہ لوگوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ شعر

وَمُسْتَخْبِرٍ عَنْ سِرِّ لَيْلَى رَدَدْتُهُ　　فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَى بِغَيْرِ يَقِينٍ

يَقُولُونَ أَخْبِرْنَا فَأَنْتَ أَمِينُهَا　　وَمَا أَنَا إِنْ أَخْبَرْتُهُمْ بِأَمِينٍ

(ترجمہ) بہت سے لوگ میری رات کا سر پوچھنے والے ہیں جن کو میں نے رد کر دیا۔ اور ان کو میری رات کا یقین نہ رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دے تو اس کا امین ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو

خبر دوں۔ تو پھر امین نہ رہوں گا۔ ہائے وہ صورتیں کہاں گئیں۔ ان روحوں پر سلام ہو۔ ایسے سردار لوگ چلے گئے۔ اور بستروں کے ہمنشین رہ گئے معروف رح کو مدفون ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں۔ کہ ان کا اسم و جسم دنیا سے دور ہو گیا ہے۔ لیکن معروف اسی طرح معروف ہے۔ اعمال سوائے اخلاص کے باقی نہیں رہتی۔ اور ریا کار کے عمل جیا رکی مانند چھلکا ہی چھلکا ہوتے ہیں۔ اور صاحب دل لوگ صاحب اشارات ہوتے ہیں۔ بعض صالحین نے بغداد میں نہر کے کنارہ پر کھڑے ہوئے سنا کہ ایک شخص یوں کہہ رہا ہے کہ اے ملاح مجھے تو بادشاہ کے گھر کی طرف سے چل۔ اور ملاح اس کو کہ رہا ہے کہ میرے ساتھ لٹیرے لوگ ہیں۔ یہ سن کر فقیر چلا اٹھا کہ بخدا مجھے چالیس سال ہوئے ہیں کہ ان سے بھاگتا پھرتا ہوں۔ ذوالنون مصری رح کو لوگوں نے کہا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا دن آپ کو یاد ہے۔ فرمایا کہ وہ ساعت ابھی تک میرے کانوں میں ہے۔ اے ان لوگوں سے پیچھے رہنے والو۔ ان لوگوں کے شہروں میں سیر کرو۔ اور ذلت کی وادی میں اترو۔ اور دروازہ پر کھڑا رہنے سے ملول نہ ہو جاؤ۔ خواہ تم دھتکارے جاؤ۔ اور عذر خواہی نہ چھوڑو خواہ تم رد کئے جاؤ۔ اور جب سائلین کے لئے دروازے کھل جائیں۔ تو تم بھی حاجت کے ہاتھ پھیلاؤ۔ اور اس طرح کہو وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا ہم پر بھی صدقہ کر۔ شاید قبولیت کی ندا کرنیوالا اس طرح جواب دیوے کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ آج تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ محزون کے غم دائمی اور ان کی آنکھیں آنسو رو رو کر زخمی ہوتی ہیں۔ اور محب کو اپنے محبوب کے دیدار کے سوائے کوئی راحت و آرام نہیں آتا۔ بعض صالحین ایک دن ہنسا پھر اس نے سوچا کہ میں کیوں ہنستا ہوں۔ میں نے تو ابھی تو وہ گذار گھاٹی کو طے نہیں کیا۔ مجھے اللہ کی قسم۔ جب تک میں معلوم نہ کر لوں کہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے۔ تب تک نہ ہنسوں گا۔ شعر

یَا نَسِیْمَ الشِّمَالِ بِاللّٰہِ بَلِّغْ ۔۔۔ مَا یَقُوْلُ الْمُتَیَّمُ الْمُسْتَہَامُ

قُلْ لِاَحْبَابِنَا تَرَکْتُمْ مُحِبًّا ۔۔۔ لَیْسَ یَسْلُوْ وَمُقْلَتَہٗ لَا تَنَامُ

کُلَّ اُنْسٍ وَ لَذَّۃٍ وَ سُرُوْدٍ ۔۔۔ قَبْلَ لُقْیَاکُمْ عَلَیَّ حَرَامُ

(ترجمہ) اے باد شمال تجھے اللہ کی قسم ہے کہ جو کچھ یہ عاشق سرگردان تجھے کہتا ہے اسے محبوب تک پہنچا دے۔ اور ہمارے دوستوں کو جا کر کہدے کہ تمہارے محب کا یہ حال ہے کہ تمہارے بغیر اس کو تسلی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اور تمام

الس دلذت دسرور اس پر حرام ہے جب تک وہ تمہاری ملاقات نہ کرے ۔ عطاء سلمی اس قدر روتے کہ ان کو رونے کی طاقت نہ رہتی۔ ہاں سچ ہے جب خوف کی ہوائیں چلتی ہیں تو عارفوں کے دلوں کو بیقرار کر دیتی ہیں۔ اور پلکوں کی ٹہنیوں میں آنسوؤں کا کوئی ثمرہ نہیں چھوڑتیں۔ اور جب دل میں پانی اُترتا ہے تو آنکھوں میں اس کا دودھ ساکن ہو جاتا ہے ابو فتح موصلی ر. اس قدر روتے کہ بجائے آنسوؤں کے خون آنے لگتا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ خون کیوں روتے ہیں۔ فرمایا اس ڈر سے کہ یہ آنسوؤں کا رونا سچا بھی ہے کہ نہیں۔ شعر

يَا مُنْفِدًا مَاءَ الْجُفُوْ ۔ نِ وَكُنْتُ اَنْفِقُهُ عَلَيْهِ
اَنْ لَمْ تَكُنْ عَيْنِيْ فَاَنْتَ اَعَزُّ مَنْ نَظَرْتُ اِلَيْهِ

(ترجمہ) اے پلکوں کے پانی کو ختم کرنیوالے حالانکہ میں اُس کو اسی پر خرچ کرتا ہوں۔ خون میری آنکھیں نہ ہے۔ تو مجھے نہایت عزیز ہے اور تیری طرف ہی میں دیکھتا ہوں۔ جب معرفت کا بادشاہ دل کے جنگل میں خیمے لگاتا ہے تو ویران جگہ بھی گلزار اور باغ بن جاتی ہے۔ شعر

سَاكِنٌ فِي الْقَلْبِ يَعْمُرُهُ	لَسْتُ اَنْسَاهُ فَاَذْكُرُهُ
حَاضِرٌ عِنْدِيْ يُسَاوِمُنِيْ	وَسُوَيْدَا الْقَلْبِ تُبْصِرُهُ
قُلْتُ لِلْعُذَّالِ اِذْ اَمَرُوْا	بِسُلُوٍّ عَزَّ اَيْسَرُهُ
مَالِكِيْ فِي الْقَلْبِ مَسْكَنُهُ	فَسُلُوِّيْ كَيْفَ اُضْمِرُهُ

(ترجمہ) دل میں رہنے والا اس کو آباد کرتا ہے۔ میں اُس کو ہرگز نہیں بھولا کہ اس کو یاد کروں۔ وہ ہر وقت میرے پاس ہے اور دل اس کو ہر وقت دیکھتا ہے۔ میں نے ملامت کرنے والوں کو کہا۔ جبکہ انہوں نے مجھے تسلی کے واسطے کہا۔ کہ میرا مالک دل میں رہتا ہے پھر تسلی کو کس طرح اس میں چھپاؤں۔ جب حبیب دل کے گھر میں اُترتا ہے۔ تو باقی تمام رہنے والوں کو نکال دیتا ہے۔ شعر

حَبِيْبٌ لَا يُعَادِلُهُ حَبِيْبٌ	وَلَا لِسِوَاهُ فِيْ قَلْبِيْ نَصِيْبٌ
حَبِيْبٌ غَابَ عَنْ عَيْنِيْ وَشَخْصِيْ	وَعَنْ قَلْبِيْ حَبِيْبِيْ لَا يَغِيْبٌ

(ترجمہ) میرے دوست جیسا اور کوئی دوست نہیں ہے اور نہ ہی اس کے سوا کسی اور کی محبت میرے دل میں ہے۔ میرا دوست گو میری آنکھ اور وجود سے غائب ہو لیکن میرے دل سے غائب نہیں ہے

اس وقت دل محبت سے بھر جاتا ہے۔ اور اس کے سوا اس میں اور کچھ نہیں سما سکتا۔ اور ذکر دل کی غذا بن جاتا ہے۔ شعر

وَلَقَدْ جَعَلْتُكَ فِي الْفُؤَادِ مُحَدِّثِيْ ... وَاَبَحْتُ جِسْمِيْ مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِيْ

فَالْجِسْمُ مِنِّيْ لِلْجَلِيْسِ مُؤَانِسٌ ... وَحَبِيْبُ قَلْبِيْ فِي الْفُؤَادِ اَنِيْسِيْ

(ترجمہ) بخدا میں نے تیری محبت کو اپنے دل میں ڈال لیا ہے اور میں نے اپنے جسم کو اس شخص کے لئے جو میرے پاس بیٹھنے کا ارادہ کرتا ہے مباح کر دیا ہے۔ پس میرا جسم میرے ہمنشین کا غمخوار ہے اور میرا دوست میرے دل کا غمخوار ہے۔ اے وہ شخص جو اپنے گناہوں کے باعث دیارِ انس سے دور پڑا ہوا ہے۔ اپنی محبت کے وطن پر رو۔ شاید تجھے دیارِ انس میں لے آئیں۔ شعر

يَا بَعِيْدَ الدَّارِ عَنْ وَطَنِهِ ... مُفْرَدًا يَبْكِيْ عَلٰى شَجَنِهِ

كُلَّمَا جَدَّ النَّحِيْبُ بِهِ ... زَادَتِ الْاَسْقَامُ فِيْ بَدَنِهِ

(ترجمہ) اے اپنے وطن سے دور پڑے ہوئے۔ تو اکیلا ہی اپنے غم پر رو رہا ہے۔ اور جوں جوں تو روتا ہے۔ بیماریاں تیرے بدن میں بڑھتی جاتی ہیں۔ جب حضرت داؤد نے گناہ کیا۔ وہ اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی۔ شعر

سِيَّانِ اِنْ لَامُوْا وَاِنْ عَذَلُوْا ... مَالِيْ عَنِ الْاَحْبَابِ مُصْطَبَرُ

لَا بُدَّ لِيْ مِنْهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْا ... قَلْبِيْ بِنَارِ الشَّوْقِ يَسْتَعِرُ

(ترجمہ) خواہ لوگ مجھے ملامت کریں یا برا کہیں میرے نزدیک برابر ہے کیونکہ مجھے دوستوں کے بغیر صبر نہیں آتا۔ اور مجھے ان کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے۔ اگرچہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ میرا دل شوق کی آگ سے بھڑک رہا ہے۔ انہوں نے اپنی تمام لذتوں کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور نہ ہی کسی شہوت کی طرف مائل ہوئے۔ اور اس قدر گریہ وزاری کرتے رہے کہ ان کی میٹھی زندگی کڑوی ہوگئی۔ شعر

وَاِذَا سَحَابَةُ هَجْرِكُمْ قَدْ اَبْرَقَتْ ... تَرَكَتْ حَلَاوَةَ كُلِّ قَلْبٍ عَلْقَمَا

(ترجمہ) جب تمہاری جدائی کا بادل چمکتا ہے۔ تو دل کی حلاوت کو حنظل کی طرح کڑوا کر دیتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی سلامت اور عصمت وکرامت پر مسرور تھے۔ تو اس طرح کہا کرتے تھے یا اللہ تو خطاکاروں کو نہ بخش۔ پس جب تقدیر کے تیروں کا

نشانہ بنے۔ پھر اس طرح کہتے تھے یا اللہ تو گنہگاروں کو بخش۔ شاید کہ داؤد بھی ان کے ساتھ بخشا جاوے۔ اور جب ان کے پاس ناقص برتن لایا جاتا۔ تو ان کے آنسوؤں سے بھر جاتا اور حضرت داؤد جب گریہ اور نوحہ کا ارادہ کرتے تو ایک پکارنے والا گناہگاروں کی مجلسوں میں ندا کر دیتا۔ اور وہ تمام اس ندامت کے ماتم میں جمع ہو جاتے۔ اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کا غم و حزن زیادہ ہو جاتا۔ اور اکثر اس طرح کہا کرتے تھے۔ الٰہی میں نے تیرے تمام طبیب بندوں کے پاس اپنی بیماری کا علاج کرنا چاہا۔ سب نے تیری طرف ہی رہنمائی کی۔ الٰہی میری آنکھ کے آنسوؤں سے مدد کر اور میرے ضعف کی قوت سے مدد کر۔ تاکہ میں تیری رضا کو حاصل کروں۔ شعر

یَا مَنْ تَجَنُّبُ صَبْرِیْ مِنْ تَجَنُّبِہٖ ۔۔۔ ھَبْ لِیْ مِنَ الدَّمْعِ مَا اَبْکِیْ عَلَیْکَ بِہٖ
حَتّٰی مَتٰی زَفَرَاتِیْ فِیْ تَصَعُّدِھَا ۔۔۔ اِلَی الْمَمَاتِ نَدَامَتِیْ فِیْ تَصَوُّبِہٖ
وَلِیْ فُؤَادٌ اِذَا لَجَّ الْغَرَامُ بِہٖ ۔۔۔ ھَامَ اَشْتِیَاقًا اِلَی اللُّقْیَا مُعَذَّبِہٖ

(ترجمہ) اے وہ شخص کہ جس کے پہلو تہی کرنے سے میرا صبر جاتا رہا۔ مجھے آنسو بخش جن کے ذریعے سے میں تجھ پر رونا رہوں۔ میری آہیں کب تک موت کی طرف چڑھتی رہینگی اور میرے آنسو کب تک بہتے رہینگے اور میرا دل ایسا ہے کہ جب اسمیں عشق داخل ہو جاتا ہے۔ تو دیدار کے لئے شائق ہو کر سرگرداں ہوتا ہے۔

مدت تک اپنی آنکھوں کو آنسوؤں کے پانی سے دھوتے رہے۔ اور جب کبھی اپنے غصہ کا قصہ پیش کیا۔ زیادہ درد و غم کا جواب آیا۔ اور اس قدر استغاثہ اور فریاد کرتے۔ کہ شہری اور بیابانی لوگ بیقرار ہو جاتے۔ شعر

اِنَّ شَفِیْعِیْ اِلَیْکَ مِنِّیْ ۔۔۔ دُمُوْعُ عَیْنِیْ وَحُسْنُ ظَنِّیْ
فَبِالَّذِیْ قَادَنِیْ ذَلِیْلاً ۔۔۔ اِلَیْکَ اِلَّا عَفَوْتَ عَنِّیْ

(ترجمہ) میرے آنسو اور میرا حسن ظن تیرے پاس میری سفارش کرنے والے ہیں۔ مجھے اسی بات کی قسم ہے جو مجھے ذلیل کر کے تیری طرف لے آئی ہے۔ تو میرے گناہ کو معاف کر۔ اے گناہگارو۔ تم ہماری طرف سے منہ پھیرتے ہو اور ہم تمہاری طرف بڑھتے ہیں۔ اور تم کھلم کھلا گناہ کرتے ہو اور ہم پردہ ڈالتے ہیں۔ اور تم ہماری نعمتوں کو ہماری مخالفتوں میں خرچ کرتے ہو۔ اور ہم تمہیں زیادہ نعمتیں دیتے ہیں۔ اور تم ہمارے دروازہ سے دور جاتے ہو۔ اور ہم

تمہیں اپنے قریب کرتے ہیں۔ کوئی ہے توبہ کرنیوالا۔ کوئی ہے بخشش مانگنے والا۔ کوئی ہے سوال کرنیوالا۔ شعر

أَيَا مَنْ أَعْرَضُوْا عَنَّا — بِلَا جُرْمٍ وَّلَا مَعْنًى
وَإِنْ عَادُوْا لَنَا عُدْنَا — وَإِنْ خَانُوْا فَمَا خُنَّا
وَإِنْ كَانُوْا قَدِ اسْتَغْنَوْا — فَإِنَّا عَنْهُمْ أَغْنٰى
أَسَاءُوْا ظَنَّهُمْ جَهْلًا — فَهَلَّا أَحْسَنُوا الظَّنَّا

(ترجمہ) اے وہ لوگو جنہوں نے ہماری طرف سے بلا جرم وقصور اعراض کرلیا۔ اگر تم لوٹ آؤ تو ہم بھی لوٹ آئینگے۔ اور اگر تم خیانت کروگے تو ہم خیانت نہیں کرینگے۔ اور اگر ہم تم سے استغنا ظاہر کروگے۔ تو ہم بھی تم سے لاپرواہی کرینگے۔ تم نے جہالت سے ہم پر بدظنی کی اور کس لئے حسن ظن نہ کیا + اے غائب کی طرح حاضر رہنے والے۔ جب تو توبہ کرنیوالوں کو دیکھے کہ حرص کے ملک سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ تو تو بھی اپنے پیچھے رہنے پر رو۔ تجھے کیا ہوا۔ نہر بھری ہوئی ہے۔ غرق ہونے سے اول عبور کرجا۔ کیا تو جانتا ہے کہ اس تائب کو کس نے بیقرار کردیا۔ اور کونسی کتاب اس غائب کو لے آئی۔ اور کونسے عتاب نے اس کی آنسوؤں کو جاری کردیا۔ اس نے الست بربکم کے عہد کو یاد کیا۔ اور رو پڑا۔ اور دوست کی جدائی کا ذکر اس کو لاحق ہوا۔ اس باعث سے وہ غمناک ہوا۔ شعر

سَرٰى نَسِيْمُ الصَّبَا مِنْ حَاجِرٍ تَصَبَّا — وَبَاتَ يَشْكُوْ إِلَى الْأَنْفَاسِ الْوَصَبَا
ذُوْ صَبْوَةٍ لَمْ يَشِمْ بَرْقَ الشَّامِ وَلَا — دَعَا ابْنَ وَرْقَاءَ لِلْإِصَاحِ وَاحْرَبَا
مَا يَبْرَحُ الْبَارِقُ النَّجْدِيُّ يَذْكُرُهُ — نَجْدًا وَيَعْرِبُ وَجْدًا إِذَا الْتَهَبَا
يَوَدُّ لَوْ أَنَّ أَيَّامَ الْحِمٰى رَجَعَتْ — وَكَيْفَ يَرْجِعُ عَيْشٌ بَعْدَ مَا ذَهَبَا

(ترجمہ) یا اللہ تو اپنے حسن عنایت سے پراگندہ دلوں کو جمع کر۔ اور اپنی محبت کے مینہ سے ہمارے مُردہ باتوں کو زندہ کر۔ اور ہمارے گناہوں کے سبب ہم کو اپنی کرامت کے دسترخوان سے دور نہ کر۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش +

فصل بائیسویں۔ افسوس اور حضرت آدمؑ کے ذکر میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو علیم وحلیم اور رحمٰن ورحیم اور حکیم وحمید اور ولی وقوی اور غنی وخفی اور علی ومجید ہے۔ وہ اول ہے اس کی کبریائی کی کوئی ابتدا نہیں۔ وہ آخر ہے اس کی بقا کی کوئی نہایت نہیں ہے

وہ ظاہر ہے اور تمام نشانات اور نعمتوں کو اسی نے ظاہر کیا ہے۔ وہ باطن ہے اس کی ثنا کی حقیقت کو عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ فکر اس کی پاک بارگاہ سے بعید ہے۔ وہ واحد واحد اور قدوس وصمد اور حیّ وعلیم وقدیر اور سمیع وبصیر ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ جو کیف وحد سے برتر ہے متکلم ہے۔ اس کی صفات دلائل کے ساتھ ثابت ہیں جس نے اس کو معطل سمجھا وہ حق سے بعید ہے۔ اور حدوث کی صفات سے اس کا منزّہ ہونا ہر ایک کو معلوم ہے۔ جس نے اس کو کسی کے مانند سمجھا وہ ابوجہل اور ولید کے مشابہ ہے۔ وہ عزت وجلال والا بہت ہی بابرکت ہے اور بندوں کی مشابہت سے منزّہ ہے۔ اُس نے اپنی عطاء کو اپنی خلقت کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ اُس نے کسی کو قوی اور کسی کو ضعیف اور کسی کو اونچے اور کسی کو شریف کسی کو غنی اور کسی کو فقیر۔ کسی کو گمراہ اور کسی کو ہدایت والا کسی کو غافل، کسی کو شاکر اور کسی کو جاہل، اور کسی کو عاقل اور کسی کو ذاکر، اور کسی کو غافل، اور کسی کو عذاب کے لائق اور کسی کو قرب کے مستحق اور کسی کو سعید اور کسی کو شقی پیدا کیا۔ اُس نے مومنوں کے دلوں کو ایمان سے منور کیا۔ اور ان کو اپنی رضامندی کی خلعت پہنائی۔ اور ان کو دارالامان کا وعدہ دیا۔ لَهُم مَّا يَشَاۤءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ۔ ان کے واسطے جنت میں وہ کچھ ہو گا جو وہ چاہیں گے۔ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے اور اُس نے غافلوں کو اپنی خدمت سے ہٹا دیا۔ اور اپنے حضور کی نعمت سے دُور کر دیا۔ پس قریب اور بعید کے درمیان بہت فرق ہے۔ ہائے افسوس اس شخص کی حالت کیسی حسرتناک ہے جو دوستی سے محروم ہو کر جدائی اور بعد میں پڑ جائے۔ اور وعید اس پر ثابت ہو جائے۔ اور وہ ناامیدی کے جنگلوں میں سرگردان وخوار پھرتا رہے۔ خبردار دوست کا ہجر نہایت ہی درد دینے والا ہے۔ اور روگردانی کا سمندر بے نہایت لمبا چوڑا ہے جس کی تلاطم کے وقت صبر کی کشتیاں غرق ہو جاتی ہیں۔ اور تیز نگاہیں کند ہو جاتی ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے سلامتی کی ہوا سے کامیاب ہونے والوں کو مدد دی اور ان کو کرامت کی کشتیوں پر سوار کیا۔ اور ان کے لئے راہ سعید کو آسان کیا۔ اور وہ وصال کے باغ میں پہنچ کر اقبال کی باد نسیم سے خوشحال ہوئے ان کے لئے ہر وقت یوم عید ہے۔ اور دوسروں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اور نیک عملوں کے ساتھ برے عمل ملائے اور انہوں نے توبہ کی۔ اور کرم کے انداز کرنیوالے کی آواز کو سُن کر اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور انہوں نے جان لیا۔ کہ ہمارا مولےٰ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب

ہے۔پس ان کے دلوں پر عنایت کی ہوا چلی اور ان کے اسرار کے باغوں پر کرامت کا بادل برسا۔ اور ان کے باطن کی شاخیں ہری بھری ہوگئیں۔اور ان کا سر درکامل ہو گیا۔اس باعث سے کہ انہوں نے جان لیا کہ جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہی اُس کا مالک ہوتا ہے۔اور اسی کی طرف مبدا اور معاد ہے۔میں اُس کی تمام نعمتوں اور فضلوں پر جو ہر گھڑی اور ہر دم ہم پر زیادہ برس رہی ہیں۔اس کا حمد کرتا ہوں اور اخلاص اور توحید سے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔جنہوں نے اپنے غلبہ سے تمام سرکشوں کو خاک میں ملایا۔اور اپنی نور ربانی سے تمام سرکش شیطانوں کی آگ کو بجھایا اور جن کی معجزات ظاہرہ سے اللہ نے تائید کی۔اور فتح و نصرت سے انکی امداد کی۔اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔جیسے کہ ان کے لیے سعادت کا راستہ آسان کیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ہم نے اس سے پہلے آدم کے ساتھ عہد کیا پس وہ بھول گیا۔اور اس کے لئے کوئی عزم نہ پایا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی مختلف قسم کی مٹی سے پیدا کیا۔اور ان کا جسم چالیس سال تک جنت کے دروازہ پر پڑا رہا۔اور فرشتے جب اس کے پاس سے گذرتے تو بہت تعجب کرتے کیونکہ انہوں نے ایسی صورت آگے کبھی نہ دیکھی تھی۔جب ابلیس اس کے پاس سے گذرا۔اس کو کہنے لگا کہ تو کس لئے پیدا ہوا ہے۔اور اپنے ہاتھ سے اس کو ملا تو اس کو معلوم ہوا۔کہ یہ خالی جسم ہے پھر اپنے ساتھ کے فرشتوں کو کہنے لگا کہ یہ تو خالی جسم ہے۔اگر اس کو تم پر فضیلت دی گئی۔تو تم کیا کرو گے۔انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری کریں گے۔اس وقت ابلیس نے اپنے دل میں کہا۔کہ بخدا میں اس حکم کو نہ مانوں گا۔اور اگر اس کو مجھ پر فضیلت دی گئی تو میں اس کو ہلاک کر دونگا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ۔میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو۔اور چھپاتے ہو۔یعنی ابلیس نے اپنے نفس میں چھپایا۔کہ میں اس کی تابعداری نہ کرونگا۔اور یہ بات اُس نے عداوت اور تکبر کے باعث کہی۔ پھر جسم میں روح پھونکا گیا اور دماغ کی راہ سے ہو کر جب آنکھوں تک پہنچا۔تو اُس نے پہلے اپنی اصل پیدائش کو دیکھا تاکہ جب اللہ تعالیٰ اُس کو عزت و کرامت بخشے تو عجب و تکبر نہ کرے۔ پھر

رُوح ناک تک پہنچا۔ تو چھینک ماری۔ اور پھر جب وہاں سے مُنہ میں نازل ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کو الحمد للہ رب العالمین سکھایا۔ اور یہ پہلی بات ہے۔ جو ان کی زبان پر جاری ہوئی پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تجھ پر تیرا رب رحم کرے۔ اے آدم تجھے رحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمْ یعنی رحمت کے لئے ان کو پیدا کیا ہے پھر رُوح تمام جسم میں پھیل گیا۔ اور اس میں گوشت وخون پیدا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ناخنوں کا لباس پہنایا اور ہر دن اس کا حسن وجمال زیادہ زیادہ ہونے لگا۔ پھر اُس کو اللہ تعالےٰ نے جنت کا لباس پہنایا۔ اور سورج کا سا چمکتا ہوا نور بخشا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اس کی پیشانی سے چمکنے لگا۔ پس ان کا نور باقی تمام نور پر غالب آگیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تخت پر بٹھا کر فرشتوں کے کندھوں پر اٹھوایا۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ اس کو آسمان کا سیر کراؤ تاکہ ملکوت کے عجائبات کو دیکھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات کے نام سکھائے پھر فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ اس کو سجدہ کرو۔ سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو مردود کر کے اپنی بارگاہ سے ہانک دیا۔ اور حضرت آدمؑ کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر اُن کی بائیں پسلی سے اُن کی زوجہ حضرت حوّاؑ کو پیدا کیا۔ درآنحالیکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ جب بیدار ہوئے۔ اور اُس کو دیکھا۔ تو اُن کے دل کو تسکین ہوئی۔ اور اُس کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ تب فرشتوں نے کہا۔ اے آدم ٹھیر جا۔ آدمؑ نے کہا کیوں۔ اُس کو تو اللہ تعالےٰ نے میرے لئے پیدا کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا جب تک اس کا مہر نہ ادا کرلو۔ تب تک ہاتھ نہ لگاؤ۔ پوچھا کہ اس کا مہر کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ حضرت محمدؐ پر تین بار درود شریف پڑھو پھر اللہ تعالےٰ نے جنت کی نعمتوں کو اُن کے لئے مباح کر دیا۔ اور فرمایا کہ گیہوں کے درخت کے نزدیک نہ جانا۔ پس اُن کے ساتھ ابلیس نے حسد کیا۔ اور ابلیس سب سے پہلا شخص ہے۔ جس نے تکبر اور حسد کیا۔ ملعون ابلیس جنت کے دروازہ پر آیا اور وہاں طاؤس کو دیکھا اور اس کے پاس کھڑا ہو کر رونے لگا۔ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمام خلائق کے حال پر روتا ہوں کہ وہ سب کے سب ان لوگوں کے سوا جو شجرۂ خلد کو کھا وینگے مرجاوینگے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے اول جھوٹ بولا۔ پس طاؤس نے اس کو کہا کہ وہ درخت کہاں ہے۔ ابلیس نے کہا۔ کہ اگر تو مجھے جنت میں

لے چلے تو میں وہ درخت تجھے دکھلاؤں۔ طاؤس نے کہا کہ مجھے اس امر کی طاقت نہیں ہے لیکن سانپ کو کہتا ہوں۔ کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ حضرت آدم ع کی خدمت میں آیا جایا کرتا ہے۔ اُس وقت سانپ تمام چار پاؤں سے احسن تھا۔ اُس نے آکر یہ ماجرا سانپ سے بیان کیا۔ سانپ باہر نکلا۔ اور ابلیس ہوا بنکر سانپ کے دانتوں میں جا داخل ہوا۔ حتیٰ کہ حضرت آدم و حوّا کے پاس آگیا۔ اور ان کے نزدیک جا کر اس قدر گریہ و زاری اور نوحہ کرنے لگا۔ کہ ان کو بھی غمناک کر دیا۔ اور سب سے اول جس نے نوحہ کیا وہ ابلیس ہے۔ پس ان دونوں نے اس کو کہا کہ تو کیوں روتا ہے۔ کہا اس لئے کہ تم دونو مر جاؤ گے اور اس نعمت سے جدا ہو جاؤ گے میں تم کو ایسا درخت بتلاتا ہوں۔ کہ اگر تم اس کو کھا لو گے تو پھر کبھی نہ مرو گے۔ اور ان کو قسم دی۔ کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ ابلیس ہی نے پہلے سب سے جھوٹی قسم کھائی اور دھوکا دیا۔ پس حضرت حوّا ء نے کھا لیا۔ اور حضرت آدم ع کے لئے بھی آراستہ کیا۔ اور اُنہوں نے بھی کھا لیا۔ اور اُنہوں نے گمان کر لیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نام سے جھوٹی قسم کھانے پر کوئی دلیری نہیں کرتا۔ پس ان کو دس چیزوں سے عذاب نصیب ہوا:۔

اوّل۔ ان کو اس بات کا عتاب ہوا۔ اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ۔ کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا +

دوسری۔ اُن سے جنت کا لباس اتار لیا حتیٰ بَدَتْ لَھُمَا سَوْاٰتُھُمَا حتیٰ کہ ان کی بُرائی ظاہر ہو گئی +

تیسری۔ ان سے نور سلب کیا گیا +

چوتھی۔ ان کو جنت سے نکال دیا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے کہدیا کہ آدمؑ اور حوّاء کو میرے پڑوس سے نکال دو۔ کیونکہ جو میری نافرمانی کرے وہ میرے پڑوس میں رہنے کے لائق نہیں ہے۔ پس آدم ع کو سراندیپ میں اور حوّاء کو جدہ میں اور ابلیس کو بصرہ میں اور سانپ کو اصفہان میں اور طاؤس کو بابل میں پھینک دیا +

پانچویں۔ ان کے درمیان سو سال تک جدائی پڑ گئی۔ حتیٰ کہ مزدلفہ میں جمع ہوئے۔ اسی جمع اور تعارف کے باعث اس کا نام نعمان اور عرفہ رکھا گیا ہے +

چھٹے۔ آدم ع اور ابلیس اور سانپ کے درمیان عداوت ہو گئی +

ساتویں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کو معصیت کے ساتھ پکارا۔ روایت ہے۔ کہ

حضرت ابراہیم ع نے ایک رات حضرت آدم ع کا واقعہ یاد کیا اور کہا اے رب تو نے آدم ع کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور اپنی رُوح کو اس میں پھونکا۔ اور فرشتوں سے اس کو سجدہ کروایا۔ اور بلا عمل اُس کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر ایک ہی لغزش سے اُس کو معصیت کے ساتھ پکارا۔ اور جنت سے اس کو نکال دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم ع کی طرف وحی بھیجی۔ کہ اے ابراہیم کیا تو نہیں جانتا کہ دوست کی مخالفت دوست کے لئے نہایت ناگوار ہوتی ہے ؛

آٹھویں۔ ابلیس کو ان کی اولاد پر مسلط کر دیا تاکہ اس کو گمراہ کرے ؛

نویں۔ اللہ تعالےٰ نے ان میں سے مومنین کے لئے دنیا کو قید خانہ بنایا ؛

دسویں۔ قوت و خوراک کی طلب میں ان کو رنج اُٹھانا پڑا۔ بیشک آدم ع اللہ تعالےٰ کے نزدیک حبیب تھا۔ پس اس کو اس نے چُن لیا۔ اور اُس کی توبہ کو قبول کر لیا۔ اور اس کو راہ راست کی ہدایت دی۔ اور ابلیس کو بھی دس اشیاء سے عذاب دیا گیا :-

اول۔ ولایت سے اس کو معزول کر دیا۔ حالانکہ وہ آسمان دُنیا اور زمین کے فرشتوں کا پیشوا اور جنت کے دربانوں میں سے ایک دربان تھا ؛

دوسری۔ جنت سے ایسا نکالا گیا۔ کہ پھر کبھی اس میں داخل نہ ہوگا ؛

تیسری۔ مسخ ہو کر شیطان بن گیا ؛

چوتھی۔ اس کا نام بدلا یا گیا۔ پہلے اس کا نام عزازیل تھا۔ پھر اس کا نام ابلیس ہوگیا۔ اور ابلیس اس کو کہتے ہیں۔ جو خدا کی رحمت سے محروم ہو ؛

پانچویں۔ اس کو تمام بدبختوں کا امام بنا دیا اب اُس کی تابعداری وہی کرتا ہے جو شقی و بدبخت ہو ؛

چھٹے۔ قیامت تک اس پر لعنت برستی رہیگی ؛

ساتویں۔ اس کی معرفت سلب کی گئی۔ اور ایک ذرہ علم کا اس کے پاس نہ رہا ؛

آٹھویں۔ اُس کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہوگیا ؛

نویں۔ وہ کشش اور تمام نیکیوں سے خالی ہوگیا ؛

دسویں۔ تمام دوزخیوں کا خطیب بنایا گیا ؛

بعض کہتے ہیں۔ کہ پانچ چیزوں سے ابلیس بدبخت ہوگیا۔ اپنی خطا کا اقرار نہ کیا اور توبہ کو واجب نہ جانا اور توبہ نہ کی اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے تکبر کیا اور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے

ناامید ہوا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پانچ چیزوں سے سعادت مند ہو گئے۔ اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اور توبہ کو واجب جانا۔ اور اللہ تعالےٰ کے آگے توبہ کی۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے تواضع اختیار کی۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔ وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر گرائے گئے۔ سات دن تک آپ کے آنسو نہ تھمے اور شرم کے مارے سر کو جھکائے رکھا پس اللہ تعالےٰ نے وحی کی۔ کہ کس امر سے تم کو یہ مصیبت پیش آئی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی۔ اے رب۔ میری مصیبت بڑھ گئی۔ اور میری خطا نے مجھے گھیر لیا۔ اور میں اپنے رب کے ملکوت سے نکالا گیا۔ اور کرامت کے بعد ذلت میں اور سعادت کے بعد شقاوت میں اور راحت کے بعد مصیبت میں اور عافیت کے بعد بلا میں مبتلا ہو گیا۔ پھر کس طرح میں اپنی خطا پر نہ روؤں۔ اللہ تعالےٰ نے حکم بھیجا۔ اے آدمؑ کیا میں نے تجھے اپنے لئے برگزیدہ نہ کیا۔ اور تجھے اپنے گھر میں جگہ نہ دی اور اپنی کرامت کے ساتھ تجھے مخصوص نہ کیا۔ اور اپنے غصہ سے تجھے نہ ڈرایا۔ اور کیا میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہ کیا۔ اور اپنا روح تجھ میں نہ پھونکا۔ اور فرشتوں سے تجھے سجدہ نہ کروایا۔ پھر تو نے میرے حکم کو نہ مانا۔ اور میرے عہد کو بھلا دیا۔ اور تو نے میرے غضب کا معارضہ کیا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب تیری طرح میری عبادت اور تسبیح کریں اور پھر میری نافرمانی کریں۔ تو میں ان سب کو عاصیوں کی منازل میں اتار دوں۔ یہ سن کر حضرت آدمؑ تین سو سال تک روتے رہے۔ خیال کرو۔ کہ حضرت آدمؑ نے تخت مملکت پر جلوس فرما کر ایک ہی دفعہ منہی عنہ لقمہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور جنت سے نکالے گئے۔ اے اس کی اولاد گناہوں کی آفات سے ڈرو۔ گناہوں کی شامت سے یہ سب مصیبتیں ان پر نازل ہوئیں۔ اور اسجدوا لآدم کے سننے سے اھبطوا منہا کی لپیٹ میں گر گئے۔ اور وہ شخص کہ جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ پیشانی رگڑتے ہوئے نکالا گیا۔ اور اس کی زبان حال اس طرح فریاد کرتی رہی۔ شعر

حُدَاةَ الْعِيْسِ رِفْقًا بِالْأَسِيْرِ لِيَغْنَمَ نَظْرَةً قَبْلَ الْمَسِيْرِ

(ترجمہ) اے پچھلی رات کو حدی پڑھنے والو اس پر نرمی کرو۔ تاکہ چلنے سے پہلے

ایک نظر بھر کر دیکھ لے ؛ زمین میں اپنی خوشی کے وطن کو یاد کر کر روتے رہے۔ اور جب کبھی جبرئیلؑ کو دیکھتے زبان شوق سے اس طرح کہتے۔ اَلَا یَا صَبَا نَجْدٍ مَتٰی هِجْتَ مِنْ نَجْدٍ ۔(اے نجد کی باد صبا تو نجد سے کب چلی ہے) اور جب کبھی فرشتوں کو اوپر چڑھتے اور اپنے بازوؤں کو کٹا ہؤا دیکھتے۔ ان کی بیقراری اور بھی بڑھ جاتی۔ اور مشتاق کے لئے سب سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ قافلے والے دوست کے شہر کو جائیں۔ اور وہ محبوس پڑا ہو۔ اور آنے والوں سے وصال کی ہوا سونگھے اور حسرتناک ہو کر یار کے ملک کا حال پوچھے۔ شعر

حَدِّثَانِیْ عَنِ الْعَقِیْقِ حَدِیْثًا   اَنْتُمَا بِالْعَقِیْقِ اَقْرَبُ عَهْدًا

(ترجمہ) تم مجھے عقیق کی باتیں سناؤ۔ کیونکہ تم دونوں عقیق سے زیادہ قریب عہد والے ہو ؛ حضرت آدمؑ اپنے بیٹے کو کہا کرتے۔ اے میرے بیٹے مجھے اس گھر کا زیادہ غم ہے جس سے میں نکالا گیا ہوں۔ اگر تو اس کو دیکھ لے تو تیری جان شوق کے مارے نکل جائے۔ اور اُن کی اولاد اُن کے اس قدر رونے سے تعجب کرتی تھی۔ ہاں سچ ہے جس نے یوسفؑ کو نہیں دیکھا۔ وہ یعقوبؑ کو کیسے معذور سمجھتا ہے۔ شعر

اَرْضِیْنَا بِنَبَاتِ اللَّوٰی   عَنْ وُرُوْدٍ یَا لَهَا صَفْقَةُ غَبْنٍ

حضرت آدمؑ سے بلا نہ ٹلی اور باوجود کمال اور علم کے ان سے نافرمانی سرزد ہوئی۔ اور نہ ہی اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی عزت ان سے دُور ہوئی اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا کے قول نے ان کو خالص کر دیا۔ اور جب سے وہ اپنے مرتبہ سے گرے اپنے غم والم کا قصہ اور افسوس کا پیغام بھیجتے رہے۔ شعر

اَلَا یَا نَسِیْمَ الرِّیْحِ اِنْ کُنْتَ مُحْسِنًا   تَحَمَّلْ اِلٰی اَرْضِ الْحِجَازِ سَلَامِیْ
وَ اِنِّیْ لَاَرْضٰی اَنْ اَکُوْنَ بِاَرْضِهِمْ   عَلٰی اَنَّنِیْ مِنْهَا اسْتَحَقَّ سِقَامِیْ

(ترجمہ) اے بادِ نسیم تیرا بڑا احسان ہو گا۔ اگر تو میری سلام زمین حجاز کو جا پہنچائے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی زمین میں ہوں۔ خواہ میری بیماری اور بھی زیادہ ہو جائے ؛ دنیا جُدائی کا گھر ہے جس نے اُس کی لذتوں کو چکھا۔ اسی کو اُس نے ہلاک کیا۔ حضرت آدمؑ جب تک رہے روتے رہے۔ اور نوحؑ نوحہ کرتے کرتے گذر گئے۔ اور حضرت داؤدؑ کی عمر روتے پیٹتے گذری۔ اور یعقوبؑ اپنے دوست سے جدا رہے۔ حضرت یعقوبؑ کی

زندگی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ نہایت ہی اچھی تھی۔ جب درمیان جدائی پڑ گئی تو بیمار ہو گئے اور اسی سال تک اس غم میں ان کو نیند نہ آئی۔ جب منظور اور محبوب گم ہو گیا۔ تو آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ اور جب بھائی اُن کے پاس پہنچے تو اُن سے سوال کرتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے اُن کی طرف بڑھے اور عاشق کی طرح بیقرار ہوئے تاکہ والد کی باتیں سُنیں۔ جب اُنہوں نے یعقوبؑ کی طرف سے سلام پہنچایا۔ تو محبوب کے ذکر سے شوق کا پرندہ پھڑپھڑایا۔ اور زبان سے پہلے اُس کے دل نے سلام کا جواب دیا۔ جب یعقوبؑ نے اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ کے ہاتھ سے غم کا پردہ کھولا۔ تو ملامت کرنیوالوں نے کہا تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ تو یوسف کا ہی ذکر کرتا رہتا ہے۔ تو انہوں نے وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے ہتھیار سے ان کا مقابلہ کیا۔ بخدا اگر ان پر بھی وہ کچھ گذرتا جو ان پر گذرا تھا تو ہرگز انکار نہ کرتے۔ جو شخص محبت لگانا چاہتا ہے۔ اُس کو چاہئے کہ صبر کا درخت لگائے۔ کیونکہ جب وہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو تر و تازہ میوہ دیتا ہے۔ اے غافل تو بھی محبت کی مجلس میں گذر کر۔ اور ان لوگوں کو پکار۔ تو ان کو اس طرح دیکھیگا۔ جیسے پروانہ آگ پر ہوتا ہے۔ ان کی روح محبت سے بیقرار اور خوف کے مارے بیزار ہوگی۔ پاک ہے وہ ذات جو ان کو اپنے لطف سے تھام رکھتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رح اپنے دوست کے ساتھ مشغول ہو کر اس قدر لوگوں سے بھاگتے تھے کہ لوگ ان کو مجنون اور دیوانہ کہتے تھے۔ شعر

وَلَقِیْتُ فِیْ حُبِّیْکَ مَا لَمْ یَلْقَہٗ ۔۔۔ فِیْ حُبِّ لَیْلٰی قَیْسُہَا الْمَجْنُوْنُ

لٰکِنَّنِیْ لَمْ اَتَّبِعْ وَحْشَ الْفَلَا ۔۔۔ کَفِعَالِ قَیْسٍ وَالْجُنُوْنُ فُنُوْنُ

ترجمہ۔ میں نے تیری محبت میں وہ کچھ پایا ہے جو قیس مجنون نے لیلٰی کی محبت میں نہ پایا تھا۔ لیکن میں قیس کی طرح جنگل کے وحشیوں کے پیچھے نہیں گیا۔ اور جنون کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کو جنون کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور محبت اس کو اپنا حال بیان کرنے سے روکتی تھی۔ شعر

اُبَیِّتُہُمْ وَجْدِیْ وَہُمْ فِیْ عَمِّہِمْ ۔۔۔ وَاَرْجُوْا شِفَائِیْ مِنْہُمْ وَہُمْ ہُمْ

وَکَمْ عَنَّفَ الْمُوْلِیْ فِیْہِمْ غَیْرَ مَرَّۃٍ ۔۔۔ فَقُلْتُ لَہُمْ وَاللّٰہُ بِالسِّرِّ اَعْلَمُ

اِذَا کَانَ قَلْبِیْ مُوْلِقًا بِجَمَالِہِمْ ۔۔۔ وَرُوْحِیْ لَدَیْہِمْ کَیْفَ عَنْکُمْ

فَاِنْ شِئْتُمُوْا اَنْ تَعِلُ لُوْا فَتَوَاحَلُوْا   اِلٰی اَنْ یَعُوْدُ الْقَلْبُ لَا یَتَکَلَّمُ

(ترجمہ) میرا درد و رنج انکار کرتا ہے اور وہ میرے حال سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور میں ان سے اپنی شفا چاہتا ہوں اور وہ میرا غم چاہتے ہیں۔ ان کے حق میں مجھے بہت دفعہ لوگوں نے ملامت کی لیکن میں نے ان کو کہا کہ اللہ میرے حال کو بہتر جانتا ہے۔ جب میرا دل ان کے خیال میں بندھا ہوا ہے اور میرا روح ان کے پاس ہے تو پھر میں تمہاری باتوں کو کس طرح سنوں پس اگر تم چاہتے ہو۔ کہ انصاف کرو۔ تو پھر بہتر ہے کہ میری ان سے ملاقات کرا دو تاکہ میرا دل پھر مجھے مل جاوے۔ جو ہرگز بولتا نہیں ہے + جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اویس قرنی رح کا حلیہ اصحابؓ کے پاس بیان کیا۔ تو حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما کو اس کے دیکھنے کا شوق غالب ہوا۔ اور وہ ہر سال یمن والوں سے اُس کی خیر و عافیت دریافت کرتے۔ جب حضرت عمرؓ و علیؓ نے آخری حج کیا تو عرفہ میں اُسکو دیکھ کر پہچان لیا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو کہا کہ تو اسی جگہ ٹھیرتا کہ میں تیرے واسطے کچھ نفقہ لاؤں۔ اُس نے کہا کہ میں اسکے بعد تجھے نہ دیکھونگا۔ شعر

وَاِنْ کَانَتِ الْعَیْنُ مُذْ فَارَقْتُمُوْا نَظَرَتْ   اِلٰی سِوٰی حُسْنِکُمْ قَدْ خَانَنِیْ نَظَرِیْ

سَلْهَا هَلِ اکْتَحَلَتْ مِنْ مَنْظَرٍ حَسَنٍ   سِوٰی جَمَالِكَ یَا سَمْعِیْ وَیَا بَصَرِیْ

فَارْدُدْ لَهَا کُحْلَهَا الشَّافِیْ فَنَاظِرُهَا   سَهَرٌ اَنْ یَقْنَعَ بَعْدَ الْعَیْنِ بِالْاَثَرِ

(ترجمہ) اگر میری آنکھ نے تم سے جدا ہونے کے بعد تمہارے حسن کے سوا کسی اور کے حسن کی طرف دیکھا ہے تو واقعی اُس نے خیانت کی ہے۔ اے میری آنکھ اور اے میرے کان تم پوچھ لو۔ کہ میں نے تمہارے جمال کے سوا کسی اور بہتر منظر کا سرمہ اپنی آنکھوں میں نہیں ڈالا ہے۔ پس میری آنکھ کو شفا دینے والا سرمہ دے دو۔ کیونکہ میری آنکھ جاگتی رہی ہے تاکہ عین کے بعد اثر پر قناعت کرے + اے حرص کے جنگل میں حیران پھرنیوالے یہ کیا طریق ہے کہ تو اپنی عمر کو برامکہ کی طرح تفریط میں خرچ کرے اور حاجب کی طرح دنیا کا حریص ہو جائے۔ یاد رکھ جو شخص لذت کے منہ کو چومتا ہے۔ اُس کو افسوس کی انگلی ندامت کے دانتوں سے کاٹنی پڑتی ہے۔ اے عجمی ذہن والے عربی داناؤں کے ساتھ موافقت کر۔ تو کب تک متلون مزاج والوں کے ساتھ رہیگا۔ اور کب تک دولتمندوں کے ساتھ ضیافتیں کھاتا رہیگا۔ تو باوجود اپنی کوتاہیوں کے بیخوف ہے۔ اور وہ لوگ باوجود اجتہاد اور ریاضت کے ڈرتے تھے۔ اور تو باوجود گناہوں کے ہنستا ہے۔ اور وہ لوگ

باوجود طاعت کے روتے تھے۔ خائفین کے آنسو دن میں بند ہوتے ہیں۔ لیکن جب رات آجاتی ہے۔ تو شوق ان کے دلوں میں بھڑک اٹھتا ہے اور ان کے گوشت کو پگھلا کر آنسو بہانے لگتا ہے۔ پھر آنکھوں میں شعلہ مار کر چنگاری کی طرح ان کے باطن میں غم کی آگ لگاتا ہے۔ زید بن ہارون سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ رات کو کس قدر سوتے ہیں۔ فرمایا کہ میں تو کچھ سونا چاہتا ہوں۔ لیکن میری آنکھیں نہیں سوتیں بشعر

سَلُوْا عَيْنَ طَرْفِيْ اِنْ سَئَلْتُمْ عَنِ الْكَرٰى
فَمَا لِجُفُوْنِ الْعَاشِقِيْنَ مَنَامُ

(ترجمہ) اگر تم قافلے سے پوچھو تو میری آنکھ کی نسبت ضرور پوچھو۔ کیونکہ عاشقوں کی آنکھوں کو نیند نہیں آتی + ان لوگوں کے دل اس کی محبت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر وہ بولتے ہیں تو اسی کے ذکر سے۔ اور اگر وہ حرکت کرتے ہیں تو اسی کے امر سے۔ اور اگر خوش ہوتے ہیں تو اسی کے قرب سے۔ اور اگر غمناک ہوتے ہیں تو اسی کے عتاب کے باعث۔ ایک لحظہ بھی اسکی مناجات سے صبر نہیں کرتے اور اسکی رضا کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں بولتے جب حضرت موسیٰؑ کے دل میں محبت کی آگ برقرار ہوگئی تو طور کی آگ سے چنگاڑا لینے کے لئے دوڑے اور وہ آگ پوشیدہ ہوگئی۔ پس جب ندا ان کے کان میں پہنچی۔ تو ندا کرنیوالے کی طرف مشتاق ہوئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے درمیان طواف کرتے اور کہتے کوئی ہے جو میرا پیغام میرے رب کی طرف لیجائے اور اس سے آپ کی مراد یہ تھی۔ کہ زیادہ دیر تک دوست کے ساتھ مناجات کریں۔ جب معراج کی رات ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپکے پاس سے گذرے تو نماز کے بارہ میں کئی بار حضور کو واپس بھیجا۔ اور اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ حبیب کے حبیب کی کثرت دیدار کی سعادت حاصل کریں۔ واقعی شوق بدنوں کو لاغر اور دلوں کو بیقرار کر دیتا ہے۔ حضرت فتح موصلی روتے اور کہتے۔ کہ میرا شوق تیری طرف بڑھ گیا ہے۔ مجھے جلدی اپنے پاس بلالے۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں مجھے ایک غلام ملا۔ میں نے اس کو کہا کہ تجھے تنہائی کی وحشت نہیں ستاتی اُس نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ کے انس نے تمام وحشتوں کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔ پھر میں نے اُس کو کہا کہ میں کہاں تجھے ملوں۔ کہا کہ آخرت میں۔ پھر میں نے کہا

کہ کہاں تجھے طلب کروں۔ کہا کہ اللہ کی طرف دیکھنے والوں کے زمرہ میں مجھے تلاش کرنا۔ میں نے تمام محرمات سے اپنی آنکھ کو بند رکھا ہے۔ پھر میں نے اس سے سوال کیا۔ کہ مجھے ایک نظر بھر کر دیکھ لینے دے۔ یہ سن کر اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور میری آنکھوں سے غائب ہو گیا + اے غافل تو دنیا کے لئے نہیں پیدا ہوا۔ پھر تو ایسے گھر کے ساتھ کیوں الفت لگاتا ہے۔ جو رہنے کے لائق نہیں ہے۔ تیرا رفیق قیمتی ہے۔ اور تو یمانی ہے جس شخص نے آخرت کے جمال کو دیکھ لیا اس کے لئے دنیا کا چھوڑنا آسان ہو گیا۔ جب باشق کو شکار نظر آ جاتا ہے۔ تو اس کو ہاتھ کی محبت بھول جاتی ہے۔ آرام و راحت کی حلاوت کو یاد کرنا کہ تجھ پر سفر کی کڑواہٹ آسان ہو جائے جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ آگ میں ڈالے گئے۔ تو فرشتے بہت بیقرار ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے۔ اے ہمارے رب ہم کو حکم دو تاکہ ہم اس آگ کو اس سے ٹال دیں اللہ تعالے نے فرمایا کہ اگر وہ تمہاری مدد کا محتاج ہے تو جاؤ اس کی مدد کرو۔ پس جب ان کو جبرئیلؑ نے دیکھا کہ عادت کے شہروں کو چھوڑ دیا ہے۔ تو گمان کیا کہ توکل کے قدم ضعیف ہو گئے ہیں۔ اس وقت ان سے عرض کیا۔ کہ اگر کچھ حاجت ہو۔ تو فرمائیں آپ نے جواب دیا۔ کہ تیرے ساتھ میرا کوئی کام نہیں ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے مولیٰ سے تیرے لئے سوال کروں۔ جواب دیا کہ وہ میرے حال کو جانتا ہے سوال کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ شعر

تَمَلَّکُوْا وَاحْتَکَمُوْا وَصَارَ قَلْبِیْ لَھُمْ
تَصَرَّفُوْا فِیْ عَبْدِھِمْ فَلَا یُقَالُ ظَلَمُوْا
اِنْ وَاصَلُوْا فَحُبُّھُمْ اَوْ ھَجَرُوْا فَھُمْ ھُمْ
قَدْ اَوْدَعُوْا سِرَّ الْھَوٰی دِعَا جُنُھُمْ وَاسْتَکْتَمُوْا
یَا اَرْضُ سَلْ عَنْ خِبْرَتِیْ وَحَدِّثِیْنِیْ عَنْھُمْ
یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اِذْ غَدَا وَاتَّخَذُوْا لِمَ اتَّھَمُوْا
مَا ضَرَّھُمْ حِیْنَ سَرَوْا لَوْ وَقَفُوْا وَسَلَّمُوْا

(ترجمہ) وہ میرے مالک و حاکم ہو گئے۔ اور میرا دل ان کا ہو گیا۔ انہوں نے اپنے غلام میں تصرف کیا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے ظلم کیا ہے۔ خواہ اپنے عاشق سے ملیں یا جدا رہیں

وہ مالک و مختار رہیں۔ ان کی نسبت میرے دل میں پوشیدہ اور برقرار ہے۔ اے زمین میرے ہمسائیوں کا حال پوچھ اور ان کی باتیں مجھے سنا۔ کاش کہ جب وہ روانہ ہوئے مجھے تہمت نہ لگاتے۔ اور جس وقت وہ چلے تھے۔ اگر ذرا ٹھیر جاتے اور سلام کرتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا تھا + مجنوں کے بدن تمہارے سامنے ہیں اور ان کے دل سفر میں ہیں۔ شعر

اِنَّ قَوْمِیْ یَوْمَ بَانُوْا   فَرَّقُوْا بَیْنِیْ وَبَیْنِیْ
اَخَذُوْا قَلْبِیْ وَرُوْحِیْ   وَلَھُمْ سَمْعِیْ وَعَیْنِیْ
فَاِذَا کُنْتُ اَنَا الرَّاْ   ھِنَ مَنْ یُّقْبِضُ دَیْنِیْ

(ترجمہ) میرے لوگ جب مجھ سے جدا ہوئے تو میرے دل اور روح کو بھی ساتھ لے گئے۔ اور میرے کان اور آنکھ بھی انہی کے پیچھے چلے گئے۔ جب میں خود ہی راہن ہوں تو میرے قرضہ پر کون قابض ہوگا + جب صالحین نے اپنی زندگی کی قدر و قیمت کو جان لیا۔ تو انہوں نے ہوا و حرص کو مار دیا اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہوگئے۔ جب ان میں سے کوئی شہوت کو ترک کرکے نفس کو مغلوب کرتا۔ تو ایسا خوش ہوتا جیسے کوئی تیر انداز خوش ہوتا ہے۔ اور جب انہوں نے اپنے مقصد کو جان لیا تو ان پر لمبا رستہ آسان ہوگیا۔ ان کو مبارک ہو۔ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (تمہارا یہ دن وہ ہے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔ شعر

لَمْ تُبْقِ فِیْهِمْ حَرَارَاتُ الْهَوٰی وَجَوَی الْ   اَحْزَانِ غَیْرَ خَیَالَاتٍ وَّ اَشْبَاحٍ
تَکَادُ تُنْکِرُھُمْ عَیْنُ الْخَبِیْرِ بِھِمْ   لَوْلَا تَرَدُّدُ اَنْفَاسٍ وَّ اَرْوَاحٍ

(ترجمہ) عشق کی حرارت اور غم کی سوزش نے ان میں خیالات اور ظاہری صورت کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ اگر ان کی سانس اور ارواح نہ آئے جائیں۔ تو ممکن ہے کہ ان کی خبر لینے والا ان سے انکار کردے + جب کبھی وہ آرام و سکون کے کوچہ میں داخل ہوتے۔ تو جھٹ خوف ان کو بے آرامی کی راہ میں چلاتا۔ شعر

حُبُّکُمْ یُبَلْبِلُنِیْ وَالْغَرَامُ یُبْلِیْنِیْ   کُلَّمَا یَئِسْتُ اَنٰی لُطْفُکُمْ یُمَنِّیْنِیْ
اِنْ طَرَدْتَ یَا اَمَلِیْ مَنْ سِوَاکَ یُؤْوِیْنِیْ   قَدْ اَنَبْتُ بَابَکُمْ فِیْ شِعَارِ مِسْکِیْنٍ
وَالْفُؤَادُ یَطْلُبُکُمْ طَائِعًا وَّیَعْصِیْنِیْ   اَنْ اَجُزْ عَنْکُمْ فَمَا بَاحَ لِیْ دُوْنِیْ

(ترجمہ) تمہارا عشق و محبت مجھے نہایت بیقرار کردیتے ہیں۔ اور جب کبھی میں مایوس ہو جاتا ہوں

تو تمہارا لطف اگر مجھے امید دلاتا ہے۔ اے میری امید اگر تو مجھے دھتکار دے تو پھر اور کون مجھے نزدیک کریگا۔ میں تمہارے دروازہ پر مسکین کے لباس میں آیا ہوں۔ اور میرا دل تمہارا تابعدار ہو کر تمہارا طالب ہے اور میری نافرمانی کرتا ہے۔ اے غافل! اگر تو اندھیرے کی وادی میں پہنچے تو دیکھیگا کہ ان لوگوں نے گریہ زاری کی نہروں کے کنارہ پر اپنے خیمے لگائے ہیں۔ اور خلوت میں اپنے دوست کے ساتھ طول طویل باتوں میں مشغول ہیں۔

اے قوم سے پیچھے رہے ہوئے تو بھی اپنے آپ کو ان کی محبت کی رسی سے باندھ لے شائد کہ تو بھی ان کے ساتھ مل جائے۔ مناجات کرنے کے لئے تجھے کافی راتیں تھیں۔ لیکن تو نے معاملہ کو منقطع کر دیا۔ شعر

عُوْدُوْا اِلَى الْوَصْلِ عَوْدًا　　فَالْهَجْرُ صَعْبٌ شَدِيْدٌ

(ترجمہ) وصل کی طرف آؤ۔ کیونکہ ہجر نہایت ہی سخت اور مشکل ہے۔ جنگل کی تکلیف مستی کے ذکر سے آسان ہو جاتی ہے۔ اور طول طریق کے طے کرنے پر سب سے زیادہ مددگار دوست کے گھر کی بو ہے۔ شعر

تَوَلَّهِيْ يَا سَمَارَ نَجْدِ　　بِالشَّيْحِ مِنْ ذَاكَ الْحِمَى وَالرَّنْدِ
لَعَلَّ رَيَّاكَ اِذَا مَا نَفَحَتْ　　تُبَدِّلُ حَرَّ لَوْعَتِيْ بِبَرْدِ

حضرت شبلی روتے اور کہتے۔ کاش کہ میں جانتا کہ اے علام الغیوب کل کو تیرے نزدیک میرا کیا نام ہوگا۔ اور اے غفار الذنوب میرے ساتھ کیا معاملہ کریگا۔ اور مقلب القلوب میرا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ شعر

هَجْرُكَ اَتَاكَ فَاقْتُلِيْ سَرِيْعًا　　وَاِنَّ هَجْرَ الْحَبِيْبِ قَاتِلٌ
اِنْ كُنْتَ هَجَرْتَنِيْ فَعِنْدِيْ　　شُغْلٌ بِكَ يَا حَبِيْبُ شَاغِلٌ
يَا غَايَةَ مُنْيَتِيْ وَسُؤْلِيْ　　مَا اَنْتَ بِمَنْ تُحِبُّ فَاعِلٌ

(ترجمہ) تیرا ہجر مجھے بہت جلدی قتل کرنے والا ہے۔ اور واقعی دوست کا ہجر قاتل ہوتا ہے اگرچہ تو نے مجھے جدا کر دیا ہے لیکن اے پیارے دوست میرے پاس تیرا شغل ہے۔ جس کے ساتھ میں مشغول رہتا ہوں۔ اے میری امید اور مقصد تو اپنے محب کے ساتھ کیا کریگی۔ اے آنسوؤں کے بادلو دل کی زمین پر برسو۔ اے وہ شخص کہ جس کا دل گم ہوا ہوا ہے۔ اس کے ڈھونڈنے کے لئے جلد کر۔ بادشاہوں کے دروازوں کو ہاتھوں

کو ہاتھوں سے نہیں کھٹکھٹایا جاتا۔ بلکہ نفس محتاج کے ساتھ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو ایک پہاڑ کے دامن میں دیکھا کہ اس پر بیقراری کے آثار ظاہر تھے۔ میں نے اس کو کہا کہ تو کہاں سے ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک نافرمان غلام ہوں جو آقا سے بھاگ کر آیا ہوں۔ میں نے اس کو کہا کہ اپنے مولیٰ کے پاس جا کر عذر خواہی کر۔ اس نے کہا کہ عذر خواہی کے لئے کوئی وجہ اور حجت میرے پاس نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تو ایسے شخص سے تعلق پیدا کر جو تیرے لئے سفارش کرے۔ اس نے کہا میں کس سے سفارش طلب کروں۔ جبکہ سب اس سے ڈرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کون ہے اس نے کہا کہ میرا مولیٰ وہ ہے جس نے مجھے بچپن سے پالا اور جب میں بڑا ہوا۔ تو اس کی نافرمانی کی۔ اب مجھے اپنے بُرے فعل اور اس کے حسن سلوک سے حیا آتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک ایسی زور سے چیخ ماری کہ اس کا روح نکل گیا۔ اس کے بعد ایک بڑھیا آ نکلی۔ اور کہنے لگی اس محروم حیران کے قتل پر کس نے اعانت کی۔ میں نے اس بڑھیا سے کہا کہ میں تیرے پاس ٹھیرتا ہوں تاکہ اس کی تجہیز و دفن پر تجھے مدد دوں۔ بڑھیا نے کہا نہیں تو اس کو اپنے قاتل کے سامنے پڑا رہنے دے۔ شاید کہ جب اس کو دیکھے۔ کہ اس کا معین و مددگار کوئی نہیں ہے تو اس پر رحم کرے۔

فصل تئیسویں مراقبہ اور انابت میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے۔ جو غنی و خفی و قوی اور ولی و دنی اور وہم کے ادراک سے برتر و بزرگ ہے۔ اور وہ عظیم و حلیم اور حکیم و علیم اور رحیم اور علام ہے۔ وہ اول ہے اور قدم کے وصف سے موصوف ہے وہ آخر ہے اور اس پر عدم کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ وہ ظاہر ہے اور اس کی معرفت سوائے منکر اور ظالم کے کسی پر مخفی نہیں ہے۔ وہ باطن ہے۔ اس کے وصف کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ذہن اس کی مثال بیان کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی فہم اس کو پا سکتے ہیں۔ وہ اپنے اوصاف کمال میں یگانہ اور نعت جلال میں یکتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے بے نیاز ہے اور ہمیشہ تک ایسا ہی رہیگا۔ وہ حیا اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام کے ساتھ موصوف ہے۔ تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال و اکرام والا

ہے اُس نے عارفوں کے دلوں کو الہام کی روشنی سے منور کیا۔ اور اپنے طالبوں کے اسرار کو آگاہ کیا۔ اور اُن کے لئے اپنے نشان ظاہر کئے اور اُن کے کانوں کو ملامت کے سُننے سے ہٹا کر اپنے خطاب کی لذت میں دخول کیا۔ اور اپنی طرف اُن کے ارادوں کو برانگیختہ کیا۔ اور وہ اندھیروں میں اسکی طرف ایسے حال میں چلے کہ عشق ہنکے لئے حد سے بڑھتا گیا۔ اور قصد و طلب ان کا رہنما بنا۔ اور جوش و سوزش اُن کو پیچھے سے ہانکتا گیا۔ اور وہ ایسی نیاری سے چلے کہ اس سے جا واصل ہوئے۔ اور جو کچھ انہوں نے طلب کیا پالیا اور وہ اپنے مالک کے دروازہ پر اس قدر کھڑے رہے کہ قبول ہو گئے۔ اور غفلت والے سوتے رہ گئے۔ مقبول مطرود کی طرح نہیں ہے۔ اور محبوب مردود جیسا نہیں ہے اور نہ ہی وصال جدائی کی مانند ہے۔ اور نہ ہی وہ شخص جو عشق سے خالی ہے عاشق کیطرح ہوتا ہے۔ اور عذر و جفا کرنیوالا اس شخص کی طرح نہیں ہے جو حق وفا کو ادا کرتا ہے۔ تیرے اور تیرے مولےٰ کے درمیان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا عہد ہے۔ اور عہد کو نگاہ رکھنا کریموں کا طریقہ ہے اُس نے تیرے لئے دلیل کو واضح اور حجت کو روشن کیا۔ اور تجھے طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ کیا تجھے اس ذات پاک سے حیا نہیں آتا جس نے تجھے عدم سے موجود اور زندہ کیا اور تجھے اپنی معرفت وہدایت بخشی۔ اور تیرے ہر حال میں مدد کی اور تجھے دوست رکھا۔ اور تجھے محبت سے پکارا۔ اور تجھے بلند مرتبہ کا وعدہ دیا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلَامٌ - (ترجمہ) اسے ایماندارو اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ وہ آپ اور اُس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں تاکہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور وہ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ ان کا تحفہ جس دن اس سے ملینگے سلام ہے + میں اس کے الہام و انعام و اکرام اور احکام پر جو ہم پر صادر فرمائے اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جنکے وجود کی برکت سے اسلام کے ارکان مضبوط ہوئے۔ اور اصنام اور ازلام باطل ہوگئے۔ ان پر اور ان کی آل و اصحاب

پر جو تمام مخلوقات کے ہادی ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ اور باقی رہنے والی صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ رات اور دن یکے بعد دیگرے آتے جاتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (ترجمہ) تم اپنے قول کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تمہارے سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (ترجمہ) جان لو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے دل کی باتوں کو جانتا ہے۔ پس اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ بخشنے والا حلم والا ہے۔ مراقبہ تقویٰ کے اصول میں سے ایک بڑا بھاری اصل ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امر کو جان لیں کہ اللہ تعالےٰ سنتا اور جانتا اور دیکھتا ہے۔ جب یہ علم دل میں حاصل ہو جائے اور دل میں غفلت نہ آئے اور یہ علم اس قدر قوی ہو جائے کہ حیا اور ہیبت اور مولیٰ کی تعظیم دل میں پیدا ہو جائے۔ تو اس وقت بندہ ہر حال میں مراقب رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی کی نسبت فرماتا ہے۔ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ حیا ایمان کی شاخ ہے اور اس کا ثمرہ یہ ہے کہ بندہ بلا و مصیبت کے رنج سے نہیں گھبراتا۔ اور شکایت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا اپنے رب کے حکم پر صبر کر کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور یہی مطلب ہے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کا جو انہوں نے جبریلؑ کو کہا تھا کہ مجھے سوال کی کچھ حاجت نہیں ہے وہ میرے حال کو جانتا ہے اور ایک اس کا ثمرہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ مکروہات کے دفع کرنے اور مطلب و مقصود کے حاصل کرنے میں اللہ تعالےٰ کی نصرت و حفاظت اور تدبیر پر کفایت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرماتا ہے۔ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ عابدین پر مجاہدے آسان ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے اَلَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ وہ تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور ساجدین میں تیرے برتنے کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مراقبہ پر اس آیت سے آگاہ کیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ

مُبْصِرُوْنَ۔ وہ لوگ جو ڈرتے ہیں جب شیطان کی طرف سے بُرا خیال ان کو آتا ہے۔ تو اس طرح وہ یاد کرتے ہیں گویا کہ اس کو دیکھتے ہیں۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ اور وہ لوگ جب بُرا کام کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کماتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی فرماتے ہیں کہ سب ذکروں سے افضل ذکر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے محرمات کے وقت کیا جاوے۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے کہ ابن آدم نے انصاف نہیں کیا کہ جب وہ مجھے بلاتا ہے تو مجھے شرم آتی ہے کہ اسے رد کروں اور وہ میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھ سے حیا نہیں کرتا۔ اور اسی کتاب میں اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے تو مجھ سے حیا نہیں کرتا۔ میں نے لوگوں کو تیرے عیب بھلا دئے اور زمین کو تیرے گناہ بھلا دئے۔ اور تیری لغزشوں کو ام الکتاب سے مٹا دیا۔ اور قیامت کے دن حساب کے لئے کوئی مناقشہ نہ کرونگا۔ اور اسی کتاب میں اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے اگر تم جانتے ہو کہ میں نہیں نہیں دیکھتا۔ تو تمہارے ایمان میں خلل ہے۔ اور اگر تم جانتے ہو کہ میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر تم کبھی اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے زیادہ رہوں دآسان کیوں بناتے ہو۔ شعر

کُنْ حَیِیًّا اِذَا خَلَوْتَ بِذَنْبٍ لَیْسَ یَخْفٰی عَلَی الرَّقِیْبِ الشَّھِیْدِ
اَتُھَادِنْتَ بِالْاِلٰہِ سَنِیًّا وَ تَوَارَیْتَ عَنْ عُیُوْنِ الْعَبِیْدِ
اَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ اَمْ لَسْتَ قَارِیْ اِنَّ مَوْلَاکَ دُوْنَ حَبْلِ الْوَرِیْدِ

(ترجمہ) جب تو گناہ کرنے لگے تو حیا کر کیونکہ اس رقیب وشہید پر مخفی نہیں ہے۔ یہ کیا عقل کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے گناہ کرنے سے تو سستی کرتا ہے اور بندوں کی آنکھوں سے چھپاتا ہے۔ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے یا نہیں۔ کہ مولیٰ تیرا تیری رگ گردن سے نزدیک ہے۔

حضرت فضیل رح فرمایا کرتے تھے۔ اے مسکین تو دروازے کو بند کرتا اور اس کے آگے پردے لٹکاتا ہے۔ اور لوگوں سے حیا کرتا ہے اور ان دو فرشتوں سے حیا نہیں کرتا جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور نہ ہی تو قرآن سے حیا کرتا ہے جو تیرے سینے میں ہے اور نہ تو اس جلیل سے حیا کرتا ہے۔ جس سے کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

روایت ہے کہ ایک حبشی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ میں بہت بُرے کام کرتا ہوں کیا میرے واسطے بھی توبہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر اس نے عرض کی۔ کہ آیا اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے آپنے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سنکر حبشی نے زور سے چیخ ماری اور مر گیا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بوڑھے شخص کو جب کہ وہ حساب کے لئے کھڑا کیا جاویگا فرماویگا۔ یہ بڑی بے انصافی ہے۔ کہ جب تو چھوٹا تھا تو میں نے تجھے طرح طرح کی نعمتوں سے پالا اور جب تو بڑا ہوا۔ تو میری نافرمانی کرنے لگا۔ لیکن اب میں تجھ سے ایسا نہیں کرتا جیسے کہ تو نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ جا میں نے تجھے بخشا۔ اور یہ بھی روایت ہے۔ کہ نوجوان عاصی کو جب حساب کے لئے لاکر سامنے کھڑا کرینگے۔ تو اس وقت خوف کے مارے اس کے اعضا اور ارکان کانپینگے۔ پس اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا تو نے مجھ سے حیا نہ کیا۔ کیا تو نے مجھے رقیب نہ جانا۔ کیا تو میرے عذاب سے نڈرا۔ کیا تو نے نہ جانا۔ کہ میں تیرے حال پر مطلع ہوں۔ پھر فرماویگا۔ اس کو اپنے مقام دوزخ کی طرف لیجاؤ۔ اور منصور ابن عمار ایک دفعہ جارہے تھے۔ اُنہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا۔ کہ ایک عورت سے باتیں کر رہا ہے۔ ان کو دیکھ کر وہ نوجوان ہٹ گیا اور خود منصور رح اس عورت کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ باتیں کرتے کرتے اپنے گھر کی طرف لے آئے۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو وہ عورت بھی آپ کے پیچھے ان کے گھر میں آکر بیٹھ گئی۔ اور آپ نماز پڑھنے لگے۔ جب دیر کے بعد آپنے سلام دی تو اس عورت نے کہا کہ آپنے بڑی دیر کی۔ آپ نے اس کو کہا کہ تو اس شخص کے حق میں کیا کہتی ہے کہ جس پر چار گواہوں کی موجودگی میں کسی کا حق ہو۔ اور حاکم کو بھی معلوم ہو۔ کہ اس پر واقعی حق ہے تو کیا پھر وہ شخص اس سے انکار کر سکتا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس آپنے فرمایا کہ میرے ساتھ بھی دو فرشتے ہیں اور تیرے ساتھ بھی دو فرشتے ہیں۔ اور ہمارا حاکم جانتا ہے۔ یہ سنکر وہ عورت نہایت اضطراب میں آئی اور تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ اور طاؤس یمانی رح مکہ میں تھے کہ ایک عورت نے ان سے بُرائی کا ارادہ کیا۔ اور ان کے پیچھے پیچھے مسجد حرام تک آگئی۔ لوگ بہت سے جمع تھے۔ اُنہوں نے اس عورت کو کہا کہ آ اپنی حاجت پوری کرلے۔ اس عورت نے کہا کہ اس مقام میں اور اتنے لوگوں میں۔ پس آپنے فرمایا۔ کہ ان لوگوں سے اللہ زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کیا جاوے۔ اس بات سے اس عورت نے توبہ کی اور نہایت ہی اچھی توبہ کی۔ شعر

اِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ خَلَوْتُ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيْبٌ
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ يَغْفُلُ سَاعَةً وَلَا اَنَّ مَا تُخْفِيْهِ عَنْهُ يَغِيْبُ

(ترجمہ) جب زمانہ سے ایک دن تیرا گذر جاوے تو یہ نہ کہ۔ کہ میرا ایک دن گذر گیا بلکہ یوں کہ یہ دن مجھ پر رقیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ایک ساعت بھی تیرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اور نہ ہی جو کچھ کہ تو چھپاتا ہے اس سے پوشیدہ ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میں چند لوگوں کے پاس سے گذرا جو تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک شخص ان میں سے الگ بیٹھا ہوا تھا۔ پس میں اس کی طرف آیا۔ اور چاہا کہ اس سے کلام کروں۔ اس نے کہا کہ میں اللہ کا ذکر چاہتا ہوں۔ میں نے کہا تو اکیلا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ میرے ساتھ میرا رب اور دو فرشتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان میں سے کون سبقت والا اور بڑھا ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ شخص جس کو خدا نے بخشدیا۔ پھر وہ اٹھ کر یہ کہتے ہوئے چلا گیا۔ تیری اکثر خلقت تجھ سے غافل و شاغل ہے۔

محمد بن خفیف رح فرماتے ہیں۔ کہ میں بصرہ سے رملہ کی طرف حضرت بو علی رض رودباری رح کی زیارت کے لئے نکلا۔ مجھے ایک شخص نے کہا کہ صور میں بہت سے جوان اور درمیانی عمر کے لوگ ہیں۔ جو ہمیشہ مراقبہ میں لگے رہتے ہیں۔ میں صور آیا اور مجھے نہایت بھوک پیاس لگی تھی۔ اور میری کمر میں ایک خرقہ تھا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو دو شخصوں کو دیکھا کہ منہ قبلے کی طرف کیا ہے۔ اور سر کو گھٹنوں پر رکھا ہے۔ میں نے ان دونو کو سلام دی۔ ان میں سے ایک نے اپنا سر اٹھایا۔ اور کہا اے ابن خفیف دنیا قلیل ہے اور قلیل میں سے بھی قلیل باقی رہ گئی ہے۔ تو اس قلیل سے کثیر کا سامان حاصل کر۔ پس میں ان کے پاس تین دن تک رہا۔ نہ ہم نے کچھ کھایا پیا اور نہ ہم سوئے۔ پھر میرے دل میں گزرا۔ کہ ان سے سوال کروں۔ تاکہ مجھے کچھ نصیحت کریں۔ پس ان میں سے ایک نے سر اٹھایا اور کہا اے ابن خفیف ہم مصیبت والے لوگ ہیں۔ ہماری وہ زبان ہی نہیں ہے جس سے ہم کسی کو نصیحت کریں۔ اے ابن خفیف تجھے لازم ہے۔ کہ تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے۔ جس کی صحبت میں تجھے اللہ یاد آجائے۔ اور اس کی ہیبت تیرے دل میں پڑے۔ اور وہ تجھے اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے نہ کہ قول کی زبان سے والسلام جا ہم سے دور ہوجا۔ اور فرقد السنجی فرماتے ہیں کہ منافق ادھر ادھر دیکھتا

ہے جب اس کو کوئی نظر نہیں آتا۔ تو بری جگہ میں جا گھستا ہے اور جب وہاں بھی کوئی نظر نہیں آتا
تو برائی پر حملہ کرتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
اپنے آپ کو نگاہ نہیں رکھ سکتا۔ اور مومن جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اور
میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور وہ مجھے دیکھتا اور میری سرگوشی کو جانتا اور سنتا ہے
اور وہ جانتا ہے کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس
نے بعض لوگوں کو فضیلت دی اور ان کو اپنا قرب بخشا۔ اور انکے درجوں کو بلند کیا
اور ان کو اپنی خدمت کے لئے خاص اور برگزیدہ کیا۔ اور بعض لوگوں پر تکبر کیا۔ اور
اپنی طرف سے ان پر حجاب ڈال کر ان کو ذلیل اور خوار کیا۔ اور اپنے دروازہ سے ان کو
دھتکار دیا۔ اور وصل سے ان کو محروم رکھا۔ اور ان کے پاس ڈرانیوالے بھی آئے مگر
ان کو کچھ نفع نہ ہوا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ جانتا۔ کہ ان میں کچھ خیر ہے تو ان میں سننے اور
عمل کی طاقت بخشتا۔ وہ لوگ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں چھپ
سکتے۔ وہ ہر حال میں ان کے ساتھ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بعض مومنوں کو
جبکہ وہ پل صراط سے گذر جاوینگے۔ ان کے عملنامے مہر لگے ہوئے دئے جاوینگے۔
ان میں لکھا ہوگا کہ تم نے ایسا ایسا کیا ہے۔ اور میں حیا کرتا ہوں۔ کہ تیرے سامنے
ظاہر کروں۔ جا میں نے تجھے بخشا۔ پس کیسی ہی پاک ہے وہ ذات کہ جب بندہ
اس کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے۔ یہ اس کا محض کرم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔
اور حضرت ذوالنون رہ فرماتے ہیں کہ مراقبہ کی علامت یہ ہے کہ اس چیز کو اختیار کریں جس
کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے۔ اور اس چیز کی تعظیم کریں۔ جس کی تعظیم اللہ تعالیٰ نے بیان
فرمائی ہے اور اس چیز کی حقارت کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیر کیا ہے۔ اور حضرت
ابن عطاء فرماتے ہیں۔ کہ تمام اوقات میں حق کا مراقبہ کرنا سب طاعتوں سے افضل طاعت
ہے۔ مالک بن دینار رہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں۔ کہ بکثرت اور
بار بار بیت الخلا (پاخانہ) میں جاؤں۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سنگریزوں کو میرا رزق بنا
دے تاکہ میں ان کو نگل جاؤں۔ اور اس حال میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔ بعض بزرگوں کا
قاعدہ تھا۔ کہ مسجد سے باہر نماز ادا کرتے۔ لوگوں نے کہا کہ تم مسجد میں کیوں نہیں داخل
ہوتے۔ جواب دیا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے۔ کہ اسی کی نافرمانی کریں اور پھر اس

کے گھر میں داخل ہوئیں ‌‌‌‌‌‌ ۔

حکایت ہے کہ کسی شیخ نے اپنے یاروں میں سے کسی یار کو فضیلت دی اور اس کو اپنی شفقت و نوازش کے ساتھ خاص کیا۔ یہ دیکھ کر باقی دوستوں کے دلوں میں تردد پیدا ہوا شیخ نے یہ حال معلوم کرکے چاہا کہ ان کو اس کا مرتبہ بتلائے۔ پس ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک پرندہ دیا۔ اور ان کو کہا کہ ایسے مکان میں ذبح کریں جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ وہ سب کے سب اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کرکے لے آئے۔ اور وہ فقیر اپنے جانور کو زندہ واپس لے آیا۔ اور عرض کیا کہ اے میرے آقا تو نے مجھے ایسی جگہ میں ذبح کرنے کا حکم دیا تھا جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ اور میں جہاں کہیں گیا۔ وہیں اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا تھا پس انہوں نے معلوم کرلیا کہ اس فقیر پر اللہ تعالےٰ کا مراقبہ غالب ہے۔ اور سہل بن عبداللہ اپنے ماموں محمد بن سوار رح کے ساتھ رات کو بیدار ہوتے۔ پس ان کے ماموں نے ان کو یہ وصیت کی کہ اس طرح کہا کر اَللّٰہُ مَعِیَ اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ اَللّٰہُ شَاھِدِیْ۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ اس ذکر کو دل سے لازم پکڑ کیونکہ مراقبہ اور حضور قلب میں اس ذکر کو بڑا اثر ہے اور حضرت فضیل رح فرماتے ہیں۔ کہ شقاوت کی علامتیں پانچ ہیں۔ سخت دلی۔ جمود چشم۔ حیا کی کمی۔ دُنیا کی رغبت اور طول امل۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بندوں پر محافظ کیا ہے۔ جو ان کے اعمال و اقوال کو لکھے جاتے ہیں۔ پس جس کی عقل اللہ تعالےٰ کے مراقبہ تک نہ پہنچے اُس کو چاہیئے کہ فرشتوں ہی سے حیا کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ تم پر کراماً کاتبین محافظ ہیں اور وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ جب ملنے والے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے آکر ملینگے۔ کوئی بات نہیں بولتا۔ کہ اس کے پاس اس کا محافظ ہوتا ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ دن کے اور رات کے فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ دائیں طرف کا فرشتہ نیکیوں کو لکھتا ہے۔ اور وہ امین ہے اور بائیں طرف کا فرشتہ برائیوں کو لکھتا ہے پس جب بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے۔ اُس کو دائیں طرف والا جھٹ لکھ لیتا ہے۔ اور جب بُرا عمل کرتا ہے تو دائیں طرف کا فرشتہ اس کو کہتا ہے کہ کچھ ساعتوں تک مُہلت دے۔ شاید کہ توبہ کرے

اور معافی مانگ لے۔ پس اگر اُس نے توبہ کرلی۔ تو پھر اس پر کچھ نہیں لکھنا۔ اور اگر بندے نے توبہ نہ کی تو پھر اس کو کہتا ہے کہ اب لکھ لے کہ اللہ تعالٰی نے ہم کو اس سے راحت دیوے اس کا اللہ تعالٰی سے مراقبہ کس قدر کم ہے۔ اور یہ کس قدر بے حیا ہے۔ اور سب آفات سے زیادہ سخت آفات زبان کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے حق میں قرآن مجید کی بہت سی آیات میں زجر و وعید وارد ہوتی ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرماتا ہے اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۔ آیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھید اور مشورہ کو نہیں سنتے۔ کیوں نہیں۔ ہمارے رسول ان کے پاس لکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ تم اپنے قول کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تمہارے سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس کو اللہ تعالٰی نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک وہ چیز جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان۔ اور دوسری وہ جو دونوں پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ۔ آپ نے اس کو تین دفعہ فرمایا۔ حضرت عمر رض فرماتے ہیں کہ جس کی کلام بکثرت ہو اُس کی لغزش بھی بکثرت ہوتی ہے اور جس کی لغزش بکثرت ہو اس میں حیا بہت کم ہوتا ہے اور جس میں حیا بہت کم ہو۔ اُس میں ورع و پرہیزگاری بہت کم ہے۔ اور جس میں ورع و پرہیزگاری کم ہو اس کا دل مرجاتا ہے۔ اور حضرت ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں کہ خیر کے ساتھ موصوف ہو۔ اور خیر کی وصف کرنیوالا نہ بن۔ کیونکہ کافر سے بھی حکمت کی باتیں سرزد ہوتی ہیں۔ فارس کے چار حکیم جمع ہوئے۔ ایک نے ان میں سے کہا۔ کہ میں اس بات کے رد کرنے پر جو ابھی نہیں کہی یا اپنے آپ سے بھی زیادہ قدرت والا ہوں بہ نسبت اس بات کے رد کرنے کے جو میں نے کہی ہے۔ یعنی میں کہنے کی نسبت نہ کہنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ اس بات پر جو میں نے نہیں کہی مجھے ندامت نہیں ہوتی لیکن اس بات پر جو میں نے کہی مجھے اکثر ندامت حاصل ہوئی تیسرے نے کہا۔ کہ جب میں کوئی کلمہ بولتا ہوں تو وہ مجھ پر سوار ہوجاتا ہے اور جب تک میں نہ بولوں میں اس پر سوار ہوتا ہوں۔ چوتھے نے کہا کہ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جو ایسی کلام کرے کہ اگر اس سے نقل کیا جاوے تو اس کو ضرر دیوے۔ اور اگر اس سے نقل نہ کیا جاوے تو اُس کو نفع نہ دیوے

ابن شمعونؒ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ کے ذکر کے بغیر بولنا لغو ہے۔ اور تفکر کے بغیر خاموش ہونا سہو ہے اور عبرت کے بغیر نظر کرنا لہو ہے۔ پس اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم کرے جو اندازہ کے موافق کلام کرے اور دیوار کی طرف التفات کرے۔ کیونکہ یہ خاموشی اور گھر کو لازم پکڑنے اور مرتے دم تک قوت لایموت کے ساتھ راضی ہونے کا زمانہ ہے۔ اور مراقبہ کے ثمرات میں سے ایک انابت ہے اور انابت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کریں کہ وہ دیکھتا ہے اور اُس کی نافرمانی کو چھوڑ کر اُس کی طاعت کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرو۔ اور اُس کی طرف جھک جاؤ۔ پہلے اس کے کہ تم پہ عذاب آئے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کریگا، اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ یہ ہے وہ چیز جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔ ہر ایک رجوع کرنیوالے حفاظت کرنیوالے کے واسطے جو غائبانہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور رجوع کرنیوالے دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور میں آتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ دانا‌ؤں کے سوا اور کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا، پس جب نفس مخالفت کے میدان میں حرص و ہوا کے تابع ہو کر سرکشی کرنا چاہتا ہے تو اس وقت دل کو یاد آجاتا ہے کہ میرا رب مجھ سے مطلع ہے۔ تو اس برائی سے مڑ جاتا ہے اور نفس جبار کی لگام سے مغلوب ہو کر اس طرف سے رجوع کرتا ہے مسلم نے ابوذرؓ سے اور انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس کو حرام کیا ہے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو۔ مگر جس کو میں نے ہدایت دی پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دونگا۔ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو۔ مگر جس کو میں کھانا کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو۔ میں تم کو کھانا کھلاؤنگا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو۔ مگر جس کو میں کپڑے پہناؤں۔ پس تم مجھ سے کپڑے مانگو میں تمہیں کپڑے پہناؤنگا۔ اے میرے بندو تم سب دن رات میری نافرمانی کرتے ہو۔ اور میں تمہارے سب گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ پس تم مجھ سے مغفرت مانگو میں تم کو بخشونگا۔ اے میرے بندو نہ تم مجھے ضرر دے سکتے ہو۔ نہ

مجھے کچھ نفع پہنچا سکتے ہو۔ اے میرے بندو۔ اگر تمہارے اول و آخر اور انس و جن سب کے سب متقی ہو جائیں۔ تو میرے ملک میں کچھ زیادہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو۔ اگر تمہارے اول اور آخر اور جن و انس سب کے سب فاجر ہو جائیں تو میرے ملک کے کچھ کم نہ ہوگا۔ اے میرے بندو۔ اگر تمہارے اول و آخر اور جن و انسان سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر الگ الگ اپنی حاجتیں مجھ سے مانگیں تو سب کی حاجتوں کو الگ الگ پورا کر دوں اور میرے خزانے سے اتنا بھی کم نہ ہو۔ جتنا کہ سمندر سے سوئی کے ساتھ پانی باہر آتا ہے۔ اے میرے بندو۔ میں تمہارے اعمال کو تمہارے لئے شمار کرتا جاتا ہوں۔ پھر میں تم کو ان کا بدلہ پورا دونگا۔ پس جو شخص خیر و بھلائی معلوم کرے اُس کو چاہئے کہ اللہ تعالٰے کا حمد کرے۔ اور جو شخص برا فعل معلوم کرے اُسے چاہئے کہ اپنے نفس کو ملامت کرے۔ سعیدؒ فرماتے ہیں کہ ابو ادریس خولانی جب اس حدیث کو بیان فرماتے۔ تو گھٹنوں کے بل ہو جاتے۔ حضرت فضیل رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ گناہگاروں کو خوشخبری دو۔ کہ اگر وہ توبہ کرینگے تو میں انکی توبہ کو قبول کرونگا۔ اور صدیقین کو ڈراؤ کہ اگر میں عدل کروں۔ تو ان کو عذاب دونگا۔ حضرت طلق بن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے کے حق اس قدر بڑے ہیں کہ انسان ان کے ادا کرنے سے عاجز ہے اور اس کی نعمتیں اسقدر ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ پس تمہیں چاہئے کہ صبح و شام توبہ کرتے رہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی خطا کو یاد کیا۔ اور اس سے اس کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ تو یہ گناہ ام الکتاب سے محو کیا جاتا ہے۔ حضرت فضیل رح فرماتے ہیں۔ کہ عذاب کی سختی کو تلواروں کے ساتھ رد نہیں کر سکتے۔ بلکہ توبہ کے ساتھ رد کر سکتے ہیں ابوالجوزا فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی شخص سے گناہ صادر ہو اور پھر ہمیشہ اس کو یاد کر کر نادم ہوتا رہے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس وقت ابلیس کہیگا۔ ہائے افسوس میں نے اس کو کیوں اس گناہ میں ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رح فرماتے ہیں۔ کہ کیا میں تمہارے پاس نبی مرسل یا کتاب منزل کی باتیں نہ کروں۔ بندہ جب گناہ کرتا ہے۔ پھر ایک لحظ کے بعد اس پر ندامت کھاتا ہے۔ تو وہ گناہ ایک لحظہ سے زیادہ جلدی معاف کیا جاتا ہے۔ عبدالرحمنؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات کسی نے سنائی ہے کہ مسلم کی توبہ ایسی ہے جیسے اسلام کے بعد اسلام لانا۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ توبہ کرنیوالوں کے پاس بیٹھو۔ کیونکہ ان کے دل بہت نرم ہوتے ہیں۔ حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کریم تم کو تمہاری بیماریاں اور دوائیں بتلاتا ہے یعنی

تمہارے گناہ تمہاری بیماریاں ہیں اور انکی دوا توبہ ہے اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے کوئی گناہ کیا پھر معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے مطلع ہے تو وہ گناہ اس سے معاف کیا جاتا ہے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو۔ تم سب گناہگار ہو۔ مگر جس کو میں عافیت دوں۔ پس تم مجھ سے بخشش مانگو۔ تمہیں بخشدونگا۔ اور جو شخص جانتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشنے پر قادر ہوں۔ تو میں اس کے گناہ بخشدیتا ہوں۔ اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس شخص سے تعجب آتا ہے کہ باوجود نجات کے پھر ہلاک ہوجائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ نجات کونسی ہے آپ نے فرمایا کہ استغفار۔ حضرت علی رضؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ بندے کو عذاب دینا چاہتا تو اس کو استغفار کا الہام نہ کرتا۔ ایک شخص کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اس طرح کہہ رہا تھا۔ کہ باوجود گناہ پر اصرار کرنے کے میرا استغفار کرنا سراسر میرے لئے موجب ملامت ہے۔ اور باوجود اس علم کے کہ تیرا عفو وسیع ہے۔ اگر استغفار کو ترک کردوں تو یہ میرا عجز ہے۔ پس کب تک تو باوجود مجھ سے غنی و بے پرواہ ہونے کے اپنی نعمتیں مجھے بخش کر اپنی محبت ظاہر کرتا رہیگا۔ اور میں باوجود تیرے آگے محتاج ہونے کے کب تک گناہ کرکے تجھے بغض دلاؤنگا۔ اے وہ کریم کہ جب وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرتا ہے اور جب وعید کرتا ہے۔ تو معاف فرماتا ہے۔ تو اپنی عفو عظیم سے میرے جرم عظیم کو بخشدے تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ بعض صالحین خلوت میں بیٹھے اور اس طرح کہا۔ الٰہی تو نے فیصلہ کیا اور تو نے ہی حکم دیا۔ اور تو نے ہی ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا۔ اور تو نے جو کچھ چاہا کیا۔ پس ہاتف نے آواز دی کہ یہ توحید ہے عبودیت کا ادب کہاں گیا۔ پس کہنے لگا میں نے نافرمانی کی۔ اور میں نے گناہ کیا۔ اور میں نے برائی اور خطا کی۔ پھر اس نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ کہ تیرا رب اس طرح فرماتا ہے میں نے بخشا۔ اور میں نے رحم کیا۔ اور میں نے درگذر کیا اور میں نے پردہ ڈالا۔ اور میں تقوے والا اور مغفرت والا ہوں۔ حضرت عمر ابن خطاب رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ لوگ تجھے تیرے اپنے نفس سے دھوکا نہ دیں کیونکہ معاملہ ان کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ خالص تیرے ساتھ ہے۔ اور دن کو بیہودہ گفتگو میں نہ گزار کیونکہ وہ دن تیرے عملوں کو تیرے لئے گننے والا ہے۔ اور جب تو برائی کرے تو پھر نیکی کر۔ کیونکہ نئی نیکی سے بڑھ کر اور کوئی چیز پرانے گناہ کو مٹانے والی نہیں ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے کو فرمایا کہ اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے بہت خوف کر اور یہ خیال

کہ اگر تو نے تمام اہل زمین کی نیکیوں کے برابر نیکیاں کی ہوں۔ تو وہ تجھ سے قبول نہ ہونگی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس قدر امید رکھ کہ اگر تو نے تمام زمین والوں کے گناہوں جتنے گناہ کئے ہونگے تو سب معاف کئے جاویں گے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے اس برائی کے جو دو نیکیوں کے درمیان ہو اور کوئی مومن کی برائی دور نہیں کی جاتی یعنی جس کے پہلے معافی کی امید ہو اور اس کے بعد عذاب کا خوف ہو۔ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں۔ کہ میں مکہ کے رستہ میں جا رہا تھا کہ میرے دل میں تنہائی کا خیال گذرا۔ پس میں لوگوں سے الگ ہو گیا اور تین دن تک چلتا رہا اور میرے دل میں کھانے اور پینے کا کوئی خیال نہ گذرا یہاں تک کہ میں ایک سبز باغیچہ میں جا نکلا جس میں بہت سے خوشبودار پھول تھے۔ اور اس میں پانی کی ایک نہر جاری تھی۔ میں وہاں کھڑا ہو کر تعجب کرنے لگا۔ اسی اثناء میں چند غلام نہایت عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے میرے سامنے آئے۔ اور مجھے سلام دی اور مجھے گھیر لیا میں نے ان کو کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مومن جن ہیں۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم نے قرآن کو سنا اور اس کلام کی لذت نے ہماری تمام لذتوں کو دور کر دیا۔ اور ہم سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ کر اس مکان میں آگئے۔ اور یہ باغیچہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام فرمایا جس کو تو دیکھ رہا ہے۔ ہم کو ایک مسئلہ میں اختلاف پڑ گیا تھا۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ کوئی ایسا آدمی ہمارے پاس بھیجے جو اس مسئلہ کو ہمارے پاس بیان کرے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ میرے اور اس جگہ کے درمیان کہ جہاں سے میں اپنے دوستوں سے الگ ہوا کس قدر فاصلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تین مہینے کی راہ ہے۔ اور یہ ایسی جگہ ہے کہ اس جگہ سوائے کوئی آدمی نہیں آیا تھا صرف آج تم آئے ہو یا آگے ایک دن ایک نوجوان آیا تھا۔ ہم باہم بیٹھے ہوئے محبت کی باتیں کر رہے تھے۔ کہ اس نے ہم کو سلام دی اور ہم نے اس کو سلام کا جواب دیا۔ اور پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے کہا شہر نیشاپور سے۔ وہاں سے نکلے ہوئے سات دن ہوئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ تجھے وہاں سے کس چیز نے نکالا۔ کہا کہ اس آیت نے جس کو میں نے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ، اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے لئے اسلام لاؤ۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آوے۔ پس ہم نے اس سے پوچھا کہ انابت کے کیا معنی ہیں۔ اس نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو تجھ سے ہٹا کر اپنی طرف

نے آئے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ عذاب کیا ہے۔ کہا کہ جدائی اور فراق کا عذاب۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ ماری اور مرگیا۔ پس ہم نے اس کو اسی جگہ دفن کر دیا اور یہ اُس کی قبر ہے۔ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ اس کی قبر باغیچہ کے درمیان ہے۔ اور اس کے گرداگرد بہت سے خوشبودار پھول ہیں اور اس کی قبر پر یہ لکھا ہے هٰذَا حَبِيْبُ اللهِ قَتِيْلُ الْغَيْرَةِ یہ اللہ کا دوست ہے جو غیرت کا مقتول ہے۔ اس اثناء میں میری نظر ایک نرگس کے تختہ پر جا پڑی جو بڑی چکی کے پاٹ کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اور اس کے ایک پتے پر انابت کی صفت لکھی دیکھی۔ میں نے اُس کو پڑھ کر اُنکے آگے اس کی تفسیر بیان کر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے مسئلہ کا جواب کافی مل گیا ہے۔ وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور مجھ پر نیند غالب آگئی۔ اور میں سو گیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں مسجد عائشہ رضؓ کے پاس ہوں بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا کرم ہے کہ وہ دل کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے اگرچہ نفس اُسکے ساتھ موافق نہ ہو۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ اور اس طرح نہیں فرمایا بِنَفْسٍ مُّنِيْبَةٍ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالےٰ کے قول وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر کوئی حرج نہیں بنایا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم و احسان سے توبہ کو مقبول بنایا ہے۔ پس کیسا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور کیسا ہی اچھا ہے وہ مددگار۔ اور کیسا ہی بُرا ہے وہ بندہ جس کو اس نے اپنے احسان سے غذا دی اور اپنے ستر کے نیچے اُس کی پرورش کی۔ اور پھر وہ اسکی مخالفت کرنے سے نہیں ڈرتا۔ بہت ہی بُرا ہے وہ بندہ جس نے اس کی نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا اور اپنے دن کو کھیل و لہو میں اور اپنی راتوں کو سہو و غفلت میں بسر کیا۔ بہت ہی بُرا ہے وہ بندہ جو اپنی جہالت پر اڑا رہا۔ اور اپنے دنوں کو بیہودہ کاموں میں گزارا۔ بہت ہی بُرا ہے وہ بندہ جو اس بات کو جان کر کہ میرا مولیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر کھلم کھلا گناہ کرتا ہے۔ اور اس سے نہیں ڈرتا۔ اور کیسا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ جو تجھے اپنے پردہ سے ڈھانپتا اور اپنے احسان سے تجھ پر مہربانی کرتا اور اپنے ستر اور بھید پر تجھے اطلاع بخشتا ہے۔ وہ ایسا مولیٰ ہے جو نیکیوں کو قبول کرتا اور بُرائیوں کو مٹاتا ہے۔ وہ ایسا مولیٰ ہے کہ اگر تو اس کی طاعت کرے تو تیرا شکر کرتا

ہے۔ اور اگر تو اُس کی نافرمانی کرے تو تجھ پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور اگر تو اس کے سامنے توبہ کرے تو قبول کرتا اور بخشتا ہے۔ اور اگر تو اس کو بلائے تو تجھے لبیک کہتا ہے۔ اور اگر تو اس کا قصد کرے تو تجھے نزدیک کرتا ہے اور اگر تو اسکی طرف سے مُنہ پھیرے تو تجھے اپنی طرف بلاتا ہے۔ وہ ایسا مولیٰ ہے جس نے اپنی ہدایت کے ساتھ تیری طرف توجہ کی۔ اور اپنی عبادت کا طوق تجھے پہنایا۔ اور اپنی خدمت کا کرنہ تجھے ڈالا اور محبت کی سواری پر تجھے سوار کیا۔ وہ ایسا مولیٰ ہے جو عمر بھر کے گناہوں کو ایک ساعت کی توبہ سے بخش دیتا ہے۔ اور پھر ہر ایک بُرائی کی جگہ طاعت و نیکی بدل دیتا ہے۔ وہ ایسا مولیٰ ہے جس نے تیری نافرمانی کرنے سے پہلے تیرے لئے شفاعت کرنے والے کھڑے کئے۔ اور تجھے بخش کر تیری شفاعت کو اس شخص کے حق میں قبول فرماویگا جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر۔ کیسا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور کیسا ہی اچھا وہ مددگار۔

فصل چوبیسویں۔ حذر یعنی ڈر اور خوف میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جس نے انسان کو ایک قطرہ منی سے پیدا کیا۔ اور اپنی حکمت کاملہ سے اُس کے اجزاء اور اعضاء کو مرکب کیا۔ اور حمل سے لیکر اُس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے اپنی مہربانی کے پنگھوڑے میں اُس کی پرورش کی۔ اور خلقت و پیدائش کے حالات میں بتدریج ترقی دیکر اس کو کمال تک پہنچایا۔ اور عقل و علم سے آراستہ کر کے جہالت کی ظلمت کو اس سے دُور کیا۔ اور اس پر اپنی قضاء و قدر کے احکام جاری فرمائے۔ پس سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔ انسان کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے اور نفع و ضرر اور منع و عطاء اور ہدایت و گمراہی اسی کی مشیت و ارادے سے ہے۔ اُس نے اپنے دوستوں کو اپنے قرب کی سعادت بخشی۔ اور اپنے انس و اقبال سے انکو محظوظ کیا۔ اور اپنی خدمت کی عزت انکو دی۔ اور اپنی بارگاہ کی حضور کے لئے انکے اسرار کو پاک کیا۔ پس وہ اس کے ملکوت میں جولان کرتے ہیں۔ وہ ہمہ تن اسی کے دروازہ پر گرتے اور اُس کی مناجات و خطاب کی لذت پاتے اور اس کی کتاب کو سننے کی نعمت حاصل کرتے ہیں۔ اسی سبب سے اُن پر اپنا پورا پورا فضل کیا۔ وہ بھی اُس کی بارگاہ سے دور نہیں ہٹتے اور اُس کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہیں جاتے اور اُس کے سوا کسی اور کے مشتاق نہیں ہوتے اور اُس طرح

وہ صبر کریں ۔ جبکہ اُنہوں نے اپنے باطنوں میں اُس کے جمال کا مشاہدہ کرلیا ہے ۔ اور ان کے دل اس کی ہیبت سے بھرے ہوئے ہیں ۔ اور ان کے فکر اُس کی معرفت کے بحر میں غرق ہیں ۔ اور جب وہ اُس کے جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔ تو اُن کی پیاس اور دہشت زیادہ بڑھ جاتی ہے ۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے انکو اپنے لئے پسند کرلیا اور اپنے انس کی نعمت اُن کو بخشی ۔ اور بعض لوگوں کو اس قسم کے معارف سے محجوب کر دیا اور اپنے عدل کے ساتھ ان کو اپنے معارف کے باغوں میں سے نکال دیا ۔ اور اُن کو کئی قسم کی رکاوٹوں اور تعلقات میں مقید کر دیا ۔ ہاں سچ ہے جو شخص حرمان و مایوسی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو ۔ وہ عرفان کے باغوں میں کیسے چل سکتا ہے ۔ اُن کے کان اُس کے خطاب کی لذت کو نہیں پاتے ۔ اور نہ ہی اُن کے دل اُسکے عتاب سے کانپتے ہیں ۔ اور نہ ہی ان کی ۔ ارواح اسکے دوستوں کی راہ کی طرف چلتی ہیں ۔ ان دونوں حالتوں میں بہت فرق ہے ۔ اور وہ شخص کہ جس کے لئے اُس کے مولٰی نے سعادت کے راستہ کو آسان کر دیا ہو اور اُس کی تمام امیدوں کو پورا کر دیا ہو ۔ اور اُس کو نیک اعمال کی توفیق دی ہو ۔ اور اس کے عملوں کو قبول کرلیا ہو ۔ ایسے شخص کے ساتھ وہ آدمی کب برابر ہو سکتا ہے ۔ جس کو اُس نے اپنی خدمت سے دور کر دیا ہو ۔ اور اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا ہو اور حجاب و عذاب میں پھینک دیا ہو ۔ امر بھی اسی کا ہے اور حکم بھی اسی کا اور ملک بھی اسی کا ہے ۔ اور اُس کی سلطنت میں اُس کے افعال کے سوا اور کسی کے حکم جاری نہیں ہیں ۔ اے سالک سائل اس کے جود کے حاصل کرنے کے لئے سامنے آ ۔ اور اس کی محبت کی بارش سے کوئی قطرہ تو بھی پالے ۔ اس کے جود و سخاوت کے دریا ہر طرف بہہ رہے ہیں کیونکہ بہت سے ایسے بھی سائل اسکے دروازے پر آئے ۔ کہ مانگنے کے پہلے ہی اپنی نعمت ان کو عطا فرمائی اور ان کو سوال کرنے کی حاجت نہ ہوئی ۔ پس اس کے اس احسان پر جو وہ ہر ایک کے ساتھ کرتا ہے اور اس کی اس پردہ پوشی پر جو وہ عاصی پر کر کے اُس کو توبہ کی مہلت دیتا ہے اس کی حمد کرتا ہوں ۔ اور یقینی اور سچی شہادت سے شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا ۔ اور نبوت و رسالت کو اُن پر ختم کیا ۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب

پر ہمیشہ کیطرف سے صلوۃ وسلام ہو۔ جب تک کہ یاء کی ذمات میں اما لہ اچھا معلوم ہو۔ اور حروف بیان میں ہمزہ سے اول مدا دراطالہ صحیح ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ واعلموا ان اللہ غفور حلیم۔ اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ تمہارے نفسوں میں ہے پس اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ بخشنے والا بردبار ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایک بڑے بھاری امر کی تخویف اور تعریف فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تیرے نفس کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اگرچہ وہ تمام مخلوقات سے پوشیدہ ہوں۔ پس اس کی سطوت اور مطالبہ کے وقت اس کے عدل سے ڈر کیونکہ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے۔ جب وہ پکڑتا ہے تو جابروں اور قاہروں کی طرح پکڑتا ہے۔ پھر اس تخفیف کے بعد اپنی عام جود کا ذکر فرمایا اور اس طرح کہا کہ اللہ غفور و حلیم ہے یعنی اس کی رحمت غنی وکریم کی سی رحمت ہے اور اس کا حکم رؤف و رحیم کا سا حلم ہے۔ اور جب وہ پکڑتا ہے۔ تو پھر ایسی دہشت چھا جاتی ہے۔ کہ کسی کو چون وچرا کی طاقت نہیں رہتی اور جب وہ رحم کرتا ہے تو پھر ایسی خوشی طاری ہوتی ہے جسکی کوئی حد نہیں ہے پس عارف ہمیشہ اس کے جمال جلال کے سامنے کبھی تو انس ووصال میں اور کبھی دہشت عظیم میں رہتے ہیں اور عابد اس کے خوف ورجاء کے سامنے خوف وحیاء میں زندگی بسر کرتے ہیں بعض عارف فرماتے ہیں کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جو اللہ کے خوف کے مارے خاموش رہتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ گونگے ہوں۔ حالانکہ وہ بڑے فصیح وبلیغ اور اللہ ورسول کے زیادہ عارف اور اللہ اور اس کی آیات کو بہت جاننے والے ہیں۔ لیکن جب وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت کو یاد کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے خوف اور اس کے جلال کی ہیبت کے مارے ان کے دل پھٹ جاتے اور ان کی عقلیں حیران رہجاتی اور زبانیں بند ہوجاتی ہیں۔ حضرت حسن بصری رح کو لوگوں نے کہا۔ کہ ہم ان لوگوں کی مجلس میں کیا کریں جو اس قدر ہم کو ڈراتے ہیں کہ ہمارے دل خوف کے مارے اڑنے لگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کے پاس بیٹھنا جو تجھ کو اس قدر خوف دلائے جس کے بعد تجھے امن حاصل ہو ایسے شخص کے پاس بیٹھنے سے بہتر ہے جو تجھ کو اس قدر امن دلائے جس کے بعد تجھے خوف لاحق ہو۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی کہ اے داؤد میرا بندہ میرا زیادہ محتاج اس حالت میں ہوتا ہے جبکہ وہ مجھ سے مستغنی ہو۔ اور میں اپنے بندے پر زیادہ رحیم اس حالت میں ہوتا ہوں جبکہ وہ میری طرف سے

پیٹھ پھیرے۔ اے داؤد بنی اسرائیل کے نوجوانوں کو کہدو کہ انہوں نے اپنے نفسوں کو میرے غیر کے ساتھ کیوں مشغول کیا ہے حالانکہ میں انکی طرف زیادہ مشتاق ہوں۔ اے داؤد اگر میری طرف سے پیٹھ پھیرنے والے جان لیویں کہ میں ان کا انتظار کس طرح کرتا ہوں۔ اور ان کے ساتھ میں کیسا نرم ہوں۔ اور ان کی معاصی کے ترک پر مجھے کیسا شوق ہے۔ تو شوق کے مارے میری طرف اڑ کر آئیں۔ اور میری محبت سے ان کے جوڑ الگ ہو جائیں جب میری طرف سے منہ پھیر جانیوالوں کے حق میں میرا یہ ارادہ ہے تو پھر خیال کرو۔ کہ ان لوگوں کے حق میں میرا کیا ارادہ ہوگا۔ جو میری طرف بڑھنے والے ہیں۔ اے مہلت وفرصت میں مغرور ہوئے ہوئے اور غفلت وسستی میں دامن دراز کئے ہوئے اور خدائے تعالےٰ کی بڑی بڑی نعمتوں کو جو اس نے نیکوکاروں کے لئے تیار کی ہیں فراموش کئے ہوئے کیا تو راضی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حظ کو اپنی ناپائدار شہوتوں کے بدلے بیچ ڈالے یا تو اس بات پر قانع ہے کہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرنیوالوں کی غنیمتوں کو اپنی غفلتوں کے گھروں کے کوڑے کے عوض دیدے جس شخص نے آخرت کی تھوڑی سی نعمت کو بھی دنیا کی نعمت کے بدلے بیچ ڈالا اس نے نہایت ہی خسارہ اٹھایا تو پھر وہ کس طرح نعیم باقی کو ایک لحظہ کی شہوت سے بیچ سکتا ہے۔ لیکن وہ علیم وخبیر فرماتا ہے۔ کہ اندھا اور آنکھوں والا اور اندھیرا اور نور کب برابر ہو سکتے ہیں۔ کافر کا دل حق کی طرف سے اندھا ہوتا ہے اور مومن بصیر ہوتا ہے جو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ جب اس کی بصیرت کے آگے سے پردے ہٹ جاتے ہیں تو جو کچھ وہ سنتا یا دیکھتا ہے اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ پس اگر غفلت کے پردے اس کے دل کے آگے آجائیں تو جو حجاب اس کے لئے ظاہر ہوں۔ ان پر واقف ہو جاتا ہے اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ کیا اندھیرا اور نور برابر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر اور خدمت میں مشغول ہونا نور ہے اور اللہ تعالےٰ کے غیر سے مشغول ہونا ظلمت ہے اندھا اسی سے تعلق لگاتا ہے جو نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اور نہ ضرر دیتا ہے نہ نفع دیتا ہے۔ اور آنکھوں والا حاکموں کے حاکم اور دروازوں کے کھولنے والے کے ساتھ تعلق لگاتا ہے جو گنہگاروں کے خفیہ رونے اور ڈرنے والوں کی گریہ وزاری کو جانتا ہے اور غمناکوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کے چلنے اور ناامیدوں کی آہوں کو جب کہ وہ سابقین کے احوال کو دیکھ کر نکالتے ہیں دیکھتا ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ

وَ رَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَ لَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔ ترجمہ) اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرے میں اور نہ تر وخشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے، وہی دیکھتا ہے اور پردہ ڈالتا ہے اور وہی نعمتیں دیتا اور بخشتا ہے اور بندہ جرم و خطا کرتا ہے۔ وہ کیسا مولی ہے کہ اگر تو پچاس سال تک اس کی نافرمانی کرے اور پھر ایک لحظہ بھر اسکی طرف رجوع کرے۔ تو وہ ہر ایک برائی کو نیکی سے بدل دیتا ہے۔ وہی کبیرہ گناہ کو بخشتا اور تھوڑے عمل کو قبول کرتا ہے اور اپنے گناہ پر ندامت کھانیوالے کی لغزش کو معاف کرتا اور قیدی کو چھڑانے سے احسان کرتا ہے۔ فَنِعْمَ الْمَوْلیٰ وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ (ترجمہ) کیا وہ شخص جس کا دل اپنے مولے کی طرف رجوع کرنے سے اندھا ہے اور نافرمانی اور اپنی خواہش کی نامرافقت میں حد سے بڑھا ہوا ہے۔ اس شخص کے برابر ہے۔ جس نے توفیق کا سرمہ اپنی آنکھوں میں ڈالکر تحقیق کا راستہ دیکھ لیا ہے اور جب اس کو اللہ تعالے بلاتا ہے اس کے بلانے کو قبول کرتا ہے۔ اور اندھیری رات میں اسکے آگے کھڑا ہو کر اس سے فریاد کرتا اور اس طرح پکارتا ہے۔ شعر

خُضُوْعٌ وَ دُمُوْعٌ وَ رُجُوْعٌ وَ انْتِقَارٌ
وَ نُحُوْلٌ وَ ذُبُوْلٌ وَ خُمُوْلٌ وَ انْکِسَارٌ
وَ اَنِیْنٌ وَ حَنِیْنٌ وَ یَقِیْنٌ وَ اصْطِبَارٌ
یَا اِلٰھِیْ جُدْ بِعَفْوٍ فَلَقَدْ طَالَ انْتِظَارٌ
ضَاعَ قَلْبِیْ فِی التَّمَنِّیْ وَلَہٗ حَقُّ الْجِوَارِ

(ترجمہ یعنی گریہ وزاری اور عاجزی اور رجوع اور لاغری و کمزوری اور یقین و صبر کے ساتھ پکارتا ہے کہ یا الٰہی اپنی عفو سے میرے حال پر رحم کر۔ میرا انتظار حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور میرا دل اسی امید میں ضائع ہو گیا ہے اور اس کے لئے پڑوس کا حق ہے۔)

کیا جاہل عالم برابر ہیں۔ یا ہلاک ہو جانیوالا اور بچ جانے والا برابر ہیں۔ یا حاضر و غائب اور غافل و ذاکر اور بعید و قریب اور دشمن و دوست مساوی ہیں۔ کیا وہ شخص جو اپنے نفس کے ساتھ ہے اس شخص کے برابر ہے جو اللہ تعالے کے ساتھ اس کے انس کی نعمت پا رہا

ہے۔ کیا وہ شخص جو جدائی کی منزل میں رنج و تکلیف اٹھا رہا ہے اس شخص کے برابر ہے جو وصال کے لباس میں اپنا دامن کھینچتے ہوئے چلتا ہے۔ کیا وہ شخص جو خواری کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اس شخص کے برابر ہے۔ جو جنت رضوان کی نعمتوں میں خوش ہے اور اس پر ایمان کے انوار ظاہر ہیں۔ ہرگز برابر نہیں ہیں نہ ہی وہ آپس میں ملتے ہیں اور نہ ہی جمع ہو سکتے ہیں۔ بھلا وہ شخص جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے دور کر دیا ہے وہ اس شخص کے برابر ہے۔ جس کا ہم نے ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنے قریب کر لیا ہے۔ کیا وہ شخص جس نے ہماری طرف سے منہ پھیر لیا ہے اور ہم سے اپنی لغزش کی معافی نہیں چاہتا۔ وہ اس شخص کے برابر ہے جو ہمہ تن ہماری طرف راجع ہے۔ اور اس کا دل ہماری خدمت میں راحت و آرام سے ہے۔ شعر

فَيَا وَيْحَ قَلْبٍ رُمِيَ بِالْجَفَا — فَبَاتَ عَلَى مِثْلِ جَمْرِ الْغَضَى
وَأَصْبَحَ يَنْدُبُ رَسْمًا عَفَا — وَيَبْكِي عَلَى فَقْدِ عَيْشٍ مَضَى
وَقِيلَ الصُّدُودُ وَدَاعٌ مُقْبِلًا — وَوَلَّى نَهَارُ الرِّضَا مُعْرِضًا
فَسِيلَ الدُّمُوعِ وَشَقُّ الْجُيُوبِ — حَقِيقٌ عَلَى فَوْتِ وَقْتِ الرِّضَا

(ترجمہ) ہائے اس دل کا کیا حال ہوگا جو جفا کے تیر کا نشانہ بنا ہوا ہو۔ اور جدائی کی آگ میں جل رہا ہو۔ اور اپنی مٹی ہوئی رسموں پر پیٹتا اور اپنی گذشتہ عیش پر روتا ہو۔ اور ہجر کی راتیں اس کے سامنے آ رہی ہوں۔ اور رضا کے دن اس کی طرف سے منہ پھیر گئے ہوں۔ در حقیقت رضا کے وقت فوت ہو جانے پر جس قدر آنسو بہائے اور گریبان پھاڑے جائیں مناسب ہیں)۔ اس بادشاہ کے غصہ سے بڑھ کر سخت کسی کا غصہ نہیں ہے اور اس شخص کی مصیبت سے بڑی بھاری مصیبت اور کوئی نہیں ہے جس سے اس کا دوست منہ پھیر گیا ہو۔ دوستی کے بعد جدائی کیسی وحشت ناک ہوتی ہے۔ اور صفا کے بعد میل کچیل کیسی بری معلوم ہوتی ہے۔ شعر

لَيْسَ الْبَلَاءُ مُصِيبَةُ الْأَجْسَادِ — وَمُصِيبَةُ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ
هَجْرُ الْحَبِيبِ هُوَ الْبَلَاءُ بِعَيْنِهِ — فَالْفَقْدُ بَعْدَ تَوَاصُلٍ وَوِدَادِ
فَالرَّبْعُ مِنْ بَعْدِ الْأَنِيسِ مُعَطَّلٌ — فَمَا تَبَدَّلَ قُرْبُهُ بِبِعَادِ
مَنْ لَمْ يَذُقْ وَالْبَيْنُ يَقْرَعُ قَلْبَهُ — لَمْ يَدْرِ كَيْفَ تَفَتُّتُ الْأَكْبَادِ

(ترجمہ) جسمانی بلا اور مال و اولاد کی مصیبت حقیقت میں کوئی مصیبت نہیں ہے حقیقت میں مصیبت تو دوست کی جدائی اور محبت و وصل کے بعد روگردانی اور دوری ہے۔ غمخوار دوست کے چلے جانے کے بعد اور قرب سے جدائی کے بعد گھر ویرانہ اور سنسان نظر آتا ہے۔ جس شخص نے توبہ نہ کی حالانکہ جدائی اُس کے دل کو کھٹکھٹا رہی ہے۔ اس نے نہ جانا کہ جگر کس طرح پھٹتے ہیں۔ کیا جدائی اور وصال اور اعراض اور اقبال برابر ہے۔ کیا وہ شخص جسکو اُس کے مولا نے اپنی بارگاہ سے ہانک دیا اور محروم کر دیا ہو۔ اس شخص کے برابر ہے جس کو اُس نے اپنا قرب بخشا ہو اور اُس کے حال پر اپنی مہربانی کی ہو۔ کیا وہ شخص جو مردود اور وصل کے دروازے سے دور رہو۔ اس شخص کے برابر ہے جس کو اُس نے مخالفات سے بچا لیا ہو۔ اور اپنے ذکر کے لئے اُس کو بیدار اور آگاہ کر لیا ہو۔ اور نیک اعمال کی اس کو توفیق بخشی ہو۔ کیا وہ شخص جو کھلم کھلا اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتا اور اس کے عذاب کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس شخص کے برابر ہے جس نے اپنی تمام عمر اُس کی خدمت میں بسر کی ہو اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ مولیٰ کی کیا عجیب تقسیم ہے۔ کوئی دنیا کی طلب میں ہے اور کوئی آخرت کی طلب میں۔ کسی نے مولیٰ کیطرف سے منہ پھیرا ہوا ہے۔ اور کسی نے اس کی طرف منہ کیا ہوا ہے ہر ایک اسی میں کوشش کر رہا ہے جو قضا و قدر نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ یعنی وہ لوگ جن کے حق میں ہماری طرف سے نیکی سبقت کر چکی ہے وہ دوزخ سے دور رہینگے۔ الٰہی تیری عنایت کے نور کے سوا ہم نفسانی ظلمتوں سے خلاصی نہیں پا سکتے۔ اور تیری حفاظت و رعایت کے سوا ہم آفات سے بچ نہیں سکتے۔ اور تیرے کرم و جود کے سوا ہم اپنی امیدوں کو کہاں سے پائیں۔ اور تیرے رکن عظیم کو چھوڑ کر ہم اور کس سے التجا کریں۔ شعر

اِلَيْكَ وَاِلَّا لَا تُشَدُّ الرَّكَائِبُ	وَمِنْكَ وَاِلَّا لَا تُنَالُ الرَّغَائِبُ
وَفِيْكَ وَاِلَّا فَالرَّجَاءُ مُخَيَّبٌ	وَعَنْكَ وَاِلَّا فَالْمُحَدِّثُ كَاذِبُ
لَدَيْكَ وَاِلَّا لَا قَرَارَ يَطِيْبُ لِيْ	عَلَيْكَ وَاِلَّا لَا تَسِيْلُ السَّوَاكِبُ
رِضَاكَ وَاِلَّا فَالْغَرَامُ مُضَيَّعٌ	ثَنَاكَ وَاِلَّا فَالْبَدِيْلُ رَغَائِبُ

(ترجمہ) تیری طرف ہی سواریاں باندھی جاتی ہیں ورنہ نہیں۔ اور تجھ ہی سے تمام امیدیں حاصل ہوتی ہیں ورنہ اور کسی سے نہیں ہوتیں۔ اور تجھ ہی میں سب کی امیدیں لگ رہی ہیں۔ ورنہ سب

محروم ہیں۔ اور جو بات تیری ہے وہی اچھی ہے ورنہ تمام باتیں جھوٹی ہیں تیری بارگاہ کے سوا اور کسی جگہ ایسا آرام نہیں ہے جو مجھے خوش کرے۔ بہنے والے آنسو تیرے لئے ہی بہتے ہیں جس عشق میں تیری رضا نہ ہو وہ سراسر ضائع ہے۔ تیری ہی روشنی در کار ہے ورنہ چودھویں رات کا چاند بھی اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ الٰہی تو غنی و کریم ہے تو اپنی طرف ہم کو بلاتا ہے اور تو ہم کو اپنی نعمتوں کی ترغیب دلاتا ہے۔ اور ہماری برائی کے مقابلہ تو ہم پر احسان کرتا ہے۔ اور ہماری خطاؤں کو اپنی بخشش سے ڈھانپتا ہے۔ اور ہماری جانوں کی ظلم کی سیاہی کو اپنی رضا کے نور سے دور کرتا ہے۔ اور اپنے اعلیٰ غلبہ کے ساتھ ہمارے دشمنوں کو ہم سے دور بھگاتا ہے۔ پس ہم کو تیرا احسان تیری طرف لے آیا ہے اور ہمارا دل تیرے دروازہ سے دور ہٹنا نہیں چاہتا ہے۔ شعر

بِجَمَالِ جُوْدِكَ مَا حَيِيْتُ تَوَسُّلِيْ ۔۔۔ وَبِهٖ يُصَحِّحُ رَجَاءُ كُلِّ مُؤَمِّلِ

مَنْ كُنْتَ اَنْتَ رَجَاءَهٗ وَمَلَاذَهٗ ۔۔۔ فَلَقَدْ تَعَلَّقَ بِالْجَنَابِ الْاَكْمَلِ

يَا مُنْتَهٰى قَصْدِيْ وَغَايَةَ مَطْلَبِيْ ۔۔۔ يَا مَنْ عَلَيْهِ وَاِنْ فَنِيْتُ تَوَكُّلِيْ

اَسْكَنْتَ حُبَّكَ فِيْ فُؤَادِيْ مَنْزِلًا ۔۔۔ وَهَوٰى سِوَاكَ يَحُوْمُ حَوْلَ الْمَنْزِلِ

عَقْدُ الْوِدَادِ بِغَيْرِ حُبِّكَ بَاطِلٌ ۔۔۔ مَا الْحُبُّ اِلَّا لِلْحَبِيْبِ الْاَوَّلِ

(ترجمہ) جب تک میں زندہ ہوں تیرے جمال جود کے ساتھ میرا توسل ہے۔ اور ہر ایک امیدوار کی امید اسی سے درست ہوتی ہے جس شخص کے لئے تو امید اور جائے پناہ بن جائے اس نے گویا سب سے کامل بارگاہ سے تعلق لگا لیا۔ اے میرے قصد کی منتہیٰ اور اے میرے مطلب کی غایت اور اے وہ ذات کہ میرے مر چکنے کے بعد بھی میرا توکل تجھ پر ہے۔ تو نے اپنی محبت کو میرے دل میں برقرار کر دیا ہے اور تیرے سوا اور سب کی محبت دل کی منزل کے گرداگرد ہی گھومتی ہے۔ تیری محبت کے سوا دوستی کا عقد باطل ہے۔ کیونکہ پہلے حبیب کے سوا اور کسی کی دوستی اچھی نہیں ہے۔

الٰہی تیرا بندہ مسکین تیرے دروازے پر کھڑا ہوا بندوں سے تیری معافی کا منتظر اور دوستوں سے تیری رضا کا طالب ہے۔ اور اپنی تنگدستی کا حال بیان کرتا اور اپنی ندامت کا ہاتھ اپنے سر پر رکھے کھڑا ہے۔ اور تو ہی میرے حال کو زیادہ جاننے والا اور تو ہی جود و فضل کرنیوالا ہے۔ شعر

شَكَا إِلَيْكَ مَا وَجَدْ مَنْ خَانَهُ فِيْكَ الْجَلَدُ
حَيْرَانُ لَوْ شِئْتَ اهْتَدٰی ظَمْاٰنُ لَوْ شِئْتَ وَرَدْ

(ترجمہ) یا اللہ تو ہم کو متقین ابرار میں سے بنا اور ہم کو اپنے نیک بندوں کے رستہ پر چلا۔ اور ہم کو ہدایت فرما۔ اور اپنی رضا ہمارے نصیب کر۔ اور ہم کو ہمارے گناہوں کے بدلے محروم نہ رکھ۔ اور ہم کو ہمارے عیبوں کے باعث اپنی بارگاہ سے نہ دھتکار۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمان عورتوں و مردوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا ط

فصل چھبیسویں۔ دعوت میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس نے اپنی لطیف حکمت سے درخت کے درمیان پانی جاری کر کے اس کو نرم کیا۔ اور برہنہ باغ کو نباتات کا سبز لباس پہنا کر آراستہ پیراستہ کر دیا اور اُس نے باردار ہواؤں کو شاخوں کی طرف بھیجا اور اُس کی ہر ایک ٹہنی کو حرکت دی۔ اور بلبل کے شوق اور اس کی خوش آوازی کو دیکھ کر ہر غمناک ٹہلنے لگا اور ہر مسکین چہچہانے لگا۔ ہر ایک چیز اپنے صانع کے کمال پر شہادت دے رہی ہے۔ اگرچہ عجز اُس کی زبان کو گونگا کر دے۔ اُس نے اپنی معرفت کے آفتاب اپنے دوستوں کے دلوں میں چڑھائے۔ اور اپنا احسان اُن کے حق میں کامل کیا۔ اور اپنے دوستوں کے باطنوں کی طرف محبت کا مینہ بھیجکر اپنی عطا کو محفوظ رکھا۔ اور اپنے بندوں میں سے جس کو پسند کیا اُس کو اپنی عبادت کی توفیق دی۔ اور اُس کو اپنے محبوں میں سے بنا کر اس پر اپنی امانت کو پورا کیا۔ اور خائفین کی سوزش کو اپنے دیدار سے فرو کیا۔ اور اپنا امن ان کے نصیب کیا۔ اور محسنین کے لئے زیادتی کا وعدہ دیا اور وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ وہ ذاتِ پاک اپنے بقا اور قدم اور عزت و کبریا اور مجد و ثناء میں یگانہ ہے۔ اور اس کا غلبہ اور دبدبہ سب سے بڑھ کر ہے۔ وہ حی و علیم اور قدیر اور مدبر و سمیع و بصیر اور قیوم اور ملک کبیر ہے۔ سبحان اللہ وہ کیسا جابر ہے۔ اور اس کا کیسا عظیم شان ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کسی مخلوق کے کلام سے مشابہ نہیں ہے۔ جس نے اُس کی کلام کو کسی کی کلام کے مانند سمجھا اُس نے بہت خسارہ کھایا۔ اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس کو اُس نے روح الامین

کے ذریعے حضرت محمد سید المرسلین کے دل پر نازل کیا۔ اور اس میں اس لئے کہ نسیان سے
محفوظ ہے اس طرح فرمایا۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ " نہ حرکت دے اپنی زبان کو اس کے
ساتھ تاکہ تو اس سے جلدی کرے اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہم پر ہے۔ پس جب ہم اس کو
پڑھیں تو بھی اس کے پیچھے پیچھے پڑھ۔ وہ علی و عظیم شبہ و مانند سے برتر ہے جس نے اس
کو کسی کی مانند سمجھا وہ اپنے خیالات کے تابع ہے۔ اور شیطان کے ساتھ موافق ہے
جلال و کمال اسی کے لئے ہے جس نے اس کی صفات کا انکار کیا اس کا ایمان سست
ہے۔ فہم اس کی تعظیم و جبروت کے بحر میں غرق ہیں۔ اور عقلیں اس کی دوام ملکوت میں حیران
ہیں اور اعانت کے طالب ہو کر سر کے بل واپس مڑتے ہیں۔ اس نے اپنی عطا کو اپنی خلق
کے درمیان تقسیم کیا ہے جس کو وہ عزت دیوے اس کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ اور جس کو وہ
ذلیل کرے اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ سعید وہی ہے جس کو اس نے اپنی خدمت
میں مقرر کر لیا اور اس کے ساتھ اپنی رحمت سے معاملہ کیا اور اپنے ذکر کو اس کے
لئے راحت و آرام بنایا۔ پس قرآن اس کا انیس اور مولیٰ اس کا جلیس ہے۔ پھر اس کے
غم دوست کی ہمنشینی سے کیسے دور رہوں۔ اور مرید مردود وہ ہے جس کو اس نے اپنی
معرفت سے محروم رکھا اور اپنی خدمت سے اس کو ہٹا دیا اور اس کو اپنی خواہش کے تابع
کیا۔ امر اسی کا اور حکم اسی کا اور ملک بھی اسی کا ہے جس نے اس کی طرف سے منہ پھیرا
اس نے گویا بیہودگی میں اپنا زمانہ کھو دیا۔ اسی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو مار یگا۔
پھر زندہ کریگا۔ تبلاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو اس قسم کے کام کر سکے۔
میں اس بات پر کہ اس نے اپنا فضل ہم پر مضبوط کیا اور اس کے ارکان کو قوی کیا اور برائی
سے ہٹایا اور اس کے شعلہ کو بجھایا۔ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ
اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے
اور اس کی وحدانیت کے دلائل اور براہان واضح اور ظاہر ہیں۔ اور میں شہادت دیتا
ہوں کہ حضرت محمد اسکے بندے اور رسول ہیں جنہوں نے اس کے سر اور اعلان کو تحقیق کے
ساتھ ظاہر کیا۔ اور جن کے فیصلے سے ہدایت کا راستہ روشن ہو گیا۔ اور باطل و بہتان
سب زائل ہو گیا۔ ان پر اور ان کی آل اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ صلوٰۃ و سلام

ہو جب تک کہ صبح کی ہوا درختوں پر چل کر اُن کی ٹہنیوں کو ہلا نہ دے۔ اور مشتاق کے کھینچے ہوئے غم کو حرکت دیکر اس کو اپنے وطن کی یاد دلاتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اللہ تعالیٰ دار السلام کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام منزلہ کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبان پر تمام مخاطبین کے لئے عام دعوت فرمائی ہے۔ اور سب کو ایمان اور طاعت کے لئے امر کیا ہے اور کفر اور مخالفت سے منع کیا ہے۔ پس ہم پر واجب ہے کہ اس کی ربوبیت کے حق کو مد نظر رکھ کر اس کے امر کو بجالائیں اور نور ہی سے ہٹ جائیں اور عبودیت کے وصف پر اعتراض کے سر کو نیچے کیا رکھیں۔ اور ہدایت خاصکر مومنوں کے لئے ہے اور اسی کی مشیت اور ارادے اور علم اور رضا کے ساتھ ہے۔ اور کل کو دعوت کی ہے اور بعض کو ہدایت دی ہے اور کل کو امر کیا ہے اور بعض کو توفیق دی ہے اور کل کو منع کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بچایا ہے۔ وہ اپنے ملک میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ نہیں پوچھا جاتا اس کام سے جو وہ کرتا ہے اور وہ پوچھے گئے ہیں۔ اس نے مخلوقات کو رنج والم کے گھر سے دار السلام کی طرف بلایا ہے۔ پس جس نے لبیک کہا۔ اس کے لئے نشان لگائے جاتے ہیں۔ اور جس نے انکار کیا اس کی شقاوت میں قلم جاری ہوئی۔ اس نے اُن کو عبادت کے گھر سے زیادت کے گھر کی طرف اور شقاوت کے گھر سے بقا کے گھر کی طرف بلایا ہے اور اس نے ایسے گھر کی طرف سے کہ جس کا اول گریہ وزاری اور اس کا درمیان رنج و تکلیف اور اس کا آخر فنا ہے ایسے گھر کی طرف بلایا ہے جس کا عطاء اور اس کا درمیان لقا اور اس کا آخر بقاء ہے۔ اور ان کو دنیا کمینی کے گھر سے پسندیدہ عیش کی طرف بلایا ہے ◆

اور ان کو ایسے گھر سے جس کا اصل مٹی اور اس کا عیش خراب اور اس کا نفع ضرر اور اس کا آرام شر اور اس کا وعدہ بیوفائی ہے۔ ایسے گھر کی طرف بلایا ہے۔ جس کا اصل موتی اور اس کا عیش لقا و نظر اور اس کی زیب و زینت جنات و نہر ہے پس دعوت عام ہے تا کہ حجت لازم ہو۔ اور ہدایت خاص ہے تا کہ دلیل روشن ہو۔ اور دار السلام سے مراد جنت ہے۔ اور سلام اللہ تعالےٰ کے

اسماء میں سے ہے۔ تو دار السلام کے معنی اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں یعنی ان کو اپنے گھر کی طرف بلایا ہے۔ پس خیال کرنا چاہیئے کہ ان کا گھر کیسا اچھا اور ان کی ملاقات کیسی اچھی اور ان کا ہمسایہ کیسا اچھا ہوگا۔ اور فردوس اعلےٰ کیسا عمدہ رہنے کا مقام ہے اور سید المولیٰ کیسا عمدہ ہمسایہ ہے اور حضرت سید محمد مصطفےٰ صلعم کیسا عمدہ رفیق ہے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جنت کا نام دار السلام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ آفات و بلیات اور مصیبتوں سے سلامتی کا گھر ہے۔ اور اس میں اہل جنت ضرر و فقر اور فتنے اور ہجر اور درد و رنج اور امراض اور اعراض اور قوت کی طلب اور گھروں کی تنگی اور موت کی تکلیف اور فوت کی حسرت سے سلامت رہینگے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بہشت کا نام دار السلام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ اس میں سلام کے ساتھ داخل ہونگے۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ اور اس میں وہ ایک دوسرے پر سلام کہینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا اور اس میں فرشتے ان کو سلام دینگے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کا سلام بلا واسطہ ان پر ہوگا۔ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ پس جس شخص کو اس کے مولےٰ نے اپنے گھر کی طرف بلایا۔ اور اپنے انوار سے اس کے سینے کو کھولا۔ اور اُس کے دل کو پوشیدہ اسرار سے بھر دیا۔ وہ اس کے قرب و جوار کی نعمت سے کامیاب ہوا۔ اور جس شخص کو اس نے اپنے گھر کی طرف بلایا۔ لیکن وہ اپنے بُرے اختیار سے شقاوت میں پڑا رہا۔ اس کو اس نے پڑوس سے دور کر دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اُس کو آگ میں ڈال دیا۔ اور کسی کو اُس نے اپنی طرف بلایا اور اس کو اپنی طرف ہدایت دی۔ اور تمام بُرے رستوں سے اس کو بچایا۔ اور اس کو اپنی بارگاہ میں پناہ دی اور ہر طرح اُس کی رعایت کی اور اُس کو اپنے قرب کی نعمت بخشی۔ پھر وہ کس طرح اس کی دعوت کا جواب نہ دے۔ اور کسی کو اس نے اپنی طرف بلایا۔ اور اس کو اپنی طرف سے اندھا کر دیا۔ اور بدبختی میں اُس کو رسوا و خوار کیا۔ پھر وہ کس طرح اس کو جواب دیوے اور صحیح حدیث میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق جنت کے لئے پیدا کی ہے۔ جو جنت کے اعمال بجالاتے ہیں۔ اور ایک خلق دوزخ کے لئے پیدا کی ہے۔ جو دوزخ والوں کے اعمال پیدا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے دوست دنیا میں اُن کے

ذکر کی لذت پاتے اور اُس کی طاعت و شکر سے آراستہ ہوتے ہیں۔ اُس کے سامنے ذلیل ہوتے ہیں ان کے دلوں کو آرام ہوتا ہے۔ اور اُس کی بارگاہ کی طرف بڑھتے ہیں ان کو اسرار حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دُنیا میں بھی نعیم معجل ہے اور آخرت میں ان کے لئے جنت ہے۔ اور غافل لوگ حرص و عصیان کی زنجیر اور شقاوت و حرمان کی قید میں اُس کے دروازے سے دور اور غفلت کے حجاب میں مستور ہیں۔ ان کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے کہ وہ اُسکی خدمت سے محروم ہیں۔ اور قیامت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب سخت ہے۔ شعر

بَلْ هَجْرُهٗ اَصْعَبُ مِنْ مَاذ ؟ وَوَصْلُهٗ اَحْسَنُ مِنْ جَنَّتِهٖ
فَالْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ فِيْ بُعْدِهٖ وَالنَّيْلُ كُلُّ النَّيْلِ فِيْ قُرْبِهٖ
يَا مَنْ يُرِيْدُ الْعِزَّ يَحْظٰى بِهٖ اَلْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ فِيْ خِدْمَتِهٖ
اَقْطَعْ تَصِلْ اَقْبِلْ تَرٰى بِرَّهٗ وَاسْتَسْقِ غَيْثَ الْجُوْدِ مِنْ رَحْمَتِهٖ
لِلّٰهِ عَبْدٌ شَغَلَهٗ ذِكْرُهٗ اَسْعَدَهٗ بِالْقُرْبِ مِنْ حَضْرَتِهٖ
فَشُغْلُهٗ تَصْعِيْدُ اَنْفَاسِهٖ يَتْبَعُهَا التَّقْطِيْرُ مِنْ عَبْرَتِهٖ
اِنْ قَالَ يَا رَبِّ يَقُلْ رَبُّهٗ لَبَّيْكَ عَبْدِيْ سَلْ دَلَالَتِهٖ

(ترجمہ) بلکہ اس کی جدائی اس کے دوزخ سے زیادہ سخت تکلیف دینے والی ہے اور اس کا وصل جنت سے کئی درجے بہتر ہے۔ اور اُس کی جدائی میں سراسر وبال و ہلاکت ہے اور اس کا قرب سراسر کامیابی ہے۔ اے وہ شخص کہ عزت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سب قسم کی عزت اس کی خدمت میں ہے۔ تو سب سے قطع کرلے اس سے واصل ہو جاویگا۔ اور اُس کی طرف مُنہ کر تو اس کا احسان دیکھ لیگا۔ اور اُس کی رحمت سے سخاوت کا مینہ طلب کر۔ وہ بندہ بہت ہی اچھا ہے۔ جو اس کے ذکر میں مشغول ہے۔ اور اس کو اس کی بارگاہ میں قرب کی سعادت حاصل ہے اور اس کا شغل ہر دم آہوں کا نکالنا اور ان کے بعد آنسوؤں کا بہانا ہے۔ اگر وہ کہے کہ یا رب تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ مجھ سے مانگ میں تیری حاجت کو پورا کرونگا ؎

اور مکلف چار قسم پر ہیں (قسم اول) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خدمت و جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور مومنین ہیں۔

جو دُنیا میں اُس کے آثار و انوار میں زندہ رہے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی طاعت سے اُن کی زندگی پاک صاف ہوگئی اور اللہ تعالےٰ کی محبت سے ان کے انوار اعلےٰ اور ان کے اذکار ملکوت کی طرف بلند ہوئے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً جس مومن مرد اور عورت نے نیک عمل کئے ان کو ہم پاک زندگی دینگے۔ اور حیات طیبہ در اصل طاعت کی لذت اور قناعت کی عزت ہے۔ یعنی وہ دونوں جہان کی عزت حاصل کر گئے۔ اور اُنھوں نے دونوں جگہوں کا شرف پا لیا۔ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔ پس ان کے لئے مبارک اور اچھی جگہ ہے ۔

(دوسری قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اُن سے کوئی خدمت نہیں لی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تمام عمر کافر رہے۔ پھر ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا یا اپنی تمام زندگی میں گناہ وعصیان میں غرق ہے۔ پھر خاتمہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے توبہ اُن کے نصیب کی۔ اور وہ توبہ و احسان کی حالت میں فوت ہوئے۔ جیسے کہ فرعون کے ساحران کا حال ہوا۔ جو تیس ہزار کے قریب تھے۔ سب کے سب ایمان لے آئے۔ اور اُسی دن قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گئے۔ دن کے اول حصہ میں فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم غالب ہونگے۔ اور گھڑی کے بعد اُس ذات پاک کے ساتھ قسم کھائی جس نے ان کو پیدا کیا تھا۔ پہلے وہ فرعون سے جزاء طلب کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اگر ہم غالب آ گئے تو ہم بڑا اجر پاوینگے۔ پھر ایک ساعت کے بعد اس طرح پکار اُٹھے کہ ہم تجھے ہرگز ان آیات بینات پر جو ہمارے سامنے ظاہر ہوئی ہیں اختیار نہیں کر سکتے۔ اسی ذات کی قسم ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ جو کچھ ہمارے ساتھ کرنا چاہتا ہے کر۔ عجیب معاملہ ہے کہ جو کچھ بشارت ان کے حق میں ہونیوالی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی زبان سے نکلوائی جیسے کہ اس نے کہا تھا کہ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ہاں تم مقربین میں سے ہوگے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ اللہ تعالےٰ انہی لوگوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے جو جہالت سے برائی کرتے ہیں۔ پھر قریب ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ پس جس شخص نے بُرا

فعل کیا تو گویا اُس نے جہالت و غفلت اور اللہ کے امر کی تعظیم مدّنظر نہ رکھنے کے باعث کیا اگرچہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس شخص نے موت کے حاضر ہونے اور فرشتوں کے دیکھ لینے اور غرغرہ کرنے سے پہلے توبہ کر لی گویا اُس نے قریب ہی توبہ کر لی۔ اور توبہ بعید وہ ہے جو فرشتوں کو دیکھ کر کی جائے۔ گویا یہ توبہ آخرت کے وقت میں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ ۔ اور ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں جو بُرائیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کی۔ اور اس سے بعید تر وہ لوگ ہیں جو آخرت میں توبہ کرینگے۔ اور دوزخ کے درکات میں اپنے قصوروں کا اقرار کرینگے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ۔ اور نہ ہی ان لوگوں کی توبہ ہے جو کافر ہی مر گئے۔ یعنی ان کی توبہ آخرت میں قبول نہ کی جاویگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِہٖ وَاَنّٰی لَھُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ۔ یعنی ان کو توبہ کی طرف کوئی راستہ نہ ملیگا۔ اور نہ ہی وہ توبہ کو پا سکینگے۔ کیونکہ توبہ کا وقت گذر چکا ہوگا۔ انکی توبہ کا وقت تو دنیا میں تھا۔ دنیا میں اگر وہ توبہ کرتے تو قبول کی جاتی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِھِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۔ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلینگے پس دوزخ والوں کو کھینچے ہوئے لے آؤ۔

(تیسری قسم) وہ لوگ ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے نہ تو اپنی خدمت کے لئے اور نہ ہی جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ وہ کافر ہیں جو کفر کی حالت میں مر گئے۔ اور یہ لوگ دنیا میں نعمت ایمان سے محروم رہے اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

(چوتھی قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور جنت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی اطاعت بجا لاتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مکر کیا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دیا اور وہ کفر پر مرے۔

ہم اللہ تعالےٰ سے اس کے کرم و احسان کے ساتھ اس سے عافیت مانگتے ہیں۔ کیونکہ وہ بغیر رنج و تکلیف کے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے بے سبب و بغیر واسطہ کے پسند کر لیتا ہے۔ ایک قوم کو اس نے ذلیل و بدبخت کیا۔ اور گمراہ اور

محبوب کیا اگرچہ ان کو کچھ زمانہ تک نیکوں کا لباس پہنایا۔ ایک دن ضرور اس لباس کو اُن سے اُتار لیگا۔ اور ذلت و خواری کا لباس انہیں پہنا دیگا اور ایک قوم کو اپنے لئے چن لیا۔ اور اُن کو اپنے لئے برگزیدہ کر لیا اور اُن کو اپنی محبت و عزت بخشی۔ اگرچہ کچھ وقت تک اُن کو دوری اور حجاب کا لباس پہنایا۔ ایک دن ضرور ان کو اپنے دروازے کی طرف بلاویگا۔ اور دوستوں کا لباس ان کو پہنا دیگا۔ اور وہی کریم وہّاب ہے یا اللہ تو ہم کو اپنے ان خلاصی یافتہ بندوں اور شفیق دوستوں میں سے بنا جن کو تو نے اپنی خدمت کے لئے مقرر کیا۔ اور جن کو اپنی اُنس و حضور کی نعمت تو نے بخشی۔ اور جن کو تو نے اپنا لذیذ شراب معرفت کا پلایا۔ اور جن کو تو نے اپنے دوستوں کا لباس پہنایا۔ یا اللہ ہم تیرے بندے ہیں۔ ہم نے اپنی جانوں کو تیرے سامنے ڈال دیا۔ اور ان نعمتوں کے لئے جو تیرے پاس ہیں عمدہ وعدہ کی طمع رکھتے ہیں۔ یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے ماں باپ اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اٰمِیْنَ +

فصل چھبیسویں فقر میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جس کے پاس کوئی امیدوار اپنی اُمید سے خالی نہیں جاتا۔ اور جس پر کہ وہ راضی ہوا۔ اور جس کو اُس نے قبول فرمایا۔ وہ اس کی بساط قرب سے غائب نہیں ہوتا۔ وہ اوّل ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں ہے اور وہ آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں وہ غنی ہے اور ان صفات میں جو اسکے لئے ثابت ہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ قدوس اور صمد اور واحد اور جو کچھ وہ کرتا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ عرش پر بغیر کیفیت اور تشبیہ کے متمکن ہے۔ اور جس نے اس کی شبیہ و مثال بیان کی وہ گمراہ ہے عرش اس کو پکڑ نہیں رکھتا۔ اور عقل اس کو ادراک نہیں کر سکتی اور وہم اُس کی صورت بیان نہیں کر سکتا۔ اور فکر اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ اور وہ اپنے علم و قدرت اور کرم و نرمی میں ہر ایک کے قریب ہے اور ہر رات اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور جو شخص اس سے مغفرت مانگتا ہے اُسکو بخشتا ہے اور جو کوئی اس سے توبہ کرے اسکی

توبہ کو قبول کرتا ہے اور جو کوئی اس سے کچھ مانگے اُس کو دیتا ہے۔ وہ حیّ اور علیم اور قدیر اور مرید اور سمیع اور بصیر ہے۔ اور اس کے کمال کے وصف کی کوئی حد نہیں۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کسی مخلوق کی کلام کے مانند نہیں ہے اور قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جس کو اس نے اُتارا ہے۔ اسکی صفات قدیمہ ہیں جو دلیلوں سے ثابت ہیں۔ اور معتزلہ گمراہ ہیں جس نے اس سے صفات کمال کی نفی کی وہ بیہودہ جھگڑے میں پڑا ہے اور گمراہی کے اندھیروں میں پھنسا ہوا ہے۔ کوئی چیز اُس کے مانند نہیں ہے جس نے اس کو کسی کے مانند سمجھا وہ بڑا ہی جاہل ہے۔ ہر ایک بولنے والی اور خاموش چیز اس کا شکر کر رہی ہے۔ ہر ایک مصنوع چیز اس میں تامل کرنیوالے کو اس کا پتہ بتا رہی ہے تمام موجودات اپنی محتاجی کے قدم پہ کھڑے ہو کر اور اضطرار کی زبان سے ناطق ہو کر اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری اور عجز ظاہر کر رہی ہے۔ واقعی خضوع بھی اسی کی عزت کے لئے واجب ہے۔ اور آنسوؤں کا بہانا بھی اسی کی جُدائی کے خوف سے اچھا ہے۔ اُس کے جلال کے سامنے ہر چیز حیران اور سرگردان ہے۔ اُس نے اپنی نعمت کو اپنی خلق کے درمیان تقسیم کیا ہے پس قریب وہی ہے جس کو اُس نے اپنے قریب کیا۔ اور بعید وہی ہے جس کو اُس نے اپنی بارگاہ سے دور کر دیا۔ اور ہر ایک شخص اسی میں کوشش کرتا ہے جس کے وہ لائق ہے۔ شقی و بدبخت وہ ہے جس کو اُس نے اپنے دروازہ سے دور کر دیا۔ اور اپنی نعمت اس سے ہٹا لی۔ اور اُس کو ہر طرح خوار کیا۔ اور سعادت مند وہ ہے جس کو اُس نے دوست رکھا اور اس کو اپنی خدمت کے لئے پسند کر لیا۔ اور اس کو اپنا وصل عطا کیا۔ وہ شخص کیسا ہی سعید ہے جس کو اس کا مولیٰ اپنے ذکر کے لئے بیدار کرے اُس کو نہ کوئی ہٹانے والا اس سے ہٹا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کو اس سے روک رکھتا ہے۔ اور وہ شخص کیسا ہی اور بڑا ہوا ہے جس نے اپنی تمام عمر غفلت میں کھو دی۔ اور جو کچھ اس نے کمایا ہے اُس کو ہرگز نفع نہ دیگا۔ اور جس دن وہ حساب کے لئے مالک جبار کے سامنے حاضر ہوگا۔ اسے کس قدر حسرت اُٹھانی پڑیگی۔ اور جس وقت وہ نیک لوگوں کی منزلوں کو دیکھیگا وہ کیسا اپنے آپ میں مایوس و محروم ہوگا۔ پس مفت کی لوٹ لینے سے سو رہنے والے کے لئے ہلاکت ہو اس کو کس چیز نے اس سے غافل کر دیا۔ اے مسکین اپنے مولیٰ کے سامنے ذلیل و خوار ہو۔ وہ کبھی کسی کے سوال کو ممانع نہیں کرتا۔ اُس کو ہر ایک کا علم

ہے۔ وہ ہر ایک دور و نزدیک کو جانتا ہے اور سب کی رجوع اسی کی طرف ہے۔ وہ ہر ایک عمل کرنیوالے کو اس کے عمل کی جزا پوری دیگا۔ میں اُس کی عام خیر اور کامل احسان پر جو ہر دم ہمارے حال پر کر رہا ہے اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس کو تمام اشیاء کا مجمل اور مفصل علم ہے اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اُسکے بندے اور رسول اور اُس کے حبیب ہیں جن پر اُس نے اپنی کتاب کو نازل فرمایا۔ اور اس میں تمام منزلہ کتابوں کے علوم کو جمع کر دیا۔ اور اُس کے برہان سے تمام مشکلات حل ہو گئیں۔ اور اُس کے بیان سے تمام باریکیاں واضح ہوئیں۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ جیسے کہ ان کو خیر میں ہوا سے زیادہ سخی بنایا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ اپنے نفس کو صبر دلا کر ان لوگوں کے پاس بیٹھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اُس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہیں ہیں۔ یہ آیات فقراء کی فضیلت میں ہیں۔ اور ان کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ جو لوگ ایمان لائے وہ فقرا ہی ہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک رسول کے ساتھ جو مبعوث ہوا۔ پہلے پہل فقرا ہی ایمان لائے اور تابع ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا۔ کہ اپنے فقراء اصحابؓ مثلاً حضرت سلمانؓ و بلالؓ و صہیبؓ و عمار ابن یاسرؓ و عامر ابن فہیرہ وغیرہ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ پس مشرکوں نے چاہا کہ کوئی ایسا حیلہ کریں۔ کہ یہ فقراء انکی مجلس میں نہ آیا کریں۔ اس لئے کہ وہ سن چکے تھے کہ پیغمبروں کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ فقراء ان کے تابع ہونگے۔ اس ارادے سے بعض مشرکین سرداروں نے آنحضرتؐ کے حضور میں آکر کہا۔ کہ اے محمدؐ ان فقراء کو اپنی مجلس سے دور کر دیں۔ کیونکہ ہمارے نفس ان کے ساتھ بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر تو ان کو نکال دیوے تو تمام بڑے بڑے سردار اور شریف لوگ تجھ پر ایمان لے آوینگے۔ اس بات پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ اور ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اُس کے سوا کسی اور کے طالب نہیں ہیں۔ اپنے پاس سے نہ ہٹا۔ اور نہ ہی ان سے اپنی

نظر شفقت کو دور کرو یعنی دنیاداروں کی صحبت کے لئے اُن سے نظر عنایت نہ دور کرو۔ اور تو کہہ کہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہے تم میں سے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر ہو جائے پھر ان کے لئے غنی اور فقیر کی مثال بیان فرمائی۔ بقولہ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ آیات اور وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا آیات اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اصحاب کی بڑی تعظیم تکریم کیا کرتے تھے۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اصحاب بھی آپ کے ساتھ ہجرت کر آئے اور مسجد کے صُفّے میں سب سے الگ تھلگ رہنے لگے۔ پس فقراء میں سے جو جو ہجرت کر کے آتا رہا وہ بھی ان کے ساتھ رہنے لگا حتےٰ کہ ان کی تعداد کثیر ہو گئی رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ اور انہوں نے اس احسان کا جو اللہ تعالےٰ نے جو اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا تھا مشاہدہ کر لیا۔ اور نور ایمان سے اس کا معاینہ کر لیا۔ اور اُن کے دل موجودات میں سے کسی کی طرف مائل نہ ہوئے۔ بلکہ انہوں نے اس طرح کہا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تیرے ہی لئے خضوع اور سجدہ کرتے ہیں اور تیرے ہی ساتھ ہم ہدایت وارشاد پاتے ہیں۔ اور تجھی پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں اور تیرے ذکر سے ہم نعمت و فرحت حاصل کرتے ہیں۔ اور تیری دوستی کے میدان میں ہم چرتے ہیں۔ اور تیرے ہی لئے ہم عمل و کوشش کرتے ہیں۔ اور تیرے دروازہ سے ہم کبھی دور نہیں ہونگے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے اُن کے ذریعے سے اپنے رسنہ کو آباد کیا۔ اور ان کے حق میں اپنے رسول کے ساتھ خطاب کیا۔ اور اس طرح فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ یعنی ان لوگوں کو جو اگر شام کریں تو میرے ذکر میں ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور اگر صبح کریں تو میرے ہی دروازہ کی طرف لوٹتے ہیں اپنے پاس سے دور نہ کر اور ان لوگوں کو ہرگز نہ دھتکار جن کے لئے جائے پناہ مسجدیں ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کا مولےٰ اور مطلوب ہے۔ اور ان لوگوں کو نہ ہٹا جنہوں نے خضوع کے ساتھ ذلت و مسکنت کا لباس پہنا ہوا ہے اور خشوع کے ساتھ ہیبت و وقار کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ بھوک ان کا طعام اور بیداری ان کا سالن اور فقر و فاقہ ان کا شعار اور خاموشی اور حیا ان کا دثار ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ الگ رہنا ان کے دلوں کی خوشی ہے اور خلوت میں اللہ تعالےٰ کا ذکر ان کی فرحت ہے۔ اور ان کے نفس شہوات سے رُکے ہوئے اور ان کے بدن لذتوں سے محروم ہیں۔ اور انہوں نے اپنے عزم کے گھوڑوں

کہ مولیٰ کے دروازہ پر باندھا ہے۔ اور اپنے چہروں کو مناجات کے محرابوں میں چھپایا ہے۔ شعر

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ عَمَّنِ اشْتَغَلُوْا ⁂ لَمَا تَهَتَّكُوْا بِمَا بِهٖ شُغِلُوْا
مَنْ ذَاقَ وَصْلَ الْحَبِيْبِ هَامَ وَلَمْ ⁂ يَحِلَّ لَهٗ مَنْزِلٌ وَّلَا طَلَلُ
لِلّٰهِ قَوْمٌ بِرُوْحِهِمْ سَمَحُوْا ⁂ وَاسْتَصْغَرُوْا قَدْرَهَا وَمَا جَهِلُوْا
عَاشُوْا وَفَازُوْا هُمُ الْمُلُوْكُ وَاِنْ ⁂ ذَلُّوْا وَاِنْ اَمْلَقُوْا وَاِنْ خَمَلُوْا

(ترجمہ) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ وہ کس سے مشتغل ہیں۔ اور کس شغل میں لگے ہوئے ہیں۔ تو وہ ہرگز مستی نہ کرتے جس نے دوست کے وصل کا مزہ چکھا وہ سرگرداں ہوا۔ اور وہ کسی منزل اور ٹیلے میں نہیں اُترتا۔ اللہ ہی کے لئے ہے خوبی ان لوگوں کی جنہوں نے اپنی جانوں پر نرمی کی اور اُن کے قدر کو حقیر جانا اور اس سے غافل نہ ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کامیاب ہو کر بسر کی۔ یہی لوگ حقیقت میں بادشاہ ہیں اگرچہ وہ ذلیل اور مفلس اور گمنام ہوں ؎

فقر انبیاء کا فخر اور اتقیاء کا شعار اور متقین کا لباس اور صادقین کی سواری ہے۔ شعر

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ وَلَمْ تُغْنِهٖ ⁂ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ فَذَاكَ الشَّقِيُّ
مَا ضَرَّ ذَا الْفَقْرِ فِيْ مَا نَالَهٗ ⁂ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَاذَا لَقِيَ
مَا يَفْعَلُ الْعَبْدُ بِعِزِّ الْغِنٰى ⁂ وَالْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ لِلْمُتَّقِيْ

(ترجمہ) جس نے اللہ کو پہچانا اور اللہ کی معرفت نے اُن کو غنی نہ کیا تو ایسا شخص بدبخت ہے مفلس لومی جو تکلیف اللہ تعالے کی طاعت میں پاتا ہے اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچی۔ بندہ غنی کی عزت کو کیا کرے سب عزت متقی کے لئے ہے ؎

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ یا اللہ تو مجھے مسکین ہی زندہ رکھ اور مسکین ہی مار اور مسکینوں ہی کے گروہ میں اٹھا۔ انس بن مالک رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس دعا کو بہت مانگا کرتے ہیں۔ فرمایا اے انس رضؓ اللہ تعالے کی رحمت مسکینوں سے ایک دم بھی دُور نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ دُنیا کا ناز و نعمت تم میں سے فوت ہو چکا ہے تمہیں کچھ ضرر نہیں دیگا جبکہ میں خود تمہارے لئے حظ ہو جاؤں۔ اور ابو سلیمان دارانی رہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ شہوت کے بغیر فقیر کا آہ مارنا غنی کی دو ہزار سال کی عبادت کے برابر ہے۔ اور بعض سلف فرماتے ہیں کہ دُنیا کی طلب کے ساتھ عبادت کرنا اس باغ کی طرح ہے جو کوڑے پر ہو۔ اور فقیر کی عبادت اس موتیوں کے ہار کی طرح ہے جو خوبصورت عورت کی گردن میں ڈالا ہوا ہو۔ شعر

مَنْ كَانَ ذَا مَالٍ كَثِيْرٍ وَّلَمْ — يَقْنَعْ فَذَاكَ الْمُوْسِرُ الْمُعْسِرُ

وَكُلُّ مَنْ كَانَ قَنُوْعًا وَّاِنْ — كَانَ مُقِلًّا فَهُوَ الْمُكْثِرُ

اَلْفَقْرُ فِي النَّفْسِ وَفِيْهَا الْغِنٰى — وَفِيْ غِنَى النَّفْسِ الْغِنَى الْاَكْبَرُ

(ترجمہ) جس شخص کے پاس بہت سا مال ہو۔ اور پھر قناعت نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص خوشحال مگر تنگدست ہے۔ اور جو شخص قانع ہے وہی دولتمند ہے اگرچہ مفلس ہو نفس ہی میں فقر ہے اور اسی میں دولتمندی اور نفس کی دولتمندی بڑی بھاری دولتمندی ہے + کیا تم نے سنا ہے کہ کسی فقیر نے ربوبیت کا دعوے کیا ہو۔ یا کسی فقیر نے الوہیت کا جھگڑا کیا ہو۔ اس کے برخلاف کئی جابر دل اور زبردست سرکشوں کا حال سنا ہو گا۔ کہ انہوں نے بہت سرکشی اور نافرمانی کی۔ اور بہت باغی اور طاغی ہوئے شعر

مِنْ شَرَفِ الْفَقْرِ وَمِنْ فَضْلِهٖ — عَلَى الْغِنٰى يَا صَاحِ لَوْ تَعْتَبِرُ

اِنَّكَ تَعْصِيْ كَيْ تَنَالَ الْغِنٰى — وَلَسْتَ تَعْصِي اللّٰهَ كَيْ تَفْتَقِرَا

(ترجمہ) کاش کہ تجھے معلوم ہوتا کہ دولتمندی پر فقر کی کیا فضیلت اور بزرگی ہے۔ تو اس لئے نافرمانی کرتا ہے کہ دولتمندی حاصل کرے اس لئے نافرمانی کیوں نہیں کرتا۔ کہ تو اس کا محتاج ہووے +

اور فقر دو قسم پر ہے خاص اور عام۔ عام یہ ہے کہ اللہ تعالے کا محتاج ہو اور یہ ہر ایک مخلوق کی وصف ہے خواہ مومن ہو خواہ کافر۔ اور یہی معنی ہیں اللہ تعالے کے اس قول کے یَا اَیُّہَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۔ اے لوگو تم سب اللہ تعالے کے محتاج ہو اور اللہ تعالے غنی صاحب تعریف ہے۔ اور فقر خاص اولیاء اللہ اور اس کے دوستوں کا وصف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دنیا سے ہاتھ خالی ہو۔ اور دل دنیا کے تعلق سے آزاد اور اللہ تعالے کے ساتھ مشغول ہو۔ اور ہر وقت اس کو اللہ تعالے کا شوق دامنگیر ہو اور فراغت کے ساتھ اس کو خلوت مع اللہ حاصل ہو۔ اللہ تعالے نے حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی کی کہ اے داؤد تمام اہل زمین کو یہ حکم پہنچا دو۔ کہ میں اس شخص کا دوست ہوں جو مجھے دوست رکھے۔ اور میں اس شخص کا ہمنشین ہوں جو مجھ سے صحبت رکھے۔ اور میں اس شخص کا غمخوار ہوں جو میرے ذکر کے ساتھ انس پکڑے اور میں اس شخص کا ساتھی ہوں جو میرے ساتھ ہے اور میں اس شخص کا مختار ہوں جو مجھے اختیار کرے۔ اور میں اس شخص کا مطیع ہوں جو میری اطاعت کرے۔ جو بندہ مجھے اپنے دل سے یقینی علم کے ساتھ مجھے دوست رکھتا ہے میں اس کو اپنے نفس کے لئے قبول کرتا ہوں اور جس نے مجھے حق کے ساتھ طلب کیا مجھے پا لیا۔ اور

جس نے میرے سوا کسی اور کو طلب کیا وہ مجھے نہیں پائیگا۔ پس اے اہل زمین تم سب اپنے غرور کو چھوڑ دو اور میری کرامت اور مصاحبت اور مجالست کی طرف آؤ۔ اور تم مجھ سے انس پکڑو۔ میں تم سے انس پکڑونگا۔ اور تمہاری محبت کی طرف جلدی آؤنگا۔ اور انبیاء میں سے کسی نبیؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میرے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں ان کو دوست رکھتا ہوں اور وہ میری طرف مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ اور وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں ان کا ذکر کرتا ہوں اور وہ میری طرف نظر کرتے ہیں میں انکی طرف نظر کرتا ہوں۔ تو اس نبیؑ نے عرض کی یا رب ان کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ دن میں وہ سایہ کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جیسے کہ زبان گڈریا اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور سورج کے غروب ہونے کے اس طرح مشتاق ہوتے ہیں جیسے کہ پرندہ غروب کے وقت اپنے گھونسلے کا مشتاق ہوتا ہے اور جب رات آجاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے اور فرش بچھا کر ہر ایک دوست اپنے اپنے دوست کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو وہ میرے بندے قدموں کے بل میرے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے چہروں کو میرے سامنے زمین پر بچھا دیتے ہیں اور میرے کلام کے ساتھ مجھ سے مناجات کرتے ہیں۔ اور میرے انعام سے میری طرف چاپلوسی کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی چلاتا ہے اور روتا ہے اور کوئی آہیں بھرتا اور شکایت کرتا ہے۔ اور کوئی کھڑا ہوتا اور کوئی بیٹھتا ہے اور کوئی رکوع اور کوئی سجدہ کرتا ہے۔ اور جو وہ میرے لئے تکلیف اٹھاتے ہیں وہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور جو وہ میری محبت کے باعث شکایت کرتے ہیں وہ سب میرے کانوں میں ہیں۔ اول اول جو کچھ میں ان کو عطا کرتا ہوں تین باتیں ہیں۔ اول یہ کہ ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں جس کے باعث وہ مجھے پہچان لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر زمین و آسمان اور مافیہا سب انکے عملنا موں کی میزان میں رکھا جائے تو پھر بھی ان کے عملنامے بڑھ جائیں۔ تیسرے یہ کہ میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کیا تو جانتا ہے کہ اس شخص کو کہ جس کی طرف میں ہمہ تن متوجہ ہوں کیا کچھ دونگا۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی۔ کہ یا رب مجھے تو اپنی محبت والے لوگ دکھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے وحی کی کہ اے داؤدؑ۔ تو جبل لبنان پر جا۔ وہاں جو دس آدمی

ہیں جن میں سے بعض جوان اور بعض درمیانی عمر کے اور بعض بوڑھے ہیں۔ جب تو ان کے پاس جاوے تو میری طرف سے ان کو سلام کہہ۔ اور کہہ کہ تمہارا رب تم کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم مجھ سے کوئی حاجت کیوں طلب نہیں کرتے۔ تم میرے اولیاء اور اصفیا اور احباب ہو۔ پس جب حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس آئے تو ان کو دیکھا کہ ایک چشمہ پر جمع ہیں اور اپنے سروں کو جھکائے ہوئے اللہ کی تعظیم میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے حضرت داؤد ؑ کو دیکھا تو انہوں نے چاہا کہ اٹھ جائیں اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔ اتنے میں حضرت داؤد ؑ نے کہا۔ کہ میں اللہ تعالے کا رسول ہوں تمہیں اللہ کا پیغام دینے آیا ہوں۔ یہ سُن کر وہ سب کے سب ان کے پاس آگئے اور اپنے کانوں کو ان کی طرف لگایا۔ اور اپنے سروں کو زمین کی طرف جھکا دیا۔ پھر حضرت داؤد ؑ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف اللہ تعالے کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالے نے تمہیں سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم مجھ سے کیوں حاجت طلب نہیں کرتے اور تم مجھے کیوں نہیں پکارتے ہیں تمہاری آوازوں اور کلام کو سنتا ہوں کیونکہ تم میرے اولیاء اور اصفیاء اور احباب ہو۔ یہ سُن کر ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے۔ پھر ان کے شیخ نے کہا یا اللہ تو پاک ہے اور ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں۔ تو ہم کو بخش۔ ہمارے دل ہماری گذشتہ تمام عمر میں تیرے ذکر سے غافل نہیں ہوئے۔ دوسرے نے اس طرح کہا کہ یا اللہ تو پاک ہے اور ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں۔ تو اس معاملہ میں جو تیرے اور ہمارے درمیان ہے ہم پر اپنی حسن نظر سے احسان کر۔ ایک اور نے اس طرح کہا کہ یا اللہ ہم پر یہ مہربانی کر کہ ہم ہمیشہ تیری طرف نظر کرتے رہیں اور ایک اور نے اس طرح کہا کہ ہم تیری رضا کے طلب کرنے میں بہت قاصر ہیں۔ تو اپنے جود و کرم سے ہم پر راضی ہو جا۔ اور نے کہا کہ یا اللہ تیرے شکر کے ادا کرنے میں جو ہم سے تقصیر ہوئی ہے اس کو بخش۔ اور نے کہا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ سوائے اس کے ہمیں اور کوئی حاجت نہیں۔ کہ ہم تیری طرف دیکھتے رہیں۔ اور نے کہا یا اللہ تو ہم کو وہ نور عطا کر جس سے ہم تیری طرف ہدایت پائیں۔ اور نے کہا کہ یا اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تو ہمیشہ ہمارے حال پر متوجہ رہے۔ اور نے کہا کہ یا اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ جو نعمت تو نے ہمیں بخشی ہے۔ اس کو ہمارے لئے کامل کر۔ اور نے کہا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری آنکھ کو

دُنیا اور دُنیا داروں کی طرف سے اور میرے دل کو اپنے سوا غیر کے شغل سے اندھا کر دے۔ اور نے کہا یا اللہ ہم نے جان لیا کہ تو اپنے دوستوں کو دوست رکھتا ہے تو ہم پر یہ احسان کر کہ ہمارے دل تیرے غیر کے شغل سے ہٹے رہیں۔ اور نے کہا یا اللہ بزرگی کہ تیرا شان عظیم ہے اور تو اپنے دوستوں سے قریب ہے اور اہل محبت پر تیرا بڑا احسان ہے۔ ہماری زبانیں تیرے حضور میں دُعا کرنے سے گونگی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد ؑ کی طرف وحی کی کہ ان کو کہدو کہ ہم نے تمہارے کلام کو سُن لیا اور تمہارے سوال کو قبول کر لیا چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے دوست سے الگ ہو جائے۔ اور اپنے اپنے نفس کے لئے کوئی الگ جگہ بنا لے۔ کیونکہ میں اپنے اور تمہارے درمیان حجاب کا کھولنے والا ہوں پس حضرت داؤد ؑ نے عرض کی کہ یا رب انہوں نے یہ کرامت کس عمل سے حاصل کی۔ فرمایا کہ حسن ظن اور دُنیا و مافیہا میں زہد کے باعث۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد ؑ کی طرف وحی کی کہ اے داؤد ؑ میرے ان بندوں کو جو میری محبت کی طرف متوجہ ہیں کہدو کہ جب تم میرے خلق سے چھپ جاؤ۔ اور میرے اور تمہارے درمیان سے حجاب دور ہو جائیں۔ حتیٰ کہ تم مجھ کو اپنے دلوں کے نور سے دیکھ لو۔ تو اس میں تمہارا کیا ضرر ہے۔ اور دُنیا کا مال و اسباب جو میں نے تم سے دور کر دیا ہے تم کو کچھ ضرر نہ دیگا جبکہ میں اپنی نعمت با فراغت تم کو بخشوں۔ اور جب تم میری رضا طلب کروگے تو پھر خلق کا غصہ تمہیں کچھ ضرر نہ دیگا۔ اے داؤد ؑ تو گمان کرتا ہے کہ تو مجھے دوست رکھتا ہے۔ پس اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال دے۔ کیونکہ میری محبت اور دنیا کی محبت دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں۔ اے داؤد ؑ میرے دوستوں کے ساتھ دلی خلوص سے محبت رکھ۔ اور اہل دُنیا کے ساتھ ظاہری میل جول رکھ۔ اے داؤد ؑ اپنے نفس کو دشمن سمجھ کر میری محبت کا دعویٰ کر اور اس کو شہوات سے روک میں تیری طرف دیکھونگا۔ اور تیرے اور اپنے درمیان سے پردہ کو دور کر دونگا۔ یا اللہ تو اپنی مناجات کی لذت ہم کو چکھا۔ اور اپنی رضا مندی کے طریق پر ہم کو چلا۔ اور اس چیز سے ہم کو ہٹا رکھ جو تیری بارگاہ سے ہم کو ہٹا رکھے۔ اور ہمارے لئے وہ بات آسان کر جو تو نے اپنے اہل محبت کے لئے آسان کی ہے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش۔ آمین ؕ

فصل ستائیسویں محبّت میں

اللہ تعالٰے کا حمد ہے جو اپنی عزت وکبریا اور قدم وبقا اور مجد وبزرگی میں یکتا ہے۔ وہ واحد واحد اور قیوم وصمد ہے جو ہر ایک کو نعمت بخشتا ہے۔ وہ حی وقیوم اور قدیر ہے۔ جو موجود کرنا اور فنا کرتا ہے۔ اور وہ مرید ہے اور قضاء وقدر کو اسی نے بنایا ہے اور سب پر اسی کا حکم جاری ہے اور اسی نے کسی کو قریب کیا اور کسی کو بعید کیا ہے۔ وہ سمیع وبصیر ہے جو اپنے فضل سے ہمارے گناہوں کو ڈھانپتا ہے اور وہ ہمارے تمام ظاہر وباطن پر مطلع ہے وہ بادشاہی کسی کو دیتا ہے اور کسی سے روکتا ہے۔ کسی کو ملاتا اور کسی کو اپنے سے جدا کرتا ہے اور کسی کو غنی اور کسی کو مفلس بناتا ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی۔ رعد اور سینہ اور ستارے اور درخت اور جن وانسان اور سورج اور چاند سب اسی کا حمد کر رہے ہیں۔ اور ہر ایک شے میں اس کا نشان ہے اور ہر ایک ناطق میں کوئی نہ کوئی بھید ہے۔ اس نے عارفوں کے اسرار کو کھول دیا۔ تاکہ موجودات کی تسبیح کو سنیں اور انہوں نے ہر ایک مصنوع میں اسی کی خوبی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس نے ہم کو اپنے وجود کی معرفت سکھلائی۔ اور اپنے جود واحسان کا ہمیں وعدہ دلایا۔ پھر محبین کے دل اس کے دیدار کے شوق میں کیونکر نہ پھٹیں۔ اور عقلیں اس کی جدائی کے خوف سے کیونکر حیران نہ ہوویں۔ اور ان کی جانوں کو کس طرح آرام ہو جبکہ اس نے ان کو مقام اعلٰی اور حظ وافر اور شرف بلند کی طرف بلایا ہے۔ اس کے ذکر وثنا کے سوا دلوں کو کچھ آرام نہیں ہے۔ اور قیامت کے دن اس کی رضامندی سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے اس کی محبت کے بیماروں کو اسی کے پاس سے شفا حاصل ہوتی ہے اور مغبون یعنی خسارہ والا وہ شخص ہے جو ہجر اور جدائی میں راضی ہوا۔ اور محروم وہی ہے جو اس کے قرب ومحبّت سے محروم رہا۔ اور بدبخت وہ ہے۔ جو مایوسی اور ناامیدی کی قید میں ذلیل وخوار ہوا۔ ہائے افسوس حرص وہوا کے جنگل میں بھٹکنے والوں کو کسقدر مایوسی حاصل ہوگی۔ جبکہ وہ سابقین کی سواریوں کو دیکھینگے۔ اور ان کے دل حسرت اور افسوس کے مارے پھٹ جاوینگے۔ اور اس شخص کو کس قدر ندامت حاصل ہوگی۔ جس نے اپنی تمام عمر بیہودگی میں کھوئی۔ اور اپنی زندگی کے دنوں کو سعدی اور نبی کے

ذکر میں بسر کردیا اور وہ شخص کیسا ہی شرمندہ ہے کہ جس کی طرف اس کا مولی نظر کرے اور وہ اسی طرح اپنے بُری خطاؤں پر اڑا رہے اور اس کے مراقبہ سے اپنی آنکھیں بند کرلے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی۔ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ یوں ہی چھوڑ دیا جاویگا۔ کیا وہ ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپک کر ماں کے پیٹ میں آیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کو اپنی خدمت کی توفیق دی اور اپنی جمیل رحمت سے ان کے ساتھ معاملہ کیا۔ اور ان کے لئے جزا کے دن وزن کھڑا کیا۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی میں اس کی ان تمام نعمتوں پر جو اس نے اپنی مہربانی سے ہم پر عنایت کیں اور اس کے اس احسان پر کہ ہم کو ایمان اور معرفت کی ہدایت دی جس کے باعث ہم نے اس کو پہچان لیا۔ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی پر ہمارا توکل ہے اور اسی کی طرف ہماری رجوع ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اسکے بندے اور رسول ہیں جن کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے فکان قاب قوسین او ادنیٰ تک سیر کرایا ان پر اور انکی آل و اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ جب تک کہ شوق کا پرندہ معشوق کے ٹیلوں اور نشانوں کو یاد کرکے پھڑپھڑاتا ہے۔ اور صبح کی باد نسیم چلکر درختوں کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اے ایمان والو جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پس اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کریگا جن کو وہ دوست رکھے اور وہ اس کو دوست رکھیں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو اپنا قرب اور اکرام بخشتا ہے اور ہر حال میں اس کے حال پر عنایت فرماتا ہے۔ اور اس پر ایسا حال کھولتا ہے جس سے وہ اپنی تمام امیدوں کو پالیتا ہے جو وہ اپنی کوشش اور عمل سے ہرگز نہیں پا سکتا۔ اور جب بندے کی محبت اللہ تعالیٰ سے ہوجاتی ہے تو ہر وقت دل سے اس کا ذکر کرتا اور ہمیشہ اس پر فریفتہ رہتا ہے۔ اور اسکی مناجات اور خدمت میں لذت و نعمت حاصل کرتا ہے اور سچے شوق سے اس کی طرف دوڑتا اور سب کی طرف سے منہ موڑ کر اسی پر کفایت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں۔ اس کا ایمان کامل ہے۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب چیزوں سے پیارا ہو۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی سے محبت لگائے تو اللہ کے لئے

ہی لگ گئے تیسرے یہ کہ جب اللہ تعالےٰ نے اس کو کفر سے چھڑایا۔ تو پھر اس کو کفر میں جا پڑنا ایسا برا معلوم ہو۔ جیسے کہ آگ میں جا پڑنا اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالےٰ کی خالص محبت کا مزہ چکھا۔ وہ دنیا کی طلب سے ہٹ گیا اور تمام انسانوں سے بھاگا۔ اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جس نے رب کو پہچانا اس نے اس سے محبت لگائی۔ اور جس نے دنیا کو پہچان لیا۔ اس نے زہد اختیار کیا۔ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے نام سے پکاری جاوینگی اور اس طرح کہا جاویگا اے امت محمدؐ اے امت موسیٰؑ اور اے امت عیسیٰؑ اور محبوں کو اس طرح پکارا جاویگا۔ اے اولیاء اللہ۔ اللہ سبحانہ کی طرف آؤ۔ اس بات کو سن کر ان کے دل بدنوں میں پھولے نہ سماوینگے۔ اور حضرت ہرم بن حیان فرماتے ہیں۔ کہ مومن جب اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو اس سے محبت لگاتا ہے اور جب اس سے محبت لگا لیتا ہے تو ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور جب اس کی طرف متوجہ ہونے کی لذت پا لیتا ہے تو پھر شہوت کی نظر سے دنیا کی طرف نہیں دیکھتا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رہ فرماتے ہیں۔ کہ رائی کے دانہ جتنی محبت میرے نزدیک ستر سال کی بلا محبت عبادت سے زیادہ پیاری ہے۔ حضرت رابعہ عدویہؒ نے ایک دن کہا کہ کون ہے جو ہم کو اپنے حبیب کی طرف راہنمائی کرے۔ یہ سن کر ان کی ایک لونڈی نے کہا ہمارا حبیب تو ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن دنیا نے اس کو ہم سے جدا کر دیا ہے اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰؑ کی طرف وحی کی کہ جب میں اپنے بندے کے سر پر اطلاع پاتا ہوں اور اس میں دنیا اور آخرت کی محبت کو نہیں دیکھتا ہوں تو پھر میں اس کے باطن کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور اس کی حفاظت کا میں خود ذمہ لے لیتا ہوں۔ حضرت سری سقطی رہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتا ہے وہ خوش رہتا ہے اور جو کوئی دنیا کی طرف جھکتا ہے وہ بیفائدہ رنج میں عمر کھوتا ہے۔ اور احمق کا نشان یہی ہے کہ وہ صبح و شام بیفائدہ اور بیہودہ کام میں گزارتا ہے۔ حضرت ابو یزید رہ فرماتے ہیں کہ محبت کے معنی یہ ہیں کہ محبوب کی لذت میں مدہوش اور اس کی نعمت میں حیران ہوں۔ حضرت سہل بن عبداللہ رہ فرماتے ہیں کہ محبت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کے دل کو اپنے مشاہدہ کی طرف پھیر دیتا ہے۔ جبکہ اس کی مراد سمجھے۔ حضرت داؤدؑ کی طرف اللہ تعالےٰ نے وحی کی کہ اے داؤدؑ میرا ذاکروں کے لئے اور میرا جنت عابدوں کے لئے اور میری زیارت شتاقوں کے لئے ہے اور میں خاص محبوں کے

لئے ہوں۔ حضرت آدم ؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ کہ اے آدم ؑ جو اپنے حبیب کو دوست رکھتا ہے اس کی بات کو سچا جانتا ہے اور جو اپنے حبیب سے انس پکڑتا ہے وہ اپنے حبیب کے فعل سے راضی ہوتا ہے۔ اور جو اپنے حبیب کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ اُس کی طرف جلدی آنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے جبل لکام میں ایک شخص گندم گوں لاغر بدن والے کو دیکھا۔ کہ وہ ایک غار سے دوسری غار میں بھاگتا پھرتا ہے اور اس طرح کہتا ہے شعر

اِنَّمَا الشَّوْقُ وَالْهَوٰی صَیَّرَانِیْ کَمَا تَرٰی

(ترجمہ) شوق و محبت نے میرا یہ حال کر دیا ہے جو تو دیکھ رہا ہے) حضرت جنید رح فرماتے ہیں۔ کہ حضرت یونس ؑ اس قدر روئے کہ اندھے ہو گئے اور اس قدر قیام کیا کہ پیٹھ خم ہو گئی اور اس قدر نماز پڑھی کہ تھک کر بیٹھ گئے۔ اور اس طرح کہا کرتے تھے کہ مجھے تیری عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ اگر میرے اور تیرے درمیان آگ کا سمندر ہو۔ تو پھر بھی میں تیرے شوق اور محبت کے مارے اس کو چیر کر تیری طرف آ جاؤں۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ حبیب کے دیدار کو دوست رکھنا محبت کی علامتوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا لقا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا لقا چاہتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رح اور بشر حافی رح کہا کرتے تھے کہ موت کو وہی شخص بُرا جانتا ہے جو مریب ہو یعنی جس کے دل میں شک ہو کیونکہ دوست کسی حال میں اپنے دوست کے دیدار کو بُرا نہیں جانتا۔ حضرت سہل بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دیں۔ اور یہ نہیں کہ جو کوئی طاعات بجا لائے حبیب بن جائے۔ بلکہ حبیب وہ ہے جس نے گناہ کو ترک کیا اور محبت کی علامات یہ ہے کہ دل اور زبان اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہوں۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں ایک دن تلاوت قرآن سے غافل ہو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اگر تیری محبت میرے ساتھ ہوتی تو میری کتاب پر جفا نہ کرتا۔ تو نہیں جانتا۔ کہ اس میں کیسے لطیف عتاب ہیں وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر چونک پڑا۔ اور میرے دل میں قرآن مجید کی محبت زیادہ بڑھ گئی۔ حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو اپنے نفس سے سوائے قرآن کے کچھ اور نہ مانگنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ اور محبت کی علامات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جنگلوں اور سیاہ راتوں میں خلوت مع اللہ سے مانوس ہو اور خلق سے الگ اور اللہ تعالیٰ سے واصل ہو۔ اور جس نے لوگوں کے ساتھ انس پکڑا۔ وہ مفلس و کنگال ہے

روایت ہے کہ کوئی عابد خلوت میں تھا۔ اس نے ایک خوبصورت پرندہ کو دیکھا کہ درخت میں گھونسلا بنائے ہوئے ہے۔ وہ عابد اس کے قریب گیا تاکہ اس پرندے سے انس پکڑے اور اس کے خوش آواز کو سن کر راحت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی کی۔ کہ فلاں عابد کو کہدو کہ تو نے ہم کو چھوڑ کر مخلوق کے ساتھ انس پکڑا۔ ہم نے تیرے درجہ کو گرا دیا جس کو تو پھر کسی عمل کے ساتھ نہ پا سکیگا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں۔ کہ جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ محب نہیں ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کو خلق کی کلام پر ترجیح دے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کو خلق کے دیدار پر پسند کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کو خلق کی خدمت سے بہتر جانے۔ اور محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ حظوظ نفسانی کے فوت ہو جانے پر کچھ افسوس نہ ہو۔ بلکہ اس لحظہ پر جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل گذرا ہے زیادہ افسوس لاحق ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ سفر میں تھا۔ کہ میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ شعر

كُلُّ شَيْءٍ لَكَ مَغْفُوْ ... رٌ سِوَى الْإِعْرَاضِ عَنَّا

قَدْ وَهَبْنَا لَكَ مَا فَا ... تَ وَبَقِيْ مَا فَاتَ مِنَّا

ترجمہ سوائے روگردانی کے اور سب کچھ تیرے لئے معاف ہے۔ جو کچھ تجھ سے فوت ہوا وہ ہم نے بخشدیا اور جو کچھ ہم سے فوت ہوا وہ باقی ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کی۔ کہ میں نے گمان کیا۔ کہ اس کے پاس میرا بہت سا عبادت کا سرمایہ ہو گیا ہو گا۔ پس میں نے خواب میں ایک فرشتوں کی صف کو دیکھا۔ جن کی تعداد اس قدر تھی جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے محب ہیں۔ ہم اس کی تین سو سال سے عبادت کر رہے ہیں۔ کہ ہمارے دل پر اس کے سوا کچھ نہیں گذرا۔ اور نہ ہی اس کے سوا کسی اور کو یاد کیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں جاگا اور میں نے شرم کی کہ میں نے اپنے اعمال یا احوال کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کیوں ذکر کیا۔ حکایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رح کو ایک شخص پہاڑ سے اترتا ہوا ملا۔ اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آ رہا ہے۔ جواب دیا کہ انس باللہ کے مقام سے۔ حضرت رابعہ کو لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ نے یہ درجہ کس عمل سے پایا۔ فرمایا کہ بیہودہ اور لایعنی باتوں کے ترک کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس و محبت لگانے سے۔ حضرت عبدالواحد

بن زید رح فرماتے ہیں کہ میرا گذر ایک عابد پر ہوا۔ جو اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تیری اس وحدت سے مجھے تعجب آتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اگر تو بھی وحدت کا مزہ چکھتا تو تو اپنے نفس سے بھی وحشت اختیار کر کے وحدت کا طالب ہوتا۔ وحدت سب عبادتوں کی سردار ہے۔ میں نے کہا کہ بندہ انس کی حلاوت کب چکھتا ہے۔ فرمایا جب محبت صاف ہو جائے اور معاملہ خالص ہو جائے۔ میں نے کہا محبت کب صاف ہوتی ہے۔ فرمایا جب کہ تمام غموں کا ایک ہی غم ہو جائے۔ اللہ تعالٰے نے حضرت داؤد ع کی طرف وحی کی۔ کہ تو میرے ساتھ انس حاصل کر۔ اور میرے ماسوا سے وحشت اختیار کر۔ حضرت جنید رح سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالٰے کی محبت کا نشان کیا ہے۔ فرمایا کہ بندہ اپنے نفس سے غافل ہو جائے۔ اور اپنے رب کے ذکر سے مل جائے اور اس کے حقوق کو ادا کرنے میں قائم ہو۔ اور اپنے دل سے اسکی طرف دیکھے۔ پس اگر کلام کرے تو اللہ سے اور اگر خاموش رہے تو اللہ کے ساتھ۔ حضرت ابا یزید رح فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ اپنے محبوب کو تمام چیزوں پر اختیار کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ حیران و پریشان دل سے ہمیشہ محبوب کی طرف مائل رہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبوب کے سامنے غلام کی طرح ہو جائیں اور اپنی کسی طرح کا اختیار اپنے وجود پر نہ رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ محو ہو جائے۔ حضرت سمنون رح فرماتے ہیں کہ محبت والے لوگ دنیا اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی۔ مجنوں کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالٰے نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ مجھے بخشدیا۔ اور مجھ کو اہل محبت پر حجت بنایا۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے۔ کہ تو اپنے محبوب کے ساتھ رہے۔ اور اپنے حظوظ اور اوصاف کو بھول جائے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ محبت دل میں اسطرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے کہ آگ چقماق میں۔ اگر تو اس کو رگڑے تو بھڑک اٹھتی ہے۔ اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو چھپی رہتی ہے۔ اور وہ اس قدر لطیف ہے کہ کسی عبارت سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اور ایسی دقیق ہے کہ کسی اشارہ سے ادا نہیں ہو سکتی۔ ہاں آثار و نشانات سے اس کو معلوم کر سکتے ہیں۔ اور انوار سے اس کو پا سکتے ہیں۔ شعر

مَظَلَّهُ الطِّيْبُ مِنْ دَ تَسْلِيْهِ   وَجُوْدُهَا اَحْلٰى مِنْ عَدَائِهِ

وَصَعْبُهُ اَهْنَا مِنْ سَهْلِهٖ وَمَنْعُهُ اَشْهٰی مِنْ بَذْلِهٖ

(ترجمہ) اُس کی جدائی وصل سے زیادہ پاکیزہ اور اس کا جور اس کے عدل سے زیادہ شیریں ہے اور اس کی سختی آسانی سے زیادہ پسندیدہ اور اس کا منع اس کے بذل سے زیادہ خوشگوار ہے۔ شعر

اَهْتَزُّ عِنْدَ تَمَنِّیْ وَصْلِهَا طَرَبًا وَرُبَّ اُمْنِیَّةٍ اَحْلٰی مِنَ الظَّفَرِ

یَجْنِیْ عَلَیَّ وَاَجْنِیْ مِنْ مَعَاطِفِہٖ هِیَ الْجَنٰی وَالْجِنَایَاتُ الْقَفٰی عُمْرِیْ

(ترجمہ) میں اسکے وصل کی تمنا پر ہی بہت خوش ہوں۔ کیونکہ اکثر امیدیں ایسی ہیں جو کامیابی سے زیادہ اچھی ہیں۔ وہ مجھ سے کنارہ کرتا ہے اور میں اس کی مہربانی پر مرا جاتا ہوں۔ اسی حیص بیص میں میری عمر گذر گئی ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص محبوب کی محبت کا دعوے کرے اور اس کو محفوظ نہ رکھ سکے وہ صادق نہیں ہے۔ حضرت جنید رحمہ فرماتے ہیں کہ محبت کے یہ معنی ہیں کہ محبوب کی طرف بلا کسی مطلب کے بکثرت رغبت ہو۔ اور محاسبیؒ فرماتے ہیں۔ کہ محبت یہ ہے کہ تو ہمہ تن محبوب کی طرف راغب ہو۔ اور تو اس کو اپنے نفس اور جان و مال پر ترجیح دے۔ اور تیرا ظاہر و باطن اسکے موافق ہو۔ اور محبت کے نباہنے میں تو قاصر ہو۔ آدمیوں کی ایک جماعت حضرت شبلی رحمہ کے پاس آئی۔ اور اس وقت وہ قبرستان میں تھے۔ ان کو کہنے لگے کہ تم کون ہو۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے دوست ہیں۔ یہ سُن کر ان کو پتھر مارنے شروع کئے۔ اور وہ بھاگ گئے۔ پھر فرمانے لگے اے جھوٹو۔ اگر تم میری محبت میں سچے ہوتے تو میری بلا سے نہ بھاگتے۔ حضرت ذوالنون رحمہ کے پاس محبت کی نسبت ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا چپ رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفس سُن پائیں اور دعوے کریں۔ پھر یہ شعر پڑھنے لگے۔ شعر

اَلْخَوْفُ اَوْلٰی بِالْمُسِیْٔ اِذَا تَاَلَّهَ وَالْحَزَنْ

وَالْحُبُّ یَجْمُلُ بِالتَّقِیْ وَبِالتَّقِیِّ مِنَ الدَّرَنْ

(ترجمہ) بدکار آدمی کو جب کہ برائی پر فریفتہ ہو خوف و حزن بہتر ہے محبت میل کچیل سے صاف اوصاف کو ستھرا کر دیتی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ نے ایک دن اس طرح عرض کیا کہ یا اللہ تو نے اگر کسی اپنے محب کو وہ چیز دی ہو جس سے اس کا قلق تیرے دیدار سے پہلے ساکن ہو گیا ہو۔ تو وہ چیز مجھے بھی عطا کر کیونکہ قلق نے مجھے بہت ستایا ہے۔ پس خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے ابراہیم تجھے حیا نہیں آتا کہ تو اللہ تعالےٰ سے وہ چیز طلب کرتا ہے جو اس کے دیدار سے پہلے تیرے قلق کو ساکن کر دے سکیا تو نہیں

جاننا کہ محب کا قلق محبوب کے دیدار کے سوا ساکن نہیں ہوتا۔ شعر

لَوْ شِئْتَ دَاوَيْتَ قَلْبًا أَنْتَ مُسْقِمُهُ ۔۔۔ فَفِي يَدَيْكَ مِنَ الْبَلْوَى سَلَامَتُهُ

اَلْقَلْبُ فِيْ وَلَهٍ وَالطَّرْفُ مُنْتَظِرٌ ۔۔۔ مَنْ كَانَ مِثْلِيْ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ

(ترجمہ) اگر تو اس دل کا علاج کرنا چاہے جس کو تو نے بیمار کیا ہے تو بلیات و آفات سے اس کی سلامتی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ دل حیران اور آنکھ منتظر ہے جس شخص کا حال میرے جیسا ہو اُس کے لئے قیامت آگئی + اللہ تعالیٰ کی کسی منزّلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محب اپنے طول اجتہاد سے نہیں تھکتے بلکہ وہ اس کو اور اس کے ذکر کو دوست رکھتے ہیں اور خلق کی طرف اس کی محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کو نصیحت کرتے پھرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن کا خوف ان کو دلاتے ہیں۔ یہی لوگ اللہ کے دوست اور احباب اور برگزیدہ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اس کے دیدار کے سوا راحت و آرام نہیں آتا۔ حضرت ذوالنون رحمہ فرماتے ہیں کہ جب تک بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا فائدہ حاصل نہ ہو اس کے ذکر پر حریص نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ نے ایک دن کسی شخص کو کہا کہ تو چاہتا ہے۔ کہ تو اللہ کا ولی ہو جائے اور اللہ تیرا محب بن جائے۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دے اور اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہو۔ پھر وہ بھی تیری طرف ہمہ تن متوجہ ہوگا۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن ذکریا ؑ کی طرف وحی کی۔ کہ اے یحییٰ میں نے اپنے نفس پر حکم لگا دیا ہے۔ کہ مخلوقات میں سے جو کوئی مجھے دوست رکھتا ہے اور یہ بات میں اس کی نیت سے معلوم کر لوں۔ تو پھر میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا دل بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سوچتا ہے۔ پس جب میں اسکے لئے ایسا ہو جاتا ہوں۔ تو پھر میں ناپسند کرتا ہوں کہ وہ میرے سوا کسی اور کے ساتھ مشغول ہو۔ اور میں اس کے فکر کو دائمی اور راتوں میں اس کو بیدار اور دنوں میں اسکو پیاسا کرتا ہوں۔ اور ہر دن میں ستر بار نظر رحمت سے اس کی طرف دیکھتا ہوں۔ اور جب میں دیکھتا ہوں کہ اس کا دل میرے ساتھ مشغول ہے۔ تو اسکی محبت کو بڑھا دیتا ہوں۔ اور اس کے دل کو نور سے بھر دیتا ہوں۔ حتےٰ کہ وہ میرے نور سے دیکھتا ہے۔ اے یحییٰ اس کے دل کو کس طرح آرام ہو سکے جب کہ میں اس کا ہمنشین اور اس کا اصلی مقصود ہوں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں اس کو قیامت میں ایسے مرتبہ میں اٹھاؤنگا

کہ اس کو دیکھ کر نبی اور مرسل رشک کھائینگے۔ پھر میں ندا کرنیوالے کو امر کرونگا۔ جو زور سے ندا کریگا۔ کہ یہ اللہ کا حبیب اور اس کا برگزیدہ دوست ہے جس کو اس نے اپنی زیارت کے لئے بلایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آویگا اپنے اور اسکے درمیان سے حجاب دور کردونگا۔ پس جب حجاب کا ذکر آیا۔ تو حضرت یحییٰؑ نے ایک ایسی چیخ ماری کہ تین دن تک بیہوش پڑے رہے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ جو شخص تیرے دوست بنانے پر راضی نہیں ہے وہ اور کس سے راضی ہوگا۔ اور میں تیری خلق کو کس طرح اپنا دوست بناؤں۔ جب کہ تو نے مجھے اپنی دوستی کی طرف بلایا ہے۔ حضرت ذوالنون رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰؑ وحدانی پرندہ کی طرح ہو۔ جو درختوں کے پھل کھاتا اور صاف پانی پیتا ہے۔ اور جب رات آتی ہے تو غار میں پناہ لیتا ہے۔ اور مجھ سے انس پکڑتا اور میرے نافرمانوں سے دور بھاگتا ہے۔ اے موسیٰؑ میں نے اپنے نفس پر قسم کھائی ہے کہ جو مجھ سے پیٹھ پھیر جائے میں اس کا کوئی عمل پورا نہ کرونگا۔ اور جو میرے سوا کسی اور سے امید رکھے میں اس کی امید کو منقطع کردونگا۔ اور جو میرے سوا کسی غیر سے تکیہ لگائے میں اس کی پیٹھ کو توڑ دونگا۔ اور جو کوئی میرے سوا غیر سے انس لگائے میں اس کی وحشت کو زیادہ کردونگا۔ اور جس نے میرے سوا کسی اور کو حبیب بنایا میں اس سے منہ پھیر جاؤنگا۔ اے موسیٰؑ میرے بعض بندے ایسے ہیں۔ کہ اگر وہ مجھ سے مناجات کریں تو میں انکی مناجات کو سنتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے پکاریں تو میں انکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف آئیں۔ تو میں ان کو اپنے قریب کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے قرب حاصل کریں۔ تو میں ان کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے محبت کریں۔ تو میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے پسند و اختیار کریں تو میں بھی ان کو اختیار کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کوئی عمل کریں تو میں ان کو جزا دیتا ہوں۔ میں ان کا کارساز اور میں ہی ان کے مالوں اور دلوں کا نگہبان ہوں۔ میرے ذکر کے سوا ان کے دلوں کو آرام نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی بیماریاں شفا ہیں اور ان کے دلوں میں نور دھنسا ہے۔ میرے سوا کسی اور سے محبت نہیں لگاتے اور اپنے دلوں کی سواریاں میرے سوا کسی اور جگہ نہیں اتارتے اور میرے سوا ان کو آرام و قرار نہیں آتا۔ یا اللہ تو ہمارے دلوں کو اپنے شکر سے آباد کر۔ اور ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ذکر میں قیام کریں۔ اور اپنے مکر و فتنہ سے ہم کو امن دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمان عورتوں اور مردوں کو بخش۔ تو ہی تقویٰ اور بخشش والا ہے وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم آمین

فصل اٹھائیسویں۔ اسلام میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جس نے مردہ باغوں کو بارش کے پانی سے زندہ کیا۔ اور برہنہ باغیچوں کو نباتات اور شگوفوں کا لباس پہنایا اور بادل کے موتی چننے کے لئے غنچوں کے ہاتھوں کو کھولا۔ اور اپنی لطیف حکمت سے درخت کے درمیان پانی کو جاری کیا۔ اور وہ نرم ہو کر صبح کی باد نسیم سے لہلہانے لگے۔ اُس نے اپنی عنایت کا مینہ مردہ دلوں اور باطنوں پر برسایا اور ان کو اپنی جمیل نظر سے زندہ کیا۔ اور ان کے اطراف سے طرح طرح کے نور چمک اُٹھے۔ وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن اور سر و جہر کا عالم ہے۔ وہ واحد اور احد اور فرد و صمد ہے جس کی تعظیم میں عقل حیران ہے۔ وہ سمیع و بصیر اور مرید و قدیر ہے اور ہر ایک چیز کا اندازہ اس کے پاس مقرر ہے وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اور جس نے اُس کی صفات میں کسی کو مشابہ کیا اُس نے ظلم کیا۔ اور جلال و کمال سب اسی کے لئے ہے۔ اور جس نے اُس کو معطل سمجھا وہ سراسر منکر ہے وہ واحد و مہیمن وہم و فکر کے احاطہ سے برتر ہے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ لیکن وہ آنکھوں کو ادراک کر سکتا ہے۔ اُس نے اپنی عطا کو خلقت کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور اس کی تقسیم کسی حیلہ و عند سے متغیر نہیں ہو سکتی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے حق ہے اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے بیشک اس سے وہ دانا لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور وعدہ کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو جس کے ملانے کا اللہ تعالےٰ نے ان کو حکم دیا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اللہ کی رضامندی طلب کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں۔ اور نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے ظاہر و باطن میں اس کو ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ساتھ برائی کو دفع کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عاقبت کے مالک ہیں۔ اور

انہی کو اللہ تعالے نے دوست گھنتا اور ان کو اپنا قرب عطا کرتا ہے۔ یہی لوگ سعادتمند ہیں اور دارالقرار میں ان کو کیسی خوش نصیبی ہوگی جبکہ حجاب ان کے سامنے سے دور کئے جاوینگے اور احباب کے منازل میں اترینگے۔ اور اللہ تعالے کے قرب و جوار کی نعمت پاوینگے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی نعمت ان پر کامل کی اور اپنی ہدایت کے نور سے ان کو گمراہی کے اندھیرے سے نکالا۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۔ اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ اسی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وہی دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن پلٹاتا ہے۔ اور سورج اور چاند کو مسخر کرتا ہے ہر ایک اپنے وقت مقرر کے لئے چل رہے ہیں۔ خبردار وہی عزیز اور غفار ہے۔ میں اس کی بیشمار اور عام نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور ایسی شہادت کے ساتھ کہ جس کا کہنے والا ابرار کا مرتبہ پا لیتا ہے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور برگزیدہ اور مختار رسول ہیں ان پر اور ان کی آل اصحاب پر صبح و شام اور دن رات اللہ تعالے کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین چاہے اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ والوں میں سے ہوگا۔ اسلام کے معنی انقیاد کے ہیں یعنی اللہ تعالے کی طاعت کے لئے گردن رکھنا۔ اور اگر یہ انقیاد باطن میں تصدیق کے ساتھ ہو۔ تو یہی اسلام صحیح ہے جو ایمان صحیح سے صادر ہے۔ اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے اللہ تعالے کو ایک جاننا اور نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والوں میں سے آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد تیرا رسول ہمارے پاس آیا اور ہم کو خبر دی کہ اللہ تعالے نے آپ کو رسول کرکے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ اس نے کہا آسمان کو کس نے پیدا کیا فرمایا اللہ نے پھر کہا کہ زمین کو کس نے پیدا کیا فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر کہا کہ پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر کہا کہ اسی ذات کی قسم ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو کھڑا کیا۔ کیا اللہ

نے تجھے بھیجا ہے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے رسول نے ہمیں جتلایا کہ رات دن میں ہم پر
پانچ نمازیں فرض ہیں فرمایا کہ اس نے سچ کہا پھر اس نے کہا کہ اسی ذات کی قسم جس نے تجھے بھیجا
ہے کیا اللہ تعالٰے نے تجھے ان کا حکم دیا ہے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے رسول نے
ہمیں جتلایا کہ ہمارے مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ پھر کہا کہ اسی
ذات کی قسم جس نے تجھے بھیجا ہے کیا اللہ تعالٰے نے تجھے اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔
پھر اس نے کہا کہ آپ کے رسول نے یہ بتلایا کہ سال بھر میں ماہ رمضان کے روزے ہم پر فرض ہیں۔
آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ پھر کہا کہ اسی ذات کی قسم جس نے تجھے بھیجا ہے کیا اللہ نے تجھے
اس کا حکم دیا ہے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے رسول نے جتلایا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض
ہے جس کو ہم میں سے اسکی طاقت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ
وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور یہ کہتا تھا مجھے اسی ذات کی قسم ہے جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں
ان سے نہ زیادہ کرونگا اور نہ کم کرونگا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس نے
تصدیق کی تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اور حضرت جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے۔ کہ
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اور شرک اور کفر کے درمیان
فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں
سے اجتناب کیا جاوے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ م نے ایک خشک ٹہنی کو لیکر ہلایا اور اس
کے سب پتے جھڑ گئے۔ اور آپ مسکرائے۔ یاروں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ م آپ کیوں ہنستے
ہیں۔ فرمایا کہ بندہ مسلم جب نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے
گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح کہ یہ پتے گرے ہیں۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ م سے روایت
ہے آپ نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کو اللہ تعالٰے نے فرض کیا ہے جس نے انکے لئے وضو کو اچھی طرح
کیا اور اپنے وقت پر ان کو ادا کیا اور ان کی رکوع اور خشوع کو پورے طور پر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ کے
نزدیک اس کے لئے عہد ہے کہ اس کو بخشدیگا۔ اور جس شخص نے ایسا نہ کیا اس کے لئے اللہ کے ہاں
کوئی عہد نہیں ہے خواہ اس کو بخشے خواہ اس کو عذاب کرے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ میٹھے پانی کی نہر۔ جو تم میں سے ہر ایک کے گھر کے
آگے بہتی ہو۔ اور وہ ہر دن اس میں پانچ دفعہ غوطہ لگایا جاوے تو پھر بتلاؤ کہ میل کا نام نشان باقی رہیگا

(ہرگز نہیں) مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا گھر میں اور بازار میں اکیلے نماز ادا کرنے سے بیس سے کچھ زیادہ درجہ رکھتی ہے یعنی اگر کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے آوے۔ تو اس ارادے کے لئے جس قدر قدم اٹھاتا ہے ہر ایک قدم کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی اسکی مٹتی ہے اور جب مسجد میں داخل ہو کر نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے تو اس کا وہ وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور جب تک اس مجلس میں کہ جس میں نماز ادا کی ہے بیٹھا رہے تب تک فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یا اللہ اس پر رحم کر یا اللہ اس کو بخش یا اللہ اس کی توبہ کو قبول کر۔ جب تک کہ وہ ایذا نہ دے اور بیہودہ گفتگو نہ کرے۔ حضرت عثمان ابن عفان رضؓ سے روایت ہے آپنے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا کہ جس شخص نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی گویا وہ نصف رات جاگا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی گویا وہ تمام رات جاگتا رہا۔ اور حدیث میں ہے کہ جس شخص کا رات کا ورد فوت ہو جائے اور ظہر سے اوّل اوّل ادا کرلے تو گویا اس نے اسکو اپنے وقت پر ادا کیا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب کے بعد چھ رکعت نفل ادا کئے وہ سال کی عبادت کے برابر ہیں اور جس نے دس رکعت ادا لئے اس کے لئے جنت میں محل بنایا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم سے روایت ہے آپنے فرمایا کہ خفیہ سجدوں سے زیادہ افضل چیز اور کوئی نہیں ہے کہ جس کے ساتھ بندہ اللہ تعالےٰ کے ہاں تقرب حاصل کرے۔ بندہ مسلم جو سجدہ اللہ تعالےٰ کے لئے کرتا ہے اسکے عوض اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی اس کی مٹائی جاتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ بندہ کو زیادہ قرب اپنے اللہ سے اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ سجدہ میں ہو۔ حضرت سعید ابن مسیب رحؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا رہتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مجلس رکھتا ہے۔ اور اس کا حق یہ ہے کہ کلام خیر کے سوا کچھ نہ کہے۔ حضرت بکر ابن عبداللہ رحؒ فرمایا کرتے تھے کہ اے ابن آدم تجھ جیسا اور کون ہے جب تو اپنے رب کے ہاں داخل ہونا چاہتا ہے تو وضو کرتا ہے اور مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اپنے مولیٰ سے مخاطب ہوتا ہے پس وہ تجھے جواب دیتا اور لبیک کہتا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ دین کے ارکان چار ہیں صحت عقد۔ اور صدق قصد اور وفاء عہد اور حفظ حد۔ صحت عقد سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات میں تشبیہ و تعطیل سے اعتقاد صحیح و سالم ہو۔ اور صدق قصد سے یہ مراد ہے کہ عمل میں اللہ تعالےٰ کے لئے خلاص ہو۔ اور وفاء عہد کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فرائض کو ادا کیا جاوے۔ اور حفظ حد سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ کے محرمات سے اجتناب

کریں۔ اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی بندہ مسلم وضو کے لئے مضمضہ اور استنشاق کرتا اور اپنے منہ کو دھوتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو امر کیا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک کا دھوتا ہے۔ اور اپنے سر کا مسح کرتا ہے اور ٹخنوں تک اپنے قدموں کو دھوتا ہے۔ پھر نماز پڑھتا ہے اور اللہ کا حمد اور اس کی ثناء ادا کرتا ہے۔ اور اس کی بزرگی بیان کرتا ہے جس کے کہ وہ لائق ہے اور اس کا دل اللہ کے لئے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنی خطاؤں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا آج ہی اُس کو ماں نے جنا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی منزلہ کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرماتا ہے کہ میرے بندے تیرا کیا حال ہے۔ کہ جب کوئی شخص تیری مجلس میں بیٹھتا ہے اور تجھ سے باتیں کرتا ہے تو تو متوجہ ہو کر اس کی طرف کان لگاتا ہے اور جب کوئی کلام کرنے والا تیرے ساتھ کلام کرتا ہے تو تو اپنے ہمنشین کی تعظیم کے لئے اسکی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن جب تو میرے سامنے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو تیرا دل میرے سوا کسی غیر سے لگا ہوا ہوتا ہے۔ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ تو میرے لئے وہ بات پسند کرے جو میرے سوا کسی غیر کے لئے پسند نہیں کرتا میرے بندے ایسا نہ کر۔ میرے بندے تجھے حیا نہیں آتا۔ کہ اگر تجھے رستہ میں چلتے چلتے تیرے کسی دوست کا خط آجاوے تو تو راستہ سے الگ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کا ایک ایک حرف بڑے غور اور تدبّر سے پڑھتا ہے تاکہ اس کا کوئی مطلب رہ نہ جاوے۔ اور دیکھ میں نے اپنی کتاب تیری طرف نازل کی اور اس میں طرح طرح کے قول بیان کئے اور بار بار اسمیں تاکید کی۔ تاکہ تو اس کے طول وعرض میں تامل کرے۔ پھر تو اُس کی طرف سے منہ موڑتا ہے کیا میں تیرے نزدیک تیرے کسی دوست سے بھی کم درجہ رکھتا ہوں۔ اے میرے بندے جب تیرا کوئی دوست تیرے پاس بیٹھتا ہے تو تو پورے طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اُس کی باتوں کو دل سے سُنتا ہے۔ اور اگر کوئی اور کلام کرنے والا کلام کرے یا کوئی اور شغل اسکی بات سننے سے مانع ہو۔ تو تو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے دیکھ میں تیری طرف متوجہ ہوں اور تیرے ساتھ مخاطب ہوں۔ اور تو اپنے دل کے ساتھ میری طرف سے روگردانی کرتا ہے۔ کیا تو نے مجھ کو اپنے دوست سے بھی بہت کم رتبہ والا سمجھا ہے۔ اے میرے بندے ایسا نہ کر حضرت ابوبکر رضؓ جب نماز کا وقت آجاتا تو اس طرح فرمایا کرتے۔ اے بنی آدم اٹھو اور اپنی آگ کو جس کو تم نے خود دھڑکایا ہے بجھالو۔ روایت ہے کہ حضرت داؤد ؑ نے عرض کی کہ یا اللہ کون تیرے

گھر میں رہتا ہے اور نو کس کی نماز کو قبول کرتا ہے پس اللہ تعالےٰ نے وحی کی۔ اے داؤد کہ میرے گھر میں وہ شخص رہتا ہے اور میں اسکی نماز کو قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے لئے تواضع کرتا ہے اور اپنے دن کو میرے ذکر میں گزارتا ہے اور میرے لئے شہوتوں کو چھوڑتا ہے۔ اور میرے لئے بھوکے کو کھانا اور مسافر کو پناہ دیتا ہے اور مصیبت زدہ پر رحم کرتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسکو دیتا ہوں اور جہالت میں اسکے لئے حلم اور غفلت میں ذکر اور ظلمت میں نور ظاہر کرتا ہوں۔ اس کی مثال اور لوگوں میں ایسی ہے جیسے کہ فردوس کی مثال اور جنتوں میں۔ جس کی نہ نہریں خشک ہوتی ہیں اور نہ ہی اُسکے پھل متغیر ہوتے ہیں۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ کہ فرائض کے ادا کرنے سے زیادہ افضل کسی چیز کے ساتھ میرے بندے نے میرا تقرب حاصل نہیں کیا۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میری محبت ظاہر کرتا رہتا ہے۔ حتےٰ کہ میں اس کو دوست رکھنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو پھر میں اُس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ بنجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے غرض کہ وہ میرے ساتھ ہی سنتا اور میرے ساتھ ہی دیکھتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن جہاں کہ اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں لیگا ایک امام عادل۔ دوسرے وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ تعالےٰ کی عبادت میں صرف کی تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد سے معلق ہے۔ یعنی جب مسجد سے نکلتا ہے پھر اسی کی طرف آنے کی فکر میں رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو شخص جنہوں نے باہم اللہ تعالےٰ کے لئے محبت لگائی اسی محبت پر وہ جمع ہوئے اور اُسی پر متفرق ہوئے۔ پانچویں وہ شخص جس کو خوبصورت عورت اپنی طرف بُرے ارادے سے بُلائے اور وہ اُس کے جواب میں کہے کہ میں اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے رووے۔ ساتویں وہ شخص جو صدقہ اس طرح پوشیدہ دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو ارکان اسلام کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے اور اس طرح ارشاد کیا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ یعنی اے ایمان والو اپنے دلوں کے ساتھ تصدیق کرو۔ اور اپنے اعضا و جوارح کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ اور سب قسم کی بھلائی کے کام کرو۔ وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ یعنی اللہ تعالےٰ کی طاعت بجالانے میں اپنے دشمنوں اور ہوا وحرص کے ساتھ مجاہدہ کرو۔ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ یعنی اُس نے تم کو چن لیا اور ایمان اور اسلام سے تم کو خاص کیا۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنی دین میں تم کو ایسے امر کی تکلیف نہیں دی جو تمہاری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب توبہ کو مقبول فرمایا ہے تو اس سبب سے حرج دور ہو چکا۔ مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ یعنی مذہب میں تم کو اس قدر وسعت دی ہے جس قدر مذہب ابراہیم میں وسعت تھی۔ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے تمہارا نام لوح محفوظ میں مسلمین لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں اور اس کتاب یعنی قرآن مجید میں ہے۔ کہ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ یعنی رسول تم پر گواہ ہے کہ کون تم میں سے ایمان لایا۔ اور کس نے انکار کیا۔ اور تم گذشتہ امتوں پر گواہ ہو۔ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ یعنی نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اپنی تمام مہمات و کاروبار میں اللہ پر بھروسہ رکھو نہ کہ اپنے اعمال پر۔ هُوَ مَوْلٰكُمْ یعنی ہر حال میں وہی تمہارا ناصر و مددگار ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ یعنی اپنی مہربانی سے تمہارے کاموں کا سرانجام دینے والا اور کارساز وہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان کو رحمت سے موسوم کیا ہے اور اس طرح فرمایا ہے۔ وَاٰتَانِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ اس آیت میں رحمت سے مراد ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو رحمت سے موسوم کیا ہے جیسے کہ اس نے فرمایا ہے يُدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ یہاں رحمت سے مراد اسلام ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کو بھی رحمت سے موسوم فرمایا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ تعالےٰ نے توفیق کو بھی رحمت سے موسوم کیا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا یہاں رحمت سے مراد توفیق ہے۔ اور رسول کا نام بھی رحمت ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور بارش کا نام بھی رحمت ہے وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ اور جگہ فرماتا ہے فَانْظُرْ اِلٰى اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ان دونوں آیات میں رحمت سے مراد بارش ہے۔ پس مینہ کا اثر نباتات کا زندہ ہونا ہے اور ایمان کا اثر خیرات پر ثابت قدم رہنا ہے اور اسلام کا اثر نمازوں کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور واجبات میں قیام کرنا ہے اور قرآن مجید کا اثر مناجات کی محبت اور خلوت کا اختیار کرنا اور مصیبت اور فقر و فاقہ کی شکایت کو ترک کرنا ہے اور توفیق کا اثر طاعات کو بجالانا اور برائیوں سے ہٹ جانا ہے اور رسول کا

اثر اس کے امر کو ماننا اور ہر حال میں اُسکی سنت کے تابع ہونا ہے جس زمین پر بارش نہ پڑے اس کا نفع قلیل ہوتا ہے۔ اور جو دل ایمان سے محروم ہے اسکی موت طویل ہے اور جو بدن اسلام میں مستعمل نہ ہو وہ ننگا اور بیمار ہے اور جو زبان قرآن مجید کو نہیں پڑھتی وہ گُنگ اور گونگی ہے اور جس عامل کو توفیق نصیب نہیں ہے اس کا عمل ایک حیلہ ہے۔ اور جس گنہگار کو حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو وہ حقیر و ذلیل ہے۔ پس جب تو زمین مُردہ کو دیکھے تو جان لے کہ اللہ تعالےٰ نے اسکی طرف رحمت نہیں بھیجی اور جب تو کسی دل کو نیت اور احسان سے غافل دیکھے تو جان لے کہ اسمیں ایمان کے آثار نہیں پہنچے اور جب تو کسی بدن کو مکتوبہ یعنی فریضہ کے ادا کرنے میں سستی کرتا دیکھے تو جان لے کہ اسلام کے آثار اس سے محجوب ہیں اور جب تو کسی عامل قرآن کو نافرمانی پر اڑا ہوا دیکھے تو جان لے کہ وہ محروم اور خوار ہے اور اُسکے دل میں قرآن اس کو لعنت کرتا ہے اور جب تو کسی انسان کو تحقیق سے ہٹا ہوا دیکھے تو جان لے کہ توفیق کا اثر اس کو نہیں ملا۔ اور جب تو کسی بندے کو جفاء اور بیوفائی کرتا دیکھے تو جان لے حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی برکت اس سے دُور ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو اپنی رحمت کے مینہ سے زندہ کرے اور اپنی خدمت میں کھڑا ہونے کے لئے ہم کو توفیق دے۔ اور ہم کو حضرت مصطفےٰ کی اُمت میں سے بہتر اور اُس کی سنت کا تابعدار بنا دے۔ اور ہمارے دلوں کو اُس کے رستہ کے برخلاف نہ چلائے وہی رحیم و تواب اور کریم و وہاب ہے ؛

فصل انتیسویں اُمت محمدی کی فضیلت میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس نے ہر ایک چیز کو اپنے اپنے اندازہ کے موافق پیدا کیا۔ اور اُس کو ہر ایک مخلوق کے مورد اور مصدر کا علم ہے اُس نے ہر ایک مخلوق کی قضا و قدر کو ام الکتاب میں لکھدیا ہے جس کو وہ مقدم کرے اس کو کوئی مؤخر نہیں کرسکتا۔ اور جس کو وہ مؤخر کرے اس کو کوئی مقدم نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے قدم و بقاء اور عزت و کبریا میں یگانہ ہے عقلیں اسکو ادراک سے قاصر اور زبانیں اسکی تعریف کے احاطہ کرنے سے کوتاہ ہیں۔ وہ قدوس اور صمد اور واحد اور احد ہے۔ اور موجودات کے پیدا کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ حی و علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر اور لطیف و خبیر ہے اور بندہ کا کوئی پوشیدہ اور مخفی راز اس سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم

ہے جس کو اس نے نصیحت کے لئے بھیجا ہے اب جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر لے فِی صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَهَّرَۃٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے اسکی صفات کمال سے انکار کیا اور قرآن مجید کے ساتھ جدال سے پیش آیا۔ ہائے افسوس اس کو کفر پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ اور افسوس ہے اس شخص کی حالت پر جس نے اسکی شبہ و مثال بیان کی۔ گویا اس نے بہت ہی بری بدعت کو جاری کیا۔ اور مبارک باد دیجئے اس شخص کے لئے جو ہی جگہ کھڑا رہا جہاں کہ مولیٰ نے اس کو کھڑا کیا ہے اور جو کچھ رسول نے اسکو پہنچایا اور خبر دی ہے اس سے تجاوز نہیں کیا۔ ہاں کتاب و سنت کا سورج ہر دم چڑھا رہتا ہے اور ہر گھڑی چمکتا رہتا ہے اس کے آگے کسی قسم کا غبار اور بادل نہیں ہے لیکن ہر ایک کی اپنی اپنی قسمت ہے جو مالک نے تقسیم کی ہے جس کو چاہتا ہے اندھا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور بینائی کی آنکھ عطا کرتا ہے آدمؑ کو اس نے مٹی سے پیدا کیا۔ اور اس کو اپنی دار کرامت میں جگہ دی۔ حتیٰ کہ شیطان نے اس کو پھسلا کر دانہ منہی عنہ کی کھانے پر آمادہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت سے نکال دیا۔ پھر اس کی توبہ کو قبول کر کے اس کو اپنا برگزیدہ اور خاص بندہ بنا لیا۔ اور حضرت ادریسؑ کو بلند مرتبہ پر اٹھا لے گیا جو ہر دم کے ساتھ اللہ کی تسبیح اور ذکر کرتا تھا۔ اس سے کچھ مدت کے بعد حضرت نوحؑ کو بہت لمبی عمر دیکر بھیجا اور اس کو جھٹلانے والوں اور کافروں کے ہلاک کرنے میں اسکی دعا کو قبول کیا اور قوم عاد کو ہوا سے ہلاک کر ڈالا اور ہودؑ کو نجات اور مدد دی۔ اور قوم ثمود کو ایک چیخ سے مار ڈالا اور حضرت صالحؑ کو صحیح سلامت بچا لیا۔ اور اس نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنا لیا اور اس کے دشمن نمرود کو تباہ کر دیا۔ اور حضرت لوطؑ کو نجات دی اور اس کی قوم کو زمین میں دھسا دیا۔ اور حضرت ابراہیم خلیلؑ کو بڑھاپے میں اسحاق عطا کیا اور یعقوب کا وعدہ دیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ دیا جبکہ اس نے اس کے حکم کو مان لیا اور صبر جمیل سے ثابت رہا۔ اور حضرت یعقوبؑ کو اپنے دوست کی قمیص سے وقت بینائی بخشی اور حضرت یوسفؑ کو قید خانہ سے نکال کر ملک کا پادشاہ بنایا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کلام کی۔ اور اس کو فرعون پر نصرت اور فتح دی۔ اور حضرت ایوبؑ کو امتحان اور آزمائش کے بعد عافیت بخشی۔ اور حضرت داؤدؑ کو رسالت اور ملک دیا۔ اور اس نے جالوت کو قتل کیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کو زمین کی سلطنت دیکر تمام جابروں اور قاہروں پر اس کو غلبہ دیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔

اور دجال کو قتل کرنے کا اس کو وعدہ دیا۔ اور سید الاولین والآخرین حضرت محمد خاتم النبیین کے
ساتھ انبیا و مرسلین کو ختم کر دیا اور ان کو اپنی تمام مخلوقات میں سے چن لیا اور برگزیدہ کر لیا۔ وَ
رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ۔ تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے
اور پسند کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ان کا کچھ اختیار نہیں ہے میں اس کی خیر و نعمت پر جو اس
نے ہم پر بخشی اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بدکاروں کے عمل پر مطلع ہو کر پردہ ڈالتا ہے
اور عاصی کی توبہ کو قبول کر کے اس کے گناہوں کو بخشتا اور معاف کرتا ہے۔ اور میں شہادت دیتا
ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے ذریعے سے ہدایت کا راستہ واضح
اور روشن ہو گیا ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ صلوٰۃ و سلام ہو۔
جس کے باعث ان کو دنیا اور آخرت کا شرف حاصل ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا
كُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ ہم نے
تم کو امت اوسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے۔ اور اس امت کا نبی تمام نبیوں سے افضل ہے۔
اور وسط شے سے مراد اس شے کا بہتر ہے۔ اور واسطۃ العقد ہار کے بڑے موتی
کو کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ تمام رسول اپنے اپنے تبلیغ احکام کی نسبت پوچھے جاوینگے۔ اور
سب کے سب احکام کے پہنچا دینے کا دعوے کرینگے لیکن ان کی قوم کے کافر لوگ انکار کرینگے
اور کہینگے کہ انہوں نے ہم کو کوئی حکم نہیں پہنچایا۔ پس امت محمدی ان پر گواہی دیگی جیسے کہ قرآن میں
ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی صداقت پر گواہ ہونگے۔ اللہ تعالےٰ نے اس امت
کو صالحین سے موسوم کیا ہے اور فرمایا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۔ ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ میرے صالحین بندے
زمین کے وارث ہونگے۔ اس زمین سے مراد وہ زمین ہے جس کو مسلمانوں نے فتح کیا ہے
یعنی حجاز و عراق و شام و مصر وغیرہ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس زمین سے مراد جنت کی زمین ہے
اور جگہ فرمایا ہے وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ
ہم کو صالحین قوم کے ساتھ داخل کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس امت کو فلاح سے موصوف
کیا ہے۔ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن خلاصی پا گئے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے

اس امت کو خیر سے موصوف کیا ہے اور فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی تم اللہ تعالےٰ کے علم اور لوح محفوظ میں تمام امتوں سے بہتر تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ تم ستر امتوں کا تتمہ ہو ان سب میں سے تمہاری اُمت اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہتر اور برتر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لئے تمام لوگوں سے بہتر ہیں کہ ان کو زنجیروں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لاتے ہیں۔ نیز اللہ تعالےٰ نے اس امت کی وصف عدالت کے ساتھ کی ہے اور فرمایا ہے لِتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے جب لوحوں کو پڑھا اور ان میں حضرت محمدؐ کی فضیلت دیکھی تو عرض کیا کہ یا اللہ یہ اُمت مرحومہ کونسی ہے جس کی تعریف وفضیلت الواح میں پاتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ اُمت محمدی ہے جو مجھ سے تھوڑے پر جو ان کو دونگا راضی رہینگے۔ اور میں بھی تھوڑے سے عمل پر ان سے راضی ہونگا۔ اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت سے ان کو جنت میں داخل کرونگا۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو قیامت کے دن اس طرح اٹھینگے کہ ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے۔ ان لوگوں کو میری اُمت بنا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ امت محمدی ہے کہ جن کو میں قیامت کے دن پنج کلیان گھوڑوں کی طرح اٹھاؤنگا۔ پھر حضرت موسےٰؑ نے عرض کی یا رب میں الواح میں ایسی اُمت پاتا ہوں کہ جن کی زاد راہ ان کی پیٹھوں پر اور تلواریں ان کے کندھوں پر ہونگی۔ اور وہ عبادت خانوں کے رئیس اصحاب ہونگے اور ہر طرف جہاد کے طالب ہونگے۔ حتیٰ کہ دجال سے لڑائی کرینگے ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ امت احمدؐ ہے۔ پھر عرض کی یا رب میں الواح میں ایسی اُمت پاتا ہوں جو دن اور رات میں پانچ نمازیں ادا کرینگے اور ان کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاوینگے۔ اور ان پر فرشتے نازل ہونگے ان کو میری اُمت بنادے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ امت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا رب میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ زمین ان کے لئے مسجد اور طہور ہوگی اور غنیمتوں کا مال ان کے لئے حلال ہوگا ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ اُمت احمدؐ ہے پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایک اُمت پاتا ہوں جو تیرے لئے ماہ رمضان کے روزے رکھینگے اور ان کے گذشتہ گناہ معاف کئے جاوینگے ان کو میری اُمت بنادے فرمایا یہ اُمت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو تیرے لئے کعبہ کا حج کرینگے اور

اس سے ان کا اور کچھ مقصود نہ ہوگا۔ اور شوق کے مارے ہر دم تیری طرف رونے رہینگے۔ ان کو میری
اُمت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُمت احمدی ہے۔ پھر عرض کیا یا اللہ تو اس پر ان کو کیا دیگا۔
فرمایا کہ میں ان کو بخشوں گا اور دوسروں کے لئے ان کو شفیع بناؤنگا۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح
میں ایسی اُمت پاتا ہوں۔ جو چارپاؤں کو چرائینگے اور گناہوں سے استغفار کرینگے ان میں سے
ہر ایک جب لقمہ اپنے منہ کی طرف لیجاویگا تو پیٹ تک جانے سے اول اول وہ بخشا جاویگا۔ تیرے
نام سے کھانا شروع کریگا اور تیری حمد سے ختم کریگا۔ ان کو میری اُمت بنادے فرمایا کہ یہ اُمت
احمدی ہے۔ پھر عرض کیا یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو قیامت کے دن سب سے
آگے ہونگے حالانکہ پیدائش میں سب سے آخیر ہونگے ان کو میری اُمت بنادے۔ فرمایا کہ یہ اُمت
احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ ان کی انجیلیں ان کے
سینوں میں ہونگی جن کو وہ پڑھتے رہینگے۔ ان کو میری اُمت بنادے فرمایا کہ یہ امت احمد ہے
پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی اُمت پاتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی شخص نیکی کا ارادہ کریگا
تو پھر اگر وہ نیکی نہ کرسکیگا تو صرف ارادہ ہی سے اس کو ایک نیکی کا ثواب حاصل ہوگا اور اگر اس نیکی
کو کرلیگا تو اس کو دس گنا زیادہ ثواب ملیگا۔ بلکہ سات سو گنا تک اجر ملیگا۔ ان کو میری امت بنادے
فرمایا اللہ نے کہ وہ اُمت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ اگر ان
میں سے کوئی شخص کسی برے کام کا ارادہ کریگا تو جب تک اس کو نہ کریگا اس کے نام نہ لکھا جاویگا
اور اگر اس برے کام کو کریگا تو صرف ایک ہی برائی اس کے نام لکھی جاویگی۔ ان کو میری اُمت
بنادے۔ فرمایا اللہ نے کہ وہ امت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت
پاتا ہوں کہ جو تمام لوگوں سے بہتر ہے وہ نیکی کا حکم کرینگے اور برائی سے روکینگے ان کو میری
اُمت بنادے فرمایا کہ وہ اُمت احمد ہے۔ پھر عرض کی کہ یا اللہ میں الواح میں ایسی اُمت پاتا
ہوں جو قیامت کے دن تین گروہوں میں اٹھینگے ایک گروہ بغیر حساب کے جنت میں جاویگا
اور دوسرے گروہ کا تھوڑا سا حساب لیا جاویگا۔ اور تیسرے گروہ کا چھان بین سے حساب لیا جاویگا
پھر جنت میں داخل ہو جاوینگے۔ ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ امت احمد ہے
پھر عرض کی یا اللہ تو نے حضرت محمدؐ اور ان کی امت کے لئے اس قدر فضل و خیر فرمایا ہے تو مجھے بھی
اس اُمت میں سے بنادے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یَا مُوْسٰی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ
بِرِسَالَاتِیْ وَ بِکَلَامِیْ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ۔ اے موسیٰ میں نے اپنی رسالت

اور کلام کے ساتھ لوگوں سے تجھے برگزیدہ کرلیا ہے۔ پس جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں اس کو لے لے اور میرا شکر ادا کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے یاروں کو فرمایا کہ تم اس آیت میں کیا کہتے ہو۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا۔ (تو طور کے پاس نہ تھا جب کہ ہم نے پکارا) یاروں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب موسیٰ ع اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوئے تو عرض کی یا اللہ کیا تو نے مجھ سے بڑھ کر عزت و اکرام والا بھی کسی اور کو پیدا کیا ہے۔ تو نے مجھے تمام لوگوں سے برگزیدہ کیا اور طور سیناء پر مجھ سے کلام کی پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے موسیٰ ع کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت محمد میرے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ مکرم ہے۔ میں نے جب اپنے بندوں کے دلوں میں نظر کی۔ تو تیرے دل سے زیادہ تواضع والا کسی دل کو نہ پایا۔ اسی لئے میں نے تجھ کو اپنی رسالت و کلام کے ساتھ سب لوگوں سے چن لیا۔ اور تو توحید اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مرا۔ پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی یا اللہ تیرے نزدیک میری اُمت سے زیادہ عزت والی اُمت کوئی اور بھی ہے تو نے میری اُمت پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان کے لئے من و سلویٰ اُتارا۔ پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ع کیا تو نہیں جانتا کہ تمام اُمتوں پر اُمت محمدی کی فضیلت ایسی ہے۔ جیسے کہ تمام خلقت پر میری فضیلت۔ پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی۔ کیا میں ان کو دیکھونگا۔ فرمایا تو ہرگز ان کو نہ دیکھ سکیگا۔ لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ ان کی کلام کو سنے تو ہو سکتا ہے۔ عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ پس اللہ تعالےٰ نے پکارا اے اُمت محمدؐ پس سب نے ایک ہی آواز سے لبیک کہتے ہوئے اپنے باپوں کی پیٹھوں میں جواب دیا۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّيْكَ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم پر میری رحمت ہو۔ میری رحمت میرے غضب سے اور میرا عفو میرے عذاب سے بڑھا ہوا ہے۔ اور میں تم کو بخشوں گا پیشتر اس کے کہ تم مجھ سے بخشش طلب کرو۔ اور پیشتر اس کے کہ تم مجھے بلاؤ اور پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا۔ اور سوال کرنے سے پہلے تم کو دونگا۔ اور تم میں سے جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کے ساتھ مجھ سے ملیگا۔ میں اس کے گناہوں کو بخشونگا۔ پس اللہ تعالےٰ نے مجھ پر اس امر کا احسان جتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تو طور کے جانب میں موجود نہ تھا۔ جبکہ ہم نے تیری اُمت کو پکارا تھا۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے توریت میں دیکھا۔ کہ اُمت محمدی کے لوگ صبح کی نماز پڑھ کر تسبیح و تہلیل کرینگے۔ اور ان کو انبیاء کا سا

ثواب ملیگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ نور کی چھڑی ہوگی جس سے مراد اسلام ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ قیامت کے دن وہ اپنے رب کو دیکھینگے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ زمین پر چلینگے ایسے حال میں کہ ان کے گناہ معاف ہونگے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر دن پانچ نمازیں پڑھینگے۔ اور ہر رکوع اور سجود کے بدلے ان کی مغفرت ہوگی۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اگر کوئی ان میں سے سجدہ میں گریگا۔ تو سجدہ سے سر اُٹھانے سے پہلے ہی بخشا جاویگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر دن میں پانچ بار نمازوں کے وقت جنت ان کی مشتاق ہوتی ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ ہر سال میں ایک مہینہ یعنی ماہ رمضان کے روزے رکھینگے۔ اور ہر دن ان کو دوزخ سے پانچسو سال کی مسافت دوری حاصل ہوگی۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ان کے لئے مبارکبادی ہے اور اچھی جگہ ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ موت ان کے گناہوں کا کفارہ اور تپ ان کے لئے آگ سے بچاؤ ہوگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی تطوع یعنی مستحب ادا کریگا۔ تو اُس کو دوسروں کے فرض ادا کرنے کا اجر ملیگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ حضرت آدم ع کا سا بیت اللہ کا حج کرینگے۔ اور حضرت ابراہیم ع کی سی سنت پکڑینگے پس ان کو حضرت آدم ع کی سی شفاعت اور حضرت ابراہیم ع کی سی دوستی عطا ہوگی۔ اور میں نے پایا ہے کہ وہ ہر سال زکوۃ دیا کرینگے جس سے ان کی عمریں اور مال زیادہ ہونگے۔ وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ میں ان پڑھوں میں سے ایک ایسا رسول بھیجنے والا ہوں۔ جو سخت خو اور درشت اور بازاروں میں زور سے چلانے والا اور بیہودہ بکنے والا نہیں ہے۔ میں اُس کو ہر ایک عمدہ خصلت سے آراستہ کرونگا اور ہر خلق جمیل اسکو بخشونگا۔ اور اُس کی زبان پر سکینہ اور اُس کے دل میں تقوےٰ اور اس کی گفتگو میں حکمت اور اسکی طبیعت میں صدق و وفا اور اس کی عادت عفو و احسان اور اس کی شریعت کو حق اور اس کی سیرت کو عدل اور اس کے مذہب کو اسلام بناؤنگا۔ اور اس کے سبب سے پست سے بلند اور مفلس سے غنی کرونگا۔ اور اُس کے ذریعے گمراہی سے ہدایت کی طرف لاؤنگا۔ اور اُس کے طفیل سے متفرق دلوں اور مختلف خواہشوں میں اُلفت ڈالونگا۔ اور اس کی امت کو اپنے نبی کے ساتھ ایمان اور توحید اور اخلاص بجالانے کے باعث تمام اُمتوں میں سے بہتر بناؤنگا۔ اور ان کو مسجدوں اور نمازوں اور گھروں اور خوابگاہوں میں اپنی تسبیح اور تحمید اور تمجید سکھاؤنگا۔ اور وہ میری رضامندی کی طلب

میں اپنے بالوں اور گھروں سے نکل جاوینگے۔ اور صف بستہ میری راہ میں لڑینگے۔ اور قیام اور رکوع اور سجود کر کے میرے لئے نمازیں پڑھینگے۔ ان کے خون ان کی قربانی اور انکی انجیلیں ان کے سینوں میں ہونگی۔ ہر شرف اور فضل سے مجھ کو بڑا جانینگے۔ وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہونگے۔ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ اور میں بڑے فضل والا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں اللہ ہوں میرے سوائے کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد میرا مختار بندہ اور رسول ہے اس کی امت کے لوگ بہت حمد کرنیوالے ہیں۔ اور سورج کو نگاہ رکھنے والے ہیں۔ ان میں ایسی نماز ہے کہ اگر وہ قوم نوحؑ میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتے۔ اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو ہوا سے تباہ نہ ہوتی۔ اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو چیخ سے برباد نہ ہوتی۔ جاننا چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام امتوں میں سے امت محمدی کو پسند فرمایا ہے اور اس امت میں سے بہتر لوگ اس امت کے علماء ہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ یہ امت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اصحاب ہے کیونکہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور وحی اور تنزیل کا مشاہدہ کیا۔ پھر ہر قرن میں سے بہتر لوگ اس امت کے علماء ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ؕ کہ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں۔ اور وہ جو نہیں جانتے۔ اور فرماتا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا جس کو حکمت دیگئی اس کو بہت خیر دیگئی۔ اور فرماتا ہے وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہے حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد دین میں فقہ کا ہونا اور اللہ کے خوف سے دل میں نرمی پیدا ہونا ہے۔ نیز امام مالکؒ امام شافعیؒ کو وصیت کے طور پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں نور ڈالا ہوا ہے اس کو گناہوں کی سیاہی سے نہ بجھا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی بزرگی ایسی ہے جیسے میری بزرگی تم میں سے ایک ادنےٰ شخص پر۔ اور عالم اور عابد کے درمیان ستر درجوں کا فرق ہے اور ہر ایک درجے کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ جو آج علم سیکھتا ہے اللہ تعالےٰ اسکے لئے جنت کی طرف راستہ کھول دیتا ہے اور اس پر آسمان کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں رحمت بھیجتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت

ایسی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت باقی ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث
ہیں۔ علماء کی مثال زمین پر ایسی ہے جیسے ستاروں کی مثال آسمان پر جن سے ہدایت پاتے
ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالےٰ تمام علماء کو ایک جگہ جمع کریگا۔ اور ان کو فرمادیگا
کہ اگر میں تمہیں عذاب دینا چاہتا۔ تو تم کو اپنی حکمت سپرد نہ کرتا۔ جاؤ میری رحمت سے
جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کرینگے۔ اول انبیاء دوسرے
علماء تیسرے شہدا۔ جو مومن علم کا ایک حرف سیکھتا ہے جس کا سیکھنا اس کے لئے ضروری
ہے۔ تو وہ عالم کے پاس سے اُٹھنے سے پہلے ہی بخشا جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ عالم کے
چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ اور جس نے کسی عالم کی ضیافت کی وہ قیامت کے دن
اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔ اور عالم سے مراد وہ عالم ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
کا عالم ہو۔ اور امام و پیشوا ہو کہ اللہ کی معرفت اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی معرفت میں لوگ
اس کی اقتدا کریں۔ اور جب تک کوئی عالم اللہ تعالےٰ کے فرائض کو ادا کرنے والا اور اللہ تعالےٰ
کے محرمات سے بچنے والا اور اللہ تعالےٰ کے دین کا محافظ نہ ہو۔ تب تک اس کی اقتدا
جائز نہیں۔ حضرت عیسےٰؑ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے علم پڑھا اور اس پر عمل کیا ایسے شخص
کو آسمان کی ملکوت میں عظیم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ جب ایک دفعہ تم کو علم دے چکا۔ تو
پھر تم سے علم کھینچ نہیں لیگا۔ بلکہ علماء کے قبض کرنے سے علم کو بھی لے لیگا۔ پس جاہل لوگ
باقی رہجاوینگے۔ جو اپنی رائے کے موافق فتوے لیتے دیتے رہینگے اور خود بھی گمراہ ہونگے
اور اوروں کو بھی گمراہ کرینگے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت سے
پہلے ستر مکر و فریب ہونگے جن میں جھوٹا سچا اور سچا جھوٹا ہوگا۔ اور امانتی خیانت
کریگا۔ اور خیانتی کو امانت دار جانینگے۔ اور جاہل دانائی کی باتیں کرینگے حضرت عمر ابن
خطابؓ نے کعب الاحبارؓ کو فرمایا کہ اُمت محمدی پر سب سے زیادہ خوفناک امر کیا ہے۔ فرمایا کہ
گمراہ کرنیوالے امام۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی
مجھے پوشیدہ یہی بات بتائی تھی۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ خیر عطا کرنا چاہتا
ہے اُس کو دین میں فقہ عطا کرتا ہے۔ رسول اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جس
شخص نے قرآن مجید کو حفظ کیا اُس نے گویا نبوت کو اپنے دونوں پہلوؤں میں مندرج پایا۔ صرف

اتنی بات ہے کہ اُس کی طرف وحی نہیں ہوتی۔ حضرت فضیل رح فرماتے ہیں کہ قرآن کا اٹھانے والا گویا اسلام کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہے۔ اُس کو لائق نہیں ہے کہ کھیلنے والوں کے ساتھ کھیلے یا غافلوں کے ساتھ ملکر غفلت کرے اس کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی تعظیم کا حق بجا لائے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ دین کی فقہ سے زیادہ افضل عبادت اور کسی چیز میں نہیں ہے۔ اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بڑھ کر سخت ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے عرض کی۔ کہ میں علم سیکھنا چاہتا ہوں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ اس کو ضائع کردوں۔ اور اس پر عمل نہ کرسکوں۔ فرمایا کہ ضائع کرنے سے اس کا ترک کرنا کافی ہے بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ عقلمند جب تجھ کو دوست رکھے تو مودت اور نصرت میں پوری پوری کوشش بجا لاتا ہے۔ اور جب تیرے ساتھ بغض کرے تو حتی المقدور ظلم سے ہاتھ کو تاہ رکھیگا۔ اور جب تو اُس کے ساتھ احسان کرے تو احسان کو مانیگا اور اس کا شکر ادا کریگا۔ اور اگر تیری طرف سے اس کو برائی پہنچیگی تو پردہ ڈالیگا اور معاف کریگا اور احمق آدمی جب تو اس سے قرب حاصل کریگا تو وہ تکبر کریگا اور جب تو اس سے دور ہوگا تو وہ بگڑ جاویگا اور جوں جوں تو اُس کے درجے کو بلند کریگا تیرے درجے کو اسی قدر وہ گراتا جاویگا۔ حضرت سلیمان بن داؤد ع سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عقل کی چادر سے زیادہ افضل اور خوبصورت چادر اور کوئی انسان کو نہیں پہنائی گئی۔ اگر ٹوٹ جاوے تو عقل جوڑ دیتی ہے۔ اور اگر پھسل جاوے تو اُس کو اُٹھا دیتی ہے اور اگر ذلیل ہو جاوے تو عزت دیتی ہے اور اگر ٹیڑھا ہو جاوے تو عقل سیدھا کر دیتی ہے اور اگر محتاج ہو جائے تو غنی کر دیتی ہے۔ اور اگر اس کا پردہ فاش ہو جائے تو ڈھانپتی ہے۔ اور اگر لوگوں کے پاس کھڑا ہو جاوے تو اس پر رشک کرتے ہیں۔ اور اگر غائب ہو جاوے تو اس کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اور اگر بولے تو کہتے ہیں کہ بڑا بلیغ ہے اور اگر خاموش ہو رہے تو کہتے ہیں۔ کہ بڑا دانا ہے اور اگر خرچ کرے تو کہتے ہیں بڑا سخی ہے۔ اور اگر بند رکھے تو کہتے ہیں کہ اعتدال پر چلنے والا ہے اور اگر کسی کو نصیحت کرے تو کہتے ہیں کہ ناصح ہے اور اگر خاموش ہو رہے تو کہتے ہیں کہ شفیق ہے اور اگر افطار کرے تو کہتے ہیں کہ معذور ہے۔ اور اگر روزہ رکھے تو کہتے ہیں بڑا مجاہدہ کرنیوالا ہے پس عقل ایمان کا سرمایہ ہے جس کے ساتھ دنیا دار دنیا میں اور جنت والے اپنے درجوں میں ایک دوسرے پر فضیلت اور بزرگی پاتے ہیں۔

اور عقلمند جب خطا کرتا ہے تو پھر اس سے رجوع کرتا ہے اور اگر برائی کرتا ہے تو پھر نیکی کرتا ہے اور عقل عقلمند کو بہتر انجام کی طرف لوٹاتی ہے۔ حضرت علی بن حسین رض فرماتے ہیں کہ تمام مصیبتوں سے بڑھ کر مصیبت علماء کی موت ہے۔ حضرت ذوالنون رح فرمایا کرتے تھے افسوس افسوس پھر افسوس رہتے بیکار ہو گئے اور سالک کم ہو گئے اور اعمال چھوڑ دئیے گئے اور رغبت کرنیوالے کم ہو گئے اور یہ کام پرانا ہو گیا۔ اب یہ امر سوائے بیہودہ بکنے والے کی زبان کے کہیں نظر نہیں آتا۔ جو علم کی باتیں کرتا اور عمل کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور رخصتوں کا فرش بچھاتا اور تاویل کا بستر اوڑھتا ہے۔ ہائے افسوس عالم علیم اور ناطق حکیم کہاں چلے گئے۔ ان کے دل دنیا کی طرف کس طرح ساکن ہو گئے۔ اور آسمان کے ملکوت سے کیونکر منقطع ہو گئے۔ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ سلف صالحین عالم فاجر اور عابد جاہل کے فتنہ سے اللہ تعالٰے کے ساتھ پناہ مانگتے تھے۔ کیونکہ ان کے فتنوں میں ہر ایک مفتون آجاتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن عیینہ رح سے لوگوں نے پوچھا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ ندامت کس کو ہو گی۔ آپ نے فرمایا دنیا میں تو اس شخص کو جو ایسے آدمی کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ جو اس کا شکر نہیں کرتا۔ اور آخرت میں عالم مفرط یعنی حد سے تجاوز کرنے والے عالم کو۔ شعر

یَا عَالِمًا اَنْتَ الْاَمِیْرُ وَلَیْسَ مِنْ	شَانِ الْجَبَانِ سَیَاسَۃُ الْاَبْطَالِ
یَا اَعْمَشًا تُبْرِی الْعُیُوْنَ بِکُحْلَۃٍ	یَا خَیْبَۃً لِلْاَعْمَشِ الْکَحَّالِ

(ترجمہ) اے عالم تو امیر ہے اور بزدل کا شان نہیں ہے کہ بہادروں کی حفاظت کرے۔ اے اندھے تو سرمہ سے اپنی آنکھوں کو اچھا کرتا ہے۔ اندھے سرمہ ڈالنے والے کو کیسی مایوسی حاصل ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ یعنی اللہ تعالٰے سے وہ عالم ڈرتے ہیں جو اللہ کے جلال اور سطوت کے عارف ہیں۔ اے علماء کے گروہ اللہ تعالٰے کا ڈر کہاں گیا۔ اے فقراء کے گروہ نرمی اور رحمت کدھر گئی۔ عالم وہ نہیں ہے جس نے اپنی عمر کے زمانہ کو کلام کے جمع کرنے اور دنیا کی اسباب کے جمع کرنے اور حرام پر کتوں کی طرح گرپڑنے میں ضائع کیا۔ بلکہ عالم وہ ہے جو خلقت سے الگ ہوا۔ اور گناہوں کو ترک کیا۔ اور رات کے اندھیرے میں مالک کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور سب کلاموں میں سے اشرف کلام کے ساتھ لذت حاصل کرے۔ پس ہم اللہ تعالٰے سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی رشد و ہدایت عطا کرے اور ہمارے ارادوں اور قصدوں کو پکا کرے اور غفلت سے ہم کو جگائے اور ہم کو اپنے صالحین بندوں کے ساتھ ملائے اور ہم کو متقین کے گروہ میں

اٹھائے وہی ارحم الراحمین ہے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

فصل تیسویں۔ دعاء میں

اللہ تعالٰی کا حمد جو بڑے غلبہ والا اور عام احسان والا ہے۔ وہ حلیم اور منان اور تمام مکان وزمان سے اول ہے اور وہ آخر و باقی ہے اور اُس کے سوا سب کچھ فانی ہے۔ وہ مقدس ہے اور جسمانی عوارض سے موصوف نہیں ہے اور نہ ہی حوادث اُس کو متغیر کر سکتے ہیں۔ وہ واحد واحد ہے اور جس نے اس کے ساتھ کسی اور کو معبود بنایا اس نے گویا ایک ایسے امر کا دعوے کیا جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ حی و علیم اور سمیع و بصیر ہے اور ظاہر و باطن اُس کے نزدیک یکساں ہے وہ مدبر اور قدیر ہے اور تمام آثار و اعیان اسی کی قدرت اور ارادے سے ظاہر ہوئی ہیں۔ وہ اپنی قدیم وازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اس کی صفات قدیمہ ہیں۔ جو دلائل سے ثابت ہیں جس نے اس کو معطل سمجھا وہ گمراہی کے جنگل میں حیران و سرگردان ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے جس نے اُس کو کسی شے کے مانند جانا وہ گویا بت پرست ہے۔ وہ علی اور اعلٰی اس سے برتر ہے کہ وہم اس کو متصور کر سکے۔ اُس کو کسی شے کے مانند جاننے والوں کی کلام گناہ میں بڑی بھاری اور میزان میں بہت ہلکی ہے۔ اُس نے اپنی عطایا کو اپنی خلائق کے درمیان تقسیم کیا۔ پس نیکوں کے دلوں میں ایمان کا نور ڈال دیا۔ اور عارفوں کے دلوں کو معرفت کے سورج سے منور کیا۔ اور دنیا میں اپنی نسیم قرب سے ان کے لئے روح دایمان والا تروتازہ باغ سرسبز کیا۔ اور آخرت میں دیدار کے دن تحیۃ اور سلام کے ساتھ ان کی ملاقات کریگا۔ اور ان کو ہر طرح کا امن حاصل ہوگا۔ اور بعض لوگوں کو معرفت کے باغیچوں سے نکال کر خواری کی زنجیر میں جکڑ دیا۔ اور ان کے اسرار کو اپنی نعمتوں کے باغوں میں نظر اور جولان کرنے سے مقید کر دیا۔ پس وہ حرمان اور نا اُمیدی کے قید خانہ میں مقید ہیں۔ اور میدان معرفت میں آنے کے لئے ان کو کوئی راہ نہیں ملتا۔ اور اگر وہ قرب حاصل کرنا بھی چاہیں اور اس میں اپنی سر توڑ کوشش بھی کریں تو ان کو ارادہ ازلی رد کر دیتا ہے اور قسمت کا منادی پکار کر کہتا ہے کہ واپس مڑ جاؤ۔ تمہارا یہاں کوئی ٹھکانا نہیں۔ پس نہ تو ان کا رونا ان کو نفع دیتا ہے اور نہ ہی ان کی پکار سنی جاتی ہے۔ ان دونوں گروہوں اور فرقوں کے درمیان اسی قدر فرق ہے جس قدر اندھے اور بینا اور سننے والے اور بہرے شخص میں ہے۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں کیونکہ وہی حمد کے لائق

ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنے بندوں کے دلوں پر نرمی کرنے میں یکتا ہے۔ اور وہ مہیمن اور رحمٰن ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو مضر بن نزار بن معد بن عدنان کے اشرف قبائل میں سے چن لیا۔ ان پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جنہوں نے احسان کے ساتھ تابعداری کی۔ اللہ تعالے کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔ جب میرے بندے میرے نسبت تجھ سے سوال کریں۔ تو میں قریب ہوں پکارنیوالے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ انہیں چاہیئے کہ میرے حکم کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔ روایت ہے کہ جب آیت مبارک اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کس وقت ہم اللہ کو پکاریں اور بعض نے کہا کہ کیا ہمارا رب قریب ہے تاکہ ہم اس سے مناجات کریں یا بعید ہے تاکہ ہم اس کو پکاریں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی واذا سئلک الخ یعنی جب میرے بندے تجھ سے میری ذات کی نسبت پوچھتے ہیں تو میں موجود ہوں۔ نہ کیف میرا ادراک کر سکتا ہے اور نہ ہی این میرا احاطہ کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی ما میری صفت کر سکتا ہے اور نہ ہی متیٰ مجھ سے مل سکتا ہے اور اگر میری صفات کی نسبت پوچھتے ہیں تو علم اور حیا اور قدرت اور سمع و بصر اور ارادہ اور کلام میری صفات قدیمہ ہیں جن کا ادراک وہم نہیں کر سکتا۔ اور اگر میرے افعال کی نسبت پوچھتے ہیں تو کہدو كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ہر دن وہ نئی شان میں ہے۔ میں کسی کو قریب اور کسی کو بعید اور کسی کو سعید اور کسی کو شقی اور کسی کو زندہ اور کسی کو مردہ کرتا ہوں۔ اور جس کو چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور کسی کو دیتا اور کسی سے لیتا اور کسی کو بلند اور کسی کو پست کرتا ہوں۔ اور اگر پوچھتے ہیں کہ میرے وجود پر دلیل کیا ہے۔ تو میری عجب تدبیر اور میری محکم آیات اور میری عمدہ تقدیر جو میری مخلوقات میں ظاہر ہے۔ بڑے بھاری دلائل ہیں۔ اور اگر وہ میرے قرب کی نسبت پوچھتے ہیں۔ تو میں اپنی قدرت اور نصرت اور رحمت اور نعمت اور علم اور حلم میں قریب ہوں۔ اور جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔ اگر کوئی مصیبت کے وقت مجھے پکارے تو اُس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہوں۔ اور اگر کسی حاجت کے لئے پکارے تو میں اُس کی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔ اور اگر بیماری کے وقت پکارے تو اُس

کو شفا دیتا ہوں۔ اور اگر غم کے وقت پکارے تو میں اس غم سے اس کو کفایت کرتا ہوں اور اگر رزق کے لئے پکارے تو میں اس کو کھلاتا اور پلاتا ہوں۔ اور اگر قرض کے لئے پکارے تو اس کا قرض ادا کرتا ہوں۔ اور اگر کسی عیب کے لئے پکارے تو اس کی اصلاح کر دیتا ہوں۔ اور اگر گناہ کے لئے پکارے تو بخشتا اور معاف کرتا ہوں۔ اور اگر توبہ کے لئے پکارے تو اس کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور اگر نقص کے لئے پکارے تو میں اس کو کامل کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری اطاعت کریں۔ تو میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری نافرمانی کریں تو میں پردہ ڈالتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پیٹھ پھیر جائیں تو میں ان کو پکارتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف آئیں تو میں ان کو اپنے قریب کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے مانگیں تو میں ان کو دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے اے میرے بندے جب تو سوال کرنا چاہے تو مجھ سے سوال کر کیونکہ میں غنی ہوں۔ اور اگر تو مدد طلب کرے تو مجھ سے طلب کر کیونکہ میں قوی ہوں۔ اور اگر تو اپنا راز فاش کرنا چاہے تو میرے سامنے ظاہر کر کیونکہ میں وفادار ہوں اور اگر تو قرض لینا چاہے تو مجھ سے قرض لے کیونکہ میں مہلت دینے والا ہوں۔ اور اگر تو بلائے تو مجھے بلا کیونکہ میں غمخوار دوست ہوں۔ شعر

سُبْحَانَ مَنْ لَا یَخِیْبُ مَنْ قَصَدَہٗ ... مَنْ قَصَدَ اللّٰہَ صَادِقًا وَجَدَہٗ
قَدْ شَمَلَ الْخَلْقَ بِفَضْلِ نِعْمَتِہٖ ... کُلٌّ اِلٰی فَضْلِہٖ یُمِدُّ یَدَہٗ

(ترجمہ) وہ ایسی پاک ذات ہے کہ جو اس کا قصد کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ جس نے سچے طور پر اللہ تعالیٰ کا قصد کیا اس نے ضرور اس کو پا لیا۔ اس کی نعمت کا فضل تمام خلق کو شامل ہے اور ہر ایک اس کے فضل کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ابن عطاء اللہ رحمہ فرماتے ہیں کہ دعا کے واسطے ارکان اور بازو اور اوقات اور اسباب ہیں پس اگر ارکان کے موافق ہو تو قوی ہو جاتی ہے۔ اور اگر بازو اس کے موافق ہوں تو بلند ہوتی ہے اور اگر اوقات اس کے موافق ہوں تو قبول ہو جاتی ہے اور اگر اسباب موافق ہوں تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ارکان یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کا حاضر ہونا اور خشوع اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے کرم پر امید رکھنا اور اس کے بازو سچ بولنا اور حلال کھانا ہیں۔ اور اس کے اوقات یہ ہیں کہ فراغت اور خلوت کا وقت ہو۔ جیسے کہ صبح کا وقت۔ اور اس کے اسباب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے کیونکہ

جس دعا کے آگے اور پیچھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاوے وہ رد نہیں ہوتی۔ مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے اسی قدر نزدیک ہوتا ہوں جس قدر اس کا گمان مجھ پر ہوتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ اے رسولو طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔ اے ایمان والو پاک چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر ذکر کیا کہ ایک شخص لمبا سفر برداشت کرتا اور پراگندہ اور گرد آلودہ ہو کر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کرتا ہے اور کہتا ہے یا رب یا رب حالانکہ اس کا کھانا پانی پہننا سب حرام ہوتا ہے اور حرام سے اس نے پرورش پائی ہوتی ہے تو پھر اس کی دعا کس طرح قبول ہو سکتی ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی ہمیشہ دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے یا دعا میں جلدی نہ کرے یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے فرمایا کہ اس طرح کہنا کہ میں نے کئی دفعہ دعا کی ہے مگر قبول نہیں ہوئی۔ اور اس حسرت کے مارے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اس میں کوئی مسلمان بندہ دنیا و آخرت کی بہتری اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرے اور وہ ساعت ہر رات میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان سے دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اس کی پکار کو قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کی حاجت کو برلاؤں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تاکہ میں اس کو بخشوں۔ مومن پر واجب ہے کہ جب اس حدیث کو سنے تو جان لیوے کہ اس سے غرض یہ ہے کہ ذاکرین اور مجتہدین کو ترغیب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے طالبوں

کی تعریف حاصل ہو۔ اور جان لے کہ اللہ تعالٰی اپنی ذات و صفات میں مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔ اس کا نازل ہونا بلا تشبیہ اور بلا کیفیت اور بغیر کسی تقدیر کے ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی بندہ مسلم اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے یعنی غائبانہ دعا کرتا ہے تو اسی وقت قبول ہو جاتی ہے۔ اُس کے سر پر ایک فرشتہ مؤکل ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ مؤکل آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی اسی قدر ثواب ہے۔ حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ص مصیبت کے وقت کہا کرتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔ حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ص نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی دعا کرتا ہے بشرطیکہ گناہ اور قطع رحم طلب نہ کرے تو اللہ تعالٰے اُس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کرتا ہے یا اُس کی دُعا کا جلدی اثر ظاہر ہوتا ہے یا اُس کو آخرت کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔ یا اس جیسے ایک برائی سے روکا جاتا ہے۔ اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ص نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غم یا مصیبت لاحق ہو تو دعائے حضرت ذوالنون ع کے ساتھ کرے۔ اللہ تعالٰی اُس کی مصیبت کو دُور کر دیگا۔ وہ دُعا یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ حضرت وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت موسے ع ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو کھڑا ہو کر بڑی لمبی دُعا اور زاری کر رہا تھا۔ اور وہ اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ موسٰی ع نے عرض کی یا اللہ تو اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کرتا۔ پس اللہ تعالٰی نے وحی کی اے موسٰی ع اگر یہ شخص اس قدر روئے کہ اس کی جان ہلاک ہو جائے۔ اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کے کنارہ تک بلند کرے۔ تو بھی اُس کی دُعا قبول نہ ہوگی۔ عرض کی یا اللہ کس سبب سے۔ فرمایا کہ اس کے پیٹ میں حرام ہے اور اس کی پیٹھ پر بھی حرام ہے اور اس کے گھر میں بھی حرام ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح ایک دفعہ بصرہ کے بازار میں گذرے۔ لوگ ان کو دیکھ کر ان کے پاس جمع ہوئے۔ اور کہنے لگے اے ابا اسحاق ہم دُعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ انہوں نے فرمایا کہ دس چیزوں سے تمہارے دل مردہ ہو گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ تم نے

اللہ کو پہچانا لیکن اس کا حق ادا نہ کیا۔ دوسرے تم خیال کرتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہو لیکن اُس کی سنت کو ترک کرتے ہو۔ تیسرے قرآن پڑھتے ہو لیکن اُس پر عمل نہیں کرتے چوتھے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن اُن کا شکر ادا نہیں کرتے۔ پانچویں تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن اس سے دوستی لگاتے ہو۔ چھٹے کہتے ہو کہ جنت حق ہے لیکن اُس کے لئے عمل نہیں کرتے۔ ساتویں کہتے ہو کہ دوزخ حق ہے لیکن اس سے بھاگنے کی کوشش نہیں کرتے۔ آٹھویں کہتے ہو کہ موت حق ہے لیکن اس کے لئے تیاری نہیں کرتے۔ نویں۔ جب نیند سے بیدار ہوتے ہو۔ تو لوگوں کے عیبوں میں مشغول ہوتے ہو اور اپنے عیبوں کو بھول جاتے ہو۔ دسویں تم اپنے مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن آپ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بُرائی کا اقرار کرے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی بخشش فرماتا ہے اور جو شخص طاعت بجا لا کر اللہ پر احسان نہیں جتلاتا اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں لے جاتا ہے۔ اور جو شخص دعا کے وقت اللہ تعالےٰ کے ساتھ اخلاص برتتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کی دعا کو قبول کر کے اس پر احسان کرتا ہے۔ حضرت ذوالنون رح جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اس طرح کہا کرتے۔ الٰہی میں کونسے پاؤں کے ساتھ تیری طرف چل کر آؤں اور کس نظر سے تیری طرف دیکھوں اور کس زبان سے تیری مناجات کروں اور کس ہاتھ سے تیرے آگے دُعا کروں لیکن میں نے تیرے کرم کے بھروسہ پر یہ جرأت کی ہے کہ ہاں جب انسان کا کوئی حیا نہ ہے تو اس کا حیا کم ہو جاتا ہے۔ محمد بن خزیمہ رح فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رح فوت ہو گئے تو ان کو خواب میں دیکھا کہ خوشی سے ٹہل رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیا چال ہے۔ فرمایا کہ دار السلام میں خادموں کی یہی چال ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ مجھے بخش دیا۔ اور مجھے تاج پہنایا اور سونے کی جوتیاں پہنائیں اور فرمایا اے احمد مجھے ان دعاؤں کے ساتھ بلا جو تجھے سفیان ثوری رح سے پہنچی ہیں۔ اور دُنیا میں تو ان دُعاؤں سے مجھے پکارتا رہا۔ میں نے عرض کی یا اللہ ہر ایک شے تیری قدرت سے ہے مجھے بخش دے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر ابن خطاب رض کے زمانہ میں بہت قحط پڑا۔ کعب الاحبار رض نے عرض کی اے امیر المومنین! جب بنی اسرائیل میں قحط پڑتا تھا تو اپنے نبیوں کے زیادہ قریبی رشتہ داروں کے ذریعے بارش طلب کرتے تھے۔ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ حضرت عباس رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا موجود ہیں۔

پس انکے پاس جاکر عرض کی کہ آپ لوگوں کے تئے اللہ تعالےٰ سے بارش کے لئے دعا مانگیں۔ اس غرض کے لئے تمام لوگ باہر نکل گئے۔ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ بھی ان میں جا کھڑے ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا یا اللہ یہ لوگ سب تیرے بندے اور تیرے بندوں کے بیٹے اور تیرے غلام ہیں تیری بارگاہ میں تیرے خیر الانبیاء نبی کے چچا کا وسیلہ لیکر بڑی رغبت سے آئے ہیں۔ ہم پر ایسی بارش برسا جس کا نفع تمام بندوں اور شہروں کو پہنچے۔ اور ہم کو اپنی رحمت سے ناامید نہ کر۔ اس کے بعد حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا اللہ جو بلا نازل ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث ہوتی ہے اور وہ بلا دور نہیں ہوتی۔ جب تک کہ گناہ سے توبہ نہ کریں پس ہم گناہوں کے بھرے ہوئے ہاتھ پھیلا کر اور توبہ کی پیشانیاں تیرے سامنے جھکا کر آئے ہیں۔ اور یہ لوگ مجھے تیرے نبی کا رشتہ دار سمجھ کر میرے پاس آئے ہیں پس ہم پر بارش نازل فرما۔ اور ہم کو اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ۔ یا ارحم الراحمین۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اسی وقت بادل گرجا اور اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور جوہڑ و تالاب بھر گئے +

چند فصلیں تضرع میں

الٰہی تو نے ہم پر بہت فضل کیا ہے اور تیرا افضال عام ہے اور تو نے ہم پر بہت انعام کیا ہے اور تیری ہی بخشش کمال ہے اور تو نے ہم پر پردہ ڈالا ہے اور متواتر تیری بخشش ہم پر آرہی ہے اور تو نے ہمارے گناہوں کو بخشا ہے اور اپنے احسان کو ہم پر کامل کیا ہے۔ تیرا جلال برتر اور بزرگ ہے تو اپنی پستی میں بلند ہے اور بلندی میں قریب ہے۔ نہ وہم تیرا ادراک کرسکتا ہے اور نہ ہی فہم تیرا احاطہ کرسکتا ہے۔ تو اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور تو اپنی احدیت میں بدایت سے منزہ ہے اور اپنی ابدیت میں نہایت سے برتر ہے۔ تو واحد ہے اور عدد سے بری ہے۔ اور تو ابد کے بعد تک باقی ہے جو رکوع کرتا ہے وہ تیرے ہی لئے جھکتا ہے اور جو کوئی سجدہ کرتا ہے وہ تیرے لئے ذلیل ہوتا ہے اور طالب تیرے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی کوشش کرتا ہے واصل ہو جاتا ہے۔ الٰہی عقل تیرا احاطہ کس طرح کرسکے جبکہ تو نے ہی اس کو بوسنے کی طاقت بخشی ہے۔ جب تیری عظمت چمکتی ہے تو بصیرت کی آنکھ تیرے دیدار کے نور سے چندھیا جاتی ہے۔ اور جب بڑے بڑے جرم و خطا جمع ہوتے ہیں تو تیری عفو کے

مقابلہ میں بہت کم نظر آتے ہیں تو سب چیزوں سے پہلے ہے اور تو ہی اول ہے اور خلق کو تو نے ہی پیدا کیا ہے۔ اور تیری طرف ہی اس کا رجوع ہے۔ ان دلوں پر تعجب ہے جو تیرے سوا غیروں سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور ان اروا ح پر تعجب ہے جو غیروں کے ساتھ آرام پکڑتے ہیں۔ حالانکہ اسرار باطنی نور سے تجھے دیکھتے ہیں۔ اور ان زبانوں پر افسوس ہے جو تیرے سوا اس شخص کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جو کسی شے پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور ان قدموں پر افسوس ہے جو تیری رضا کے سوا کسی اور طرف چلتے ہیں۔ الٰہی اگر تیرا حلم نہ ہوتا۔ تو وہ شخص جو خلوتوں میں تیری نافرمانی کرتا ہے وہ نمازوں میں تیرے آگے کس طرح مناجات کر سکتا۔ اور اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو وہ شخص جو شہوات کے وقت تجھے بھلا دیتا ہے وہ اپنی حاجتوں کے وقت کس طرح تجھے پکار سکتا۔ آنکھیں کس طرح سوئیں جبکہ تو ہر رات فرماتا ہے کوئی ہے توبہ کرنیوالا کوئی ہے بخشش مانگنے والا۔ کوئی ہے سوال کرنیوالا۔ ہاتھ تیرے آگے سوال کرنے سے کس طرح رک سکیں جبکہ تیری سخاوت کا سیل بہ رہا ہے۔ اور وہ شخص جو سب طرف سے مایوس ہوگیا ہو وہ تجھ سے کس طرح مایوس ہو سکے۔ باقی کو فانی کے بدلے کس طرح بیچا جاوے جبکہ فانی کے دن بہت تھوڑے ہیں۔ یا اللہ تو ہمارے نصیب کر کہ ہم تیری طرف اچھی طرح آئیں۔ اور تیری طرف کان لگائیں۔ اور تیری باتوں کو سمجھیں اور تیرے امر میں بصیرت سے کام لیں اور تیری طاعت میں لگے رہیں۔ اور تیرے ارادہ کے موافق چلیں۔ اور تیری خدمت میں جلدی کریں۔ اور تیرے معاملہ میں حسن ادب برتیں اور سب کچھ تیرے حوالہ کر کے تیری قضا پر راضی رہیں ۰

فصل

اے غریبوں کے حبیب اور اے مصیبت زدوں کے انیس۔ کونسا آدمی سب طرف سے منہ موڑ کر تیری طرف آیا کہ تو اپنی اپنی نعمت سے اس کو کافی نہ ہوا۔ اور کونسا شخص تیرا طالب ہوا۔ کہ تو اپنی رحمت کے ساتھ اسکو نہ ملا۔ اور کس شخص نے تیرے لئے خلق کو چھوڑا کہ تو اس کو نہ ملا۔ اور کونسے محب نے خلوت میں تیرا ذکر کیا کہ تو اس کا مونس نہ ہوا۔ اور کونسے بلانیوالے نے تجھے بلایا کہ تو نے اس کو قبول نہ کیا۔ اے پاک ذات تو نے فرمایا ہے کہ میں ایسا غضبناک کسی شخص پر نہیں ہوتا جیسے کہ اس گناہگار پر جو گناہ کرتا ہے اور اس کو میری عفو

کے مقابلہ میں بہت بڑا سمجھتا ہے۔ اے وہ ذات کہ تو اس شخص پر جو تجھ سے سوال نہ کرے ناراض ہوتا ہے۔ اپنی نعمتوں کو اس شخص سے جو تجھ سے مانگتا ہے نہ ہٹا رکھ۔ الٰہی باوجود خطاؤں اور لغزشوں کے ہم سوال کرنے پر کس طرح دلیری کریں۔ اور باوجود فقر و فاقہ کے ہم سوال کرنے سے کس طرح لاپروائی کریں۔ اس بندے کو جو اپنے مولیٰ کے دروازے سے بھاگ جائے لائق نہیں کہ پھر اس کے دروازہ پر اس کی عام عطا کا طالب ہو کر آئے۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ عذر خواہی کے دامن کو پکڑ کر مغفرت کو طلب کرے۔ کیونکہ تو پادشاہ سخی ہے اور تو نے اپنی جود سے اپنی طرف رہنمائی کی ہے۔ اور زبانوں کو تو نے اپنے سامنے سوال کرنے کے لئے طاقت گویائی بخشی ہے۔ اور قافلوں کا جبکہ وہ تیری طرف کوچ کر کے آئیں عزت و اکرام کیا ہے۔ شعر

إِذَا ارْتَحَلَ الْوُفُودُ إِلَيْكَ يَوْمًا وَلَجُّوا فِي الضَّرَاعَةِ وَالسُّؤَالِ

فَإِنَّ رِحَالَنَا حَطَّتْ رَجَاءً لِفَضْلِكَ عَنْ حُلُولٍ وَارْتِحَالِ

أَنَخْنَا عِنْدَ بَابِكَ يَا إِلٰهِي إِلَيْكَ مُفَوِّضِينَ بِلَا اِحْتِيَالِ

فَسُسْنَا كَيْفَ شِئْتَ وَلَا تَكِلْنَا إِلَى تَدْبِيرِنَا يَا ذَا الْجَلَالِ

(ترجمہ) جب قافلے کسی دن کوچ کر کے تیری طرف آئیں اور سوال اور عاجزی میں بہت گریہ و زاری کریں تو ان پر مہربانی کر کیونکہ تیرے فضل کی امید نے حلول و ارتحال سے ہٹا کر ہماری سواریوں کو تیرے دروازہ پر اتار دیا ہے۔ یا اللہ ہم نے سب کچھ تیرے حوالہ کر کے اپنی سواریوں کو تیرے دروازہ پر بٹھا دیا ہے جس طرح تو چاہتا ہے ہمارے ساتھ سلوک کر۔ اور اے ذوالجلال تو ہم کو ہماری اپنی تدبیر پر نہ چھوڑ۔ اے دلوں کے حبیب تیرے دوست کہاں ہیں اور اے اکیلوں کے انیس تیرے طالب کہاں گئے۔ کس شخص نے تیرے ساتھ پناہ لی کہ خوش نہ ہوا۔ ان دلوں پر تعجب ہے جو تیرے سوا کسی غیر کی طرف مائل ہیں۔ اور ان نفسوں پر تعجب ہے جو تیرے سوا کسی غیر سے راحت طلب کرتے ہیں۔ ان ارادوں پر جو تیری مرضی پر چلتے تھے۔ افسوس ہے کہ کس نے اس طرف سے ہٹا دیا۔ کیا وہ مال جو بطور قرضہ لئے تھے کم ہو گئے ہیں ہرگز نہیں۔ بخدا وہ تو ہر دم زیادہ ہو رہے ہیں۔ تیرا اختیار بڑھا ہوا ہے اس کے آگے تمام حیلے باطل ہیں۔ اور تیری قضاء و قدر ہر جگہ جاری ہے۔ کوئی عمل ان کو بدلا نہیں سکتا۔ اور بعض لوگوں کے لئے ان کے پیدا ہونے سے پہلے ازل ہی میں تیری

محبت منہدم ہو چکی۔ اور ازل ہی سے بعض لوگوں پر تو ناراض ہے اور ان کا کوئی فعل و عمل ان کو نافع نہیں ہے تیری مدد کے سوا تیری طاعت پر قوت نہیں ہو سکتی۔ اور تیرے ارادہ کے سوا تیری نافرمانی سے نہیں رک سکتے۔ اور تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور تیرے سوا کسی اور جگہ خیر و بھلائی کی اُمید نہیں۔ اے وہ ذات کہ تیرے ہاتھوں میں دلوں کی صلاح ہے۔ ہمارے دلوں کو درست کر دے۔ اور اے وہ ذات کہ تیری عفو کے مقابلہ میں گناہ حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارے گناہوں کو بخش۔ یا اللہ ہم تیرے پاس طالب ہو کر آئے ہیں ہم کو ناامید و نامحروم نہ موڑ۔ ہم تیری جود کے دروازہ سے ہرگز ہرگز نہ ہٹیں گے۔ تو ہمارے سخت دلوں کو درست اور نرم کر دے۔ اور ہم کو متقین کے راہوں پر چلا۔ اور ہم کو یقین اور ایمان کی خلعت پہنا۔ اور ہم کو ان لوگوں میں سے نہ بنا جو توبہ پر معاہدہ اور قسمیں کھاتے ہیں۔ اور ہم کو تو اپنے فضل سے ان لوگوں میں سے بنا جن کو دائیں ہاتھ عملنامہ دیا جاویگا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ اِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ +

فصل

الٰہی اگر تو نے فضل نہ کیا ہوتا تو تیرا بندہ کبھی گناہ کی طرف مڑ کر نہ جاتا۔ اور اگر مغفرت پر تیری محبت نہ ہوتی تو تو ہرگز اس شخص کو مہلت نہ دیتا جو کھلم کھلا تیری نافرمانی کرتا ہے اور اُس شخص پر جو نسیان کا دامن اپنے اوپر اوڑھے ہوئے ہے اپنا پردہ نہ ڈالتا اور ہماری بُرائیوں کے مقابلہ احسان نہ کرتا۔ شعر

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِمَّا كَانَ مِنْ زَلَلِيْ — وَمِنْ ذُنُوْبِيْ وَتَفْرِيْطِيْ وَاِصْرَارِيْ

يَا رَبِّ هَبْ لِيْ ذُنُوْبِيْ يَا كَرِيْمُ فَقَدْ — اَمْسَكْتُ حَبْلَ الرَّجَا يَا خَيْرَ غَفَّارٍ

(ترجمہ) میں اپنی لغزش اور گناہ اور تفریط و اصرار سے استغفار کرتا ہوں۔ یارب میرے گناہوں کو بخش۔ اے کریم و غفار میں نے تیرے سوا سب طرف سے اپنی امید کی رسی کاٹ لی ہے +

الٰہی اگر تو مغفرت کا ارادہ نہ کرتا تو استغفار کرنے کا ہم کو امر نہ کرتا۔ اور اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم کو عذر خواہی کا طریق نہ بتلاتا۔ تو سوال سے پہلے مال و دولت بخشنے والا

ہے۔ اور امیدوں سے بڑھ کر فضل عطاء کرنے والا ہے۔ ہم تجھ سے تیری مغفرت کے سوا کچھ اُمید نہیں رکھتے۔ اور تیرے احسان کے سوا اور کچھ نہیں طلب کرتے ہیں اُمید کی زبان سے تجھے پکارتا ہوں کیونکہ میرے عمل کی زبان گونگی ہے۔ اگر میں تیری طاعت بجالاتا ہوں تو اس سے تیرے احسان کی امید رکھتا ہوں۔ اور اگر تیری نافرانی کرتا ہوں تو تیری بخشش کا طالب ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ شعر

اَذْنَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا وَاَنْتَ اَعْظَمُ مِنْهُ
ضَیَّعْتُ حَظِّی بِجَهْلِی فَلَمْ اَصُنْهُ فَصُنْهُ
اِنْ لَمْ اَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِلْعَفْوِ مِنْكَ فَكُنْهُ

(ترجمہ) میں نے گناہ عظیم کیا ہے لیکن تیرا عفو اس سے بھی اعظم ہے۔ میں نے اپنی جہالت سے اپنا فائدہ ضائع کر دیا اور اس کو محفوظ نہ رکھ سکا۔ پس تو اس کو محفوظ رکھ۔ اگرچہ میں تیری عفو کا مستحق نہیں ہوں۔ لیکن تو تو معاف کرنے کا مستحق ہے +

یا اللہ ہم تیری اس رحمت سے کہ جس کے ساتھ تو نے طاعت کرنیوالوں پر ابتدا کی ہے حتیٰ کہ وہ تیری طاعت میں کھڑے ہو گئے۔ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ عاصیوں پر ان کی معصیت کے بعد وہی رحمت نازل کرے۔ کیونکہ تو دوست و دشمن پر احسان کرنیوالا ہے۔ اے کریم۔ شعر

اَجَلُّ ذُنُوْبِیْ عِنْدَ عَفْوِكَ سَیِّدِیْ حَقِیْرٌ وَاِنْ كَانَتْ ذُنُوْبِیْ عَظَائِمَا
وَمَا زِلْتَ غَفَّارًا وَمَا زِلْتَ رَاحِمًا وَمَا زِلْتَ سَتَّارًا عَلَی الْجُرْمِ دَائِمًا
لَئِنْ كُنْتُ قَدْ تَابَعْتُ جَهْلِیْ فِی الْهَوٰی وَكُنْتُ اُطَارُ الْبَطَالَةِ هَائِمًا
فَهَا اَنَا قَدْ اَقْرَرْتُ یَارَبِّ بِالَّذِیْ جَنَیْتُ وَقَدْ اَصْبَحْتُ حَیْرَانَ نَادِمًا

(ترجمہ) اے میرے سردار میرے بڑے بڑے گناہ تیری عفو کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اور تو ہمیشہ ہی سے غفار اور رحم کرنے والا اور میرے قصوروں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ میں اپنی جہالت کے باعث حرص و ہوا کا تابع رہا اور بیہودہ خواہشات کے پورا کرنے میں سرگردان رہا۔ اے رب اب میں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اپنے کئے پر نادم و حیران ہوا +

الٰہی تو احسان کرنے والا ہے اور میں بدکار ہوں۔ محسن کا کام احسان کرنا ہے اور

بدکار کا کام اپنی سرکشی و نافرمانی کا اقرار کرنا۔ اے وہ ذات کہ تو مہلت دیتا ہے اور پردہ ڈالتا ہے اور بخشتا ہے۔ تو غنی ہے اور میں فقیر ہوں۔ اور تو عزیز ہے اور میں حقیر ہوں۔ یا اللہ تو ہماری طرف رضا کی نظر سے دیکھ اور ہمارا نام اہل جفا کے دیوان سے مٹا کر اہل صفا کے دیوان میں درج کر۔ اور ہم کو اپنے وعدہ کے موافق حسن وفا عطا کر اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم آمین

فصل

الٰہی وحدانیت کے افراد میں جلال کی خوبی تیرے ہی لئے ہے۔ اور تیری دوام ربوبیت میں عزت و غلبہ تیرے ہی لئے ہے۔ محبت کرنے والوں کے ہم تیری صفات تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور عارفوں کی عقلیں تیری عظمت و جلال میں حیران ہیں۔ الٰہی تیری عفو اور جود اور کرم کا طمع ہم کو کس نے دیا ہے اور تیری نعمتوں کا شکر ہم کو کس نے سکھایا ہے اور تیرے دروازہ کی طرف ہم کو کون لایا ہے اور جو کچھ تو نے اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا ہے ہم کو اس کی طرف رغبت کس نے دلائی ہے۔ الٰہی یہ سب کچھ تیری طرف سے ہے اور تو نے ہی ہم کو اپنی طرف رہنمائی کی ہے۔ اور تو ہی ہم کو اپنی طرف لایا ہے۔ شعر

اِلَیْکَ جِئْنَا وَاَنْتَ جِئْتَ بِنَا وَلَیْسَ شَیْئٌ سِوَاکَ یُغْنِیْنَا

بَابُکَ رَحْبٌ فِنَاءُہٗ کَرَمٌ تُؤْوِیْ اِلٰی بَابِکَ الْمَسَاکِیْنَا

(ترجمہ) ہم تیری طرف آئے ہیں۔ اور تو ہی ہم کو اپنی طرف لایا ہے اور تیرے سوا اور کوئی چیز ہم کو غنی نہیں کر سکتی۔ تیرا دروازہ فراخ اور اس کا میدان کرم ہے تیرے دروازہ کی طرف مسکین پناہ لیتے ہیں ؎

الٰہی صبر اچھا ہے مگر تجھ سے۔ اور افسوس برا ہے مگر اس چیز پر جو تجھ سے فوت ہو جائے شعر

اِلَیْکَ رَفَعْتُ اِلَیْکَ قِصَّتَہٗ حَائِرٍ وَرَجَوْتُ فَضْلَکَ عِنْدَ اٰخِرِ قِصَّتِیْ

لَا اَخَّرَ اللّٰہُ الصَّبَابَۃَ وَالْھَوٰی عَنِّیْ وَلَا زَالَتْ عَلَیْکَ مَحَبَّتِیْ

(ترجمہ) میں نے اپنی حیرانگی کا قصہ تیرے آگے بیان کیا ہے۔ اور قصہ کے آخیر تیرے فضل کی امید رکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ تیرے عشق و محبت کو مجھ سے دور نہ کرے اور تجھ پر میری محبت ہمیشہ تک رہے ؎

الٰہی سوال کے وقت تو نے اپنی عام سخاوت کا وعدہ مجھے دیا ہے اور اقبال کے پا لینے سے بہت سے فضل کا طمع دلایا ہے۔ میں نے تجھ سے سوال کیا اور تو نے مجھے اُمید سے بڑھ کر دیا کب تک میں تجھ سے امید رکھونگا اور کب تک تو میری امید کو پورا کرتا رہیگا۔ شعر

وَاِنِّیْ لَاَدْعُوا اللّٰهَ وَالْاَمْرُ ضَیِّقٌ ۔۔۔ عَلَیَّ فَمَا یَنْفَکُّ اَنْ یَتَفَرَّجَا

وَرُبَّ فَتًی سُدَّتْ عَلَیْهِ وُجُوْهُهٗ ۔۔۔ اَضَاءَتْ لَهَا فِیْ دَعْوَةِ اللّٰهِ مَخْرَجًا

(ترجمہ) میں اللہ تعالےٰ کو بلاتا ہوں حالانکہ میرا معاملہ مجھ پر ایسا تنگ ہے کہ اس کی کشائش کی اُمید نہیں ہے۔ اکثر ایسے نوجوان دیکھے ہیں کہ جب اُن کے لئے کوئی چارہ نہ رہا تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کو بلایا اور اُن کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ نکل آیا +

الٰہی مجھے میری امیدوں نے اس قدر مست کر دیا کہ میں موتوں کے ہجوم کو بھول گیا۔ الٰہی تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے پس تو اپنے کمال جود کے صدقے مجھ سے درگذر فرما۔ شعر

تَمَالِكُ قَلْبِیْ لَا بُدَّ مِنْكَ وَاِنْ ۔۔۔ اَدْحَشَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ الْمَزَلَلُ

عَالِمُ سِرِّیْ اَنَا الْغَرِیْقُ فَخُذْ ۔۔۔ كَفَّ غَرِیْقٍ عَلَیْكَ یَتَّكِلُ

(ترجمہ) تو ہی میرے دل کا مالک ہے۔ مجھ کو تیرے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگرچہ میری لغزشوں نے میرے اور تیرے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ اور تو ہی میرے بھید کو جاننے والا ہے میں غریق ہوں پس غریق کا ہاتھ پکڑ جو تجھ پر بھروسہ کرتا ہے +

الٰہی جس کی شکست اور ٹوٹ کو تو نے درست نہ کیا وہ کس قدر محتاج ہے۔ اور جس کی مصیبت کو تو نے دور نہ کیا وہ اپنی بدبختی میں مر گیا۔ وائے محرومی جس کو تو نے اپنے دروازہ سے دور کر دیا۔ واحسرتا جس کو تو نے اپنے دوستوں کی راہ سے بہکا دیا۔ الٰہی اگر تیری رحمت نیکوکاروں کے لئے ہی خاص ہے تو پھر بتلا گنہگار اپنی اُمیدیں کس طرف لیجائیں۔ شعر

یَا مَنْ یُجِیْبُ دُعَا الْمُضْطَرِّ فِی الظُّلَمِ ۔۔۔ یَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰی مَعَ السَّقَمِ

قَدْ نَامَ وَفْدُكَ حَوْلَ الْبَیْتِ وَانْتَبَهُوْا ۔۔۔ وَاَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَمْ تَنَمِ

اِنْ كَانَ جُوْدُكَ لَا یَرْجُوْهُ ذُوْ زَلَلٍ ۔۔۔ فَمَنْ یَجُوْدُ عَلَی الْعَاصِیْنَ یَا كَرَمِ

هَبْ لِیْ بِجُوْدِكَ فَضْلَ الْعَفْوِ عَنْ زَلَلِیْ ۔۔۔ یَا مَنْ اِلَیْهِ الْتَجَا الْخَلْقُ فِی الْحَرَمِ

(ترجمہ) اے وہ ذات کہ تو اندھیروں میں مظلوم کی دُعا کو قبول کرتا ہے۔ اور اے مصیبت اور

بیماریوں کو دور کرنیوالے نیز اگر وہ تیرے گھر کے نزدیک سوتا ہے اگتا ہے۔ لیکن تو اے حی قیوم کبھی نہیں سوتا۔ اگر خطاکاروں کو تیری بخشش کی امید نہیں ہے تو بدکاروں پر کرم کون کریگا۔ اے وہ ذات کہ خلق حرم میں تیری طرف پناہ لیتی ہے تو میری لغزشوں کو معاف فرما + یا اللہ تو ہم کو اپنے ستر سے ڈھانپ۔ اور اپنے کرم سے ہم کو معاف کر اور اپنے لطف سے ہمارے ساتھ معاملہ کر۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ +

فصل

الٰہی اگرچہ ہم تیری حد کے نگاہ رکھنے اور تیرے عہد کے پورا کرنے میں قاصر ہیں لیکن تو جانتا ہے کہ ہم تیری مہربانی کی امید اور خالص دوستی میں سچے ہیں۔ اے وہ ذات کہ جس کی معرفت دلوں پر ظاہر ہے اور اس کا وجود دلوں سے مخفی نہیں ہے۔ اور اس کا کرم وجود خلق پر عام ہے۔ اے وہ اول کہ جس کی ازلیت کی کوئی ابتدا نہیں۔ اے وہ آخر کہ جس کی ابدیت کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ اے وہ ظاہر کہ تو نے اپنے عجیب و غریب افعال ظاہر فرمائے ہیں۔ اے وہ باطن کہ جس کے وصف کمال سے عقلیں عاجز ہیں۔ اے وہ قدوس کہ جس کی مانند کوئی اور چیز نہیں۔ اے وہ واحد کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ تو نے ہم کو مسلمان پیدا کیا ہے پس تو ہم کو اپنے عذاب سے بچا۔ اور تو نے ہم کو مومن بنایا ہے پس اپنے عذاب سے ہم کو امن دے۔ اور تو نے ہم کو سوال کے پہلے ایمان دیا ہے جو تیری تمام نعمتوں سے اعلےٰ اور افضل نعمت ہے اور کریم کوئی چیز دیکر پھر اُس کو واپس نہیں لیتا۔ الٰہی تو ہمارے ایمان کو ہماری برائیوں کا مٹانے والا بنا جیسے کہ تو نے کفر کو نیکیوں کا مٹانے والا بنایا ہے۔ یا اللہ اگرچہ ہم تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ لیکن محبت تجھ سے ضرور ہے۔ اور اگرچہ ہم شیطان کی تابعداری کرتے ہیں لیکن اس کو ہم دشمن ضرور جانتے ہیں۔ پس تو اپنی اس محبت کے صدقے جو ہم کو تجھ سے ہے ہماری معصیت و نافرمانی کو بخش۔ اور شیطان کے ساتھ بغض رکھنے کے باعث اس طاعت سے جو اس کے لیئے بجا لاتے ہیں درگذر کر۔ الٰہی ہم تیرے دروازہ پر آگرے ہیں۔ اور تیرے کرم و احسان کے سوالی ہیں۔ اور اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں۔ تو ہی سب سے زیادہ سوال کو قبول کرنیوالا اور حاجتمندوں کی حاجتوں اور امیدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ شعر

بِبَابِكَ رَبِّيْ قَدْ اَنَخْتُ رَكَائِبِيْ — وَمَالِيْ مَنْ اَرْجُوْهُ يَا خَيْرَ وَاهِبِ
فَاِنْ جُدْتَ بِالْفَضْلِ الَّذِيْ اَنْتَ اَهْلُهُ — فَيَا نُجْحَ اٰمَالِيْ بِنَيْلِ رَغَائِبِيْ
وَاِنْ اَبْعَدَتْنِيْ عَنْ جَنَابِكَ خَطِيْئَتِيْ — فَيَا خَيْبَةَ الْمَسْعٰى وَضَيْعَةَ جَانِبِيْ
حَرَامٌ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنْ شَقَّهُ الضَّنَا — يَمِيْلُ اِلٰى خِلٍّ سِوَاكَ وَصَاحِبِ
اِذَا لَمْ اَمُتْ شَوْقًا اِلَيْكَ وَحَسْرَةً — عَلَيْكَ فَمَا بَلَغْتُ مِنْكَ مَاٰرِبِيْ

(ترجمہ) اے سب سے زیادہ بخشنے والے میں نے اپنی امید کی سواریوں کو تیرے دروازہ پر لا بٹھایا ہے اور تیرے سوا میرا اور کوئی نہیں ہے جس سے میں اُمید رکھوں۔ اگر تو نے مجھ پر وہ فضل کیا جس کے تو لائق ہے تو میں جانوں گا کہ میری سب امیدیں حاصل ہو گئیں۔ اور اگر میری خطا نے مجھے تیری بارگاہ سے دور کر دیا تو پھر میرے جیسا بدنصیب اور محروم کوئی نہیں۔ میرے دل پر اگرچہ جدائی کی مصیبت اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے حرام ہے۔ کہ تیرے سوا کسی اور دوست کی طرف مائل ہو۔ اور اگر میں تیرے دیدار کے شوق اور حسرت میں نہ مرا۔ تو میرا کوئی بھی مقصود تجھ سے پورا نہ ہوا۔

یا اللہ تو اپنے ان بندوں پر رحم کر۔ جن کو تیری طویل مہلت نے مغرور کر دیا۔ اور تیرے دائمی فضل نے ان کو وعدہ دلایا۔ اور تیری بخشش کی طرف اُنہوں نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور انہوں نے یقین کر لیا۔ کہ تیرے سوا ان کے لئے اور کوئی غنی نہیں جو ان کے سوال کو پورا کرے۔

فصل

اے اللہ اے تائبین کے دوست اور اے عابدوں کی خوشی۔ اور اے عارفوں کی آنکھ کی ٹھنڈک اور اے اکیلوں کے غمخوار۔ اور اے پناہ گیروں کی پناہ۔ اور اے ناامیدوں کی پشت پناہ۔ اور اے وہ ذات کہ تیری طرف صدیقوں کے دل جھکتے ہیں۔ تو ہم کو اپنے متقین دوستوں اور خلاصی یافتہ گروہ میں سے بنا۔ یا اللہ اگرچہ ہمارے گناہ بہت ہی بدتر ہیں لیکن ان سے ہمارا ارادہ تجھ سے قطع تعلق نہ تھا۔ یا اللہ ہم تیرے دروازہ سے ہرگز دور نہ جاوینگے تو ہم کو اپنے حجاب کا دردناک عذاب نہ دے۔ اگرچہ ہم ایسے نہیں جیسے کہ تو نے ہم کو حکم کیا ہے لیکن تو تو عزت وغنی والا ہے۔ اور اگر تو نے ہماری دستگیری نہ کی۔ تو پھر ہم جیسا مسکین

اور کوئی نہیں۔ اور اگر تو ہم کو اپنے پاس سے ہٹا دے تو پھر ہم کس کے پاس التجا کریں۔ اور اگر تو ہم کو ہانک دے تو پھر ہم اور کس طرف جائیں۔ اور اگر تو ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم کس سے وسیلہ پکڑیں۔ اور اگر تو ہم سے منہ پھیر جائے تو پھر ہماری طرف کون آوے۔ شعر

تَعَطَّفْ بِفَضْلٍ مِنْكَ يَا فَاطِرَ الْوَرٰى ... فَاَنْتَ مَلَاذِيْ يَا سَيِّدِيْ وَمُعِيْنِيْ

لَئِنْ اَبْعَدَتْنِيْ عَنْ حِمَاكَ خَطِيْئَتِيْ ... فَاِنَّ رَجَائِيْ شَافِعِيْ وَيَقِيْنِيْ

فَظَنِّيْ جَمِيْلٌ اِنَّنِيْ بِكَ وَاثِقٌ ... وَاِنَّ جَمِيْلَ الْعَفْوِ مِنْكَ يَقِيْنِيْ

ذَكَرْتُ زَمَانَ الْوَصْلِ فِيْ رَوْضَةِ الرِّضَا ... فَطَالَ حَنِيْنِيْ نَحْوَهٗ وَاَنِيْنِيْ

وَرَدَّتْ دُمُوْعَ الْعَيْنِ حَتّٰى كَاَنَّهَا ... دُمُوْعُ دُمُوْعِيْ لَا دُمُوْعُ جُفُوْنِيْ

(ترجمہ) اے مخلوقات کو پیدا کرنے والے مجھ پر اپنا فضل کر۔ کیونکہ اے میرے سید تو ہی میرا مددگار اور میری جائے پناہ ہے۔ اگرچہ میری خطاؤں نے مجھے تیری بارگاہ سے دُور کر دیا ہے۔ لیکن میری امید اور میرا یقین اور میری شفاعت کرنے والا ہے۔ اور تیری عفو جمیل پر میرا یقین اور پورا پورا بھروسہ ہے۔ جب میں نے رضا کے باغ میں وصل کے زمانہ کو یاد کیا تو اُس کے لئے میرا گریہ اور شوق زیادہ ہوا۔ اور میری آنکھوں سے اس قدر آنسو بہے۔ کہ معلوم ہوتے تھے کہ وہ میرے آنسوؤں کے آنسو ہیں نہ کہ میری پلکوں کے آنسو۔

یا اللہ ہم رغبت اور خوشی سے تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور مکروہ اور بُرا جان کر تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہم خوف کرتے ہیں کیونکہ تو عظیم ہے اور تجھ ہی سے ہم اُمید رکھتے ہیں۔ کیونکہ تو ہی ہمارا معبود ہے۔ اور تجھ ہی سے ہم ڈرتے ہیں کیونکہ ہم تیرے بندے ہیں۔ پس اپنے لئے ہم کو محبت دے۔ اور ہمارے لئے خوف دے۔ اور اپنی ربوبیت کے کرم اور عبودیت کے ضعف کی خاطر ہم کو بخش اور ہم پر رحم کر۔ الٰہی گناہوں کے باعث ہم تیرے آگے سوال کرنے سے کیوں رکیں۔ جبکہ ہم تیری نعمتوں کے محتاج ہیں۔ ہم تیرے دروازہ پر آگرے ہیں۔ تو اپنے دوستوں کے ساتھ ہم پر بھی فضل کر۔ ہم کو یہی عزت کافی ہے کہ ہم تیرے بندے ہیں۔ اور ہمارے لئے یہی شرف کافی ہے کہ تو ہمارا رب ہے۔ الٰہی تو ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ تو چاہتا ہے پس ہم کو بھی ویسا ہی بنا دے جیسے کہ تو چاہتا ہے الٰہی تیرے سوا سب خوشی زائل ہے۔ اور تیرے سوا سب شغل باطل ہے۔ اصلی خوشی وہی ہے جو تیرے ساتھ ہو۔ اور وہ خوشی جو تیرے بغیر ہو وہ سراسر مکر و فریب ہے۔ شعر

فَهُنَا بِذِكْرِكَ وَالظُّلْمَاءُ عَاكِفَةٌ
فَكَانَ يَا سَيِّدِي أَحْلَى مِنَ السَّمَرِ
يَا مَنْ إِذَا قُلْتُ يَا مَنْ لَا نَظِيرَ لَهُ
فِي عِزِّهِ قِيْلَ لِي أَصْدَقُ فِي الْبَشَرِ
عَوَّدْتَنِي التَّطَوُّلَ وَالْإِحْسَانَ يَا أَمَلِي
فَامْنُنْ بِجُوْدِكَ يَا سَمْعِي وَيَا بَصَرِي
أَصْبَحْتُ فِي حَيْرَةٍ لَا أَرْتَجِي سَبَبًا
مَنْ أَرْتَجِيْهِ وَقَلْبِي مَنْ لِوَاكَ بَرِي

(ترجمہ) اے میرے مولا۔ اندھیری راتوں میں تیرا ذکر تمام قصہ کہانیوں سے شیریں اور خوشگوار ہے۔ اے وہ ذات کہ جب میں نے کہا کہ اے وہ ذات جس کی عزت میں اس کا کوئی نظیر نہیں تو مجھے جواب آیا کہ اے سچے آدمی۔ اے میری امید تو نے اپنے کرم اور احسان کا مجھے وعدہ دیا ہے پس اے میری آنکھ اور کان مجھ پر اپنا فضل کر۔ میں ایسی حیرت میں ہوں کہ جس سے نکلنے کے لئے مجھے کوئی راہ نہیں سوجھتا۔ لیکن تیرے سوا میرا دل سب سے بیزار ہے۔

الٰہی میری حاجت میرے لئے حجت اور میرا فاقہ میرے لئے وسیلہ ہے۔ شعر

كَفَانِي مَسْبَقُ عِلْمِكَ بِي كَفَانِي
وَحَسْبِي مِنْ سُؤَالِكَ أَنْ تَرَانِي
وَلِي فِي كُلِّ وَقْتٍ مِنْكَ سِرٌّ
يُبَشِّرُ بِالْأَمَانِ وَبِالْأَمَانِي

(ترجمہ) تیرا سابقہ علم میرے لئے کافی ہے اور تیرے غیر سے مجھے یہی کافی ہے کہ تو مجھے دیکھتا ہے۔ اور میرے لئے ہر وقت تیری طرف سے ایک سر ہے جو مجھ کو امن و امید کی خوشخبری دلاتا ہے۔

یا اللہ! تو نے ساحروں سے وفا کو قبول کیا جبکہ انہوں نے ایک ہی دفعہ تجھے یاد کیا۔ اور ایک ہی مرتبہ تیرے آگے سجدہ کیا۔ اور ہم ہمیشہ سے تیری ربوبیت کے مقر اور تیری وحدانیت کے معترف ہیں۔ اور ہم نے تیرے سوا کسی اور کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور تیرے سوا کسی اور کی طرف اپنی حاجتیں نہیں لے گئے۔ الٰہی ہم پر اپنا فضل کر اور ہم کو اپنی رحمت میں ڈھانپ۔ اور اپنے لطف سے ہمارا تدارک کر۔ اور اپنی مہربانی سے ہمارے ساتھ معاملہ کر۔ اور اپنی خدمت کے لئے ہم کو توفیق دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ تو ارحم الراحمین ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ۔

فصل

الٰہی! جو شخص تیرے سوا کچھ چارہ نہ پاوے وہ تجھے چھوڑ کر کہاں جاوے۔ اور جس شخص کے تمام کاموں کا سرانجام تیرے ہاتھ میں ہو۔ وہ تجھ پر کس طرح بھروسہ نہ کرے۔ الٰہی ہمارے گناہوں کی غایت ہے لیکن تیرے کرم کی کوئی غایت اور حد نہیں ہے الٰہی اگرچہ ہم توبہ پر طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن تو تو مغفرت پر قدرت رکھتا ہے۔ الٰہی ہم نے تمام طاعات سے بڑھ کر طاعت یعنی تیرے ساتھ ایمان لانے اور تیری طرف محتاج اور فقیر ہونے میں تیری طاعت کی ہے۔ اور تمام بُرائیوں میں سے سب سے بڑھ کر بُرائی یعنی شرک اور تجھ پر افترا کرنے کو ترک کر دیا ہے۔ پس ان دونوں کے درمیانی گناہ کو بخش اور ہم کو اپنے سامنے خوار نہ کر۔ الٰہی ہمارے گناہ تیری عفو کے مقابلہ میں بہت ہی صغیرہ ہیں۔ اگرچہ وہ تیری نہی کے مقابلہ میں بہت ہی بڑے ہیں۔ الٰہی اگر تو ہم کو خوار کرنا چاہتا تو ہم کو ہدایت نہ دیتا اور اگر تو ہم کو رسوا کرنا چاہتا تو ہم پر وہ نہ ڈالتا پس یا اللہ جس چیز کے ساتھ تو نے ہماری ابتداء کی ہے اُس کو کامل کر۔ اور جس چیز کے ساتھ تو نے ہمارا اکرام کیا ہے اس کو ہم سے نہ چھین۔ شعر

يَا مَنْ كَسَا قَلْبِيْ مِنَ الْحُبِّ خِلْعَةً ۔۔۔ وَاٰمَنَنِيْ فِيْ لُبْسِهَا الدَّهْرَ اَنْ تُبْلٰى

اَيَا عِوَضِيْ فِيْ كُلِّ سَفَرٍ وَحَاضِرٍ ۔۔۔ وَيَا خَلَفِيْ مِنْ كُلِّ مَنْ صَرَمَ الْحَبْلَا

(ترجمہ) اے وہ ذات کہ تو نے میرے دل کو محبت کی خلعت پہنا دی ہے۔ اور اس کے پہننے سے مجھے ایسا امن دیا ہے کہ زمانہ بھر وہ خلعت بوسیدہ نہ ہوگی۔ تو تمام سفر و حاضر سے میرا عوض اور ہر مصیبت زدہ آدمی سے میرا خلف ہے۔

الٰہی! تو ایسے چہرہ کو جو تیرے لئے سجدہ کرتا ہے۔ اور ایسی زبان کو جو تیرا ذکر کرتی ہے۔ اور ایسے دل کو جو تیرا عارف ہے آگ سے جلا دیگا۔ شعر

اَخَافُ بَعْدَ اَنْ تُوَجِّهَنِيْ بِهُدٰى اٰيَةٍ ۔۔۔ وَاَوْلَيْتَنِي الْاِحْسَانَ وَالطَّوْلَ شَامِلًا

تُجَرِّدُ قَلْبِيْ مِنْ لِبَاسِ عِنَايَةٍ ۔۔۔ وَتُسْلِبُنِيْهِ مَا اَظُنُّكَ فَاعِلًا

(ترجمہ) میں ڈرتا ہوں کہ تو اپنی ہدایت کے تاج کو اور احسان اور نعمت کو جو تو نے بخشی ہے چھین لے۔ اور اپنی عنایت کے لباس سے میرے دل کو ننگا کر دے۔ میں گمان

نہیں کرتا۔ کہ تو ایسا کرے ✽ الٰہی! جس شخص نے تیرے حضور کی نعمت میں کمال سرور پایا وہ تیری خدمت کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ شعر

بُشْرٰی قُلُوْبٌ اَنْتَ غَایَتُہٗ شُغْلِھَا یَا کُلَّ مَطْلُوْبٍ لَّھَا وَحَامِلٌ کُلَّھَا
وَاِذَا الرِّقَابُ تَوَاضَعَتْ وَتَذَلَّلَتْ مِنَّا اِلَیْکَ فَعِزُّھَا فِیْ ذُلِّھَا

(ترجمہ) مبارک ہیں وہ دل جن کے شغل کی غایت اور ان کا مطلوب اور ان کا اٹھانیوالا تو ہے۔ جب ہماری گردنیں تیرے سامنے جھکتی اور ذلیل ہوتی ہیں۔ تو ان کی عزت اسی ذلت میں ہے ✽ اس آدمی سے تعجب آتا ہے جو بندوں کے آگے ذلیل ہوتا ہے۔ حالانکہ اپنے مولیٰ سے جو کچھ چاہتا ہے پاتا ہے۔ اور زیادہ گھاٹے والا وہی شخص ہے جو اپنی حاجتوں کی طلب میں خلق کے آگے جھکتا پھرے۔ اور اگر وہ اپنے مولےٰ کی طرف رجوع کرتا تو تمام کاموں میں اُس کو کافی ہوتا۔ شعر

خُضُوْعِیْ لِشَیْئٍ غَیْرَ عِزِّکَ بَاطِلٌ وَحُبِّیْ لِشَیْئٍ غَیْرَ وَجْھِکَ ضَائِعٌ
وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ الْفَضْلَ حَتّٰی کَاَنَّنِیْ اَرٰی بِجَمِیْلِ الظَّنِّ مَا اَنْتَ صَانِعٌ

(ترجمہ) تیری عزت کے سوا کسی اور شے کی طرف میرا جھکنا باطل ہے۔ اور تیری ذات کے سوا کسی اور شے کے ساتھ میرا محبت لگانا ضائع اور بیفائدہ ہے۔ اور میں تیرے فضل پر اس قدر امید رکھتا ہوں کہ میں اپنے جمیل ظن سے دیکھتا ہوں جو تو میرے ساتھ کرنیوالا ہے ✽ الٰہی! جب کوئی حیلہ نہ رہے تو تو ہمارے لئے جائے پناہ ہے۔ اور جب سب طرف سے اُمید منقطع ہو جائے تو پھر تو ہی ہمارے لئے اُمیدگاہ ہے۔ تیرے ذکر سے ہم نعمت پاتے اور فخر کرتے ہیں۔ اور تیرے جود کی طرف ہم محتاج ہوئے اور پناہ لیتے ہیں۔ پس تیرے ساتھ ہمارا فخر اور تیری ہی طرف ہمارا فقر ہے۔ شعر

بِذِکْرِکَ یَا مَوْلَی الْوَرٰی نَتَنَعَّمُ وَقَدْ خَابَ قَوْمٌ عَنْ سَبِیْلِکَ قَدْ عَمُوْا
شَھِدْنَا یَقِیْنًا اَنَّ عِلْمَکَ وَاسِعٌ وَاَنْتَ تَرٰی مَا فِی الْقُلُوْبِ وَتَعْلَمُ
اِلٰھِیْ تَحَمَّلْنَا ذُنُوْبًا عَظِیْمَۃً اَسَاْنَا وَقَصَّرْنَا وَجُوْدُکَ اَعْظَمُ
سَتَرْنَا مَعَاصِیْنَا عَنِ الْخَلْقِ غَفْلَۃً وَاَنْتَ تَرَانَا ثُمَّ تَعْفُوْ وَتَرْحَمُ
وَحَقِّکَ مَا فِیْنَا مُسِیْئٌ یَسُرُّہٗ صُدُوْدُکَ عَنْہُ بَلْ یَذِلُّ وَیَنْدَمُ
سَکَتْنَا عَنِ الشَّکْوٰی حَیَاءً وَھَیْبَۃً وَحَاجَتُنَا بِالْمُقْتَضٰی تَتَکَلَّمُ

إذا كان ذل العبد بالحال ناطقا … فهل يستطيع الصبر عنه ويكتم

إلهي فجد واصفح وأصلح قلوبنا … فأنت الذي تولي الجميل وتكرم

ألست الذي قربت قوما فوافقوا … ووفقتهم حتى أنابوا وأسلموا

وقلت استقيموا منة وتكرما … وأنت الذي قومتهم فتقوموا

لهم في الدجى أنس بذكرك دائما … فهم في الليالي ساجدون وقوم

نظرت إليهم نظرة بتعطف … فعاشوا بها والخلق سكرى ونوم

لك الحمد عاملنا بما أنت أهله … وسامح وسلمنا فأنت المسلم

(ترجمہ) اے خلق کے مولیٰ! ہم تیرے ذکر سے نازو نعمت حاصل کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو تیرے راستہ سے اندھے ہیں وہ سراسر محروم ہیں۔ ہم اپنے یقین سے شہادت دیتے ہیں کہ تیرا علم وسیع ہے اور تو دلوں کی باتوں کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ الٰہی ہم نے بہت بھاری گناہ کئے اور ہر طرح کی بُرائی اور قصور کئے۔ لیکن تیرا جود و کرم ہمارے گناہوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ تو نے خلق سے پوشیدہ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے اور تو ہم کو دیکھتا ہے پھر معاف کرتا اور رحم کرتا ہے۔ ہمیں تیری قسم ہے کہ ہم میں ایسا بدر کوئی نہیں جو تیری جُدائی اور روگردانی پر خوش ہو۔ بلکہ ذلیل و نادم ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم تیرے حیا اور ہیبت کے مارے شکایت سے خاموش ہیں لیکن ہماری حاجت اپنے مطلب پر بول رہی ہے۔ جب بندے کی ذلت زبان حال سے پکار رہی ہو۔ تو پھر وہ صبر کس طرح کر سکتا ہے اور کس طرح حال چھپا سکتا ہے۔ یا اللہ تو وہی ذات ہے جس نے بعض لوگوں کو قرب بخشا اور وہ تیرے موافق ہو گئے۔ اور تو نے ان کو توفیق دی حتیٰ کہ انہوں نے توبہ کی اور اسلام لے آئے۔ اور تو نے اُن پر منت و احسان جتلا کر کہا کہ استقامت اختیار کرو۔ اور تو وہی ذات ہے جس نے بعض لوگوں کو سیدھا کیا اور وہ سیدھے ہو گئے یعنی راہ راست پر آ گئے۔ وہ ہمیشہ اندھیرے میں تیرے ذکر سے انس پکڑتے ہیں اور راتوں میں تیرے آگے سجدہ اور قیام کرتے ہیں۔ تو نے اُن کی طرف مہربانی کی نظر سے دیکھا اور اُنہوں نے بڑی خوشی سے زندگی بسر کی در انحالیکہ خلق مست اور سوئی ہوتی ہے۔ تیرے واسطے حمد ہے۔ اور تو ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کر جس کے تو لائق ہے اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بچا۔ تو ہی بچانے والا ہے +

الٰہی! تو اپنی طرف آپ ہی ہم کو رہنمائی کر اور اپنے سامنے ہماری ذلت پر رحم کر۔ اور اپنی نعمتوں میں ہم کو رغبت دلا۔ اور ہمارے گناہوں کے باعث ہم کو محروم نہ رکھ۔ اور ہمارے گناہوں کے سبب ہم کو بارگاہ سے دور نہ کر۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ +

فصل

الٰہی تو ہی بادشاہ اور حق اور مبین اور نور اور ہادی اور قوی اور متین ہے۔ تو نے ہم کو اپنی ربوبیت کی معرفت بخشی اور اپنی نعمتوں کے بحر میں ہم کو غرق کیا۔ اور اپنے ذکر اور انس کی نعمت ہم کو عطاء کی۔ اور تو نے ہم کو اپنے پاک گھر کی طرف بلایا۔ الٰہی جس شخص نے تیری محبت کا مزہ چکھا وہ تیرے قرب سے کس طرح صبر کر سکے۔ نظم

مَا سَرَّنِیْ اِنَّ لِسَانِیْ وَلَا ۔۔۔ قَلْبِیْ مِنْ ذِكْرِكَ يَوْمًا خَلَا

لَوْ اَنَّ لِیْ مُلْكَ بَنِیْ هَاشِمٍ ۔۔۔ يُجْبٰى اِلَى الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلَا

اِنِّیْ وَاِنْ قَصَّرْتُ فِیْ خِدْمَتِیْ ۔۔۔ بَاقٍ عَلَى الْعَهْدِ وَذَاكَ الْوَلَا

اَلْعَيْشُ كُلُّ الْعَيْشِ اِنْ جُدْتَ لِیْ ۔۔۔ بِالْقُرْبِ يَا سُؤْلِیْ وَاِلَّا فَلَا

(ترجمہ) مجھے یہ امر اچھا نہیں لگتا کہ میری زبان اور دل کسی دن تیرے ذکر سے خالی ہوں۔ اگر میرے لئے بنی ہاشم بادشاہ ہوتا۔ تو اوّل کی طرف پھر اوّل کی طرف برگزیدہ کرتا۔ اگرچہ میں اپنی خدمت میں قاصر ہوں لیکن تیرے عہد اور محبت پر اسی طرح باقی اور قائم ہوں۔ اسے میری امید اگر تو نے اپنا قرب بخشا تو پھر عیش ہی عیش ہے ورنہ کچھ بھی نہیں +

الٰہی جب ہم تیرے فضل کی طرف نظر کرتے ہیں تو تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو ہلاک ہو گئے کیوں ہلاک ہوئے۔ اور اگر ہم تیرے عدل کی طرف دیکھتے ہیں تو تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو نجات پا گئے کس طرح نجات پا گئے۔ الٰہی اگر تو نے اپنے فضل کے ساتھ ہمارا حساب لیا۔ تو ہم تیرے رضوان کو پائینگے۔ اور اگر تو نے عدل کے ساتھ ہمارا حساب لیا۔ تو پھر ہم تیری بخشش بھی نہ پا سکینگے۔ الٰہی میں کس طرح تجھ سے امید رکھوں کیونکہ میں میں ہوں۔ اور کس طرح تجھ سے امید نہ رکھوں کیونکہ تو تو ہے۔ نظم

مَا زِلْتُ اَغْرَقُ فِی الْاِسَاءَةِ دَائِمًا ۔۔۔ وَيَكُوْنُ مِنْكَ الْعَفْوُ وَالْغُفْرَانُ

لَمْ تَنْتَقِصْنِیْ اِذَا سَاءَتْ وَزِدْتَنِیْ — حَتّٰی کَاَنَّ اِسَاءَتِیْ اِحْسَانٗ
تُوْلِی الْجَمِیْلَ عَلَی الْقَبِیْحِ تَکَرُّمًا — فَاغْفِرْ فَاَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمَنَّانُ

(ترجمہ) الٰہی میں ہمیشہ بُرائی میں غرق ہو۔ اور تیری طرف سے ہمیشہ میرے لئے عفو اور غفران ہوتا رہتا ہے۔ جب میں بُرائی کرتا ہوں تو نہ زیادہ ہوتا ہوں نہ کم۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا بُرائی کرنا میرے لئے احسان ہے۔ تو بُرائی پر نیکی اور احسان کرتا ہے تو مجھے بخش۔ تو منعم اور احسان کرنیوالا ہے +

الٰہی اگرچہ ہم ان گناہوں کے ترک کرنے پر جو تو نے ہمارے لئے لکھے ہیں قدرت نہیں رکھتے۔ لیکن تو تو ہمارے بخشنے پر قدرت رکھتا ہے۔ الٰہی اگرچہ ہم نے جہالت سے تیری نافرمانی کی ہے لیکن اب ہم عقل سے تجھ کو پکارتے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارا ایسا رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور پروا نہیں کرتا۔ الٰہی تو شکایت سے پہلے حال کو جانتا ہے۔ اور تو اُمیدوں کے بر لانے اور مصیبتوں کے دُور کرنے پر قادر ہے۔ نظم

اَجِلُّکَ اَنْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ الَّذِیْ اَلْقٰی — وَاَنْتَ تَرٰی حَالِیْ وَتَعْلَمُہٗ حَقًّا
وَاِنْ اُمِتْ اُخْفِیْ مَا الْاَقِیْ مِنَ الْاَسٰی — تُشَاهِدُ هٰذَا الدَّمْعُ یَسْبِقُنِیْ سَبْقًا
وَتُطْمِعُنِی الْاَشْوَاقُ حَتّٰی اِذَا بَدَا — جَمَالُکَ لَمْ اَمْلِکْ لِسَانًا وَّلَا نُطْقًا
اِذَا مَا تَمَنَّی النَّاسُ رَوْحًا وَّرَاحَۃً — تَمَنَّیْتُ اَنْ اَفْنٰی وَسِرُّ الْهَوٰی یَبْقٰی
بِجُوْدِکَ فَاجْبُرْ قَلْبَ عَبْدٍ قَطَعْتَہٗ — اِلَیْکَ فَلَا غَرْبًا یَرُدُّمْ وَّلَا شَرْقًا
تَعَطَّفْ وَلَا تَقْطَعْہُ عَنْکَ فَاِنَّہٗ — مُقِیْمٌ عَلٰی بَابِ الرَّجَا اَبَدًا مُّلْقٰی

(ترجمہ) الٰہی میں تجھے اس بات سے برتر جانتا ہوں کہ اپنی مصیبت کی تیرے سامنے شکایت کروں۔ حالانکہ تو میرے حال کو جانتا ہے۔ اور اگر کوئی مصیبت اور تکلیف مجھے پہنچے۔ تو میں اُس کو چھپاتا ہوں۔ لیکن یہ آنسو گواہ ہیں جو مجھ سے سبقت کر جاتے ہیں۔ اور شوق مجھے طمع دلاتا ہے حتیٰ کہ جب تیرا جمال ظاہر ہوتا ہے تو میری زبان اور نطق میرے قابو میں نہیں رہتی۔ اور لوگ راحت و آرام کی تمنا کرتے ہیں۔ لیکن میری آرزو یہی ہے کہ میں فنا ہو جاؤں اور تیری محبت باقی رہ جائے۔ اپنے جود و کرم سے اس آدمی کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ جس کو تو اپنی طرف لے آیا ہے۔ اُس کو مشرق و مغرب میں کوئی ٹھکانا

نہیں۔ اس پر مہربانی کر اور اس کو اپنے پاس سے دُور نہ کر۔ کیونکہ وہ تیری اُمید کے دروازہ پہ ہمیشہ کے لئے پڑا ہوا ہے ٭

یا اللہ! تو لغزشوں کو ڈھانپتا اور بُرائیوں کو بخشتا اور ان کو نیکیوں کے ساتھ بدلتا ہے۔ تو ہم کو اپنے مکر سے بچا۔ اور اپنے ذکر سے ہم کو آراستہ کر اور اپنے امر کے بجا لانے میں ہم کو سرگرم رکھ۔ اور اپنے شکر کی ہم کو توفیق دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مُسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ٭

بالخیر تمام شد

کشف الاسرار

یہ کتاب پر اسرار الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے۔ اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ خوشخط ۔ ۔ ۔ قیمت ۔۔ ۲ر

محبت الاسرار نمبر۱ | محکم الفقرا خورد نمبر۲

یہ دونوں رسالے حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہٗ کی اعلیٰ تصنیفات سے ہیں اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبان مولیٰ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ ۔ ۔ ۔ قیمت نمبر ۳ر نمبر۲ ۳ر

شمس العارفین

یہ کتاب بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سات بابوں پر منقسم ہے اور ہر ایک باب میں ایک ایک مضمون دلچسپ پر بحث فرمائی ہے مسائل تصوف کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خوشخط ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۔۔ ۸ر

تیغ برہنہ

یہ بھی حضرت سلطان باھو قادری قدس اللہ سرہ العزیز کی تصوف میں بےنظیر کتاب ہے ۔۔ ۔ قیمت ۔ ۲ر

اورنگ شاہی

تصوف میں حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ کی بےنظیر کتاب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۔ ۲ر

دیوان باھوؒ

توحید و معرفت کے اسباق صوفیوں کا ایمان ۔ قوالوں کی جان ۔ غرضیکہ ہر ایک غزل نور عرفان سے مملو ہے ۔۔ ۔۔ قیمت ۔۔ ۲ر

عقل بیدار

یہ کتاب حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے ۔ حضرت نے اہم مسائل تصوف کے علاوہ اسماء الحسنیٰ اور اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکیب عمل اور مفصل شرح فرمائی ہے ۔ جو طالب راہ خدا کیلئے خضر کا کام دیتی ہے قابل دید ہے ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۔۔ ۱۴ر

رسالہ روحی

کتاب بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی تصنیفات میں سے ہے اس مختصر رسالہ میں حضرت نے روحانی بحث فرمائی ہے ۔۔ قیمت ۔ ۱ر

قصیدہ بردہ معہ ترجمہ اردو و پنجابی

اس کتاب میں قصیدہ بردہ کا نہایت موثر طریق سے منظوم پنجابی ترجمہ کیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۔ ۳ر

مرصاد العباد

یہ کتاب بھی تصوف میں بےنظیر ہے جو حضرت نجم الدین رازی کی تصنیف سے ہے ۔ خوشخط ۔۔ ۔۔ ۔ قیمت ۔ عہ ۱۲ر

دلیل العارفین اردو

ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۔ ۴ر

حیاتِ جاودانی

مناقب وحالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ زبان اُردو

یہ کتاب نایاب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی پیران محی الدین سید عبدالقادر گیلانی کے حالات وکرامات میں جامع ہے۔ عربی کتاب

قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر

OSMANIA UNIVE
COLLEGE LIBR

مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے

اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر آخیر تک کے کل حالات مع کرامات عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں آپ کے علم وفضل کے حالات، آپکے مدرسہ کی کیفیت، آپکے یاران صحبت کے سوانح اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپکے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے۔ نیز آپکے شاگردوں کے حالات اور اُنکا ذکر جنکو جناب عالیمقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپکے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرۂ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی جامع کتاب نہیں چھپی۔ ۔ ۔ ۔ قیمت عہ/۸

اُردو ترجمہ اسرار الطریقت

یعنی جناب قدوۃ العارفین حضرت شاہ محمد غوث لاہوری ثم البشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی لکھی ہوئی کتاب جس میں حضرت نے اپنے تمام حالات از اول تا آخر نیز جن بزرگوں سے جناب کو فیض باطنی پہنچا ہے نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ طالب کیلئے طریق اذکار بھی نہایت درست اور کامل و اکمل بزرگ گذرے۔ جناب کے ان ملفوظات کے پڑھنے اور ہدایت پر عمل کرنے سے خدا کا رستہ نہایت آسانی سے ملتا ہے طالبانِ مولا کو اسے ضرور پڑھنا چاہئے۔ نہایت محنت سے اردو ترجمہ کر کے خوشخط چھاپی گئی ہے۔ ۔ ۔ قیمت ۱۲/

زبدۃ المقامات

نادر و بے مثل کتاب حضرت قطب الاقطاب شیخ شیوخ جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ جہان شاہ والا مکان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما آپکے خلفائے نامدار اور آپکی اولاد پاک کے حالات سے پُر ہے۔ خوشخط قابل دید ہے۔ ۔ ۔ قیمت عا/

ہشت بہشت اُردو

یعنی مکمل مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ اسمیں آٹھ اکابر حضرات چشت کے ملفوظات درج ہیں اور ان کے پڑھنے سے برکات الٰہی نازل ہوتے ہیں۔ بہت بڑی کتاب ہے۔ خوشخط چھپ کر تیار ہے۔ ۔ ۔ قیمت عا/۸

نفحات الانس

یہ بینظیر کتاب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نقشبندی کی اعلےٰ تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں اس میں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذری ذکر ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۳/

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین رئی تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ کوچہ ککی زیان بازار کشمیری

لاہور

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتبخانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمی، مجلس انتظامی، عمال شعبجات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات، معتمد و رجسٹرار جامعہ و عہدہ داران جامعہ اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۳۔ طلبائے ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔ طلبہ پانچ کتابیں ...

۴۔ مدت مقررہ کے بعد کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط عدم طلب کتابیں مکرر جاری کی جا سکینگی مگر اس غرض کیلئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو تشخیص پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کیجا سکینگی۔ فقط